يا مالك الملك تؤتي الملك من تشاء وتنزع الملك ممن تشاء

گوہر اقبال

(حصہ اول)

مرتبہ قدردان فیض رسان علیا حضرت نواب سلطان جہان بیگم صاحبہ تاج ہند جی سی ایس آئی

جی سی آئی ای فرمانروائے بھوپال ادام اللہ بالعز والاقبال

جس مین

سال اول صدرنشینی سنہ ۱۳۱۸ھ مطابق سنہ ۱۹۰۱ء سے سال ہفتم صدرنشینی سنہ ۱۳۲۵ھ مطابق

سنہ ۱۹۰۷ء تک کے حالات و واقعات درج ہین اور ایک دیباچہ کے ذریعہ سے اوسکا سلسلہ

تاج الاقبال بھوپال سے ملا دیا ہے

در مطبع سلطانی ۱۳۳۱ باہتمام محمد عبد اللہ مہتمم مطبع موصوف طبع یافت

۱۹۱۳ء

دیباچہ

سنٹرل انڈیا میں بھوپال کی حکومت اٹھارویں صدی کے آغاز میں جسکو آج تک ۲۰۳ سال کا عرصہ ہوتا ہے ایک افغانی سردار نے جسکے دست و بازو کی قوت میں تا ئید آلہی شامل تھی ایسی حالت میں جب کہ سلطنت مغلیہ کے زوال سے ہندوستان میں بے اطمینانی و بدامنی پھیلی ہوئی تھی اور ایسی سرزمین پر جسکی تمدنی عظمت کو فنا ہوئے صدیاں گذر چکی تھیں اور جسکے چاروں طرف مرہٹہ اور پنڈارا جیسی جنگجو اور غارت گر قوموں کا تسلط تھا قائم کی اور پھر بانی ریاست کی ۵ نسلوں کو متواتر ۱۰۸ سال تک اپنے ہمسایہ اقوام کے مقابلہ میں حملہ و مدافعت میں بسر کرنا پڑا اس کے بعد اگرچہ آنریبل ایسٹ انڈیا کمپنی کے ساتھہ معاہدات کرنے اور اوس کی حمایت میں آجانے سے بیرونی دشمنوں اور حملہ آوروں کے تفکرات سے نجات مل گئی مگر خانہ جنگی کی مشکلات پیش رہیں ، حتی کہ ۱۸۴۷ء میں لارڈ ہارڈنگ گورنر جنرل کے اوس فیصلہ نے جس سے کہ نواب سکندر بیگم خلد نشین کے ہاتھوں میں عنان حکومت پہونچی بھوپال کی ان تمام مشکلوں اور مصیبتوں کا خاتمہ کردیا اور اس طرح اب ۱۲۴ سال کی جنگ و جدال کی تاریخ ختم ہوکر ایک پرامن تاریخ کا آغاز ہوا ـ

اس مختصر تمہید کے مطالعہ سے ہر شخص اندازہ کرسکتا ہے کہ جس ملک کی تاریخ میں بجز مجاہدانہ اور محاربانہ واقعات کے اور کچھہ نہ ہو اور جہاں کبھی پانچ سال بھی امن و اطمینان کے نہ گذرے ہوں اور جس کے فرمان رواؤں کو کبھی میدان جنگ سے کسی دوسری طرف توجہ منعطف کرنے کا موقع نہ ملا ہو

وہان اقتصادی اور تمدنی خوبیون کا وجود کہان تک ہو سکتا ہے۔

دراصل بھوپال مین نظام حکومت قائم ہونے اور تمدن و تہذیب کی بنیاد پڑنے کا ابتدائی زمانہ ۱۸۴۷ء سے شروع ہوتا ہے جسکو صرف ۶۵ سال گذرے ہین اور اس عرصہ مین بھی چند ایسے واقعات ظہور پذیر ہوے جنہون نے ریاست کی اصلاحی حالت کو کئی سال پیچھے ہٹا دیا۔

اسمین شک نہین کہ نواب سکندر بیگم خلد نشین اور نواب شاہجہان بیگم خلد مکان نے اپنے اپنے دور حکمرانی مین بیدار مغزی و محنت اور ہمت و حوصلہ کے ساتھہ ریاست کو متمدن بنانے اور ہر قسم کی ترقیات سے بہرہ مند کرنے کی کوشش کی، اور بلاشبہ وہ بڑی حد تک کامیاب ہوئین اور ہمیشہ بھوپال کی تاریخ کے اس حصہ مین ان دونون فرمان روا بیگمات کا نام بطور ایک نجات دہندہ کے سنہری حرفون مین نظر آئیگا لیکن یہ انسانی طاقت سے باہر ہے کہ صدیون کی غارت شدہ تہذیب و تمدن کو چند برسون کی محنت سے پھر وجود مین لے آئے یا اون تمام تدابیر و تجاویز کو مکمل کر دے جن پر ایک کامل تمدن و تہذیب کی بنیاد قائم ہوتی ہے یہ کلیہ قاعدہ ہے کہ ملک کی اصلاحات کا کام بتدریج ہوتا ہے اور رفتہ رفتہ اوسمین کامیابی حاصل ہوتی ہے۔

متمدن ممالک اور مہذب اقوام کی تاریخ خود اس دعوی کی شہادت و تائید ہے کہ کسقدر عرصہ دراز تک اونکو کیسے کیسے جلیل الشان فرمان رواؤن اور مدبرین و مصلحین کے اقتدار و حکومت اور اثر مین رہنے کے بعد متمدن اور مہذب کہلائے جانے کا استحقاق ہوا ہے اور اون کا نظام حکومت باقاعدہ بنا ہے تاہم زمانہ موجودہ کی دوربین نظرین کمی محسوس کر رہی ہین اور خدا جانے کب تک ایسی کمی محسوس کرنے کا طویل سلسلہ قائم رہیگا، مگر بلاشبہ کیسی ہی معراج ترقی نصیب ہو متقدمین کی فضیلت کا ہمیشہ اعتراف کیا جائیگا، اسی طرح بھوپال مین جو کچھہ اصلاحات نواب سکندر بیگم نے کین وہ بے انتہا تعریف کے قابل ہین لیکن یہ کسی طرح نہین کہا جا سکتا کہ آیندہ اصلاحات کے لئے استغنا ہو گیا، یا اونکے بعد

نواب شاہجہان بیگم نے جو کچھ ترقی دی اوس کو دیکھکر یہ خیال کیا جاسے کہ اونہون نے زمانہ مستقبل کے واسطے کوئی گنجائش نہین چھوڑی یا اون کی ہر ایک تجویز ایسی مکمل یا ہر ایک تدبیر ایسی صحیح تھی جسمین کسی ترقی و اصلاح کی ضرورت نہ تھی یا اب جو کام مین کر رہی ہون وہ ایسا جامع اور مکمل ہو جائیگا کہ میرے آیندہ جانشین کے لئے کچھ باقی نہین رہیگا اسی کے ساتھہ یہ اظہار کر دینا بھی ضروری ہے کہ جو کچھ سرکار خلد مکان نے اپنے دور حکومت کے حالات تاج الاقبال بھوپال مین لکھے ہین اونسے یہ مطلب نہ نکالنا نہین کرنا چاہئے کہ اونہون نے سرکار خلد نشین کے نظام حکومت سے مقابلہ کر کے اپنی بیدار مغزی اور کوشش و سرگرمی کو ترجیح دکھایا ہے، اسی طرح جو حالات میری اس کتاب مین درج ہین وہ بھی اس غرض سے ضبط تحریر مین نہین لاسے گئے کہ سرکار خلد مکان کے عہد کی تنقیص کر کے اپنے زمانہ کو ایک ترقی یافتہ زمانہ اور اپنی اصلاحات کو کامیاب اصلاحات کی شکل مین پیش کرون بلکہ یہ حالات فی الحقیقت بھوپال کی تدریجی ترقی کا آئینہ ہین جنکے دیکھنے سے ہر فرمان روا کی کوشش و سرگرمی اور اوسکے زمانہ کی اصلاحات و ترقی کا حال معلوم ہو سکتا ہے۔

مین کامل عقیدہ کے ساتھہ ریاست کو ودیعت الٰہی سمجھکر محنت و کوشش کے ساتھہ اور اپنی راسے پر غور کرنے اور وثوق رکھنے کے بعد اپنی تدابیر کو عمل مین لانا اور شب و روز اوس مخلوق خدا کی جو خالق مطلق اور اعلیٰ حکمران طاقت کی طرف سے میرے سپرد کی گئی ہے حتی الامکان بہبودی و بہتری کی تجاویز کرنا اپنا اہم ترین فرض جانتی ہون اور دلی یقین رکھتی ہون کہ یہ حکومت و اقتدار عزت و مرتبا اور نجات آخرت صرف اسی فرض کی بجاآوری پر منحصر ہے۔ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ۔

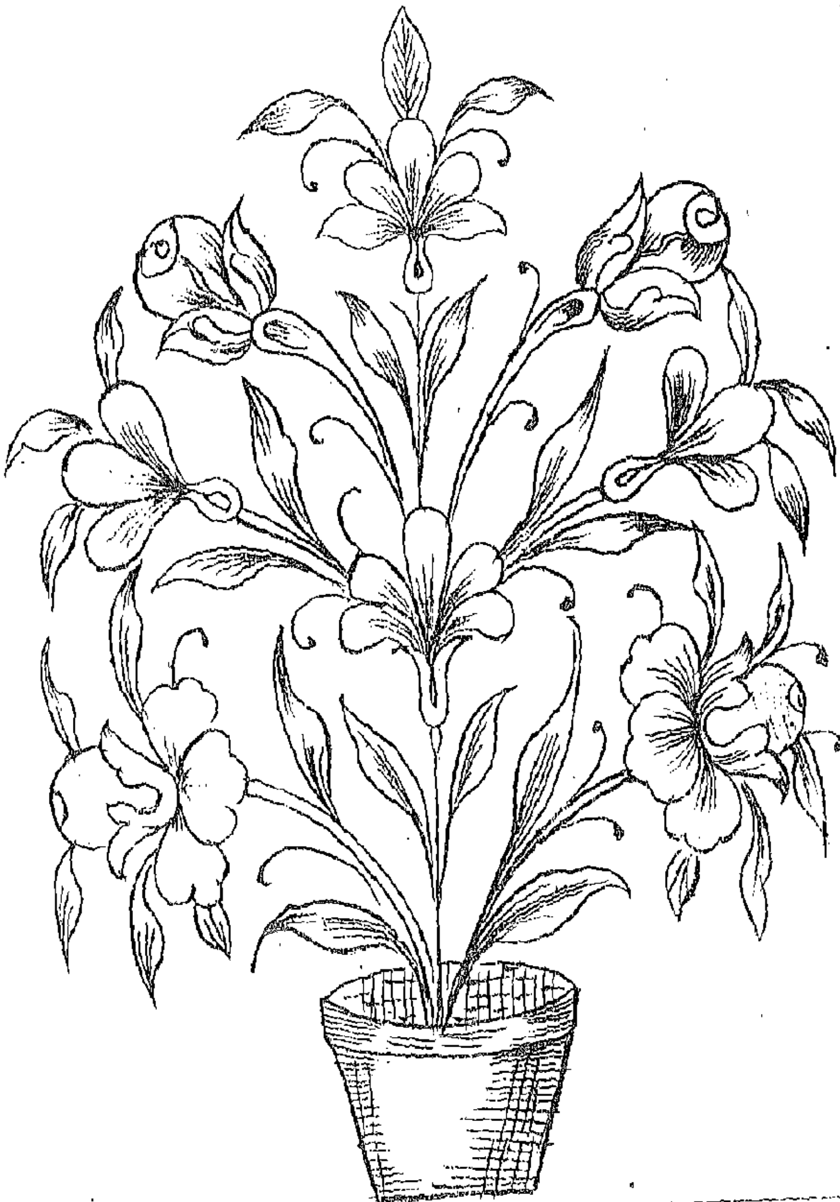
تمہید

سنہ ۱۱۲۰ھ سے سنہ ۱۲۸۸ھ تک بھوپال کی ایک مستقل تاریخ موجود ہے جسکے واقعات کو نواب سکندر بیگم صاحبہ خلد نشین نے ایک مبسوط تاریخ کی ترتیب کے ارادہ سے جمع کرنا شروع کیا تہا اور اونکی زندگی مین بڑا حصہ مرتب ہو گیا تہا مگر قضا نے مہلت نہ دی اور اونکا یہ کام ناتمام رہا -

جب نواب شاہجہان بیگم صاحبہ خلد مکان مسند نشین ریاست ہوئین تو اونہون نے سرکار خلد نشین کے اس ارادہ کی تکمیل کی ، اور تین حصون مین جو کتاب "تاج الاقبال بھوپال" کے نام سے موسوم ہے یہ تاریخ مدون ہوئی اسکے بعد گو عملاً تاریخ قائم رہا مگر پہر کوئی حصہ مرتب نہ ہوا ، اور سنہ ۱۳۱۸ھ مطابق سنہ ۱۹۰۱ء مین اونہون نے وفات پائی ، مین نے اپنے زمانہ مین اوس کام کو جاری رکہنا مناسب جانا اور سنہ ۱۲۸۹ھ سے لیکر سنہ ۱۳۱۸ھ تک کے حالات ترتیب دیکر "تزک سلطانی" کے نام سے شایع کر دیا جس سے تاج الاقبال کا سلسلہ مربوط ہو گیا لیکن اس ۲۶ سال کے عرصہ مین کچھ ایسے رنجدہ حالات اور افسوس ناک واقعات بہی پیش آئے تہے جنکی وجہہ سے میرا مرتبہ حصہ ایک غمناک فسانہ بنگیا اور اوسنے بڑی حد تک تاریخی حیثیت سے علیحدہ ہو کر سوانح ذاتی کی صورت اختیار کر لی ، ان ۲۶ برسون مین مجہے جو روحانی صدمات پہونچے اونسے میرے دل پر نہایت سخت اثر تہا اور ابہی تک جب اونکا خیال آتا ہے دل و دماغ پر تکلیف دہ حالت طاری ہو جاتی ہے ، مگر اوس جوش بیان نے جو ایسی صورتوں مین خود بخود پیدا ہو جاتا ہے اور جسکا اندازہ کچہہ ستم رسیدہ اور غمزدہ دل ہی کر سکتے ہین میرے ضبط کو

مغلوب کر لیا تھا اسلئے زبان قلم سے وہ جذبات غم بھی ظاہر ہوتے چلے گئے جنکو اگر مین ضبط کر جاتی تو ایک مافوق الفطرت قوت کا اظہار کرتی ۔

اب یہ کتاب میرے عہد حکومت کی تاریخ ہے لیکن اسکی تمہید مین مینے یہ مناسب سمجھا ہے کہ اون افسردگی پیدا کرنے والے واقعات کو نظر انداز کر کے عہد سرکار خلد مکان کے بقیہ حالات نہایت اختصار کے ساتھہ درج کروں تاکہ تاج الاقبال بھوپال کے ساتھہ اس کتاب کا سلسلہ قائم ہو جائے ۔



مختصر واقعات

از ۱۲۸۹ھ / ۱۸۷۲ء تا ۱۳۱۸ھ / ۱۹۰۱ء

تقریبات | سنہ ۱۸۷۴ء / ۱۲۹۱ھ مین میری شادی کی تقریب بڑی دہوم دہام اور فیاضی کے ساتھہ کی

سنہ ۱۸۸۷ء اور سنہ ۱۸۹۷ء مین علیا حضرت کوئن وکٹوریہ کی جوبلی کی خوشی منائی گئی شہر مین چراغان ہوا آتشبازی چلائی گئی دعوتین ہوئین ، مساکین وغیرہ کو خیرات تقسیم کی گئی گرلس اسکول کی لڑکیون کو جوڑے دیئے گئے فوجی ریویو ہوا ۔

وزارت | سنہ ۱۸۸۱ء / ۱۲۹۹ھ مین مولوی جمال الدین خان صاحب بہادر مدار المہام کا جو ایک قدیم اور خیرخواہ عہدہ دار تھے انتقال ہوا اور اونکی جگہہ مولوی محمد مبین مقرر ہوئے ، یہ نواب صدیق حسن خان صاحب کے اوستاد تھے اونہی کی سفارش سے تقرر ہوا اونہی کی وجہہ سے علٰحدہ کئے گئے ان کے بعد حافظ احمد حسن خان صاحب مامور ہوئے یہ ایک جفاکش اور قابل شخص تھے اپنے فرائض کو نہایت خوبی سے انجام دیا ۔ لیکن نواب صدیق حسن خان صاحب سے تعلقات اچھے نہ رہے جس سے پیچیدگیان بڑہین رنجش نے طول پکڑا ، نواب صاحب نے اونکی علٰحدگی کی فکر کی ، مدار المہام نے انتقام پر کمر باندہی جس سے سرکار خلد مکان کو بہت رنج پہونچا اور وہ اس خدمت سے سبکدوش کردیئے گئے ۔

ان کے بعد فروری سنہ ۱۸۸۵ء مین نواب بہادر عبد اللطیف خان نے بحیثیت وزیر مدار المہامی کا چارج لیا کیونکہ اب حسب الہدایت گورنمنٹ آف انڈیا ریاست کے انتظامات مین ایک عظیم تغیر ہوگیا تھا جس کا ذکر انہی اوراق مین درج ہے ، ہنوز نئے وزیر کو ایک سہ ماہی بھی نہ گذری تھی کہ سرکار خلد مکان نے یوروپین وزیر کی باصرار خواہش کی اور اس خواہش کے منظور ہونے کے بعد کرنل وارڈ جو ایک تجربہ کار اور مدبر

انگریز تھے یکم جولائی سنہ ۱۸۸۶ء کو مامور ہوئے۔

کرنل وارڈ نے اپنے دور وزارت میں بڑی بڑی اصلاحیں کیں لیکن ڈھائی برس کے بعد ان کو بھی ریٹائر ہونا پڑا، اور ان کی جگہ منشی امتیاز علی خان اوسوقت تک مامور رہے جب تک کہ ۲ سال کے بعد موت نے اونکو سبکدوش نہ کیا۔

ان کے انتقال کے بعد مولوی عبدالجبار خان صاحب کا تقرر کیا گیا۔

شاہنشاہی درباروں میں شرکت

سنہ ۷۶-۱۸۷۵ء میں کلکتہ جاکر ہز رائل ہائینس پرنس آف ویلز (کنگ ایڈورڈ ہفتم قیصر ہند) سے ملاقات کی اور دربار میں شریک ہوئیں۔

سنہ ۷۷-۱۸۷۶ء کے دربار قیصری کی شرکت کے لئے دہلی کا سفر کیا اور اس مشہور دربار میں خطاب قیصری کی مبارکباد ادا فرمائی، اکثر تقریبات دربار میں شریک ہوئیں۔ لارڈ لٹن اور لیڈی لٹن سے ملاقاتیں ہوئیں۔ نشان شاہی عطیہ ملکہ معظمہ قیصرہ ہند نسلاً بعد نسل اور بطناً بعد بطن بطور ماہی مراتب جلوس سواری کے وقت ہمراہ رکھنے کے لئے اور تمغہ قیصری مرحمت ہوا، اور نیز ملکہ ممدوحہ کی طرف سے ایک کرچ عطا کی گئی۔

اسی موقع پر نواب صدیق حسن خان صاحب کو ۱۷ فیر کی سلامی اور اعزاز استقبال عطا ہوا سنہ ۱۸۸۶ء میں لارڈ ڈفرن کی ملاقات کے لئے پھر کلکتہ تشریف لیگئیں ہز ایکسلنسی نے کمال مہربانی سے خیر مقدم کیا، بلقیس جہان بیگم بھی ہمراہ تھیں اون کے ساتھ بے انتہا شفقت کا برتاؤ کر کے ہز ایکسلنسی نے اور بھی سرکار خلد مکان کو مشکور کیا۔ یہاں اکثر اعلیٰ حکام سلطنت اور اونکی لیڈیز سے ملاقاتیں ہوئیں۔

سنہ ۱۸۹۳ء میں شملہ جاکر لارڈ لینسڈون اور لیڈی لینسڈون سے ملاقات کی اور شملہ کی موسمی دلچسپیوں میں مشغول رہیں۔

مہمانان ریاست

سنہ ۱۸۸۹ء میں مشہور و معروف سپہ سالار ہند لارڈ رابرٹس مع اپنی لیڈی صاحبہ

اور اسٹاف کے بھوپال تشریف لاکر سرکار خلد مکان کے مہمان ہوئے پریڈ پر فوج ریاست کا معاینہ فرمایا اور اظہار پسندیدگی کیا۔

سنہ ۱۸۹۱ء مین بھوپال کو لارڈ لینسڈون اور لیڈی لینسڈون کی تشریف آوری کا شرف حاصل ہوا، چونکہ یہان نائب السلطنت ہند کے آنیکا یہ پہلا موقع تھا اسلئے استقبال کی تیاریان نہایت اعلیٰ پیمانہ پر کی گئین۔ سرکار خلد مکان نے بڑی سرگرمی کے ساتھہ اپنے معزز مہمان کی وزٹ کو ہر ایک طریقہ سے دلچسپ بنانے مین ذاتی طور پر کوشش کی اور ہر ایک امر مین اپنی بیدار مغزی و فراست کا کامل ثبوت دیا جسکا ہز ایکسلنسی کے دل پر نہایت گہرا اثر قائم ہوا چنانچہ حضور ممدوح نے جو تقریر ڈنر پر فرمائی وہ حسب ذیل ہے :-

نواب بیگم صاحبہ، و لیڈی صاحبان، و جنٹلمین!

جو عزت کہ "نواب بیگم صاحبہ" نے مجھے بخشی ہے، اوسکا میرے دل پر نہایت زیادہ اثر ہوا ہے، کیونکہ میری نظر مین اس عزت کی اس وجہہ سے اور بھی زیادہ وقعت ہے کہ مین یقین کرتا ہون کہ مین ہی پہلا ویسرائے ہون، جسکو "بھوپال" مین "نواب بیگم صاحبہ" کے مہمان ہونے کی برتری حاصل ہوئی۔

"نواب بیگم صاحبہ" کی اس عنایت کی اسلئے مین اور بھی زیادہ قدر کرتا ہون کہ "بیگم صاحبہ" ممدوحہ ہنوز ایک سخت خانگی غم مین مبتلا ہین، اور عالم تنہائی سے باہر آنے مین "بیگم صاحبہ" موصوفہ کو ایک گونہ زور دینا پڑا ہوگا۔

مجھکو یقین کامل تھا کہ مثل اور موقعون کے اس موقع پر بھی "نواب بیگم صاحبہ" جناب "ملکہ معظمہ قیصرۂ ہند دامت سلطنتہا" کی تعظیم کو قول اور فعل کے اظہار کرنے مین جسکو کہ "بیگم صاحبہ" ممدوحہ نے ایسے فصیح اور پرجوش الفاظ مین ظاہر فرمایا ہے اپنی ذاتی اور خانگی رنج و غم کے مانع نہ ہونے دیوینگی، جس طور سے آج کی شب "نواب بیگم صاحبہ" نے جناب "ملکہ معظمہ قیصرۂ ہند" کا ذکر فرمایا ہے، اوسکی اطلاع مین جناب ممدوحہ کی خدمت مین ضرور بالضرور کرونگا۔

اپنے بارہ مین مجھے اس بات سے نہایت زیادہ خوشی حاصل ہوئی کہ خود "نواب بیگم صاحبہ" کی زبان مبارک سے

میں نے سنا کہ "بیگم صاحبہ" ممدوحہ کے خیال میں جو مختلف معاملات متعلق ریاست بھوپال میرے سامنے پیش ہوئے، اون میں "بیگم صاحبہ" ممدوحہ کا لحاظ جیسا چاہئے نہ کیا گیا اور میں اسبات کا "بیگم صاحبہ" سے بخوشی اقرار کرسکتا ہوں کہ جس طور سے "بیگم صاحبہ" ممدوحہ مجھ سے اس دلچسپ موقع پر پیش آئی ہیں، اوسکی وجہ سے "نواب بیگم صاحبہ" کی جو دوستانہ وقعت میرے دل میں پہلے تھی اگر زیادہ ہونا ممکن ہے تو ہو گی۔

رؤسا بھوپال ہمیشہ سے وفاداری و لیاقت انتظامیہ و سخاوت و خیرات میں مشہور رہے ہیں۔ "نواب سکندر بیگم صاحبہ" مرحومہ والدہ "نواب بیگم صاحبہ" حال نے جو خدمت سرکار انگلشیہ کی ایام غدر میں کی، جبکہ اوس خدمت کی از بس ضرورت تھی وہ نہ فراموش ہوئی ہے، اور نہ ہوسکتی ہے، اور جس خاندان سے ایسی ایسی خدمات ظہور میں آئیں اونکی "بیگم صاحبہ" ممدوحہ ایک لائق جانشین ہیں۔

"بیگم صاحبہ" موصوفہ کی کارگزاری و انتظام ریاست سے اونکا ایک عقلمند اور دانا ملکہ ہونا ظاہر ہے۔ "بیگم صاحبہ" موصوفہ نے بہت سے نہایت عمدہ، اور مفید کاموں میں اپنی فیاضانہ امداد سے اپنی ریاست کی بہبودی کو بہت بڑھایا ہے، اور اس حصہ ہندوستان کی ریلوے کی ترقی میں "بیگم صاحبہ" نے فیاضی کے ساتھ مدد دی ہے، اور نیز سڑکیں بنوائی ہیں، اور ہسپتال تعمیر کرائے، اور باشندگان "بھوپال" کے لئے اچھے پانی بہم پہونچانے کا ایک نہایت عمدہ بندوبست کر دیا ہے، اور آج ہی "نواب بیگم صاحبہ" نے اپنی خواہش کا اظہار فرمایا ہے کہ کچھ عرصہ ہوا اوس وقت جو "بیگم صاحبہ" ممدوحہ نے امداد و حفاظت سرکار قیصر ہند کی غرض سے اپنی جنگی فوج کا ایک حصہ سرکار انگریزی کے سپرد کرنے کے بارہ میں تحریک کی تھی، اوسکی اگر گورنمنٹ عالیہ پسند فرماوے تو اب کارروائی ہوسکتی ہے۔

میں چاہتا ہوں کہ حاضرین جلسہ میرے ساتھ "نواب بیگم صاحبہ" کا جام صحت نوش کریں اور اس امید کے اظہار کرنے میں شریک ہوں کہ جو کچھ رنج و تکلیف نواب بیگم صاحبہ ممدوحہ کو پہونچ چکی ہے، وہ کچھ عرصہ میں رفع ہو کر فراموش ہو جاوے اور مدت دراز تک بیگم صاحبہ موصوفہ کی سلطنت قائم رہے جس سے رعایا کو بھوپال کی

اسقدر فائدہ پہونچا ہے ، اور جو گورنمنٹ عالیہ ہند کی امداد و تحسین کی مستحق ہے ۔

اس موقع پر ریاست کو یہ اعزاز بھی مرحمت کیا گیا کہ (۱۰۱) تھان اشرفی کی نذر جو منجانب حکمران بھوپال پیش کی جاتی تھی ہمیشہ کے لئے معاف کی گئی ، پھر جب ٹون ہال کلکتہ میں یکم دسمبر ۱۸۹۱ء اپنے دورہ کے متعلق تقریر کی تو اوس میں بھوپال کی وزٹ کے متعلق فرمایا :-

"میں چاہتا ہون کہ کچھ حال اپنے سفر کا بھی اس ضمن میں بیان کرون کم سے کم چار رئیسون سے اس اثنا میں میری ملاقات ہوئی ، اور یہ راستی کے خلاف ہوگا اگر میں اوس گرم جوشی کی تصدیق نہ کرون کہ جس کے ساتھ اونہون نے میرا استقبال کیا اور اوس وفاشعاری اور اطاعت کی گواہی نہ دون جو اون میں موجود ہے ۔

بھوپال میں ہر ہائینس بیگم صاحبہ سے ملنے کی خوشی حاصل ہوئی اونہون نے اپنے جوہر ذاتی ذہانت و فراست ، اور دانائی و لیاقت سے مجھے بہت ہی متعجب کیا ، کل مضامین و روایات متعلقہ ریاست وفاداری کی دلیل ہیں اور خود سلطنت انگلشیہ کی میں راسخ و خیرخواہ واثق ہیں اور باوجود خانگی رنج و ملال کے جسکا گران بار اثر اونکے دل پر ابھی تک موجود ہے اونہون نے جس خلق و اخلاص سے میرا استقبال کیا اوسکو میں مشکل ہی بھول سکتا ہون "

۱۸۹۲ء میں جب ہز اکسلنسی ممدوح اپنے سرمائی دورہ پر تھے تو اسٹیشن بھوپال سے گذرتے ہوئے سرکار خلد مکان کی دعوت پر تھوڑی دیر کے لئے اسٹیشن پر مقیم ہوئے اور ڈنر تناول فرمایا اور اس موقع پر جو تقریر فرمائی اوس میں یہ فرمایا کہ :-

"لیڈی صاحبات ، وجنٹلمین !

نواب بیگم صاحبہ مکرمہ نے جن شفقت آمیز الفاظ میں لیڈی لینسڈون صاحبہ کے و میرے جام صحت نوش کرنے کی تحریک کی اوسکا پورے طور سے میں شکریہ ادا نہیں کرسکتا ہون ، اس مرتبہ پھر نواب بیگم صاحبہ مکرمہ کے مہمان ہوتے ہیں ہمکو از حد خوشی حاصل ہوئی بارہ مہینے گذرے اوسوقت جو مہمانداری و مدارات ہماری ریاست

مینے سنا کہ "بیگم صاحبہ" ممدوحہ کے خیال مین جو مختلف معاملات متعلق ریاست بھوپال میرے سامنے پیش ہوے، اون مین "بیگم صاحبہ" ممدوحہ کا لحاظ جیسا چاہئے تھا رکھا گیا اور مین اسبات کا "بیگم صاحبہ" موصوفہ سے اقرار کرسکتا ہون کہ جس طور سے "بیگم صاحبہ" ممدوحہ مجھسے اس دلچسپ موقع پر پیش آئی ہین، اوسکی وجہ سے "نواب بیگم صاحبہ" کی جو دوستانہ وقعت میرے دل مین پہلے تھی اگر زیادہ ہونا ممکن ہے تو ہوگی۔

رؤسا بھوپال ہمیشہ سے وفاداری ولیاقت انتظامیہ وسخاوت وخیرات مین مشہور رہے ہین۔ "نواب سکندر بیگم صاحبہ" مرحومہ والدہ "نواب بیگم صاحبہ" حال نے جو خدمت سرکار انگلشیہ کی ایام غدر مین کی، جبکہ اوس خدمت کی ازبس ضرورت تھی وہ نہ فراموش ہوئی ہے، اور نہ ہوسکتی ہے، اور جس خاندان سے ایسی ایسی خدمات ظہور مین آئین اوسکی "بیگم صاحبہ" ممدوحہ ایک لائق جانشین ہین۔

"بیگم صاحبہ" موصوفہ کی کارگزاری وانتظام ریاست سے اونکا ایک عقلمند اور دانا رئیس ہونا ظاہر ہے، "بیگم صاحبہ" موصوفہ نے بہت سے نہایت عمدہ، اور مفید کامون مین اپنی فیاضانہ امداد سے اپنی ریاست کی بہبودی کو بہت بڑہایا ہے، اور اس حصہ ہندوستان کی ریلوے کی ترقی مین "بیگم صاحبہ" نے فیاضی کے ساتھ مدد دی ہے، اور نیز سڑکین بنوائین، اور ہسپتال تعمیر کرائے، اور باشندگان "بھوپال" کے لئے اچھے پانی بہم پہونچانے کا ایک نہایت عمدہ بندوبست کردیا ہے، اور آج ہی "نواب بیگم صاحبہ" نے اپنی خواہش کا ظاہر فرمائی ہے کہ کچھ عرصہ ہوا اوسوقت "جو بیگم صاحبہ" ممدوحہ نے امداد وحفاظت سرکار قیصرہ ہند کی غرض سے اپنی جنگی فوج کا ایک حصہ سرکار انگریزی کے سپرد کرنے کے بارہ مین تحریک کی تھی، اوسکی اگر گورنمنٹ عالیہ ہند پسند فرماوے تو اب کارروائی ہوسکتی ہے۔

مین چاہتا ہون کہ حاضرین جلسہ میرے ساتھ "نواب بیگم صاحبہ" کا جام صحت نوش کرین اور اس امید کے اظہار کرنے مین شریک ہون کہ جو کچھ رنج وتکلیف نواب بیگم صاحبہ ممدوحہ کو پہونچ چکی ہے، وہ کچھ عرصہ مین رفع ہوکر فراموش ہوجاوے اور مدت دراز تک بیگم صاحبہ موصوفہ کی سلطنت قائم رہے جس سے رعایای بھوپال کی

اسقدر فائدہ پہونچا ہے، اور جو گورنمنٹ عالیہ ہند کی امداد و تحسین کی مستحق ہے۔

اس موقع پر ریاست کو یہ اعزاز بھی مرحمت کیا گیا کہ (۱۰۱) تھان اشرفی کی نذر جو منجانب حکمران بھوپال پیش کی جاتی تھی ہمیشہ کے لئے معاف کی گئی، پھر جب ٹون ہال کلکتہ مین یکم دسمبر ۱۸۹۱ء اپنے دورہ کے متعلق تقریر کی تو اوس مین بھوپال کی وزٹ کے متعلق فرمایا:۔

"مین چاہتا ہون کہ کچھ حال اپنے سفر کا بھی اس ضمن مین بیان کردن کم سے کم چار رئیسون سے اس اثنا مین میری ملاقات ہوئی، اور یہ راستی کے خلاف ہوگا اگر مین اوس گرمجوشی کی تصدیق نہ کرون کہ جس کے ساتھہ اونہون نے میرا استقبال کیا اور اوس وفاشعاری اور اطاعت کی گواہی نہ دون جو اون مین موجود ہے۔

بھوپال مین ہر ہائینس بیگم صاحبہ سے ملنے کی خوشی حاصل ہوئی اونہون نے اپنے جوہر ذاتی ذہانت و فراست، اور دانائی و لیاقت سے مجھے بہت ہی متعجب کیا، کل مضامین و روایات متعلقہ ریاست وفاداری کی دلیل ہین اور خود سلطنت انگلشیہ کی مدین راسخ و خیرخواہ واثق ہین اور باوجود خانگی رنج و ملال کے جسکا گران بار اثر اونکے دل پر ابھی تک موجود ہے اونہون نے جس خلق و اخلاص سے میرا استقبال کیا اوسکو مین مشکل سے بھول سکتا ہون۔"

سنہ ۱۸۹۷ء مین جب ہز اکسلنسی ممدوح اپنے سرمائی دورہ پر تھے تو اسٹیشن بھوپال سے گذرتے ہوے سرکار خلد مکان کی دعوت پر تھوڑی دیر کے لئے اسٹیشن پر مقیم ہوے اور ڈنر تناول فرمایا اور اس موقع پر جو تقریر فرمائی اوس مین فرمایا کہ:۔

"لیڈی صاحبات، و جنٹلمین!

نواب بیگم صاحبہ مکرمہ نے جن شفقت آمیز الفاظ مین لیڈی لینسڈون صاحبہ کے و میرے جام صحت نوش کرنے کی تحریک کی اوسکا پورے طور سے مین شکریہ ادا نہین کر سکتا ہون، اس مرتبہ پھر نواب بیگم صاحبہ مکرمہ کے مہمان ہونے مین ہمکو ازحد خوشی حاصل ہوئی بارہ مہینے گذرے اوسوقت جو مہمانداری و مدارات ہماری ریاست

بھوپال مین ہوئی تھی اوسکو ہم بھول نہین گئے اور مجھکو یقین ہے کہ جو صاحبان اوسوقت ہمارے ہمراہ تھے وہ بھی نہین بھولے ہونگے ، جب سے مین ہندوستان مین ہون کسی واقعہ نے میرے دلپر اس سے زیادہ پکا نقش نہین کیا جیسا کہ اوس موقع پر ہوا جبکہ بہنگام دعوت شاہی "نواب بیگم صاحبہ" مکرمہ نے پر جوش اور چیدہ الفاظ مین گورنمنٹ عالیہ انگلشیہ کی طرف اپنی جان نثاری اور جناب "ملکہ معظمہ قیصرہ ہند" دامت سلطنتہا کی طرف اپنی وفاداری کا اظہار کیا ، اوسوقت جو وعدہ مینے کیا تھا اوسکے بموجب "نواب بیگم صاحبہ" مکرمہ کی تقریر کا پورا منشا مین نے جناب "ملکہ معظمہ قیصرہ ہند" کی خدمت مین پیش کیا اور اب مین بخوشی تمام اس امر کا اظہار کر سکتا ہون کہ جو خیالات "نواب بیگم صاحبہ" مکرمہ نے اوسوقت ظاہر کیے تھے اونکے سننے سے جناب ممدوحہ بہت خوش ہوئین ، اس موقع پر جیسی مہربانی اور عنایات کے ساتھہ "نواب بیگم صاحبہ" مکرمہ ہم سے پیش آئین اوسکا خاص کر مین ممنون و شکر گزار ہون ، کیونکہ گو جلدی کی حالت مین اسوقت ریاست بھوپال مین ہو کر ہمارا گزر ہوا ، اور ہم زیادہ قیام یہان نہین کر سکتے تھے تاہم جو نہین "نواب بیگم صاحبہ" مکرمہ کو اس امر کی اطلاع ہوئی کہ "آج شب کو ہم یہان ہوکر گزرینگے" فوراً ہی "نواب بیگم صاحبہ" ممدوحہ نے اس بابت اپنی خواہش ظاہر فرمائی کہ چند ہی منٹ کے لئے ہم یہان ٹھہر جائین اور "نواب بیگم صاحبہ" مکرمہ کی مہمان داری کا دوبارہ لطف اوٹھائین ۔

"نواب بیگم صاحبہ" نے اب پھر سر عام اپنی وفاداری کا اظہار فرمایا ہے اور مین بخوشی تمام "نواب بیگم صاحبہ" مکرمہ کو اس امر کا یقین دلاتا ہون (حالانکہ اس یقین کے دلانے کی کوئی ضرورت نہین) کہ "ہندوستان" کے رئیسون مین ایسا کوئی نہین ہے جسکی وفاداری پر گورنمنٹ عالیہ ہند کو بہ نسبت وفاداری "نواب بیگم صاحبہ" مکرمہ کے زیادہ تر اعتماد کلی ہو ، اور جب کبھی "نواب بیگم صاحبہ" مکرمہ کے خیال مین گورنمنٹ عالیہ ہند کی امداد "نواب بیگم صاحبہ" کے لئے مفید ہو سکے ، تب اوس امداد و تقویت کے پہونچانے مین مجھکو ہمیشہ خوشی ہوگی ۔

اب مین حاضرین جلسہ سے استدعا کرتا ہون کہ "نواب بیگم صاحبہ" مکرمہ کے "جام صحت" نوش کرنے مین میرے شریک ہون اور نیز اس خواہش مین کہ "نواب بیگم صاحبہ" ممدوحہ کی عمر دراز ہو اور ریاست کی بہبودی ہو "

سنہ ۱۸۹۵ء مین ہز ایکسلنسی لارڈ ایلجن اور سنہ ۱۸۹۹ء مین ہز ایکسلنسی لارڈ کرزن رونق افروز ہوے اور دونون مرتبہ سرکار خلد مکان نے اوسی جوش و اولوالعزمی کے ساتھ مہمانداری کی جیسی کہ ہز ایکسلنسی لارڈ لینسڈون کے وزٹ کے وقت کی تھی ہز ایکسلنسی لارڈ ایلجن اور ہز ایکسلنسی لارڈ کرزن نے اپنے معزز میزبان کے متعلق جو خیالات قائم کئے تھے وہ اون تقریرون سے ظاہر ہوتے ہین جو ڈنر کے وقت فرمائین اور جنکو علی الترتیب ذیل مین درج کیا جاتا ہے

(۱) یور ہائینس لیڈیز اینڈ جنٹلمین

جس گرم جوشی کے طریقہ مین آپ سب صاحبون نے ہمارا جام تندرستی نوش فرمایا ہے اوسکے ساتھ مین ہم آواز ہونے کے لئے اوٹھتا ہون اور جن کریمانہ الفاظ مین جام تندرستی کی تحریک فرمائی ہے اونکی نسبت مین سرکار عالیہ کا تہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہون۔

یہ پہلی ہی مرتبہ نہین ہے کہ سرکار عالیہ بیگم صاحبہ نے بھوپال مین ایک وائسراے کی نہایت گرم جوشی سے خیر مقدم کیا اور اوسکے جام تندرستی کے پینے کی تحریک فرمائی، اور مین خیال کرتا ہون کہ ہم کو پورے طور پر یقین کرنا چاہیئے جو کوئی اس نام سے اور بطور قائم مقام ملکہ معظمہ قیصرہ ہند کے آویگا، اوسکو یقین کرنا چاہیئے کہ روساء بھوپال کی طرف سے ہمیشہ دوستانہ اور فوری مراسم خیر مقدم کے عمل مین آوینگے (نعرۂ تعریف)

اس سلسلہ مین میری یہ خواہش نہین ہے کہ کوئی حسد انگیز مثال قائم کی جاے، کیونکہ دیگر شاہزادگان، رؤساء ہندوستان کے میرے ساتھ نہایت اخلاق سے پیش آئے، لیکن یہ عام ہے کہ رؤساء بھوپال کے اپنی خیرخواہی مین جو انگریزی راج کے ساتھ کی ہین اون لوگون سے کسیطرح کم نہین ہین (نعرۂ تعریف)

مجھکو یقین ہے کہ یہ خیرخواہیان صرف شیرین الفاظ ہی مین ظاہر نہین کیجاتین جیسا کہ سرکار عالیہ نے آج کی شب کہا ہے، بلکہ اونکا اظہار فعل سے بھی ہوگا، جیسا کہ اونکے متقدمین نے اپنے عہد مین کی ہین (نعرۂ تعریف)۔

مین امید کرتا ہون کہ بلحاظ حالات وقت کے میرے دوست کرنل بار، اندور چھوڑنے پر مجبور نہ ہونگے، لیکن اگر ایسا ہوا تو کوئی شک نہین ہے کہ اونکو بھی ویسی ہی فوری مدد رئیس بھوپال سے ملیگی جیسا کہ ایک رزیڈنٹ

سابق کو ملی تھی۔

لیڈی صاحبان، حضرات!

اسوقت ہمارے نزدیک یہ تعجب کی بات نہین ہے کہ سرکار عالیہ بیگم صاحبہ نے فوری منظوری نسبت اوس تحریک کے ظاہر کی جسکو چھہ سال ہوے کہ ملکہ معظمہ قیصرہ ہند کے ساتھہ شاہزادگان ورؤسا کی خیرخواہی معلوم ہونے کے لئے کی گئی تھی، اورسرکار عالیہ نے جیساکہ اسوقت شام کو ظاہر فرمایا ہے ایک عمدہ موقع واسطے ترتیب ایک رجمنٹ اعانت شاہی کے حاصل کیا، اس رجمنٹ کو اپنی اردلی مین دیکھکر مجھے بھی سرکار عالیہ کو مبارکباد دینے کا موقع ہاتھہ آیا کہ یہ رجمنٹ نہایت عمدہ طریقہ پر گھوڑون اور سازوسامان سے آراستہ ہے، اورکوئی شک نہین ہے کہ کل پریڈ پر وہ خود اپنا کام قابل اطمینان کریگی۔ اور یہ ظاہر کردینا کہ زیرنگرانی کرنل ملس اور اونکے لایق اسسٹنٹون کے جنکی وجہ سے یہ تحریک بحاسے مورد تحسین وآفرین ہوا اس رجمنٹ کو بہت بڑا فائدہ پہونچا۔

(سنو)

لیڈی صاحبات، حضرات!

ایک اوربھی بات ہے جو سرکار عالیہ بیگم صاحبہ کو وراثتاً پہونچی ہے، وہ یہ ہے کہ رؤسا بھوپال ہمیشہ سے خلقی فیاض مشہور رہے ہین، اورسرکار عالیہ نے بہت وقت اور روپیہ واسطے ترقی مفید کامون کو صرف کیا مین خیال کرتا ہون کہ صرف ابھی ایک واقعہ کار رفاہ عام کی نسبت، جسکا ذکر سرکار عالیہ نے فرمایا ہے مجھکو افسوس ہے اور وہ یہ ہے کہ بوجہ کمی پیداوار کے رفاہ عام کے کامون مین لوگون کو لگانے اور اونکے لئے خوراک مہیا کرنے کی ضرورت ہوئی اسلئے مین سرکار عالیہ کی اس امید مین شریک ہون جیساکہ سرکار عالیہ نے اوسوقت شام کو ظاہر فرمایا ہے کہ خرابی فصل وسالہاے گزشتہ کی ساتھہ عمدہ پیداوار کے مبدل ہوگی اورکاشتکاران اس حصہ ملک کے وہ فائدہ اوٹھاوینگے جو اونکو بوجہ زرخیز ہونے زمین کے

ٹھیک طور پر حاصل ہونگے ، اور اور باتون مین سرکار عالیہ کے اوصاف کی حد قائم کرنا مشکل ہے ، یعنی کیسی ٹیکس جو اپنے ملک کی آمدنی کو رفاہ عام کے کامون مین ترقی کرنے کے لئے صرف کرتی ہین ، لیکن مین اس معاملہ مین ایک شرط قائم کرتا ہون ، وہ یہ ہے کہ ایسے کامون کو مدبری و دور اندیشی و کفایت شعاری کے ساتھہ اختیار کرنا چاہئے ۔ ایسے قومی فوائد طمع کی نظر سے دیکھے جاتے ہین جو ایک بڑے ملک کے کھل جانے سے جنکا پیدا وار آسانی سے بازارون مین نہین پہنچ سکتا ہے ، حاصل ہوتے ہین لیکن مین خیال کرتا ہون کہ یہ بات ملحوظ رہنا چاہئے کہ اوس فائدہ مین بجز سے نقصان پہونچیگا ، اگر ریاست کا بھرم خطرہ مین ہو جاوے ، اور ریاست کا بھرم آیندہ کے لئے بھی ویسا ہی ہونا چاہئے جیسا کہ آج ہے اس بات کی بجز سے آرزو ہے کہ سرکار عالیہ کے نام کے ساتھہ اعلیٰ درجہ کا ممکن الحصول اعزاز دیکھا جاوے ، اور اس وجہ سے مین ایک ایسے امر کے حوالہ دینے کی جرأت کرتا ہون جو بعض اوقات نظر انداز ہو گیا ہے ، لیکن غالباً سرکار عالیہ اوسکو سمجھہ گئی ہین اور زیر نظر رکھا ہے سرکار عالیہ نے ایک بڑے کام یعنے اوجین بھوپال ریلوے کا حوالہ دیا ہے ، اس کام مین سرکار عالیہ نے ایک عجیب دلچسپی اختیار کی ہے ، کوئی شک نہین ہے کہ ملک کے لئے یہ کام بڑے فائدہ کا ہے ۔

اور سرکار عالیہ کو تمام وہ فوائد حاصل ہونگے جنکے لحاظ سے کہ یہ کام اختیار کیا گیا تھا ۔

لیڈی صاحبات ، حضرات !

سرکار عالیہ نے اوسوقت شام کو اون رعایتون کا اظہار فرمایا ہے جو "ملکہ معظمہ قیصرہ ہند" نے عطا فرمائی ہین مجھہ کو امید ہے کہ سرکار عالیہ یقین فرماوین گی کہ "ملکہ معظمہ قیصرہ ہند" و گورنمنٹ ہند جو قائم مقام "ملکہ معظمہ قیصرہ ہند" کہے ہمیشہ اچھے کامون کی جو رؤسا کی جانب سے واسطے فائدہ رعایا کے ہوتے ہین خوشی سے داد دیتی ہین ، اور اسلئے سرکار عالیہ کا دوبارہ شکریہ ادا کرنے کے سلسلہ مین نسبت اوس خیر مقدم کے جو ہمارے ساتھہ ایک شان و شوکت کی پیشوائی مین عمل مین آیا ، اور واسطے اوسکے جو ہمارے لئے مہیا فرمایا ، اور نیز واسطے اوس عظیم الشان تماشے کے جسکو آج ہم نے شہر گھوم کر دیکھا ہے مین تہ دل سے بھی امید ظاہر کرتا ہون کہ اون اعزاز سے لطف اوٹھانے کے لئے

جو سرکار عالیہ کو عطا ہوے ہین سرکار عالیہ کی عمر مین ترقی ہو اور خوش رہین۔

لیڈی صاحبات، حضرات!

مین تحریک کرتا ہون کہ آپ سب سرکار عالیہ بیگم صاحبہ بھوپال کے جام تندرستی کے پینے مین میرے ساتھ شریک ہون۔

---

(۲) یور ہائینس، لیڈیز، و جنٹلمین!

سرکار عالیہ بیگم صاحبہ کو جنکی مہمانی کی مسرت آج کی رات ہم سب کو حاصل ہے، فصیح البیانی کی جو صفت وافر تر عطا ہوئی ہے، وہ اونکی فیاضانہ مہمان نوازی کی صفت سے کچھ کم نہین ہے۔ اونہون نے میرے، اور لیڈی کرزن صاحبہ کے جام تندرستی تجویز فرمانے مین جن محبت آمیز الفاظ کا استعمال فرمایا ہے وہ ایک ممتاز ہندوستانی ریاست مین ہمارے پہلے پہل سرکاری دورہ کرنیکی یاد کو ہمیشہ تازہ رکھیگا۔

مجھے اس بات کے خیال کرنے سے بہت اطمینان ہوتا ہے کہ جس خاص ریاست نے ہمارے ساتھ ایسا برتاؤ کیا ہے اوسکی فرمانروا وہ رئیسہ ہین جنہون نے اوس خاندانی روش کے برقرار رکھنے کے علاوہ جو تاج برطانیہ کے ساتھ اونکی والدہ ماجدہ کے وفادارانہ برتاؤ سے ممتاز ہوگئی ہے، اپنے تین سال سے زائد کے زمانہ حکومت مین بلحاظ ایک ایسے طرز انتظام کے شہرت حاصل کی ہو جو روشن خیالی اور خلق اللہ کی بہو خواہی پر مبنی ہے

اگر اتفاقات مشیت سے فرائض حکمرانی ایک عورت کے ہاتھ مین آجاوین تو یہ کوئی ضروری اور لازمی بات نہین ہے کہ عنان حکومت ضعیف اور متلون مزاج اشخاص کے سپرد ہو جاوے، اس امر کا ثبوت ہماری آنجہانی پیاری بادشاہ حضور ملکہ معظمہ قیصرہ ہند دام سلطنتہا کے حالات زندگی سے مل سکتا ہے، نہ ہم ایسے نادر حالت معاملات کا نمونہ اگرچہ اوس سے کسیقدر مختصر درجہ پر ہوا ان دونون بیگمات کے حالات مین جن دونون نے نصف صدی سے زیادہ ریاست بھوپال پر حکومت کی ہے، پانے سے ناکام رہ سکتے ہین۔

سرکار عالیہ کی والدہ ماجدہ جیسا کہ مین کہہ چکا ہون، نہ تنہا اپنی وفاداری گورنمنٹ کے لحاظ سے مشہور نہین بلکہ وہ

ایک قابل حکمران کی حیثیت سے ممتاز رہی ہیں۔

اسی طرح بیگم صاحبہ والیہ کا زمانہ حکومت استقلال مزاجی اور ذاتی قابلیتوں کے ثبوت سے کاموں کے [illegible] یادگار رہے گا۔ علاوہ اسکے اوس اقتدار کے جو انہوں نے اپنی فرمانروائی میں [illegible] اپنی رعایا کی فلاح و بہبودی سے جو سرگرم دلچسپی رہی ہے وہ کچھ کم نہیں ہوئی [illegible] کی تجاویز سوچتی اور اون پر عمل کرتی رہی ہیں، اور یہ ایک ایسی بات ہے جو اونکی ریاست کی خوشحالی کا سبب ہوگی۔ میں دوشنبہ کے دن صبح کو اوس رسالہ کے دیکھنے کی خوشی حاصل کرنے والا ہوں جو بیگم صاحبہ نے اعانت [illegible] کی غرض سے مرتب کرکے حضور ملکہ معظمہ قیصرہ ہند کے نام سے منسوب فرمایا ہے، بیگم صاحبہ کو اس طرف ایسی توجہ رہتی ہے کہ گویا وہ خود اوسکی سپہ سالار ہیں، اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ اونھوں نے اضافہ تنخواہ کے ذریعہ سے لوگوں کو اوس رسالہ میں داخل ہونے کی ترغیب اور حوصلہ دلایا ہے۔

میں ریاست ہائے ہندوستانی میں دیسی سکوں کی تبدیلی اور اونکی جگہ پر برٹانیہ کے سکے جاری کئے جانے کو بہت دلچسپی کی نظر سے دیکھتا ہوں، سنہ ۱۸۹۷ء ہی میں اس کارروائی کے کر دینے سے سرکار عالیہ اس تحریک کی رہنما ہوئی ہیں جسمیں میرا یقین ہے کہ وہ بہت سے فائدے پائینگی، اور یہ ایک ایسی تحریک ہے جو باشندگان تمام لوگوں کے تجارتی فائدہ کا باعث ہوگی۔

اسیطرح بیگم صاحبہ نے اون بدمعاشوں اور جرائم پیشہ لوگوں کی نگرانی میں بھی اپنی ہوشیاری ثابت کی ہے جو اسوقت بھی ہندوستان میں وقتاً فوقتاً ہر ایک قحط و گرانی کے زمانہ میں سر اوٹھاتے ہیں، اور اپنے مذموم پیشہ قزاقی کے تازہ کرنے میں دریغ نہیں کرتے۔

پہلی جانچ ایک بار آئین ریاست کی یہ ہے کہ وہ اپنی رعایا کی حفاظت جان و مال کا لحاظ رکھے، اور یہ ڈاکو ایک بلاے عام ہیں، جنپر کبھی کسی ریاست کو رحم نہ کرنا چاہئے۔

اگرچہ جیسا کہ بیگم صاحبہ نے فرمایا ہے کہ "زراعتی حالت تشویش سے خالی نہیں ہے" لیکن یہ بات بھولی اگر معلوم

ہونے سے میری بڑی خوشی کا باعث ہوئی ہے کہ اس حصہ ملک کے حالات ان حصہ جات ملک کے حالات سے بہتر ہیں جنہیں کہ میں دورہ کر آیا ہون ۔

انسانی چہرون اور مردہ مویشیون کا دیکھنا ایک نہایت تکلیف دہ تجربہ ہے ، اس دعا مین کہ بیگم صاحبہ کی ریاست ان دونون آفات سے محفوظ رہے اور خداوند عالم اونکی رعایا پر رحم فرمائے ہم آواز ہوتا ہون ، آخر میں مجھے صرف اون دوستانہ ، اور پر التفات خوشیونکا شکریہ ادا کرنا ہے جو بیگم صاحبہ نے لیڈی کرزن صاحبہ اور میری بابت ظاہر فرمائی ہین ، اور اس بات کا یقین دلانا ہے کہ ہم اپنی اس پوری شاہانہ مدارات کو کبھی فراموش نہ کرین گے جو اس ریاست مین عمل مین آئی ہے ۔

اب مین تمام لیڈی صاحبات اور جنٹلمینون سے جو اس میز کے گرد موجود ہین اور جو شامل ہمارے ، سرکار عالیہ کی دریادلانہ مہمان نوازی سے متمتع ہوئے ہین درخواست کرتا ہون کہ بیگم صاحبہ کی درازی عمر اور خوش اقبالی کا جام نوش فرمائین ۔

ریلوے

سنہ ۱۸۸۲ع مین بھوپال اسٹیٹ ریلوے کا افتتاح ہوا اور بڑی دھوم دھام سے دعوت ہوئی ، آنریبل ایجنٹ گورنر جنرل اور آنریبل چیف کمشنر ممالک متوسط اور دیگر یورپین افسر اور احباب شریک جلسہ تھے ، افتتاح کے وقت سرکار خلد مکان نے اور آنریبل ایجنٹ گورنر جنرل نے ڈنر پر اس موقع کے مناسب تقریرین کین ۔

بھوپال اسٹیٹ ریلوے کا یہ حصہ جی-آئی-پی ریلوے کی اوس لائن مین شامل ہے جو دہلی سے بمبئی جاتی ہے اور یہ حصہ بھوپال سے اٹارسی تک ہے ریاست سے اس حصہ پر ۰۰۰۰۰۰ ۵ لاکھ روپیہ صرف ہوا ہے ۔

سنہ ۱۸۹۶ع مین بھوپال اوجین لائن مکمل ہوگئی اور اس لائن مین بھی ریاست کا حصہ ہے

جسپر ۸۵۰۹۱۸۸۹ا روپیہ خرچ کیا گیا ہے۔

سنہ ۱۸۹۶ء میں سرکار خلد مکان نے کرنل بار ایجنٹ گورنر جنرل کو مدعو کیا اور تقریب افتتاح کیگئی

نہر | سنہ ۱۸۸۷ء میں جب ملکہ معظمہ قیصرہ ہند کا جشن جوبلی منایا گیا تو سرکار خلد مکان نے اس تقریب مبارک کی ایک مستقل یادگار قائم کرنا ضروری تصور کیا، پہلے ایک تالاب واقع شاہجہان آباد کا نئے تیار کرایا اور پھر ایک نہر کے اجرا کی تجویز کی جس سے وہ حصہ شہر بھی سیراب ہون جہان واٹر ورک سے پانی نہین پہونچتا، اور نیز قرب وجوار کے دیہات کی آبپاشی کی جاسکے چنانچہ تین سال مین یہ نہر بصرف ۱۳۰۹۴۳ روپیہ کے تیار ہوگئی اور باشندگان شہر اور قرب وجوار کے دیہات کے لئے بے انتہا مفید ہوئی۔

زنانہ ہسپتال | سنہ ۱۸۹۲ء مین ملکہ معظمہ قیصرہ ہند کی سالگرہ کے دن لیڈی لینسڈاون ہاسپٹل کا افتتاح ہوا، یہ تقریب آنریبل میجر میڈ ایجنٹ گورنر جنرل کے ہاتھ سے عمل مین آئی اس ہسپتال مین ایگری کی تعلیم کا بھی انتظام کیا گیا۔

کارخانہ دخانی | اسی سال ایک دخانی کارخانہ بھی جاری کیا گیا، جلسہ افتتاحی مین صاحب پولیٹکل ایجنٹ بہادر اور معززین شریک تھے۔

سکہ | سنہ ۱۸۹۷ء مین سکہ ریاست کا رواج بند ہوکر انگریزی سکہ کا رواج ہوا، زر مجتمعہ خزانہ وزر رعایا کا جو بھوپالی سکہ کی صورت مین تھا ۲۲ روپیہ سکہ بھوپالی کے بٹے سے سکہ انگریزی سے تبادلہ کیا گیا۔

انتزاع اعزاز نواب مولوی صدیق حسن خان صاحب | نکاح کے بعد سرکار خلد مکان کی استدعا پر سنہ ۱۸۷۲ء مین صدیق حسن خان صاحب کو نواب امیر الملک والاجاہ کا خطاب عطا ہوا تھا اور پھر سنہ ۱۸۷۷ء مین دربار قیصری کے موقع پر ۱۷ فیر سلامی اور استقبال کا اعزاز ملا تھا لیکن سنہ ۱۸۸۵ء مین حسب ذیل حکم کے ساتھ جسکو سر لیپل گریفن ایجنٹ گورنر جنرل

سنٹرل انڈیا نے بھوپال میں ایک دربار عام کر کے سنایا کہ یہ اعزاز مسترد کر دیا گیا" احکام جناب نائب السلطنت گورنر جنرل بہادر کشور ہند جنکو حضرت ملکہ معظمہ کے وزیر الممالک ہند نے بمعاملہ منشی محمد صدیق حسن خان کہ جو سابق نواب تھے منظور فرمایا ہے حسب ذیل ہیں، بوجہ بدانتظامی ریاست بھوپال اور ظلم کے جو ریاست کی رعایا پر بوجہ مداخلت محمد صدیق حسن خان شوہر بیگم صاحبہ کے ہوا ہے حکم دیا جاتا ہے۔

اول "۔ خطاب نواب والاجاہ امیر الملک اون سے واپس لے لیا گیا اور منسوخ ہو گیا۔

دوم ۔ یہ کہ سلامی ۱۷ ضرب توپ کی جو سرکار انگریزی کے علاقہ میں اونکو ملتی تھی وہ موقوف اور منسوخ ہوئی ۔

سوم ۔ یہ کہ محمد صدیق حسن خان کو امور ریاست میں صریح یا غیر صریح علانیہ یا مخفی طریق سے مداخلت کرنا منع ہے اور اگر بعد سنائے جانے ان احکام کے وہ صریح یا غیر صریح علانیہ یا مخفی طریق سے مداخلت کرینگے تو اوسکے نتیجے اونکے حق میں سنگین ہونگے ۔

چہارم ۔ جناب بیگم صاحبہ کو ایما ہوا ہے کہ وہ ایک جواب دہ اور لایق مدار المہام مقرر فرمائیں کہ جسکو جناب نائب السلطنت بہادر پسند فرمائیں "

اسکے بعد اونہوں نے پانچ سال تک گوشۂ تنہائی میں بسر کرنے کے بعد سنہ ۱۸۹۰ء میں مرض استسقا مبتلا ہو کر اس دار فانی سے انتقال کیا ۔

اعزاز بعد مرگ	لیکن سرکار خلد مکان کی وہ کوششیں جو اونہوں نے خطاب و اعزاز کے پھر

حاصل ہونے کے لئے انتزاع کے وقت سے ہی شروع کر دی تھیں اس قدر نتیجہ خیز ہوئیں کہ لارڈ لینسڈون نے انتقال کے چند مہینے بعد یہ منظور فرما لیا کہ سرکاری مراسلات و تحریرات میں نواب صاحب مرحوم شوہر بیگم کے خطاب سے یاد کئے جائیں ۔

رجمنٹ وکٹوریہ لانسرز	سنہ ۱۸۹۴ء میں سرکار خلد مکان نے وکٹوریہ لانسرز قائم فرمائی اور ہر قسم کے

عمدہ سامان سے اوسکو مرتب کیا۔

انتقال — ۲۰؍صفر سنہ ۱۳۱۹ ہجری = ۱۶؍جون سنہ ۱۹۰۱ء کو دن کے ۱۲ بجکر ۵ منٹ پر کینسر (اکال الفم) کے مرض مین سرکار خلد مکان نے اس دار فانی سے رحلت کی اور بعد مغرب باغ نشاط افزا مین مدفون ہوئین۔

ہز امپیریل مجسٹی قیصر ہند، اور ہز اکسلنسی وایسرائے نے پیغام تعزیت بھیجے، غیر معمولی گزٹ آف انڈیا مین اس سانحہ پر حسب ذیل مضمون شائع ہوا :-

حضور وایسرائے وگورنر جنرل کشور ہند کو باجلاس کونسل نہایت افسوس کے ساتھہ یہ خبر معلوم ہوئی کہ ہز ہائینس نواب شاہجہان بیگم صاحبہ والیہ بھوپال رئیس والا درا عظم طبقہ اعلاے ستارہ ہند و ممبر شاہنشاہی لسلسا کرون آف انڈیا نے انتقال فرمایا، اس ۴۳ برسون کے عرصہ مین، جو اونکو دوران حکمرانی مین صرف ہوے اونہون نے اپنے نامور پیشرو ہز ہائینس نواب سکندر بیگم صاحبہ کی رفتار اختیار کرکے پوری قابلیت سے قدم بقدم تقلید کی، اونہون نے اپنے ملک کا انتظام نمایان لیاقت اور کامیابی کے ساتھہ کیا نواب شاہجہان بیگم صاحبہ کا نام فیاضی اور رحم دلی مین مشہور ہے اونہون نے اپنے خاندان کی مسلسل وفاداری کو جو شاہنشاہی مقاصد کے لئے جوش اور ہمدردی کے ظاہر کرنے مین ہمیشہ ممتاز رہا ہے مجلی و برقرار رکھا۔

نواب شاہجہان بیگم صاحبہ کی وفات نے رعایاے بھوپال کے سر سے ایک منصف مزاج اور رحمدل حکمران اوٹھالیا اور تاج برطانیہ کا ایک بڑا وفادار اور ماتحت جاتا رہا "

اگرچہ سرکار خلد مکان کی ایک مفصل سوانح عمری زیر ترتیب ہے لیکن مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس سلسلہ مین بھی اون کے مختصر حالات زندگی درج کردئے جائین ۔

مختصر حالات زندگی

ہر ہائینس نواب شاہجہان بیگم صاحبہ جی۔ سی۔ ایس۔ آئی۔ و کرون آف انڈیا ۲ر جمادی الاول سنہ ۱۲۵۴ھ = ۳۰ر جولائی سنہ ۱۸۳۸ء کو بمقام اسلام نگر پیدا ہوئین، ۱۵ر محرم سنہ ۱۲۶۳ھ = ۴ر جنوری سنہ ۱۸۴۷ء کو بعمر ۹ برس اپنے باپ کے انتقال کے بعد رئیسہ بہوپال تسلیم کی گئین اور باضابطہ مسند نشین ہوئین۔ ۱۱ر ذیقعدہ سنہ ۱۲۷۱ھ = ۲۷ر جولائی سنہ ۱۸۵۵ء کو نواب امراؤ دولہ باقی محمد خان صاحب بہادر نصرت جنگ سپہ سالار ریاست کے ساتھہ اونکی شادی ہوئی، ۹ر شوال سنہ ۱۲۷۶ھ = یکم مئی سنہ ۱۸۶۰ء کو اونہون نے اپنی خوشی سے سرکار خلد نشین کو اختیارات حکومت تفویض کئے اور خود ولیعہد رہنا پسند کیا، اور سنہ ۱۲۸۴ھ مین بیوہ ہوئین یکم شعبان سنہ ۱۲۸۵ ہجری = ۱۶ر نومبر سنہ ۱۸۶۸ء کو بعد وفات سرکار خلد نشین وہ پھر مسند آرائے ریاست ہوئین اور مختلف اوقات و سنین مین اضلاع ریاست کا دورہ کیا، حسب ضرورت عمدہ اصلاحین کین جنکی گورنمنٹ ہند نے تعریف کی، بمبئی کلکتہ، اور دہلی مین جو شاہی دربار ہوئے اون مین کمال احترام و احتشام کے ساتھہ شریک ہوئین۔ سنہ ۱۸۷۲ء / ۱۲۸۹ھ مین خطاب جی۔ سی۔ ایس۔ آئی۔ اور سنہ ۱۸۷۸ء مین تمغہ و خطاب کرون آف انڈیا علیاحضرت ملکہ معظمہ قیصرہ ہند نے عطا فرمایا اور سنہ ۱۲۹۴ھ مین جو نسا ہان امداد جنگ کے چندہ مین دولت عثمانیہ کو دی اوسکے صلہ مین تمغہ مجیدی درجہ اول سلطان المعظم نے عطا کیا اور خطوط شکریہ بتوسط گورنمنٹ ہند بھیجے۔

سنہ ۱۸۶۳ء مین شہنشاہ نپولین (فرانس) نے تمغہ بھیجا اور خط لکھا۔

سنہ ۱۲۸۸ھ / ۱۸۷۱ء مین مولوی صدیق حسن خان صاحب سے نکاح ثانی کیا۔ اور پھر سنہ ۱۸۹۰ء = سنہ ۱۳۰۷ھ مین بیوہ ہو گئین۔

سرکار خلد مکان علم پرور، مصنفہ، اور زبان اردو کی ادیب تہین، اونکو تاریخ و شاعری سے خاص مناسبت تھی اونکے حضور مین ایک اچھا خاصا مجمع فضلا و علما کا رہتا تہا اونہون نے عربی فارسی کے مدارس بہ کثرت جاری کئے جن مین طلبا کو معقول وظیفہ ملتا تہا۔

سرکار خلد مکان مخیرہ، شاعرہ، وسیع الاخلاق، منکسر المزاج، قول کی مضبوط، ارادہ کی مستقل اور غیور تہین، اونکو دستکاری کا بہت شوق تہا یا۔ ہا اونکے صفات عالیہ کا اس درجہ تجربہ ہو چکا ہے کہ کوئی متنفس اونسے انکار نہین کرسکتا۔

سنہ ۱۸۹۹ء کے عالمگیر قحط مین اونہون نے اعلیٰ درجہ کی فراخدلی کے ساتہہ اپنی رعایا کی مدد کی۔ اور محض اپنی فیاضی کے جان بخش اثر سے ہزارون آدمیون کی جانین بچائین اور سیکڑون خاندانون کو گرسنگی و فاقہ کشی کی مصیبتون سے نجات دی۔ نیز اون لوگون کو جو رعایا سے غیر تھے اور جنہون نے قحط کے مصائب سے ریاست مین پناہ لی تہی اپنی فیاضی و کرم سے مایوس نہین کیا اونہون نے تقریبات اور خوشیون مین جو اعلیٰ درجہ کی فیاضیان کی تہین اون سے صدہا گہر مالا مال ہوگئے، عام غریبون کے لئے محکمہ مصارف قائم کیا اور سیکڑون آدمیون کے بیٹھے مقرر کئے تعمیرات مین اونکا شغف اور حوصلہ اونکے ہم نام شاہجہان شہنشاہ دہلی کے حوصلون سے کچہہ کم نہ تہا، اور اونکی یادگار مین شاہجہان آباد کی مرتفع اور شاندار عمارتین تاج محل، عالی منزل، بے نظیر، نواب منزل، وغیرہ اور اونکے متعلق محلات و مکانات ہین، تاج المساجد اگرچہ ہنوز ناتمام عمارت ہے تاہم اپنے بانی کی علو حوصلگی کو پکار پکار کر اظہار کر رہی ہے اور اوسکی تعمیر پر پندرہ سولہ لاکہہ روپیہ صرف ہو چکا ہے، اوسکا فرش بلورین انگلینڈ مین بصرف لاکہہ روپیہ ایک بڑے کارخانہ سے تیار کرایا گیا تہا، مگر علما نے اوسکا مسجد مین لگایا جانا جائز نہین قرار دیا، یہ مسجد جسوقت مکمل ہوگئی تو دنیا کی تاریخی عمارتون کی فہرست مین جگہہ لیگی

اونکو رفاہ عام کے کامون سے بہی کچہہ کم دلچسپی نہ تہی، لیڈی ہسپتال، نہر جدید، پل شاہجہانی

بند قیصری، پرنس آف ویلز ہسپتال، مفصلات کی پختہ سڑکین (جو علاقہ غیر سے جاملی ہین) موزون مقامات پر تالاب کے گھاٹ محکمہ ویکسینیشن کا قائم کرنا، اضلاع و محالات مین شفاخانہ جات یونانی و ڈاکٹری اور ڈاکخانہ جات کا اجرا، چاہات کی تیاری، اونکی اس شاہانہ دلچسپی، اور شوق کا مظہر ہے۔

باوجودیکہ سرکار خلد مکان صنف اناث مین تہین مگر اون مین فوجی شوق بھی موجود تھا چونکہ قوم افاغنہ مین جو بہادری ہوتی ہے وہ مردون ہی پر ختم نہین، عورتون کو بھی اوسکا حصہ ملتا ہے اس لئے سرکار خلد مکان مین قومی بہادری بھی تھی، وہ جفاکش سپاہی سے خوش ہوتی تھین اور معاملات عساکر ریاست پر خاص توجہ فرماتی تھین، اونہون نے ریاست مین آسپی توپخانہ قائم کیا، باڈی گارڈ کا رسالہ مرتب فرمایا اور سواران فوج کی تنخواہ مین اضافہ کیا، اونہون نے انتظام و اغراض معدلت گستری کے لئے جوڈیشل محکمے قائم کئے، قانون مین ترمیم کی، کپاسی بندوبست کیا جس سے مالیہ اراضی مین بیشی ہوئی اوسی کے ساتھ کاشتکارون اور ستاجرون کو بھی معافیات دین، اور خوش آیند رعایتین کین، ریاست مین تار برقی نہ ہونے سے جو تکلیف تھی اوسکو رفع کیا اور کئی ہزار روپیہ صرف کرکے سلسلہ تار قائم کیا، ریلوے کا اجرا منظور فرماکر ایک معقول سرمایہ سے مدد دی، جسکا منافع نسلاً بعد نسلٍ ریاست کو ملیگا۔

رعایا مین صنعت و حرفت کا خیال پھیلانے اور غریب مزدورون کو معاش بہم پہنچانے کے لئے دستکاری کا کارخانہ جاری فرمایا اونکے دور حکومت مین ہز اکسیلنسی لارڈ لینسڈون، ہز اکسیلنسی لارڈ ایلگن، اور ہز اکسیلنسی لارڈ کرزن وائسرایان ہند وقتاً فوقتاً رونق افروز ہوے، اونکی شاہانہ مہمانداری، اونکا اعلےٰ درجہ کی گرم جوشی کے ساتھ استقبال اونکی اوس ارادت، و عقیدت اور وفاداری کی دلیل ہے، جو اونکو تاج و تخت برطانیہ کی نسبت تھی، اونہون نے اپنی شاہانہ مدارات و جوش وفاداری سے اپنی دلی خیرسگالی اور عقیدتمندی کا نقش وائسرایان ہند کے دلون پر مرتسم کردیا اور ہر ایک کام کو جو شاہنشاہی اغراض کے لئے مفید ہوتا،

نہایت سیرچشمی کے ساتھ بڑھے ہوے شوق اور بلند ہمتی سے کرتی تھین ، جنگ افغانستان اور بغاوت عربی پاشا کے دوران مین اونہون نے امداد پیش کی تھی اور مجروحان جنگ کابل کے لئے معتد بہ چندہ دیا تھا۔

امپیریل سروس ٹروپس اعلیٰ درجہ کی فراخدلی اور مستعدی سے قائم کیا تھا ، ذات شاہنشاہی کیساتھ جسقدر اونکو محبت تھی وہ اونکی عرضداشتون سے ظاہر ہے جو اونہون نے علیا حضرت ملکہ وکٹوریہ قیصرہ ہند کے حضور مین ارسال کین اور اس محبت کی صداقت واثر پذیری اون پُر لطف جوابات سے ہویدا ہے جو علیا حضرت قیصرہ ہند کے حضور سے آئے۔

گورنمنٹ ہند اور علیا حضرت ملکہ معظمہ کے عالی مرتبت قائم مقام نے جس طریقہ اور جس موثر پیرایہ مین سرکار خلد مکان کی وفاداری کی عزت اور اون کے اعلیٰ خیالات وجذبات کی عظمت ظاہر کی اور ملکہ معظمہ قیصرہ ہند نے جو مسرت اور خوشنودی ظاہر فرمائی وہ نہ صرف سرکار خلد مکان کے لئے باعث افزونی اعزاز تھا بلکہ اونکے اخلاف کے لئے بھی مایۂ نازش اور تمغاے عزت ہے۔

سرکار خلد مکان کے انتقال پر اعلیٰ حضرت ملک معظم کا اظہار افسوس فرمانا ، ہز اکسلنسی وائسراے ہند کا غیر معمولی گزٹ کے ذریعہ سے سرکاری طور پر افسوس اور اونکی اعلیٰ صفات ووفاداری وبیدار مغزی وقابلیت اور فیاضی کا اعتراف کرنا اونکی ممتاز زندگی کے لئے ایک معزز سارٹیفکٹ اور اون کے اوصاف بے شمار کے واسطے ایک مستند سند ہے ؎

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

باب (۱)

میری حکومت کے ابتدائی پندرہ دن

سرکار خلد نشین اپنے زمانۂ حیات ہی مین میری جانشینی کے مسئلہ کو طے فرما چکی تھین، اب چونکہ سرکار خلد مکان کے امتداد مرض کیوجہ سے اونکی زندگی سے پولیٹکل حکام کو بھی مایوسی ہوگئی تھی اور نیز اون تمام معاملات سے جو بوجہ ناچاقی اور کشیدگی سرکار خلد مکان کے پیدا ہوگئے تھے وہ واقف تھے اسلئے اونہون نے بھی کل اور پہلے ہی سے میری صدر نشینی کے متعلق طے کر لئے تھے۔

سرکار خلد مکان کا انتقال ہوتے ہی اور قبل میرے تاج محل پہونچنے کے مسٹر جے لینگ پولیٹکل ایجنٹ بہادر نے مولوی عبد الجبار خان صاحب وزیر ریاست کو بذریعہ چٹھی نمبری ۱۳۴۲ مورخہ ۱۶ رجون سنہ ۱۹۰۱ء اطلاع دی کہ گورنمنٹ ہند نے نواب سلطان جہان بیگم صاحبہ کو رئیسۂ بھوپال تسلیم فرمایا ہے، آپ اونکے محل پر تشریف لیجا کر نواب شاہجہان بیگم کی وفات کی اطلاع دین، اور چٹھی کا مضمون سنائین، اور ہر ہائینس سے کہدین کہ احکام انتظامی جاری فرمائین"، چنانچہ وزیر صاحب بہادر نہایت سراسیمہ آئے، اور مجھے اطلاع کرا کر نواب سلطان دولہ صاحب بہادر کے پاس گئے اور پھر ہم سب سوار ہو کر تاج محل آئے، سرکار خلد مکان کی تجہیز و تکفین کا انتظام کیا جسکا مفصل حال میری کتاب کی جلد اول مین مندرج ہے۔

۲۸ صفر ۱۳۱۹ھ ہجری کو جب آفتاب خط مستقیم پر تھا اور دن کا ایک حصہ ختم ہو چکا تھا میری حکومت کا زمانہ شروع ہوا۔ لیکن اوس دن نہ حکومت کا خیال تھا اور نہ فرمانروائی کا ولولہ ۲۷ برس کے بے انتہا رنج وغم ایک ایک کر کے سامنے آرہے تھے۔

جن باتون کو بھولے ہوے برسین گذر چکی تھین فرداً فرداً تازہ ہوتی جاتی تھین، وہ امیدین جو سرکار خلد مکان کی زندگی سے وابستہ تھین حسرت و ناکامی کے ساتھ وداع ہو رہی تھین، گو اوس دن تاج محل کے اندر اور باہر ہمیشہ سے زیادہ آدمی تھے مگر رونق نہ تھی ہو کا عالم تھا اور افسردگی چھائی ہوئی تھی، جب سے تاج محل تیار ہوا تھا یہ چوتھا موقع تھا کہ مین اتنی دیر تک وہان قیام پذیر رہی پہلا موقع صاحبزادی بلقیس جہان بیگم صاحبہ کے نشرہ سورۂ بقرہ کا تھا، اوسوقت ہر چہار جانب مہمانون کا ہجوم اور چہل پہل تھی، سرکار خلد مکان بذات خاص تقریب کے انتظام اور مہمانون کی خاطر و مدارات مین مشغول تھین تمام محل مین دہوم دہام مچی ہوئی تھی، مین اور نواب سلطان دولہ صاحب بہادر بلقیس جہان کے لئے جوڑہ لے گئے تھے، سرکار خلد مکان نے نہایت خوش خوش ہمکو جوڑے اور زیورات پہنائے تھے تمام خادمان و ملازمان زر و زیور اور انعام و اکرام پاکر خوش خوش پھرتے تھے، جو صاحب ہندوستانی رئوسا کی تقریبات سے واقف ہین وہ سمجھ سکتے ہین کہ کیسی کیسی خوشیان تاج محل مین ہو رہی ہونگی۔

ننھی سی بیگم بلقیس جہان اعلیٰ درجہ کا نفیس اور قیمتی لباس پہنے ہوے اپنی نانی اور والدہ کو مسرور کر رہی تھی، اوسوقت کیسی کیسی امیدین، اور کیا کیا تمنائین اوس بچی کے چہرہ کو دیکھکر ہمارے دلون مین پیدا ہو رہی تھین، لیکن گردش زمانہ بھی ایک عجیب چیز ہے، نہ وہ بلقیس جہان ہی رہین نہ اوسکی خوشی کے دیکھنے والے ہی زندہ ہین۔

دوسرا موقع وہ ہے کہ جب بلقیس جہان باغ حیات افزا مین مرض الموت مین مبتلا تھین اور مین سرکار کو لینے کے لئے گئی تھی۔ تیسری مرتبہ خود اونہین کی عیادت کو آئی تھی۔

اب مین چوتھی دفعہ اس محل مین آئی ہون جو غمکدہ بنا ہوا ہے اور ہر در و دیوار پر حسرت اور اوداسی برس رہی ہے، اول جب مین یہان آئی تھی تو یہی محل بطرز محلات دہلی ایک کشادہ عمارت تھی، لیکن چونکہ سرکار خلد مکان قدیم بھوپالی طرز کی عمارت مین رہنے کی عادی تھین اور اکثر چھوٹے مکانون کو پسند فرماتی تھین اسلئے حسب پسند اپنے اکثر حجرہ جات بنوائے تھے جس سے تاج محل کی کشادگی اور دلچسپی مین کمی واقع ہوگئی تھی، شب باران کی تاریکی، آغاز برشکال کی گرمی اور گوناگون خیالات کے ہجوم نے مجھے اور بھی پریشان بنا دیا تھا علاوہ برین محل کی عمارات بجائے خود اور بھی زیادہ پریشانی بڑھانے والی تھین مجھے کشادہ اور صاف مکان مین رہنے کی عادت ہوگئی تھی اور محل کے کمرے وغیرہ نہایت تنگ تھے پھر غیر مانوس مکان جسمین خود ہی انسان کا دو چار دن دل نہین لگتا، خصوصاً ایسے وقت کہ ایک سرپرست شفیق مان کا سایہ اوٹھ گیا ہو اور دنیا کی تمام آرزوئین اور نسبے ملنے کی منقطع ہو چکی ہون -

اس حالت مین سرکار خلد مکان کی زندگی کے حالات ایک کتاب کی صورت مین میرے سامنے آگئے کبھی مادرانہ شفقت کے واقعات دکھائی دیتے کبھی مشفقانہ زجر و تنبیہ سامنے آجاتی اور کبھی ستائیس سال کی جدائی کے دلشکن حالات اور صدمات پیش نظر ہوتے گویا میرے خیال کے سامنے ایک کتاب تھی جسکے اوراق جا بجا اولٹتے جاتے تھے -

غرض یہ رات انہین غمگین حالات مین گذری، صبح کو مین نے بعد نماز سرکار خلد مکان کی مغفرت کی دُعا مانگی اور خدا سے التجا کی کہ "اے احکم الحاکمین اس بڑے فرض کے ادا کرنے کی توفیق دے جسکا بار تو نے اپنے فضل و کرم سے میرے شانون پر رکھا ہے" اس دُعا کے بعد اوس دن کے جو ضروری احکام تھے جاری کیئے -

۲۹ کی صبح کو وزیر صاحب ریاست نے تاج محل پر آکر رسم تعزیت ادا کی، سہ پہر کو لیڈی ٹی الکٹر

مع اپنی ہمشیرہ کے تعزیت کے لئے آئین، اگرچہ لیڈی ڈاکٹر کو آئے ہوے ایک سال ہو چکا تھا لیکن یہ پہلا وقت تھا کہ وہ مجھسے ملین ۳ بجے کے بعد آنریبل سر جان مالکم سیڈ صاحب بہادر ایجنٹ نواب گورنر جنرل اور مسٹر جے لینگ پولیٹکل ایجنٹ بہادر باضابطہ تعزیت ادا کرنے کو تشریف لائے، مین نے حسب قاعدہ سرکار خلد مکان میان عالمگیر محمد خان و میان نور الحسن خان و میان علی حسن خان کو صاحبان ممدوح کو بگھی سے اوتارنے کیلئے طلب کیا تھا جب وہ بگھی سے اوترکر آئے تو نواب سلطان دولہ صاحب بہادر اور وزیر صاحب ریاست لب فرش کمرہ ملاقات تک (جہان مین بیٹھی تھی) استقبال کرکے لاے بعد سلام و مزاج پرسی سرکار خلد مکان کا ذکر فرمایا، سیڈ صاحب کو بھی سخت صدمہ تھا وہ بہت دیر تک اپنے صدمہ کا اظہار کرتے رہے اور مجھے بھی تسلی اور تشفی دیتے رہے، اوسکے بعد مجھے باضابطہ رئیس ہونے کی زبانی اطلاع دیکر دربار صدر نشینی کے لئے تین دن کے بعد تاریخ مقرر کرنی چاہی لیکن مین نے استقرار جاد تقریب کی تاریخ سے اپنی مادر مرحومہ کی عزاداری کے باعث معافی چاہکر کسی دوسری تاریخ مقرر کرنے کی خواہش کی صاحب محتشم الیہ نے بھی اسے پسند کیا اور ۱۷ ربیع الاول مقرر ہوگئی، تین دن تک سب والئ ہندوستان تمام عزیزون جاگیردارون ملازمون اور رعایا کی مستورات تعزیت کے لئے آتی رہین۔

۲۷ برس سال سے مین سرکار خلد مکان سے علحدہ تھی اسلئے لوگون سے ایک بیگانگی سی ہوگئی تھی اور وہ لوگ میری عادات و اخلاق سے ناواقف تھے اسلئے اونسے زیادہ وقت گفتگو اور اخلاق و مدارات کرنے مین گذرتا تھا، اونکو اطمینان و تسکین دینا ہوتی تھی، روزانہ کو تمام ریاست مہمانون کے لئے طعام وغیرہ کا انتظام جاری تھا، مسلمانون مین اکثر جگہ یہ رسم جاری ہے کہ جس گھر مین کوئی میت ہو جاتی ہے تو عزادارون کے لئے اقربا اور احبا کھانا بھیجتے یا لاتے ہین اسمین شک نہین کہ گو یہ رسم کوئی شرعی رسم نہین تاہم اصول ہمدردی پر مبنی ہے لیکن بعض اوقات اس رسم کا نتیجہ بہت خراب ہوتا ہے کیونکہ اسمین فضول تکلفات مد نظر رکھے جاتے ہین اور نہ صرف عزادارون کو بلکہ اون تمام لوگون کو بھی جو

ہوتی کے عزیز و قریب ہوتے ہین، اور تعزیت کے لئے آتے ہین کھانے مین شریک کیا جاتا ہے جس سے کھانا کھلانے والے پر فضول بار پڑتا ہے اور مفت زیر باری ہوتی ہے۔

اس موقع پر میرے ساتھہ بھی اسی طریقہ پر بہت لوگون نے برتاؤ کرنا چاہا مگر مین نے روا نرکھا اور خوش اخلاقی کے ساتھہ معذرت کر دی۔

اسکے علاوہ مین ہمیشہ سے اس امر مین ساعی رہی ہون کہ کم از کم میرے زیر اثر مسلمانون مین جو تباہ کن مراسم شادی و غمی جاری ہین وہ بند ہو جائین اور مین خود اونکے لئے مثال بنون۔

مجھسے پیشتر سرکار خلد نشین اور سرکار خلد مکان کی بھی توجہ اسطرف مبذول رہی ہے سرکار خلد نشین بسختی تمام فضول رسوم سے اجتناب کرتی تھین، اور ہر امر مین سادگی سے کام لیتی تھین جتنی کہ اونکی معاشرت سیاست اور تمدن مین بھی اوسکے ہی آثار دکھلائی دیتے تھے، اونہون نے اپنے انتقال سے قبل وصیت کی تھی کہ اونکے جنازہ کے ساتھہ اور اونکی میت مین کوئی اظہار نمود اور کوئی خلاف شرع رسم نہ ہو۔

سرکار خلد مکان اگرچہ جشن اور تقریبات کی عادی تھین اور اونمین بے انتہا فیاضی اور داد و دہش کرتی تھین مگر خلاف شرع رسومات سے اونکو احتراز تھا چنانچہ اونہون نے میری تقریبات مین اور مین نے اپنی اولاد کی تقریبات مین جسقدر ممکن تھا اسکا لحاظ رکھا اور ایک لمحہ کو بھی اس قسم کی فضولیات کو جائز قرار نہ دیا۔

الحمد للہ کہ اسکا اثر اہل بھوپال پر بہت کچھہ ہوا اور ہو رہا ہے، وہ روز بروز جاہلانہ اور خلاف شرع رسوم کو ترک کرتے جاتے ہین، کیونکہ بادشاہون رئیسون اور امیرون کی مثالون سے عام رعایا اثر پذیر ہوتی ہے اور یہ ایک قاعدہ کلیہ ہے کہ اَلنَّاسُ عَلٰی دِینِ مُلُوکِھِم

مین نے ۲۹ تاریخ کے بعد ہی سے اون کاغذات پر دستخط کرنے شروع کئے جنپر سرکار خلد مکان

کے احکام صادر ہو چکے تھے، لیکن بوجہ علالت دستخط نہوسے تھے جنکی تعداد ہزار ہا تھی نیز جمع خرچ کی سیاہیان بھی جو بغیر دستخطون کے رکھے ہوی تھی دستخط کیے، روزانہ ضروری احکامات انتظامی بمشورہ وزیر صاحب ریاست صادر ہوتے رہے، اگرچہ مین اون تمام خرابیون کو جانتی تھی کہ جو ریاست مین عمال کے ہاتھون سے پیدا ہوگئی تھین، اور اون خائن عہدہ دارون سے بھی واقف تھی جنہون نے سرکار خلد مکان کے ترحم و خطاپوشی سے ناجائز فائدے حاصل کیے تھے لیکن مین نے کوئی عاجلانہ کارروائی نہین کی، کیونکہ میرا مقصود یہ تھا کہ اوسوقت تک نہ کوئی عزل و نصب کرون نہ پرانے انتظام کو مٹا کر کوئی جدید انتظام عمل مین لاؤن جب تک کہ پوری تحقیقات اور کامل تنقید نہ کرلون۔



باب (۲)
تقریب دربار صدر نشینی

حسب مشورہ آنربیل کرنل میڈ صاحب ایجنٹ گورنر جنرل سنٹرل انڈیا ۱۷ ربیع الاول سنہ ۱۳۱۹ ہجری = ۴ جولائی سنہ ۱۹۰۱ء تاریخ تقریب دربار صدر نشینی قرار دی گئی امرا و رؤسا بھوپال ایجنسی و معزز صاحبان یوروپین کو دعوتی خطوط بھیجے گئے، مسٹر جے لینگ بہادر پولیٹکل ایجنٹ جنہون نے شروع سے ہی مہربانی آمیز برتاؤ کیا تھا، تاریخ انعقاد دربار سے کچھ دن پہلے تشریف لے آئے تھے تاکہ وہ مجھے ضروری امور مین امداد دے سکین۔

۱۶ ربیع الاول = ۳ جولائی کو مسٹر جے لینگ صاحب بہادر نے فوج کا ریہرسل کیا" اور تین بجے اوسی دن کرنل میڈ صاحب بہادر ایجنٹ گورنر جنرل داخل بھوپال ہوے۔

تمام فوج مع ماہی مراتب و توپخانہ اسپی و رجمنٹ اعانت شاہی و تمام ارکین و خوانین ریاست اسٹیشن پر استقبال کے لئے موجود تھے، پلیٹ فارم پر سرخ بانات کا فرش بچھایا گیا تھا، اور رنگ برنگ کی بیرقون اور جھنڈیون سے آراستہ تھا۔

جسوقت آنریبل مالکم جان میڈ صاحب بہادر سی، آئی، ای- مع اپنی بانوے محترمہ مسز میڈ صاحبہ کے اپنے "سیلون" سے برآمد ہوے مین نے بہ نقاب برقع اون سے مصافحہ کیا، اور نواب سلطان دولہ صاحب بہادر اور صاحبزادہ صاحبان بہادر سے گرمجوشی کے ساتھ ملاقات ہوئی۔

توپخانہ اسپی اور قلعہ فتحگڈہ سے سلامی کی توپین سر کی گئین، مسز میڈ صاحبہ میری گاڑی مین اور نواب صاحب بہادر صاحب محتشم الیہ کی گاڑی مین سوار ہوے، اور فوجی جلوس کے ساتھ

سواری روانہ ہوئی، پل پختہ پر پہونچکر حسب ضابطہ صاحب بہادر محتشم الیہ مع لیڈی صاحبہ کے کوٹھی جدید پر تشریف لے گئے۔

مین مع نواب صاحب بہادر و صاحبزادہ صاحبان اپنے محل کو آئی، وزیر ریاست (مولوی عبدالجبار خان صاحب بہادر) و سپہ سالار افواج ریاست (میر بخشی حافظ محمد حسن خان صاحب بہادر نصرت جنگ) نے قیامگاہ صاحب بہادر محتشم الیہ تک مشایعت کی۔

۱۷ ربیع الاول کی صبح تک تمام یورپین اور ہندوستانی مہمان آگئے تھے، صاحبان یورپین کے لئے کوٹھی قدیم اور پر تکلف خیمہ جات مین جو کوٹھی کے متصل ہی نصب کئے گئے تھے قیام کا انتظام کیا گیا تھا، ہندوستانی مہمان محلات اور باغات مین ٹھیرائے گئے تھے۔

چونکہ یہ تقریب بطور دربار عام کے صدر منزل مین ہونے والی تھی اسلئے خاص طور پر اوسکی آرائش کی گئی تھی، صحن اور چبوترہ پر باناتی، دالانون مین مخملی، اور شہ نشین مین کارچوبی فرش تھا، جابجا خوبصورت اور خوشنما درختون کے نہایت عمدہ چینی کے گملے رکھے تھے، شیشہ آلات اعلی درجہ کے قرینہ کیساتھ سجائے گئے تھے نفیس مخملی کرسیان ترتیب سے لگائی گئین تھین، شہ نشین مین جانب چپ صاحب پولیٹکل ایجنٹ و نواب صاحب مع ہر سہ صاحبزادگان اور معزز خوانین و اراکین ریاست کی نشست تھی، جانب راست صاحبان یوروپین کے لئے کرسیان تھین وسط مین ایک تخت زرین رکھا ہوا تھا، جسپر دو سنہری کرسیان تھین جو ہمارے اور صاحب ایجنٹ نواب گورنر جنرل سنٹرل انڈیا کے نشست کی تھین، صدر دالانون مین جاگیردارون، اعلی عہدہ دارون اور وکلائے عدالت و معززین کے لئے بلحاظ مراتب کرسیان بچھائی گئی تھین۔

تمام فوج، ماہی مراتب، رجمنٹ اعانت شاہی کے چند نمبر اور توپخانہ اپنی پل پختہ سے لیکر صدر منزل تک صف بستہ کیا گیا تھا، کوتل گھوڑے جنپر زرین ساز و یراق کسے ہوئے تھے

ہاتھی اور اونٹ جنپر زربفتی جھولیں لٹک رہی تھیں موزون اور مناسب مقامات پر استادہ تھے -

تماشائی جابجا سڑکون اور چھتون پر ستہ اور خوشی مین بھرے ہوے کھڑے ہوے تھے -

۱۰ بجے مہتمم دفتر حضور اور نائب بخشی فوج کوٹھی جدید تک صاحب ایجنٹ نواب گورنر جنرل سنٹرل انڈیا کے استقبال کو گئے ، اور پل پختہ تک نواب سلطان دولہ صاحب بہادر، وزیر صاحب بہادر اور میر بخشی صاحب بہادر نے استقبال کیا ، جب صاحب بہادر محتشم الیہ کی سواری پل پختہ تک پہونچی تو نواب سلطان دولہ صاحب بہادر صاحب محتشم الیہ کے ہمراہ سوار ہوے اور یہ جلوس صدر منزل کی جانب روانہ ہوا -

سب سے آگے اردلی خاص اور رجمنٹ اعانت شاہی کا ایک دستہ تھا اسکے بعد ماہی مراتب کے ہاتھی اور پھر شہنائی نواز تھے ، جو سریلی آواز سے شہنائیان بجا رہے تھے اون کے بعد خلعت صدر تک کا ہاتھی تھا جسپر میر منشی رزیڈنسی خلعت لئے ہوے بیٹھے تھے ، پھر کوتل گھوڑے تھے جو نقرئی اور طلائی ساز وسامان سے آراستہ تھے اون کے بعد صاحب محتشم الیہ کی چواسپہ شاندار گاڑی تھی جسپر صاحب ممدوح مع نواب صاحب بہادر کے سوار تھے ، گاڑی کے دائین بائین رجمنٹ اعانت شاہی کے کمانڈنگ افیسر اور منتظم پولیس برہنہ کرچین ہاتھون مین لئے ہوے تھے ، پھر صاحب پولیٹکل ایجنٹ اور دیگر معزز یوروپین صاحبان کی گاڑیان تھین ، یہ جلوس آہستہ آہستہ صدر منزل پر پہونچا دورویہ جو فوج ایستادہ تھی سلامی ادا کرتی جاتی تھی ، دروازہ صدر منزل پر بینڈ نے سلامی ادا کی ،

صاحبزادہ عبید اللہ خان اور صاحبزادہ حمید اللہ خان نے استقبال کر کے گاڑی سے اوتارا صحن صدر منزل کے حوض تک نواب محمد نصر اللہ خان نے استقبال کیا جسوقت یہ پارٹی شہ نشین کے قریب پہونچی مین اپنے اندرونی کمرہ سے نکلکر آئی حاضرین دربار تعظیم کیلئے کھڑے ہوگئے مین نے شہ نشین کے لب فرش تک استقبال کیا قلعہ فتحگڈھ سے سلامی سر ہوئی -

جب مین اور صاحب محتشم الیہ تخت کی کرسیون پر بیٹھ گئے اور حاضرین دربار بھی اپنی اپنی کرسیون پر بیٹھے تو ونڈہم صاحب بہادر فرسٹ اسسٹنٹ ایجنٹ نواب گورنر جنرل نے ہز اکسلنسی نواب گورنر جنرل والیسرائے ہند بہادر کا خریطہ سنایا جو حسب ذیل ہے :۔

میری معزز دوست !

آپکی نامور والدہ ہر ہائینس نواب شاہجہان بیگم صاحبہ جی، سی، ایس، آئی، سی، آئی۔ کی خبر انتقال مین نے نہایت افسوس کے ساتھہ سنی تھی جیسا کہ میرے ایجنٹ کرنیل میڈ صاحب آپ کو پیشتر اطلاع دے چکے ہین اون کی ذات کے ساتھہ برٹش گورنمنٹ کا ایک نہایت خیر خواہ اور وفادار ماتحت اور دوست ہاتھہ سے جاتا رہا ہین اسوقت مگر اس غمناک حادثہ پر جو واقع ہوا ہے افسوس ظاہر کر کے آپ اور آپ کی فیملی کے ساتھہ تعزیت کرتا ہون مین نے اپنے ایجنٹ سنٹرل انڈیا کی معرفت آپکی خدمت مین ایک نقل اوس اشتہار کی پہونچائی ہے جو گورنمنٹ آف انڈیا نے اوس افسوسناک خبر کے سُننے پر مشتہر کرایا تہا اور اوسکے ساتھہ مین نے ایک ٹیلیگرام بھی مشعر تعزیت و ہمدردی منجانب ہز مجسٹی بادشاہ قیصر ہند، آپ کی خدمت مین پہونچایا ہے اب مین آپ کو مسند بھوپال پر رونق افروز ہونے کی مبارکباد دیتا ہون اور مجھے یہ دیکھکر نہایت مسرت ہوئی کہ آنجناب نے اپنے اون بزرگون کے قدم بقدم چلنے کا قصد فرمایا ہے، جنکی ضرب المثل خیر خواہی تاج برٹش کے ساتھہ سارے ہندوستان مین مشہور ہے، آپ مطمئن رہین کہ ہز مجسٹی بادشاہ قیصر ہند کے ویسرائے کی ذات آپ کے واسطے ہمیشہ ایک پختہ دوست ہے اور جب تک کہ ریاست بھوپال آپ کے زیر حکومت اپنی قدیم شہرت قائم رکھے گی برٹش گورنمنٹ کی طرف سے وہی عنایات جو آجتک آپ کے مشہور خاندان

ہوتی رہی ہیں، بلا کم و کاست آپ پر بھی مبذول رہیں گی۔

میں ہوں بہت خیال کے ساتھ یور ہائینس کا مخلص دوست

لارڈ کرزن وائسرائے و گورنر جنرل ہند

از مقام شملہ ۲۸ جون ۱۹۰۱ء

اس خریطہ کے بعد صاحب ایجنٹ گورنر جنرل نے کھڑے ہو کر انگریزی میں اسپیچ کی، جسکا ترجمہ میر منشی رزیڈنسی نے اردو میں حاضرین دربار کو سنایا، جو حسب ذیل ہے:-

بیگم صاحبہ!

ہز مجسٹی شاہنشاہ عالم پناہ حضور شہنشاہ ہند کے قائم مقام کے طور پر ہز اکسلنسی حضور نواب گورنر جنرل بہادر و وائسرائے کشور ہند نے انتہائے مسرت کے ساتھ آپ کی والدہ مکرمہ مرحومہ جناب نواب شاہجہان بیگم صاحبہ جی، سی، ایس، آئی، و سی، آئی، والیہ بھوپال کے بجائے آپ کی جانشینی کا سر دربار اعتراف کرنا منظور فرمایا ہے۔

مجھکو معلوم ہے کہ ہز اکسلنسی لارڈ کرزن صاحب بہادر بنفس نفیس آپ کو مسند نشین کرنا پسند فرماتے مگر افسوس ہے کہ حضور ممدوح کو بوجوہ ایسا کرنا ممکن نہ ہوا، یہ بھی قابل افسوس ہے کہ اس موقع پر نہ کرنل بار صاحب بہادر جو اتنی برسوں تک منصب ایجنٹ گورنر جنرل بہادر سنٹرل انڈیا پر ممتاز رہے، نہ مسٹر بیلی صاحب شریک جلسہ ہو سکے مگر ان افسران جلیل القدر کی عدم موجودگی پر تاسف کرتے ہوئے میں اس امر کا آپ کے روبرو بیان کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ آج جیسے موقع سعید پر گورنمنٹ ہند کی قائم مقامی کرنیکا موقع حاصل کر کے میں نے از حد فخر و اطمینان محسوس کیا ہے، آج میری مسرت یہاں موجود ہونے سے المضاعف ہے اولاً اس وجہ سے کہ تقریباً ۳۳ سال پیشتر

اسیطور سے میرے والد نے آپ کی والدہ مکرمہ کو مسند ریاست بھوپال پر متمکن کیا تھا، اور ثانیاً اس وجہ سے کہ میں بہت برسوں تک بھوپال کا پولیٹکل ایجنٹ رہا ہون اور آپسے اور آپ کے خاندان کے اصحاب سے ذاتی واقفیت حاصل ہے۔

آج آپ اپنے بزرگون کی مسند پر متمکن ہوئی ہین گو مجھکو امید نہین ہے کہ آپکو داد شجاعت نمایان کرنے کے اس قسم کے مواقع دستیاب ہوسکین جیسے کہ آپ کے متقدمین میں سے بعض کو ملے ہین، یعنے وزیر محمد خان صاحب کی طرح شہر پناہ بھوپال سے باغیون کی یورش فرو کرنا، یا مشہور زمان آپکی نانی نواب سکندر بیگم صاحبہ کی طرح خود لشکر کا ساتھ دینا جیسا کہ ۱۸۵۷ء کے مفسدہ عظیم میں اونھون نے کیا تاہم ریاست کی حکمرانی میں بہ آپ کو ایک وسیع میدان اون نیک اوصاف کے کام مین لانے کا دستیاب ہوگا، جو مین خیال کرتا ہون آپکو آپکے متقدمین سے ملے ہین، گذشتہ سالون مین قحط اور وبا سے آپ کی ریاست کو سخت صدمہ پہونچا ہے، اور حال کی مردم شماری کے مطابق اس ریاست کی آبادی مین سے تقریباً ۳۰ فیصدی چلے گئے ہین۔ اور زمین مزروعہ تقریباً ایک ثلث غیر آباد ہوگئی ہے، اگر درحقیقت یہ اندازہ درست ہے تو اسمین کلام نہین کہ منجملہ اور مشکلات کے یہ بھی ضرور ہے کہ ریاست کی آمدنی مین بہت کچھ نقصان ہوا ہے، یہ آپ کا حصہ ہوگا کہ مدبرانہ تدابیر سے اس آبادی کو پورا کرکے ریاست کے محاصل کو درست کرین، خان بہادر مولوی عبدالجبار آپ کے وزیر ایک تجربہ کار شخص ہین، اور میرے دوست لینگ صاحب بہادر پولیٹکل ایجنٹ بھوپال ہمیشہ آپکو مشورہ اور مدد دین گے۔

مگر بہت ہی زیادہ مین اس بات سے خوش ہوتا ہون کہ سلطان دولہ احتشام الملک عالیجاہ

نواب احمد علی خان کی ذات (جنکو مین بدل مبارکباد دیتا ہون) ایک ایسی مشیر اور مُمد ملی ہے جنکا پختہ تجربہ آپ کو حکمرانی ریاست مین اعانت اور رہنمائی کرتا رہے گا۔

گورنمنٹ عالیہ اور ریاست کے باہمی تعلقات کی بابت فرمان رواے بھوپال کے روبرو زیادہ ضرورت گفتگو کی نہین معلوم ہوتی، جس دن سے گورنمنٹ عالیہ ہند کے تعلقات سنٹرل انڈیا کے رؤسا کے ساتہہ شروع ہوے اوسی دن سے رؤساے بھوپال خلوص دل اور عقیدت سے اپنے عہد و پیمان پر ثابت قدم رہنے کے واسطے مشہور رہے ہین، اور مجھکو کامل اعتماد ہے کہ آپ بھی حسن عقیدت اور وفاداری کے اوس بلند پایہ شہرہ کو جو آپکو بزرگون سے ورثہ مین ملا ہے خود بیداغ قائم رکھکر اپنے متاخرین کے واسطے اوسی حالت مین ودیعت کرین گی، مین آپکو آپکی مسند نشینی پر عین خلوص دل سے گورنمنٹ ہند کی طرف سے اور تمام میم صاحبات و انگریز صاحبان موجودہ دربار کیطرف سے اور خود اپنی طرف سے مبارکباد کہتا ہون اور ہم سبہون کی عین تمنا ہے کہ انشاء اللہ آپ آیندہ کامیاب اور اقبال مند رئیسہ ہون، خدا کرے قدسیہ بیگم صاحبہ کی طرح آپ عمر دراز پاوین، اور شہرت و اقبال مندی مین نواب سکندر بیگم صاحبہ اور شاہجہان بیگم صاحبہ کی آپ ہم پایہ ہون"

صاحب محتشم الیہ کی اسپیچ کے بعد مین نے حسب ذیل اسپیچ کی:-

جناب آنریبل کرنل میڈ صاحب بہادر و لیڈی صاحبات و صاحبان!

مین خیال کرتی ہون کہ یہ امر ناموزون نہوگا کہ مین آغاز کلام مین اوس رنج و افسوس کا اظہار کرون جو میری والدہ ماجدہ کے انتقال سے نہ صرف مجھے بلکہ تمام رعایاے بھوپال کو پہونچا ہے جو اونکے فیض عام کی ایک عرصہ سے خوگر تھی۔

صاحبہ مغفورہ کے عہد حکومت مین بہت سے کام ریاست مین ایسے ہوے جو برٹش گورنمنٹ کی وفاداری و جان نثاری پر مبنی تھے ، خدا ہم کو صبر عطا کرے اور اونکو جنت الفردوس مین جگہ دے ۔

مین تہ دل سے شہنشاہ انگلستان و ہندوستان کی قدر افزائی اور حق شناسی خصوصاً وایسرائے کشور ہند کی ممنون و مشکور ہوئی کہ آج مجھے یہ اعزاز و افتخار حاصل ہوا ۔

صاحبان عالی! اس بات کے تسلیم کرنے مین انکار نہین ہوسکتا کہ مجھ مین اون ذاتون کا خون شریک ہے جنکا تمام حصۂ حیات نیکنامی اور تاج برطانیہ کے ساتھ وفاداری و جان نثاری مین گذرا ہے ، پس خاندانی اقتضا سے مجھے اس سے زیادہ اور کوئی امر عزیز نہین ہوسکتا کہ مین بھی وہی طریق و روش اختیار کرون جو طریق میرے اسلاف و بزرگون کا رہا ہے ۔

آنریبل کرنیل میڈ صاحب ! مین صرف آپ کے نصیحت آمیز کلمات ہی کا شکریہ نہین ادا کرتی ہون بلکہ اس بات پر مجھے نہایت مسرت ہوئی ہے کہ جسطرح سر رچرڈ میڈ نے ۱۸۶۸ء مین میری والدہ ماجدہ خلد مکان کو صدر نشین کیا تھا اوسی طرح آج آپ نے اس محفل کو رونق بخشی ہے جسے مین ایک فال نیک سمجھتی ہون ، مین آپ کے اوس ارشاد کو شکریہ کے ساتھ تسلیم کرتی ہون جو دربارۂ وزیر نواب انتظام الملک عالیجاہ کے آپ نے مجھے توجہ دلائی ہے ، نواب صاحب موصوف بے شک میرے پورے ہمدرد ہین ، جنھون نے کامیابی کے ساتھ ستائیس برس میری رفاقت کی ہے ، مین امید کرتی ہون کہ اون کی اعانت و امداد اور وزیر صاحب بہادر ریاست کی سچی وفاداری ہر کام مین میرے لئے رہنما ہوگی ۔

مالی حالت ریاست کی بوجوہ چند در چند نہایت قابل توجہ ہے اور رعایا مین افلاس و نادہندی سرایت کرگئی ہے ، اگرچہ اسمین مجھے بہت سی مشکلات کا سامنا ہوگا ، کیونکہ افتادہ زمین کا از سر نو آباد ہونا خصوصاً ایسی حالت مین کہ تقریباً ایک ثلث مردم شماری گھٹ گئی ہو بالضرور ایک اہم کام ہے مگر جس احکم الحاکمین نے اپنے ملک اور اپنی مخلوق کی حفاظت میرے سپرد کی ہے مجھے امید ہے کہ وہ ہر کام مین میرا معین و مددگار ہوگا اب مین حضور وائسرائے کشور ہند اور آپ اور اپنے شفیق مسٹر لینگ صاحب بہادر جنسے مجھے ہر طرح امداد کی امید ہے اور مسز میڈ و دیگر حاضرین دربار کا شکریہ ادا کرتی ہون ، اور دعا کرتی ہون کہ خداوند کریم مجھے اور میری اولاد کو برٹش گورنمنٹ کی خیرخواہی و وفاداری اور رعایا کی بہبودی و فلاح جوئی مین ثابت قدم رکھے ، اور باہم میرے اور میری رعایا و ملازمین کے رشتۂ ہمدردی مستحکم و مضبوط ہو - آمین "

میری تقریر ختم ہونے پر توپخانہ اسپی سے ۲۱ فیر صدر نشینی کے سر کئے گئے -

کرنیل میڈ صاحب بہادر نہ صرف ایجنٹ نواب گورنر جنرل ہی تھے بلکہ وہ میرے خاندان کے بہت بڑے شفیق اور مہربان دوست تھے ، اور اونہون نے اپنی نہایت مہربانی سے ہمارے خاندان کے ساتھ وہ برتاؤ رکھا جو عزیزوں کا ہوتا ہے اونکے ایسے وقت پر موجود ہونے سے ہمکو اور اونکو ایک خاص خوشی تھی -

چونکہ وہ ایک عرصہ تک پولیٹکل ایجنٹ رہ چکے تھے اونکو بھوپال کے حالات سے بخوبی واقفیت تھی وہ اون امور پر بھی آگاہی رکھتے تھے جو گذشتہ ۲۷ سال مین بوجہ ناراضی سرکار خلد مکان مجھے پیش آئے تھے -

درбарون مین میرا آنا جانا بند تھا ، معاملات انتظامی مین حسب رواج قدیم مجھکو کچھ دخل نہ تھا میری انتظامی تعلیم جاگیر کے کامون پر محدود تھی -

اگرچہ سرکار خلد مکان بھی بزمانہ ولیعہدی معاملات انتظام ریاست مین دخیل نتھین لیکن چونکہ انکی تعلیم کا انحصار زیادہ تر معاملہ کے دیکھنے اور سُننے پر ہوتا ہے اور وہ ہمیشہ سرکار خلد نشین کے پاس رہتین اونکے ساتھہ پولیٹکل افیسرون سے ملتین اور دربارون مین شریک ہوتی تھین، اور ہر ایک انتظام کا تذکرہ اونکے سامنے ہوتا رہتا تھا، اسلیئے بہت کچھہ اونکو تجربہ حاصل ہوچکا تھا، اور فی الواقع جیسا ہمیشہ رؤسا کی اولاد اپنے والدین کے پاس سفر وحضر مین دربار و ملاقات مین موجود رہتی ہے، انتظامی مباحثے اور تذکرے اوسکے سامنے ہوتے رہتے ہین تو اوسکی معلومات مین ترقی ہوتی رہتی ہے۔

علم بے شک نہایت مفید شے ہے لیکن بغیر تربیت و تجربہ کے کبھی علم کا اصلی مقصود حاصل نہین ہوسکتا، خصوصاً رؤسا و امرا کی تعلیم محض کتابی تعلیم سے مکمل نہین ہوسکتی جب تک کہ اوسکے ساتھہ تربیت نہ ہو اور وہ تعلیم کنندہ کے تجربون سے استفادہ حاصل نہ کرین لیکن میرے متعلق یہان معاملہ بالکل برعکس تھا، جب تک ناراضی نہ تھی کچھہ معمولی کاغذات رشتہ میرے سامنے بھی پیش ہوتے تھے، بعد شادی وہ بھی بند ہوگئے، البتہ صرف اون کاغذات پر جنکو نواب صدیق حسن خان صاحب سماعت کرکے داخل دفتر ہونے یا کیفیت طلب ہونے کا حکم لکھوا دیتے تھے، میرے دستخط کرائے جاتے تھے لیکن رفتہ رفتہ یہ سلسلہ بھی بند ہوگیا۔

مین تعمیل حکم کے لئے دستخط کردیتی تھی ورنہ اسطرح نہ تجربے حاصل ہوتے ہین، اور نہ معلومات مین اضافہ ہوتا ہے۔

اگرچہ جاگیر کا کام میرے لئے ایک حد تک مکتفی تھا، لیکن اون مشکلات کو جنہین ناظرین جلد اول کے اوراق مین دیکھہ چکے ہین پیش نظر رکھکر اندازہ کرسکتے ہین کہ میری تعلیم کسقدر محدود تھی، اس لئے میڈ صاحب کو بے شک میری اسپیچ کے متعلق جو خیالات کہ اوسوقت پیدا ہورہے تھے حق بجانب تھے لیکن مین اچھی طرح جانتی تھی کہ ایک دن اگر میری زندگی ہے تو مجھے ملک داری کا اہم فرض

ادا کرنا ہے، مین غیر معمولی طور پر ہر ایک معاملہ سے نتائج استنباط کر کے اپنے تجربے اور معلومات کو وسیع کر رہی تھی، اور گو مجھے عملاً کوئی ایسا زیادہ موقع نہین ملا تاہم مین واقفیت عام حاصل کرنے کے لئے کوشش کرتی رہتی تھی اس لئے گو حکومت کے دوسرے ہی دن مجھے بے انتہا محنت و تکلیف گوارا کرنی پڑی اور طرح طرح کی مشکلات پیش آئین، لیکن میری ہمت اون تکالیف اور مشکلات کو دیکھکر اور بلند ہو گئی کیونکہ ؎

مثل ہے کہ ہمت کا حامی خدا ہے چھپا دست ہمت مین زور قضا ہے

اون کو مجھ سے ہرگز یہ امید نہ تھی کہ مین برقع اور نقاب کے اندر سے ایسے عظیم الشان مجمع کے روبرو اسطرح بے جھجک اور اطمینان کے ساتھ اسپیچ کر سکون گی، وہ میری اسپیچ ہمہ تن گوش ہو کر سُن رہے تھے، جب مین اسپیچ ختم کر چکی تو اونکے موتھ سے بے اختیارانہ جوش و مسرت کے ساتھ شاباش شاباش نکلا حقیقتاً مجھکو اون کے ان الفاظ سے بہت مسرت ہوئی۔

اسی دربار کے وقت نواب سلطان دولہ صاحب بہادر کو بھی صاحب بہادر محتشم الیہ نے اپنی اسپیچ مین "نواب احتشام الملک عالیجاہ" کے خطاب سے مخاطب فرمایا، یہ خطاب اوسی دن ہز ایکسلنسی لارڈ کرزن گورنر جنرل والیسرائے ہند نے منجانب گورنمنٹ عطا کئے جانے کا حکم صادر فرمایا تھا جسکی اطلاع ہم کو دربار سے چند لمحہ پہلے ہی ملی تھی۔

اس خطاب کے ملنے سے مجھے اور نواب صاحب کو اور نیز خیرخواہان ریاست کو خاص خوشی حاصل ہوئی، اور ایک ہی وقت مین جبکہ مین فرمان روائے بھوپال تسلیم کی گئی، نواب صاحب بہادر کو بھی وہ عزت جو نواب کنسرٹ کو ہونی چاہیئے، عطا کی گئی، اور یہ اس ریاست کی بیگمات کی ۴۸ سالہ حکومت مین پہلا ہی اتفاق تھا۔

اسپیچون کے بعد صاحب محتشم الیہ کے روبرو میر منشی رزیڈنسی نے کشتیہائے خلعت

پیش کین اور صاحب معظم الیہ نے مالاے مروارید میرے گلے مین پہنائی اور میرے خلعت کی کشتیان اور اسلحہ میر منشی موصوف نے میرے سامنے رکھین، پھر نواب صاحب بہادر کے گلے مین کنٹھا ڈالا اور تلوار سپرد کی۔

نواب صاحب بہادر نے ایک مختصر و دلچسپ تقریر کی جس مین گورنمنٹ کی عنایت خسروانہ کا شکریہ میری صدر نشینی کی خوشی اور کرنیل میڈ صاحب بہادر کے الطاف بزرگانہ اور صاحب پولٹیکل ایجنٹ بہادر کی مہربانی پر اظہار احسانمندی تھا۔

اس تقریر کے بعد اونھون نے ایک سو ایک تھان اشرفی گورنمنٹ کی نذر مین پیش کین اور پھر صاحبزادہ صاحبان بہادر، وزیر صاحب بہادر اور میر بخشی صاحب بہادر کی نذرین پیش ہوئین، مین نے صاحب ایجنٹ نواب گورنر جنرل بہادر و صاحب پولٹیکل ایجنٹ بہادر کو اپنے ہاتھ سے عطر و پان دیا، اور ہار پہنائے، دیگر یوروپین افسران کو وزیر صاحب بہادر ریاست نے اور باقی کو منشی احمد حسن خان میر منشی ریاست نے عطر و پان پیش کیا، دربار ختم ہوا اور جس طرح استقبال کیا گیا تھا اوسیطرح مشایعت عمل مین آئی۔

مجھے اور نواب صاحب کو جو خلعت ملے تھے اون مین حسب ذیل اشیا تھین:۔

خلعت صدارت، مالاے مروارید، سرپیچ، کنٹھا، خلعت ہفت پارچہ، بندوق، تلوار

خلعت نواب صاحب بہادر

سرپیچ، کنٹھا، خلعت ہفت پارچہ، تلوار۔

اس موقع پر منشی قدرت اللہ مرحوم مہتمم کوٹھیات کا جو ریاست کے قدیم ملازم اور معمر آدمی تھے ذکر کرنا نامناسب نہوگا، اونھون نے اپنی ملازمت کے دوران مین سرکار خلد نشین اور سرکار خلد مکان اور میری صدر نشینی کے دربار دیکھے، اور اون مین شریک ہوے، اپنی

نمکخواری کے جوش مین شہ نشین پر باوجود ممانعت، آکر کرسی کے پاس کھڑے ہوکر کہنے لگے کہ "سرکار! آپ کا غلام قدرت اللہ جس نے آپ کو گود مین کھلایا اور جو آپ کو گود مین لیئے پھرتا تھا آپ کو دُعائین دیتا ہے کہ صدر نشینی مبارک ہو! خدا کرے ہم سلور جوبلی گولڈن جوبلی اور ڈائمنڈ جوبلی منائین"

اوسوقت اونکا یہ خلوص بہت اچھا معلوم ہوا، اونھون نے مجھکو دو سال کی عمر مین آکر دیکھا تھا، وہ پہلے ہملٹن صاحب رزیڈنٹ کے منشی تھے اونکی رفاقت و وفاداری پر بھروسہ کرکے ہملٹن صاحب نے اپنے داماد ہیجنس صاحب کو دیدیا تھا ہیجنس صاحب نے انگلنڈ جاتے وقت سرکار خلد نشین سے اونکی سفارش کی تھی اور سرکار خلد نشین نے اونکو اپنے سلسلۂ ملازمت مین داخل کیا، وہ سرکار خلد نشین کے خیر خواہ ملازمون مین تھے اور اسیطرح سرکار خلد مکان کی بھی خیر خواہی کرتے رہے اب ریاست نے بوجہ پیرانہ سالی اونکی پنشن مقرر کردی ہے۔

اوسی دن کرنیل بار صاحب بہادر کو جو حیدر آباد دکن کے رزیڈنٹ تھے اس تقریب کی اطلاع کا تار دیا گیا، کیونکہ اونکو بھی ایک خاص عنایت وخصوصیت اس خاندان سے ہے۔

اس خوشی مین اوسی تاریخ ۲۰ قیدی رہا کیئے گئے، اور تیسرے پہر کو میدان پریڈ جہانگیر آباد پر رجمنٹ اعانت شاہی کے فوجی کرتب ہوئے، مین نے اور ایجنٹ نواب گورنر جنرل بہادر اور صاحب پولیٹکل ایجنٹ بہادر، نواب صاحب بہادر اور صاحبزادہ صاحبان بہادر نے ملاحظہ کیا۔

شب کو کوٹھی جدید پر دعوت تھی، لیکن مین نے یہ انتظام کیا تھا کہ بعد ڈنر کے مہمان صدر منزل پر تشریف لائین اور آتش بازی اور روشنی ملاحظہ کرین، کوٹھی نہایت نفاست سے غیر معمولی طور پر آراستہ کی گئی تھی اور کوٹھی کے احاطہ مین بھی روشنی اور چراغان کا انتظام تھا۔

دس بجے شب کو مین اور نواب صاحب بہادر و صاحبزادہ صاحبان بہادر حسب دستور گئے کھانا ختم ہو چکا تھا، میرے پہونچنے پر کرنل میڈ صاحب بہادر نے دلچسپ فقرون مین ہز امپیریل مجسٹی کنگ

ایڈورڈ ہفتم وقیصر ہند کا جام صحت تجویز فرمایا جسکو سب نے نہایت جوش اور نعرہ ہاے خوشی کے ساتھہ نوش کیا، اسکے بعد مین نے حسب ذیل تقریر کی ۔

شکر بجا آر کہ مہمان تو
روزی خود میخورد از خوان تو

مجھکو اس امر سے نہایت خوشی اور فخر ہے کہ کرنل میڈ صاحب اور مسز میڈ صاحبہ آجکی رات میری مہمان ہین، میرے مذہب اور میری قوم مین مہمانون کی مہمان داری سے زیادہ خوشی کی کوئی بات نہین سمجھی جاتی، لیکن میرے لئے یہ موقع ایک خاص خوشی کا اس سبب سے ہے کہ یوروپین لیڈیز و جنٹلمین نے مجھکو ایسے موقع پر عزت بخشی ہے، جبکہ میرے سر سے میری معزز مان کا سایہ اوٹھہ گیا ہے سرکاری افسرون کی خاص مہربانیون اور عنایتون نے میری دلجوئی فرماکر مجھکو بہت خوش اور مسرور کیا ہے ۔

آپ بخوبی جانتے ہین کہ جس فرد بشر کے سر پر تاج شاہی رکھا جاتا ہے اوسکی آسائش محدود ہو جاتی ہے، مگر جسوقت مجھکو خیال آتا ہے کہ برٹش گورنمنٹ میری معین اور مددگار ہے، اوسوقت میرے جسم مین طاقت آجاتی ہے، مگر مین اپنی اسپیچ کو اس سبب طول نہین دیتی کہ مین آپ صاحبون کو تکلیف نہو، کیونکہ بعد اختتام جلسہ دعوت آتشبازی و روشنی ملاحظہ فرمانے کے لئے دوبارہ محل پر تکلیف دینا چاہتی ہون ۔

قبل اپنی کرسی پر بیٹھنے کے مین اپنے دوست کرنل میڈ صاحب کے جام صحت کی تحریک کرتی ہون اور اون لیڈیز اور جنٹلمین کا شکریہ ادا کرتی ہون جو میرے اذن پر شریک دعوت ہوئے ۔

میری تقریر ختم ہونے کے بعد صاحب ایجنٹ نواب گورنر جنرل سنٹرل انڈیا نے میرے جام صحت کی تحریک فرمائی اور جملہ حاضرین کی طرف سے ارشاد فرمایا کہ ہم سب دعا کرتے ہین کہ جناب عالیہ ہمیشہ

خوشی اور فرحت سے حکمرانی فرماتی رہیں، اور یوماً فیوماً ترقی نصیب ہو۔

خان بہادر مولوی عبدالجبار خان صاحب بہادر سی، آئی، ای۔ وزیر ریاست نے ایک مختصر تقریر کے ساتھ مسٹر جے لینگ صاحب بہادر پولیٹکل ایجنٹ کے جام صحت نوش کرنے کی تحریک کی، اسی طرح پولیٹکل ایجنٹ صاحب بہادر نے وزیر صاحب کے جام صحت کی۔

ڈنر اور تقریر کے دوران میں بینڈ کے راگ نہایت پر لطف معلوم ہوتے تھے، اس کے بعد گیارہ بجے شب کو تمام مہمان روشنی اور آتشبازی کی سیر کو صدر منزل پر تشریف لائے۔

بیرون حصہ شوکت محل موتی محل اور صدر منزل کے سامنے شیشے کے گلاسون اور رنگ برنگ کی لالٹینون کی روشنی تھی جس سے تمام احاطہ ایک بقعۂ نور معلوم ہوتا تھا، باوجود ہوا کے تیز و تند ہونے کے ایک بجے تک بخوبی روشنی قائم رہی۔

میدان جنوبی صدر منزل مین آتشبازی نصب تھی مہانون کے تشریف لانے کے بعد آتش بازی چھوڑی گئی، آتش بازی اور روشنی کی سیر کے بعد عطر و پان ہوا، اور قریب بارہ بجے کے مہمان رخصت ہوئے

۱۸ ارتاریخ کو صبح کے وقت جیل خانے کا جو بعہد سرکار خلد مکان جدید تعمیر ہوا تھا ایجنٹ نواب گورنر جنرل نے ملاحظہ فرمایا۔

۱۹ ار کی صبح کو رجمنٹ اعانت شاہی کی بارگون اور گھوڑون اور سامان کا معائنہ کیا، اور وہان سے نشاط افزا مین مع مسز میڈ صاحبہ سرکار خلد مکان کے مزار پر گئے اور بہت دیر تک کھڑے ہوئے مرحومہ کی خوبیوں کا ذکر اور اونکے انتقال پر افسوس کرتے رہے، واپسی مین مسز میڈ صاحبہ نے لیڈی لینسڈون ہسپتال کا معائنہ کیا اور کتاب معائنہ پر اپنی رائے تحریر فرمائی۔

شام کو مین نے لال کوٹھی پر ملاقات بازدید کی، حسب دستور قلعہ فتحگڈہ سے سلامی سر ہوئی، اور ملاقات بازدید کے بعد نواب صاحب بہادر و صاحبزادی صاحبان کا صاحب ایجنٹ نواب گورنر جنرل

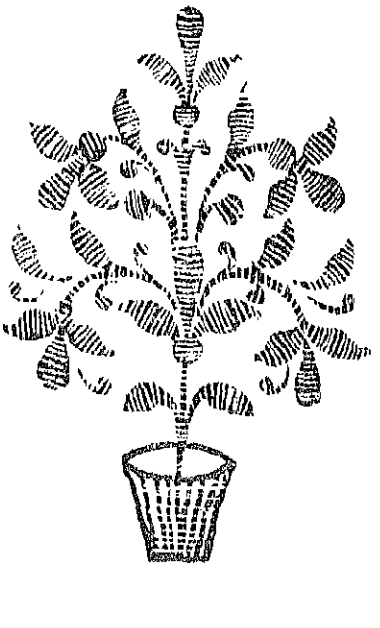
وصاحب پولیٹکل ایجنٹ بہادر کے ساتھ فوٹو لیا گیا، اور مسز میڈ صاحبہ نے بطور یادگار محبت اپنے ساتھ بھی تصویر لی۔

۹ ربجے شب کو مع ہمراہیان کے نہضت فرمائے اندور ہوئے، چونکہ روانگی پرایوٹ تھی لہذا باضابطہ شائعت نہین ہوئی۔

بروز دوشنبہ دوپہر کے وقت سلامی کی توپین سر کی گئین اور پھر وقتاً فوقتاً دوسرے مہمان بھی رخصت ہوئے۔

راجہ صاحب راجگڈھ نے بلحاظ تعلقات قدیمانہ ایک جوڑا مع دو گھوڑون کے بھیجا تھا اوسکو قبول کرکے معتذرین کو خلعت وانعام دیا گیا۔

صدر نشینی کی تہنیت مین جن صاحبون نے خرائط وخطوط بھیجے تھے اون کو جواب مین شکریہ ادا کیا گیا اور اہلکاران ریاست کو جنہون نے اس تقریب مین اپنے فرائض خوش اسلوبی اور محنت سے ادا کئے تھے انعام دیا گیا۔



باب (۳)
ولیعہدی نواب محمد نصر اللہ خان صاحب بہادر

سرکار خلد مکان کے انتقال کے بعد اونکی وفات کے رنج اور بے انتہا پریشانیون اور ہجوم کار کے باعث نواب محمد نصر اللہ خان کی ولیعہدی کے متعلق کوئی فوری تحریک نہین کی گئی اور نہ اس فوری تحریک کی کچھ ضرورت تھی۔

دربار صدر نشینی کے کچھ دنون قبل حسب دستور[۱] ریاست اونکے پاس مسودہ اقرار نامہ بھیجا گیا جسکو اونھون نے مکمل کرکے اپنی عرضی کے ساتھ میرے پاس واپس بھیجا جسکی نقل حسب ذیل ہے :-

قلم اول۔ "مین اقرار کرتا ہون اور نوشتہ دیتا ہون کہ مین ہمیشہ مطیع و فرمان بردار ریاست کا رہونگا، اور جو اقلام مین نے ذیل مین درج کی ہین موافق اون کے پابندی اختیار کرونگا اگر خلاف اوسکے کوئی امر ظہور مین آویگا تو سرکار عالیہ اور حکام عالیمقام کو مجھپر تنبیہ او مواخذہ کرنے اور اوس حرکت سے مجھے باز رکھنے کا اختیار ہے۔

قلم دوم۔ مردمان اوباش و بدچلن کو یا ایسے لوگون کو جو بدخواہ ریاست ہون یا جنکا آنا جانا جناب والدہ ماجدہ ناپسند کرین مین ہرگز اپنی صحبت مین نہ آنے دونگا، اور نہ اون سے سلام و پیام کرونگا اور نہ کسی ملازم برطرف شدہ ریاست، و ڈیوڑہی کو ظاہر و باطن اپنے پاس نوکر رکھونگا۔

[۱] ریاست ہذا مین یہ دستور قدیم ہے کہ اولاد رئیس سے اقرار نامہ لیا جاتا ہے، چنانچہ جب سرکار خلد مکان ولیعہد ہوئین تو اون سے بھی اقرار نامہ لیا گیا، اور جب مین ولیعہد ہوئی تو اگرچہ اوسوقت بسبب اسکے کہ میری عمر ۱۱ سال کی تھی اقرار نامہ نہین لیا گیا مگر مین جب سن تمیز کو پہونچی تو اقرار نامہ تحریر کرایا گیا۔

قلم سوم ۔ مسلک میرا اہل سنت وجماعت حنفی المذہب ہے ، اپنی آخری حیات تک اسی مذہب پر قائم رہونگا ، کسی اغوا یا کسی خواہش نفسی کیوجہ سے تبدیل مذہب نہ کرونگا ۔

قلم چہارم ۔ میری اولاد کی بیاہ شادی ، تعلیم وتربیت ، انتظام بودوباش وغیرہ حسب تجویز ومنظوری جناب والدہ ماجدہ کے ہوگی ، اور مین اپنے اہل وعیال کے ساتھ حسن معاشرت وخلق ومحبت کا برتاؤ رکھونگا خلاف طریقہ شرفا جبر وتعدی سے پیش نہ آونگا ، اور بلا رضامندی جناب والدہ ماجدہ دوسرا نکاح نہ کرونگا ۔

قلم پنجم ۔ جو جاگیر ومعاش میرے مصارف کے لئے سرکار عالیہ مقرر کرینگی وہ مجھے منظور ہوگی اور بموجب اوسی کے مصارف اپنی ڈیوڑھی کے رکھونگا ، ایسی فضول خرچی نکرونگا جس مین نوبت قرض کی پہونچے ۔

قلم ششم ۔ مین اقرار کرتا ہون کہ تحریراً وتقریراً کبھی کوئی شکایت وبرائی والدین کی کسی اہلکار یا حکام انگریزیسے نہ کرونگا ، اور نہ اون سے بالا بالا کوئی تعلق تحریراً وتقریراً رکھونگا ، اگر کوئی تکلیف مجھکو ہوگی تو اوسکو جناب والدہ ماجدہ رئیسہ عالیہ کی خدمت مین پیش کرونگا

قلم ہفتم ۔ مین اپنی ڈیوڑھی کے انتظام مین پابندی قانون ریاست یا اون امور کو جو وقتاً فوقتاً مجھکو سرکار عالیہ ہدایت فرماتی رہین گی جاری رکھونگا ، اور ایسے لوگون کو خواہ مرد ہون یا عورت جو مفسد وبدخواہ وبدچلن ہون بجز ذریعہ پہنچنے حکم کے موقوف کرونگا ۔

قلم ہشتم ۔ مین اون مشاغل کو جو خلاف طریقہ شرفا وامرا ہون یا جنکی مصروفیت میں موجب بدنظمی اور بدنامی ہونے کا احتمال ہو روا نرکھونگا ۔

قلم نہم ۔ مین بموجب دستور ریاست بغیر استجازت رئیسہ عالیہ کہین جانے کا قصد نکرونگا اگر کہین جانا چاہونگا تو بیشتر سرکار عالیہ سے اطلاع واستفسار کر لیا کرونگا ۔

قلم دہم ۔ جو مرتبہ ریاست مین جس کسی اہلکار یا بھائی بند کا مقرر و معین ہے مین بھی اوسیطرح سلام و کلام و تقریب و دربار وغیرہ مین حفظ مراتب کا لحاظ رکھونگا، تاکہ کسی کو کوئی شکایت اور موجب دل شکنی نہو، خصوصاً اپنے دونون بھائیون کے ساتھ مجھے زیادہ تر اس کا لحاظ رہیگا ‘‘

اقرار نامہ موصول ہونے پر ۱۴ ربیع الاول ۱۳۱۹ ہجری کو وزیر ریاست کو تحریر کیا گیا کہ میری طرف سے بذریعہ صاحب پولیٹکل ایجنٹ بہادر گورنمنٹ آف انڈیا مین ولیعہدی کی تحریک کرین چنانچہ اونھون نے اس معاملہ مین صاحب پولیٹکل ایجنٹ کو لکھا اور صاحب بہادر موصوف نے اس تحریک کو گورنمنٹ آف انڈیا مین بھیجدیا ۔

جب گورنمنٹ سے جواب آنے مین کچھ وقفہ ہوا تو ثانیاً بذریعہ ڈاکٹر ڈین صاحب بہادر انچارج پولیٹکل ایجنٹ یاددہانی کی گئی، صاحب بہادر موصوف نے بذریعہ یادداشت ۹ ر اکتوبر ۱۹۰۱ء اطلاع دی کہ گورنمنٹ آف انڈیا نے درخواست ولیعہدی کو منظور کرلیا ہے ۔

اوس یادداشت کے آنے پر یکم رجب ۱۳۲۰ ہجری کو کل محکمات صدر و مفصلات مین احکام جاری کئے گئے اور ولیعہدی کا اعلان شایع کیا گیا ۔

باب (۴)

میری ابتدائی مشکلات
اور
نواب احتشام الملک عالیجاہ بہادر کی وفات

مجھے عنان ریاست ہاتھہ مین لینے کے بعد جو مشکلات پیش آئین اونکے خاص وجوہ تھے، سرکار خلد مکان ۱۲۸۵ ہجری مین مسند نشین ریاست ہوئی تھین، اور اونھون نے جس محنت و سرگرمی اور بیدار مغزی سے کام کیا وہ گورنمنٹ برطانیہ اور عامہ رعایا مین تعریف و تحسین کے ساتھہ دیکھا گیا۔

گورنر جنرل ہند اور افسران رزیڈنسی کی تحریرین اور تقریرین اوس زمانہ کے دیکھنے والے اشخاص اور خود تاریخ تاج الاقبال کے اوراق اس امر کے شاہد ہین کہ سرکار خلد مکان مین ایک غیر معمولی سرگرمی اور ولولہ امور ریاست کی انجام دہی کا تھا، اسی کے ساتھہ اون مین خداداد قابلیت اور حیرت انگیز بیدار مغزی بھی تھی، گھنٹون وہ امور ریاست مین مصروف رہتی تھین، اور ہر گتھی کو اپنی عقل سلیم سے سلجھاتی تھین، اراکین ریاست موجود تھے، اور ہر صیغہ کا ایک ذمہ دار افسر تھا، مگر سرکار خلد مکان ہر ادنٰی و اعلٰی ذمہ داری اپنی ذات کے ساتھہ متعلق سمجھتی تھین، اسکا نتیجہ یہ ہوا کہ روز افزون اصلاحات و ترقیات کا دورہ رہا، رعایا آباد تھی، انتظام ملک احسن طریقہ پر تھا، کسی قسم کی بجز ترقی رعایا و ریاست اور کوئی فکر دامن گیر نہ تھی۔

۱۲۸۸ ہجری مین حسب شرع شریف ازدواج ثانی کیا، نواب صدیق حسن خان صاحب کے علم و فضل اور قابلیت پر بھروسہ تھا، اور اسمین شک نہین کہ ابتدا مین نواب صاحب نے عمدہ امداد دی لیکن کچھہ عرصہ بعد جب امور ریاست سے یک گونہ دلجمعی ہوئی اور انتظامات مرضی کے مطابق مکمل ہو گئے، تو سرکار خلد مکان نے اعتدال سے کسیقدر زیادہ اعتماد شروع کیا، مگر

اس اعتماد کے لیے اونپر کوئی الزام کسیطرح عائد نہین کیا جاسکتا

دنیا مین بیوی کو شوہر سے اور شوہر کو بیوی سے زیادہ کسی پر اعتماد نہین ہوسکتا پس سرکار خلد مکان کا اپنے شوہر پر اعتماد کرنا کسی طرح بھی قابل اعتراض نہین ہوسکتا، اگر اونکی دوسری بی بی اور اولاد نہوتی تو یقینی امر تھا کہ اونسے زیادہ کوئی بھی ہمدرد ریاست نہ ہوتا۔

نواب صاحب نے ایسے لوگون کو امور ریاست مین دخیل کیا جنکی طبیعتین کسیطرح امن و سکون سے رہنے والی نہ تھین، اسی کے ساتھہ ہی بہیرے معاملات مین بھی پیچیدگیان پیدا ہوگئین جنکا پر حسرت بیان ناظرین فی تزک سلطانی مین مطالعہ کیا ہوگا، خودغرض اشخاص و عہدہ دارون کی کارروائیونکی کوئی روک نہ تھی انتظامات مین عظیم تغیرات ہوگئے، سرکار خلد مکان کی سرگرمی اور محنت نے ریاست کو جس ترقی پر پہونچا دیا تھا اب وہ پیچھے ہٹنے لگی، اور پھر جو افسوسناک نتائج ظہور پذیر ہوے وہ سب پر ظاہر ہین۔

ان نتائج کے بعد با اختیار وزیر کا تقرر ہوا، اور کرنل وارڈ نے اس عہدہ کا چارج لیا، بلاشبہ کرنل وارڈ نہایت نیک دل اور مدبر وزیر تھے اونہون نے عمدہ اصلاحات کین اور نیز سرکار خلد مکان نے پھر توجہ شروع کی مگر اونکی طبیعت مین ایک قسم کی بددلی پیدا ہوگئی تھی مجھے اس مین مطلق کلام نہین کہ سرلیپل گریفن کے زمانہ کے واقعات نے سرکار خلد مکان کو نہایت افسردہ خاطر اور شکستہ دل کردیا تھا، اور اب وہ جیسا کہ اونکو سمجھا دیا گیا تھا، اصلی ذمہ داری وزیر ریاست کی ہی سمجھتی تھین پھر وہ اون اختلافات کی کاوش کے لئے تیار نہ تھین، جو انتظامی امور مین وزیر با اختیار کے ساتھہ آئے دن پیش آتے رہتے، لہذا اونہون نے وزیر کی راے پر زیادہ اعتماد کیا اور ایسی صورت مین کیونکر ممکن تھا کہ اعتماد نہ کیا جاتا۔

مین شخصی ریاستون مین وزارت با اختیار کو اصولاً مفید نہین سمجھتی، ہر شخص فطرتاً اپنے

اختیارات کی وسعت اور اپنی راے کی پیروی کا خواہش مند ہوتا ہے ، اور جب وہ اپنے اختیارات مین کوئی نقص پیدا ہوتے ہوے دیکھتا ہے یا اپنی راے کی مخالفت پاتا ہے تو اگر اوسمین وفاداری کا مادہ بدرجۂ کمال موجود ہے تو خموشی اختیار کرتا ہے ورنہ سو حیلون سے اپنی کامیابی کے لیے کوشش کرتا ہے ۔

ایسی صورت مین حاکم اعلی کو نہایت دشواریان پیش آتی ہین ، اگرچہ دنیا ایسے لوگون سے خالی نہین ہے جنمین یہ باتین نہون مگر وہ بہت شاذ ہین ، اسکے علاوہ رعایا و ریاست کے ساتھہ اوسکو وہ ہمدردی کسیطرح نہین ہوسکتی جو رئیس و خاندان رئیس کو ہوگی اسلئے جہانتک ممکن ہو رئیس ہی کو خود کامل طور سے امور ریاست کیطرف توجہ مبذول کرنا چاہئے۔

غرض سرکار خلد مکان کے آخری دم تک وزارت با اختیار قائم رہی اور جو کچھہ خرابیان تھین وہ اسی سسٹم کا نتیجہ تھین جب تک کرنل وارڈ صاحب بہادر وزیر ریاست رہے اسمین شک نہین کہ کوئی خرابی پیدا نہین ہوئی ، بلکہ خرابیون کی اصلاح ہوتی رہی ، اون کے بعد منشی امتیاز علی خان کی وزارت مین تو جو مصیبتین رعایا و ریاست پر نازل ہوئین تمام ہندوستان مین مشہور ہین اون کے اعادہ کی ضرورت نہین ۔

اون کے مرنے کے بعد مولوی عبد الجبار خان صاحب وزیر ریاست ہوے سرکار خلد مکان نے اونکو بھی کامل آزادی دی اور ہر رطب و یابس کا ذمہ دار کر دیا ، بیشک مولوی عبد الجبار خان نہایت متدین قابل و رنیک تھے مگر وہ اون خرابیون کی جو پیدا ہو گئی تھین اصلاح سے مجبور تھے ، کچھہ تو اس وجہ سے کہ وہ بوجہ پیرانہ سالی ایسی سخت محنت گوارا نہ کر سکتے تھے ، اور کچھہ اس وجہ سے کہ اونکو مالی و انتظامی کامون مین تجربہ کامل نہ تھا ، اسمین شک نہین کہ سرکار خلد مکان نے وزارت کو اکثر موقعون پر ہدایات کین ، لیکن کچھہ تو اس خیال سے کہ وزارت با اختیار ہے اور کچھہ وزرا کی پابندی آئین سے اونہون نے دخل دہی کو قریبًا بالکل ہی ترک کر دیا تھا آخر کار یہی وجہ وزارت کی آزادی قائم رہنے کی ہو گئی ۔

سال آخر مین سرکار خلد مکان کی طویل علالت سے ہر صیغے کے ملازمون کی جسارت اور بھی بڑھ گئی تھی، اور اونھون نے جس وقت اور جس جگہ موقع ملا بد دیانتی کا ارتکاب کیا، مین نے جب خزانہ اور توشکخانہ کے مصارف کی حاضری لی تو خزانہ ریاست مین صرف چالیس ہزار اور ڈیوڑھی خاص مین دو لاکھ روپیہ موجود تھا، پانچ لاکھ روپیہ چھنی لال خزانچی کی تحویل سے نکل گیا، جسکا پتہ نہ تھا خزانچی کہتا تھا کہ عبد الحسین کے حوالہ کیا گیا، عبد الحسین کو اوس سے انکار تھا۔

عبد الحسین جو مہتمم مصارف ڈیوڑھی خاص تھا، اوسکے کل کاغذات حساب مشکوک و مخلوط تھے، گلچمن جس کے سپرد توشکخانہ خاص تھا اوسکی بھی حالت ایسی ہی تھی تمام کاغذات غیر مرتب اور تمام رجسٹر مشکوک و مخلوط ہو رہے تھے، بہت سا زیور جو لوگون کو دیا گیا تھا اور جو موجود تھا، لکھا ہوا نہ تھا، اور جو لکھا تھا، اوس کا حلیہ ایسا تھا جس سے مطلق مطابقت نہین ہوتی تھی اور کچھ پتہ نہ چلتا تھا، زمانہ علالت مین کچھ تو اپنی فیاضانہ طبیعت سے اور زیادہ تر خود غرض اور بندگان زر کی اظہار خواہش اور طلب سے داد و دہش کا سلسلہ برابر جاری تھا اور اس داد و دہش کے حسابات سب خلط ملط اور بے انتہا ابتر تھے اور اونکا اسقدر انبار تھا کہ چند سال مین بھی اونکی تنقیح مشکل معلوم ہوتی تھی جبن ذمہ دار شخص سے کوئی بات سرسری طور پر دریافت کیجاتی تو وہ جواب صاف نہ دیسکتا مگر خیانت کے آثار چہرون سے ظاہر ہو جاتے۔

چونکہ سرکار خلد مکان کو بوجہ علالت بادی النظری ملاحظہ کی بھی قوت نہ تھی، اسلئے یہ لوگ ان جرائم پر اور بھی دلیر تھے، نسترن اور فریدون خان اور محمود خان کے زمانہ کے حسابات اور بھی زیادہ ابتر تھے، یہ لوگ مر چکے تھے اور اونکی جوابدہی کسی شخص کے ذمہ نہ تھی۔

اس کے علاوہ ہماری ریاست مین کا بستانہ حساب جاری تھا جس مین ایسی اصطلاحین موجود ہین کہ اونکے باعث نگرانی اور محنت کی سخت ضرورت ہوتی ہے ورنہ اہلکاران کو تصرف و تغلب کے موقع ملتے ہین۔

خزانہ کی یہ حالت تھی کہ چند ماہ تک تقسیم تنخواہ مین بھی بے ترتیبی رہی نظما اور تحصیلدار اپنی اغراض ذاتی کی وجہ سے وصولی مالگذاری کی طرف سے بالکل غافل تھے۔ ان حالات نے زمانہ علالت ہی مین سرکار خلد مکان کو متردد کر دیا تھا۔ ایسی حالت مین بجز اسکے کوئی چارہ نہ تھا کہ حسابات کی تنقیح کو سردست ملتوی رکھکر موجودات ہی کی حاضری لے لی جائے۔

غرض میری صدارتنشینی کے وقت جو کاغذات و اصلباقی دیکھے گئے تو معلوم ہوا کہ سال تمام کی کل آمدنی اٹھارہ لاکھ رہ گئی اخزانہ مین صرف چالیس ہزار روپیہ موجود تھا، تنخواہ ملازمین کا صرفہ دو لاکھ روپیہ ماہوار تھا، ربیع الاول کی تنخواہ تقسیم ہونے مین دس پندرہ دن باقی تھے اور کوئی سبیل روپیہ کے وصول ہونے کی نظر نہ آتی تھی، مین ان حالات کو دیکھکر سخت متفکر تھی جس کا اندازہ ناظرین خود کر سکتے ہین، تنخواہ تو ڈیوڑہی خاص سے خزانہ ریاست کو قرض دیکر تقسیم کر دی گئی، لیکن آیندہ کے لئے نہایت متردد تھی۔

چونکہ اساڑھ کی قسط کا زمانہ تھا، نظما تحصیل داران کو وصول مالگذاری کے لئے تاکیدی احکام صادر کئے گئے، ریلوے کی آمدنی کے لئے وزیر ریاست کو تاکید کی گئی، تھوڑے دنون مین روپیہ آنا شروع ہو گیا لیکن بعدہ جب اور کارخانون اور مالی صیغون کے کاغذات دیکھے گئے تو انکو بھی خراب حالت مین پایا ادھر بندوبست جن اصول پر ہو رہا تھا، اوس سے آیندہ کی خرابیونکا خطرہ اور زیادہ ہوتا تھا بندوبست بست سالہ کے بعد دہ سالہ بندوبست ہوا تھا۔ اور ہنوز اوسکے نتائج اچھی طرح مترتب نہ ہوے تھے کہ بندوبست سی سالہ تجویز کیا گیا مگر جمع بندی اور نکاسی بالکل فرضی تھی کاغذات مین سخت اختلاف تھا، اس حالت اور طریقہ پر بہت غور کیا گیا بالآخر یہی رائے قرار پائی کہ بالفعل بندوبست کی کارروائی ملتوی رکھی جاے، اور جو مثلکہ وزارت سے طے ہو کر منظوری کیلئے آئی ہین اون پر مزید غور کیا جائے۔

لیکن وزیر صاحب ریاست کی راے تھی کہ جو میعاد قرار دی گئی ہے بدستور رہے، ہنوز کوئی قطعی راے قائم نہین کی گئی تھی کہ میری نظر سے ہزاکسیلنسی لارڈ کرزن گورنر جنرل وایسراے ہند کا رزولیشن جو ۱۸ جنوری ۱۹۰۲ء کے گزٹ آف انڈیا مین شایع ہوا تھا گزرا جس مین نہایت قابلیت کے ساتھ گورنمنٹ ہند کے طریقہ انتظام مالگذاری کی نسبت راے ظاہر کی گئی ہے اور میعادی بندوبست کے اصول دکھلاے ہین، اور طویل میعادونکا بندوبست ناپسند کیا گیا ہے، اوس سے میری راے میعاد کی کمی کے متعلق اور بھی مضبوط ہو گئی

مین نے بندوبست کی کارروائی تھوڑے عرصہ کے لئے ملتوی کر دی تاکہ کامل غور و بحث کے بعد میعاد کی بابت مستقل راے قایم کی جاے۔

میری ان مشکلات کے وقت نواب احتشام الملک عالیجاہ بہادر نے عمدہ مشورون اور شبانہ روز کی محنتون سے نہایت بیش بہا امداد دینی شروع کی

اس طرح کی مدد بجز اوس شخص کے کوئی نہین دیسکتا جو میری ہی طرح دل مین فکر اور درد نہ رکھتا ہو اور میرے اعزاز کو اپنا اعزاز اور میری تکلیف کو اپنی تکلیف نہ سمجھے، لیکن مجھے افسوس کے ساتھ لکھنا پڑتا ہے کہ وزیر ریاست کے دل مین خود اختیاری حکومت کی ہوا بھر گئی تھی وہ پہلا سا طریق عمل چاہتے تھے اور اونکا منشا، ہر ایک کام آزادانہ اور خودمختارانہ کرنے کا تھا، وہ ذرا ذرا بات دریافت کرنے اور اپنی راے سے جزوی اختلاف کرنے سے بھی کبیدہ ہوتے تھے، مین چاہتی تھی کہ ہر ایک تجویز پر آزادی سے پورے طور پر بحث کرون اور خود بھی ہر ایک پہلو کو سوچون جیسا کہ فی الحال اپنے نائبون سے اکثر بحث اور شوری کرتی رہتی ہون، مگر وزیر صاحب میرے ہر ایک کام کو اپنے ہاتھ سے انجام دینا اپنے اختیارات اور منصب کے تنزل کا باعث جانتے تھے۔

یہان یہ کہنا بے موقع نہوگا اور نیز اپنے پس ماندون کی ہدایت کیلئے بھی لکھنا ضروری جانتی ہون کہ جب تک صاحب خانہ یا جاگیردار یا حاکم با اختیار خود اپنی دلی توجہ کے ساتھہ اپنے کامونکی نگرانی نہ کریگا اور اونکو دلچسپی کے ساتھہ انجام نہ دیگا، بجز ابتری کے کوئی عمدہ ثمر حاصل نہین ہوسکتا بالخصوص شخصی حکومت مین غفلت و آرام طلبی یا دوسرون پر بھروسہ کرکے نگرانی ترک کردینے سے کبھی خوش انتظامی پیدا نہین ہوسکتی، اسکی مثال ایسی ہے جیسے کہ ہر کارخانہ کے لئے ایک بڑے انجن اور مضبوط اور نفیس کلون کی ضرورت ہوتی ہے، اور وہ کلین انجن کے ذریعہ سے چلتی ہین، لیکن انجن کے لئے ہوشیار انجنیر کی احتیاج ہوا کرتی ہے، اگر انجنیر دیکھ بھال اور ہوشیاری نہ کریگا تو انجن اور کلین ضرور بیکار ہوجائینگی۔

اگرچہ یہ صحیح ہے کہ ایک انسان کل کام نہین کرسکتا مگر خبرگال اور قابل ارکین کو جمع کرنا اور خود بھی ہر ایک صیغہ کا نگران رہنا رئیس کو اپنا ضروری فرض سمجھنا چاہئیے غرض ان حالتون مین پہلے مجھے کمی اخراجات کی ضرورت معلوم ہوئی اوسکے ساتھہ یہ بھی خیال تھا کہ کمی اخراجات بغیر تخفیف کے ممکن نہین اور جب تخفیف ہوگی تو مخالف کیا کیا نہ مشہور کرینگے، کیونکہ پہلے ہی مخالف طرح طرح کی افواہین اوڑا کر لوگون کو بدظن کر رہے تھے، میری ذرا ذرا انتظام پر نکتہ چینی کیجاتی تھی، اور مجھکو سخت گیر اور سخت مزاج کہا جاتا تھا۔

مینے آمدنی و اخراجات کی کیفیت دیکھکر تخفیف کی تجویز کی، نواب صاحب بہادر مانع ہوتے اور کہتے کہ یہ زمانہ ایسا نہین کہ تخفیف کیجاسے مین اگرچہ اصلاح کی ضرورت مانتی اور غور و خوض کر لی لیکن پھر بھی راے قرار پائی کہ تخفیف ملتوی رکھی جاے۔

غرض ملازمان کی تخفیف ملتوی رکھکر کارخانون وغیرہ مین تخفیف شروع کی اور ایصال بقایا کا محکمہ قائم کیا۔۔۔

ان ہی انتظامات کے ساتھہ مجھے اور نواب صاحب بہادر کو یہ بھی خیال تھا کہ ریاست بھوپال کی

تقریب شادی بھی ضروری ہے کیونکہ جس خیال سے کہ تقریب رخصت ملتوی کی گئی تھی، اوسکا وجود بھی نرہا چنانچہ ۲ شوال اس تقریب کی تاریخ مقرر کی گئی۔

ہمارا خیال اس تقریب کو اولوالعزمی سے کرنے کا تھا، اور ہماری یہ خواہش تھی کہ اس تقریب کا ایسے ہی وسیع پیمانہ پر انتظام کیا جاے جیسا کہ رئیسون مین ہوتا ہے، لیکن انتظام مین یہ خصوصیت ہو کہ فضولیات سے اجتناب کیا جاے، اور عامہ رعایا اوس مسرت مین شریک ہوکر فائدہ حاصل کرے۔

ماہ رمضان کے اول ہفتہ سے دعوتون اور جوڑون کا سلسلہ جاری کر دیا گیا، روزانہ محل پر افطار ہوتا مختلف فرقون کی دعوتین ہوتین اور بینڈ بجتا، اور خوشی خوشی نواب صاحب بہادر مہمانون کو عطر و پان دیتے۔

مین اپنی کتاب کی پہلی جلد (تزک سلطانی) مین صاحبزادہ محمد عبید اللہ خان کے کلام مجید حفظ کرنے محراب سنانے اور نواب صاحب بہادر کی خاص خوشی اور شوق کا ذکر کر چکی ہون، اب اونکی بڑی خوشی یہ تھی کہ صاحبزادہ موصوف کے ختم کلام مجید کے روز بڑی دھوم دھام سے تمام اخوان و اراکین ریاست و معززین وغیرہ کو جو پہلے شریک نہ ہو سکتے تھے اس موقع پر شریک کر کے رئیسانہ تقریب کرین۔

کیونکہ پہلے جو تقریب کی تھی اوسمین بسبب سرکار خلد مکان کی کشیدگی کے وہ اپنا حوصلہ نہ نکال سکی تھی موتی محل کے سامنے والے میدان مین ایک بڑا شامیانہ نصب تھا جسمین سامعین کے آرام و افطار اور کھانے کا انتظام کیا گیا تھا۔

آوائل رمضان المبارک سے ہی صاحبزادہ محمد عبید اللہ خان برابر محراب سناتے تھے، اور نہایت شان کے ساتھہ نماز تراویح ادا ہوتی تھی۔

نواب صاحب اعلیٰ اوصاف سپاہیانہ بھی رکھتے تھے اس لئے سب سے پہلے اون کی توجہ رسالہ اردلی خاص کیطرف مبذول ہوئی اونھون نے طرح طرح کی وردیون کے نمونے منگوا کر ایک عمدہ

وضع کی وردی انتخاب کی، امپیریل سروس ٹروپس سے کپتان عبدالقیوم جان کی خدمات کو رسالہ کی درستی اور اوسکو باقاعدہ بنانے کے لئے منتقل کرنے کی تجویز میرے سامنے پیش کی جسکو مین نے منظور کیا۔

چونکہ عیدالفطر بھی قریب تھی اور میرا عیدگاہ مین جاکر نماز عید مین شریک ہونا ضرور تھا، اس لئے خود عیدگاہ ملاحظہ کرنے گئے۔

غرض ۲۳ رمضان ۱۳۱۹ ہجری کی شب کے بارہ بجے تک وہ کام مین مصروف تھے، منشی خوشی لال جو روبکاری کے منشی تھے اوس شب کو احباء و اعزا کو خطوط اذن شرکت دعوت کے لئے لکھوائے مین بھی ۱۲ بجے رات تک کام کیا، ایک بجے کے قریب مینے اپنی پیشیں خدمت کو بھیجا کہ جاکر دیکھے کہ نواب صاحب کام سے فارغ ہو گئے یا نہین، تاکہ مین ایک فہرست کے متعلق اونسے مشورہ کرلون، اس نے آکر جواب دیا کہ ہنوز کام کررہے ہین، چونکہ رات زیادہ ہوچکی تھی مین اپنے کمرہ مین جاکے سوگئی ۳ بجے مجھے پیش خدمت نے یہ کہکر کہ "سحری کا وقت ہوگیا ہے" اٹھایا، جب مین بیدار ہوگئی، تو مجھسے کہا کہ "نواب صاحب نہین اوٹھتے ہین" مین خود گئی کہ اونکو اوٹھاؤن، آواز دی، نہ جاگے، پھر دوبارہ سہ بارہ آواز دینے پر بھی نہ جاگے، تو ایک نامعلوم صدمے نے میرا دل بٹھا دیا، جب غور کرکے دیکھا تو نفس کی آمد و شد مفقود اور نبض کی حرکت بند تھی، فوراً نواب محمد نصراللہ خان اور صاحبزادہ محمد عبیداللہ خان کو طلب کیا گیا، وہ دونون گھبرائے ہوئے آئے، پہلے کرنل صاحب آگئے تھے اونھون نے دریافت کیا کہ کیا ہے؟ مین نے کہا کہ نواب صاحب کو دیکھو نبض ساقط اور تنفس بند ہے، اتنے مین نواب محمد نصراللہ خان محل سے آگئے اونھون نے بھی یہی سوال کیا اور وہی جواب سنا، دونون پر عالم سکوت و حیرت طاری تھا اور سخت صدمہ تھا۔

مین نے نواب محمد نصراللہ خان سے کہا کہ "ضبط و صبر کرو اور تم حکیم سید نورالحسن

اور ڈاکٹر ولی محمد (فیملی ڈاکٹر) اور وزیر صاحب کو بلاؤ، اونہون نے ان سب کو فوراً بلوایا۔

نواب صاحب جنت آرامگاہ کی ہمشیرہ صاحبہ کو اطلاع دی گئی، سب سے پہلے حکیم نورالحسن آئے اونہون نے علامات سکتہ کو دیکھنا شروع کیا اتنے مین ڈاکٹر ولی محمد بھی آگئے، اونہون نے بھی آنے لگاے گو مجھے اونکی موت کا کامل یقین ہوگیا تھا لیکن ایسی حالت مین پھر بھی امید پیدا ہوجاتی ہے وہی امید مجھے اس جملہ کے سننے کے لئے مضطرب کئے ہوئے تھی کہ سانس باقی ہے اور نبض کی حرکت جاری ہے، لیکن یہی آواز آئی کہ جو کچھ خدا کا حکم ہونا تھا ہو چکا۔

ان الفاظ نے بالکل امید منقطع کردی اور وہ صدمہ پہونچایا جو بیان نہین ہوسکتا، درحقیقت صدمہ کا لفظ قلم سے لکھا جاسکتا ہے، اور زبان سے بولا جاسکتا ہے لیکن نہ اوسکی حالت تلفظ سے ادا ہوسکتی ہے اور نہ کسی طرح تحریر مین آسکتی ہے، اسی عرصہ مین منادی سحر کی توپ چلی اور سب روزہ دار ہوگئے۔

ناظرین اندازہ کرسکتے ہین کہ ایسے وقت مین جبکہ سچے مشیرون اور قابل ہمدردون کی مجھ سخت ضرورت تھی ایک ایسے بیدار مغز خیرخواہ گرامی قدر مشیر کا جسنے (۲۷) سال ہر طرح کی رفاقت اور خیرخواہی مین میرے ساتھہ بسر کئے اور جس سے زیادہ دنیا مین کوئی عمدہ اور قابل مشیر نہ تھا، خانگی معاملات اور ریاستی انتظامات مین جیسی اعلیٰ اور صائب رائین اونہون نے دین، اور جس دلسوزی کے ساتھہ میری ہمدردی کی اوسکا کامل اندازہ میرا ہی دل کرسکتا ہے پس اوسکا یکایک انتقال کرجانا میرے لئے کیسا سخت دل شکن اور غم انگیز حادثہ تھا۔

اگر ہم غمناک حادثات کی تاریخ پر نظر ڈالین تو ہم کو بہت سے حادثے ایسے ملین گے جو خدا کے نہایت نیک اور برگزیدہ بندون پر گذرتے ہین اور اونسے محض قضائے الٰہی پر صبر کی آزمائش مقصود ہوتی ہے درحقیقت خداوند کریم انسانون کے صبر کی آزمائش صدمات و تکالیف سے کیا کرتا ہے، اگر انسان اوس آزمائش مین جو صبر کا حقیقی مفہوم ہے پورا اوترتا ہے تو وہ کامیاب سمجھا جاتا ہے اور خدا اوس کو

اپنی محبت اور رحمت کی خوش خبری ان مقدس الفاظ میں دیتا ہے۔ وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْأَمْوَالِ وَالْأَنفُسِ وَالثَّمَرَاتِ ۗ وَبَشِّرِ الصَّابِرِينَ الَّذِينَ إِذَا أَصَابَتْهُم مُّصِيبَةٌ قَالُوا إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ ۞ أُولَٰئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوَاتٌ مِّن رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ ۖ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُونَ ۞

مجھپر جو ان مشکلات کے وقت یہ سخت حادثہ گذرا وہ در اصل میرے صبر کا امتحان تھا میں نے خدا کی مرضی پر صبر کیا اور قضاے الٰہی کے سامنے سر تسلیم جھکا کر آیات کریمہ حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ (و) نِعْمَ الْمَوْلَىٰ وَنِعْمَ النَّصِيرُ کو اپنا ورد کیا جو میرے دل کو اطمینان دیتی تھیں کیونکہ خداے عزوجل فرماتا ہے أَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوبُ ۞

محل کے تمام آدمی جمع تھے وزیر صاحب ریاست خبر پاتے ہی سراسیمہ اور پریشان آئے نواب صاحب کی لاش دیکھکر بے اختیار منہ سے آہ نکل گئی، صاحبزادے باپ کے جسد بیجان کے پاس بیٹھے تھے چہروں پر پژمردگی چھائی ہوئی تھی، اور آنکھوں سے اشک جاری تھے۔

صاحبزادہ حمید اللہ خان جن کی عمر سات سال کی تھی اوس وقت آرام میں تھے، اون کو اس حادثہ کی خبر ہی نہیں کی گئی کیونکہ اس امر کا بڑا اندیشہ تھا کہ ایسی حالت میں اوٹھانا اونکے نازک دل کو سخت صدمہ پہونچائیگا جب وہ صبح کو اوٹھے تو اونہوں نے اپنے آپ کو دنیا میں یتیم پایا۔

اوسوقت اوس یتیم کی آنکھوں سے آنسو جاری ہونا اور اپنے باپ کی شفقتوں کو یاد کر کر آہ سرد بھرنا اور کبھی بجلی کا کام کرتا تھا۔

دونوں بڑے بھائی (نواب محمد نصر اللہ خان اور صاحبزادہ محمد عبید اللہ خان) اپنے چھوٹے بھائی کو تسکین دیتے دیتے خود آبدیدہ ہو جاتے، میرے دل کا صدمہ اس حسرت سے اور بھی بڑھ جاتا تھا کہ نہ علاج کا موقع ملا اور نہ تیمار داری کا۔

نواب صاحبہ اگرچہ نہایت نیک تھی لیکن اونکی قسمت مین بجز خانگی خوشیون کے جو میری ذات اور اولاد سے وابستہ تھیں کسی قسم کی مسرت نہ تھی ۔

بچپن مین ہی سب سے زیادہ مہربان اور مربی سرکار خلد نشین کا داغ نصیب ہوا ، اونکے بعد اگرچہ اوسیطرح سرکار خلد مکان کی شفقت کا لطف حاصل رہا لیکن تھوڑا ہی عرصہ گذرا تھا کہ نواب صدیق حسن خان صاحب کی کاوشون نے اونکی تمام خوشیون کو تلخ بنا دیا پھر نہ سرکار خلد مکان کی شفقت رہی اور نہ محبت ۔

جب مین صدر نشین ہوئی تو اب ونکی قابلیتون سے جوہر ظاہر ہونے اور حوصلو نکے نکلنے کا وقت آیا تھا کہ یکایک انتقال ہوگیا اور عین خوشی کے ایام اور مسرت کے زمانہ مین جسکا ذکر مین نے اوپر کیا ہے اونھون نے دنیا کو چھوڑا ۔

سفیدۂ صبح نمودار ہونے سے پہلے ہی پہلے تمام شہر مین یہ غمناک خبر مشہور ہوگئی ، لیکن لوگون کو یقین نہ آتا تھا ، اور وہ جوق جوق صدر منزل پر آتے تھے اور جب اس خبر کی تصدیق ہوتی تھی تو ایک آہ بھر کر اور صداے واحسرتا بلند کر کے وہین ٹھیر جاتی تھی غرض اندر و باہر نالہ و شیون کی صدائین بلند تھین اور ایک کہرام مچا ہوا تھا ، صاحب پولیٹکل ایجنٹ بہادر کو صبح چار بجے ہی اس حادثہ کی اطلاع بذریعہ تار کے کی گئی نواب صاحبہ کا پیا ہوا پانی (جو ایک گلاس مین بیکر چھوڑ دیا تھا) ، آدھا جلا ہوا سگار پینے کا تما کو سب سر بمہر حفاظت سے رکھوا دیا گیا تا کہ اوسکا کیمیاوی امتحان کیا جاوے ۔

۱۱ بجے صاحب پولیٹکل ایجنٹ بھوپال پہونچ گئے ، اور سیدھے محل پر آئے اون کے ہمراہ مس ملانگ لیڈی ڈاکٹر تھیں اونھون نے بھی آلہ لگا کر دیکھا اور یہ مرض تشخیص کیا کہ ذرا سی نسہ رگ کیوجہ سے پھٹ گئی اوسکا خون آہستہ آہستہ دماغ مین پہونچا جس سے نیند کو غلبہ ہوا اور آخر مین دل کمزور ہوگیا اور اوسکی حرکت یکایک بند ہوگئی ۔

۴ بجے ڈاکٹر ڈین صاحب آگئے اونھون نے اون چیزون کو کیمیل اگزامینیشن (امتحان کیمیائی)

کے لیے بمبئی بھیجا اور حالات سنکر یہی تشخیص کیا کہ دل تو پہلے ہی سے کمزور تھا اب کیسی صدمہ پہونچنے سے اوس کی حرکت بند ہوگئی۔

چونکہ دہنی سمت جو دلکا سیدھا کان ہے خون نکلکر دماغ کو گیا اور وہان جاکر جمنا شروع ہوگیا، اس سے بنصر (چھنگلی) سے نیلاہٹ شروع ہوکر ہاتھ اور بازو پر دوڑگئی چہرہ بھی نیلا ہوگیا خون کے زور کے سبب منہ پر ورم آگیا تمام بدن مین نیلے نیلے دھبے پھیل گئے تھے امتحان کیمیائی سے اون پیٹ و میں کوئی مضر و مہلک شئے نہ پائی گئی۔

دراصل وہ عرصہ سات سال سے درد قلب کی شکایت رکھتے تھے ذرا پہاڑ پر چڑھنے یا گھوڑے پر سوار ہونے یا معمول سے زیادہ محنت کرنے مین خفیف سا درد ہونے لگتا تھا، کئی مرتبہ ڈاکٹر جوشی اور ڈاکٹر ڈین صاحب وغیرہ کو بھی دکھایا مگر اونھون نے کوئی مرض تشخیص نہین کیا، اور یہی کہا کہ کچھ نہین ہے لیکن وہ کمزور و ضعیف ہوتے جاتے تھے، اونکی چونکہ صاحبزادی بلقیس جہان بیگم اور صاحبزادی آصف جہان بیگم کی علالت مین بڑے بڑے نامی اطبا اور ڈاکٹرون سے صحبت رہی تھی اور خود بھی اوقات فرصت مین طبی معلومات بڑھاتے رہتے تھے اسلئے اونکو اپنی حالت سے ہمیشہ خطرہ رہتا تھا اور اکثر کہا کرتے تھے کہ میری موت اسی مرض مین ہوگی، ہم لوگ کہتے کہ یہ وہم ہے اور اس خیال کو اون کے دل سے دور کرنیکی کوشش کرتے درد کو ضعف معدہ کے سبب سے درد بتاتے تھے۔

انتقال سے تین برس قبل درد مین کمی ہوگئی تھی کمزوری جاتی رہی تھی اور قوت عود کر آئی تھی اونکو بھی یقین ہوچلا تھا کہ رفتہ رفتہ صحت کامل ہوجائے گی۔

میری صدرنشینی کے بعد باوجود سخت محنتون کے صحت اچھی تھی اور مرنے سے چار پانچ دن پہلے بھی کہا کہ اب مجھے بہت خفیف درد محسوس ہوتا ہے، امید ہے کہ یہ بھی رفتہ رفتہ جاتا رہیگا۔

۲۰ رمضان کو ۲۰ سیر وزن کی چیز ایک ہاتھ سے اوٹھا کر پھینکی، مین اتفاق سے کھڑی تھی

دیکھا کہ رنگ زرد ہوگیا، اور پسینہ آگیا، مین منہ دیکھکر چپ ہوگئی، کیونکہ جب اونکو کسی ایسے کام سے جو قوت کا ہوتا تہا منع کیا جاتا تو ناگوار گزرتا تھا، دوسرے دن صبح کو اوسی نشانہ مین جس سے وزن پہینکا تھا درد بتایا۔

انتقال کے دن درد جاتا رہا تہا اور طبیعت صاف تہی روزہ افطار کرنے کے بعد کہانا کہا کر دالان مین بیٹھے تھے ایک عرب عبداللہ بن تمیم نامی گھوڑے لاے تھے اونکے متعلق بہت دیر تک باتین کرتی رہی میری طبیعت کسلمند تھی کہنے لگے کہ آپ روزون سے تھک گئی ہین۔

وہان سے اوٹھکر سائبان کے نیچے بیٹھ گئے حالانکہ جاڑے کا موسم تھا اور سخت سردی تھی لیکن ایک گھنٹہ بیٹھے رہے، مین نے کئی مرتبہ اوٹھنے کو کہا، مگر گھوڑون کے شوق اور باتون مین نہ اوٹھے مجبور ہوکر مین کام کرنے کے لئے اپنے کمرہ مین چلی آئی میرے آنے کے ایک گھنٹہ بعد اوٹھکر وہ بھی ہمایون منزل مین جواب صاحبزادہ محمد عبید اللہ خان کا رہائشی محل ہے آکر کام کرنے لگے۔

بارہ بجے کے بعد کسیقدر آسائش لینے کے واسطے تکیہ پر سر رکھہ کر لیٹ گئے کیونکہ تھوڑی دیر بعد سحری کے لئے اوٹھنا تھا لیکن وقت آپہونچا تہا اوسی حالت مین روح پرواز کرگئی۔

مینے صاحب پولیٹکل ایجنٹ کے آنیکے بعد اوس آخری کام کے لئے جو نہایت جان فرسا تھا انتظام کیا، جسکو ابھی عرصہ چھ ماہ کا گزرا ہے کہ اپنی والدہ معظمہ کے واسطے کرچکی تھی۔

قریب ۳ بجے کے تجہیز و تکفین ہوکر سب تیاری ہوگئی، ۴ بجے جنازہ جسپر فرشتگان رحمت سایہ کئے ہوے تھے صدر منزل سے اوٹھایا گیا، اور باغ حیات افزا کو روانہ ہوا، صاحب پولیٹکل ایجنٹ بہادر و تمامی اعیان و اراکین و رعایا جنازہ کی مشایعت مین تھے، عیدگاہ قدیم مین نماز ہوئی اور باغ حیات افزا مین اپنی دونون بیٹیون (صاحبزادی بلقیس جہان بیگم و صاحبزادی آصف جہان بیگم) کے پاس دفن کئے گئے۔

دنیا مین بہت سی حسرت ناک موتین ہوتی ہین لیکن ایسی حسرت ناک موت بہت ہی کم ہوتی ہے ۔

تمام انتظامات تقریب درہم وبرہم ہوگئے تمام مسرتین نہ خاک ہوگئین ، جو لوگ تعزیت ادا کرنیکو آتے تے وہ اوسی خیمہ مین جسمین دعوت کا انتظام تہا بٹھائے جاتے جس دن کہ اونکے سوگوارون اور عزادارنکا ہجوم تہا وہ دن ختم کلام اللہ کی تقریب کے لئے مقرر کیا گیا تھا ۔

افسوس اونکی یہ آرزو بھی پوری نہوئی ، اور محض انتظام مین ذرا سا نقص رہجانے کے سبب سے ایک دن کے لئے ملتوی کی گئی ، دوسرے دن اون کی موت کیوجہ سے نہ ہوسکی ، تیسرے دن صاحبزادہ محمد حبیب اللہ خان نے کلام مجید ختم کیا ، کیونکہ وہ ایک ضروری امر تہا لیکن نہ وہ روشنی کی گئی اور نہ وہ خوشی تہی ، البتہ غیر معمولی خضوع وخشوع تہا اور اسی حالت مین کلام مجید ختم کرکے اونہون نے اوسکا ثواب اپنے عزیز وشفیق باپ کی روح کو پہونچایا جنکو کلام پاک ہر ایک دل رغبت وشوق تہا ۔

اس غم مین تین دن ہڑتال اور دفاتر مین تعطیل رہی ، ۲۷ رمضان کو صاحب پولیٹکل ایجنٹ بہادر (مسٹر جے لینگ) سرکاری طور پر تعزیت کیلئے آئے ۔

بسبب عزاداری کے نہ استقبال ہوا اور نہ سلامی سر ہوئی ، اور نہ بینڈ بجایا گیا ۔

بہت دیر تک نواب صاحب جنت آرام گاہ کے خصائل جمیلہ کا ذکر کرکے تسلی آمیز باتین کرتے رہے ہز ایکسلنسی لارڈ کرزن گورنر جنرل و وایسرائے ہند نے بذریعہ صاحب پولیٹکل ایجنٹ اپنا دلی افسوس ظاہر فرمایا ۔

اکثر احباب وصاحبان یوروپین نے خطوط وتار ہائے تعزیت بہیجے اور حقیقی ہمدردی کا اظہار کیا ، بالخصوص کرنل ہیڈ صاحب بہادر رزیڈنٹ بڑودہ اور کرنل بار صاحب رزیڈنٹ حیدرآباد دکن نے جنکو مرحوم کی خوبیون کا ذاتی طور پر اندازہ تہا ، اپنے دلی رنج و افسوس کو بذریعہ تار

ظاہر فرمایا۔

مسٹر رابرٹسن صاحب بہادر رزیڈنٹ میسور نے بھی بذریعہ ٹیلیگراف تعزیت ادا کی، ٹمپرنس سوسائٹی سیہور نے بھی تعزیت کا تار دیا اور محمڈن کالج علی گڑھ کے ممبران کالج اسٹاف اور طلبا کا ایک جلسہ نواب صاحب بہادر کی موت پر اظہار افسوس و ادائے تعزیت کے لئے اسٹریچی ہال مین منعقد ہوا اور اوسکی اطلاع بذریعہ ٹیلیگرام کے نواب محسن الملک آنریری سکرٹری کالج نے بوساطت وزیر ریاست مجھے کی۔

ایصال ثواب کے لئے مین نے مرحوم کا اور اونکے ساتھ ہی سرکار خلد مکان اور صاحبزادی آصف جہان بیگم کے بھی حج بدل[۱] کا انتظام کیا، اور جسقدر چاہئے تھا خیرات کی۔

اس پُر درد حادثہ پر بیشمار نوحے و مرثیے اور تاریخین لکھی گئین، دفتر روبکاری کے ملازم منشی جمیل احمد کا مین اس موقع پر ایک قطعہ جس مین نواب صاحب کے انتقال کی تاریخ ہے درج کرتی ہون۔

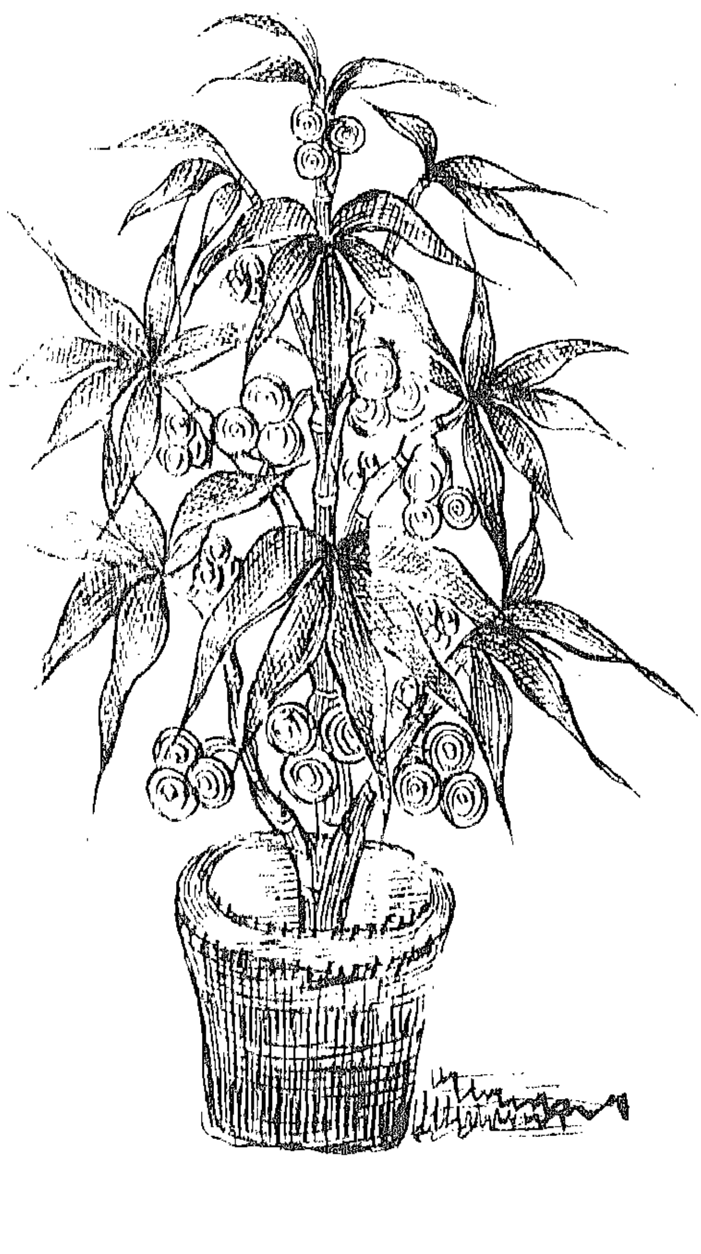
قطعہ تاریخ

چو شد نواب ما احمد علی خان	ازین عالم بسا مرزد انہش
جمیل آہے کشید و گفت تاریخ	بود گلزار جنت سیر گاہش
	۱۳ ھ ۱۹

نواب صاحب مرحوم کی جاگیر خالصہ مین شامل کی گئی اور جو جائداد منقولہ تھی اوسکو تینون صاحبزادون پر تقسیم کر دیا گیا صرف صدر منزل جس مین میری سکونت ہے جو خاص اونکی جاگیر کے روپیہ سے بنا ہے، اور وہ روپیہ جو اضافہ کمپاسی کا خزانہ ریاست مین جمع ہے تقسیم سے باقی ہے جو اونکے تینون صاحبزادونکی ملک ہے، کیونکہ شرعاً بھی تینون بیٹے اور اون کے ترکہ کے مالک ہین۔

[۱] سرکار خلد مکان کا حج بدل کرانا اسلئے ضرور تھا کہ اونہون نے جب میری عمر ۲ سال کی تھی اور مین سخت بیمار تھی میری صحت کے لئے حج کرنیکی منت مانی تھی، اسلئے حج بدل کے واسطے مولوی عبدالحق کا مدار ڈیوڑھی نواب صاحب مرحوم و مولوی اعظم حسین اور مولوی عبدالرحمن کو حج بدل کے لئے بھیجا

جلال آباد مین جو جائداد تھی اوس مین سے دونون بڑے بھائیون نے اپنا اپنا حصہ اپنے چھوٹے بھائی صاحبزادہ محمد حبیب اللہ خان کو خوشی کے ساتھ منتقل کردیا امین اپنا مہر اونکی زندگی ہی مین معاف کر چکی تھی باقی ازروے احکام شرعی جائداد متروکہ مین جو میرا حصہ تھا اوسکو مین نے اپنی اولاد کو دیدیا ۔



باب (۵)

زمانِ عدت کی مصروفیت

اور

انتظامات ریاست

صدر نشینی کے بعد چونکہ انتظام ریاست مین اہم مصروفیت تھی، اور معلومات و انتظام ملکی کے لئے یہ بھی نہایت ضروری ہے کہ بیرونجات کے حالات سے آگاہی حاصل کیجائے لیکن مصروفیتون کے باعث سے مجھے بذات خاص دورہ کرنے کی فرصت نہ تھی، اسلئے مین نے ارادہ کیا کہ مین یہان رہکر انتظام کرون، اور نواب احتشام الملک عالیجاہ بہادر مفصلات مین دورہ کرین تاکہ ہر ایک حالت خود معائنہ کرکے مجھے اطلاع دین، لیکن بوجوہ چند یہان کے انتظامات وغیرہ مین مجھکو اونکے مشورون کی ضرورت تھی، وہ فوراً روانہ نہ ہو سکے اور پھر اونکا انتقال ہو گیا۔

چونکہ عدت شرع اسلام مین عورتون کے متعلق بلحاظ تمدن و معاشرت ایک اہم اور ضروری مسئلہ ہے جسکی رو سے حکم ہے کہ ایام عدت مین جو چار ماہ دس دن ہین، عورت نہ کوئی نیا اور رنگین کپڑا پہنے، نہ کوئی زینت کرے، حتی کہ سر مین تیل بھی نہ ڈالے، اور نہ بغیر کسی ناگزیر واشد ضرورت کے اوس گھر مین سے جس مین شوہر کی وفات ہوئی ہے باہر جائے، اور نہ کسی نامحرم سے بات کرے، اسلئے مجھے بھی یہ پابندی شرع عدت کرنا ضرور تھا البتہ مین صرف اس حکم کی تعمیل مین کہ نامحرم مرد سے بات نکیجائے بوجہ انتظام امور ریاست اور رئیسہ ہونے کے مجبور و معذور تھی، باقی اور احکام کی پابندی کرتی رہی۔

حالات اور انتظامات ریاست مین جو وقتین اور پیچیدگیان تھین اونکے باعث اور نواب احتشام الملک عالیجاہ بہادر کی بے وقت وفات سے ایام عدت مین میری پریشانی بہت بڑھ گئی تھی، ہر وقت تصور غم

سامنے رہتی تھی جس سے طبیعت کو نہایت وحشت ہوتی تھی ۔

بھوپال مین ہر چہار طرف کوئی ایسا مشیر و بہی خواہ نظر نہ آتا تھا کہ جس سے مجھے کچھ مدد ملتی اور بجز چھوٹون کے کوئی بزرگ بھی نہ تھا اور یہ ظاہر ہے کہ عامتہً چھوٹون کی بات پر کچھ التفات نہین ہوتا ، اور نہ اونکے تجربون پر بوجہ اونکی نوعمری کے کچھ اطمینان ہوتا ہے ، ان کے سوا جو عزیز تھے اونمین نہ قابلیت تھی ، اور نہ تعلیم ، اور اگر ہوتی بھی تو وہ بوجہ نا اتفاقی بیگانہ وار تھے ۔

ارکان ریاست مین کوئی قدیم رکن نہ تھا ، اگر کبھی قدیم روایتون اور حالات کے معلوم کرنیکی ضرورت ہوتی تھی تو معلوم نہو سکتے تھے ۔

البتہ دیوان ٹھاکر پرشاد اور شیخ محمد حسن دیرینہ لوگون مین باقی تھے جو ڈیوڑھیون تک منحصر تحقیقات رہ چکے تھے ، جن سے صرف ڈیوڑھیون کے متعلق کچھ معلومات حاصل ہو جاتی تھین ۔

وزیر ریاست سے بوجہ اونکی تجربہ کاری اور اونکی اون خدمات کو دیکھکر جو اونھون نے گوونمنٹ میں ادا کی تھین کچھ امید ہوسکتی تھی ، لیکن اونکی حالت ہی جدا تھی ، وہ ایسا رئیس چاہتے تھے جو بچہ بنکر اونسے سبق لے اور نادان شاگردون کیطرح اونکی بات کو قبول کرلے ، اسلئے اونسے بھی مدد نہ ملی ، اور زیادہ در اصل یہی مدد دیسکتے تھے جو ایک ریاست مین ہر قسم کے ایڈمنسٹریشن کیلئے درکار ہے ، کبھی پریشانیون سے مجبور ہوکر مسٹر جے لینگ صاحب بہادر پولیٹکل ایجنٹ سے ان حالات کا تذکرہ ہوتا اور اون سے اکثر امور مین مشورہ کرلیتی غرض زمانہ عدت اسی طریق سے گذر رہا تھا ، اور گویا میرے سامنے تردداٰت کا بحر ناپیدا کنار تھا ۔

زمانہ حیات سرکار خلد مکان مین مجھے پریشانیون نے مجبور کرکے اسپر آمادہ کردیا تھا کہ مین غریب الوطنی اختیار کرون ، چنانچہ مین نے اپنے اس ارادہ کو ایک عریضہ مین سرکار خلد مکان پر بھی ظاہر کردیا تھا کیونکہ میرا خیال تھا کہ جب غریب الوطنی اختیار کرون تو بیت اللہ سے زیادہ کوئی جگہ امن کی نہین جس کو خدائے عزوجل نے اپنے کلام پاک مین بَلَدِ الْاَمِین فرمایا ہے ۔

صاحبزادی آصف جہان بیگم کے زمانہ علالت مین تبدیل آب وہوا کے لئے "بمبئی" جانا قرار پایا تھا، اور میرا مصمم ارادہ ہوگیا تھا کہ وہان پہونچکر سرکار سے "مکہ معظمہ" جانیکی اجازت حاصل کرونگی، اور میرے نزدیک "بیت اللہ" سے کوئی بہتر جگہ ایسے شخص کے لئے جسکو ملکی و انتظامی امور و معاملات سے کوئی تعلق نہو اور طرح طرح کے تفکرات سے جسکا دل پژمردہ ہو رہا ہو غریب الوطنی اختیار کرنے کے لئے نہین ہوسکتی کیونکہ یہ فطرت انسانی کا عام قاعدہ ہے کہ تکلیف و مصیبت کے وقت مالک حقیقی کیطرف طبیعت زیادہ رجوع ہوتی ہے اور جب انسان کو اپنی تدابیر مین ناکامی ہوتی ہے، اور عمدہ سے عمدہ تدابیر غیر مفید ثابت ہوتی ہین اور وہ مایوس ہوجاتا ہے، تو اوسکا دل بے اختیاری کے ساتھ اوسیکو پکارتا، اور ڈھونڈھتا ہے جو دلون کی خواہشون اور تمام حالتون سے کامل طور پر واقف اور سب سے زیادہ قریب ہے، جیسا کہ وہ خود ارشاد فرماتا ہے نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْہِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْدِ وہی اپنی حکمت بالغہ اور قدرت کاملہ سے ایک ثانیہ کے اندر حالات مین انقلاب پیدا کرتا ہے، اور جو چاہتا ہے کر دیتا ہے اِذَا قَضٰۤی اَمْرًا فَاِنَّمَا یَقُوْلُ لَہٗ کُنْ فَیَکُوْنُ پس ان حالات کے اقتضا سے جو میرے گرد و پیش تھے میرے دل کی تسکین اور میری روحانی خوشیون کے لئے حرمین شریفین کا سفر ضرور تھا، جیسا کہ حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے لَا تُشَدُّ الرِّحَالُ اِلَّا اِلٰی ثَلٰثَۃِ مَسَاجِدَ مَسْجِدِ الْحَرَامِ وَمَسْجِدِ الْاَقْصٰی وَمَسْجِدِیْ ھٰذَا لیکن یہ خیال میرے دل ہی مین تھا اور کسی پر اظہار نہین کیا تھا، مگر بمبئی جانا بھی ملتوی ہوگیا اور دل کا ارادہ دل ہی مین رہگیا، کیونکہ کُلُّ اَمْرٍ مَّرْھُوْنٌ بِاَوْقَاتِھَا۔

اکثر اوقات نواب احتشام الملک عالیجاہ بہادر سے ذکر آجاتا کہ بہتر ہے ایسے وقت مین حج سے فارغ ہوجائین، کیونکہ ہمکو اسقدر استطاعت ضرور ہے کہ مواخذہ حج لاحق ہوگا وَلِلّٰہِ عَلَی النَّاسِ حِجُّ الْبَیْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَیْہِ سَبِیْلًا ۝

یہان مین یہ ظاہر کرنا مناسب سمجھتی ہون کہ اسلام مین پانچ رکن ایسے ہین جنکا نہ کرنا سخت مواخذہ

اُخروی کا باعث ہے۔

اول۔ کلمۂ شہادت یعنے بصدق دل توحید کا قائل ہونا، اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نبی برحق سمجھنا۔

دوم۔ نماز۔

سوم۔ زکوٰۃ۔

چہارم۔ حج۔

پنجم۔ روزہ رمضان شریف۔

خدا کا شکر ہے کہ سوائے حج کے باقی جملہ ارکان حتی الامکان ادا ہوتے تھے لیکن حج کے لئے کچھ ایسے اتفاقات پیش آجاتے تھے کہ مجبور ہو جاتی تھی، مگر اب حالات میں تغیر ہو چکا تھا، اور کوئی مجبوری نہ تھی۔

مجھکو ادائے حج کا خیال اور اپنے حضرت رسول پاک محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ مبارک و مقدس کی زیارت کا شوق بیتاب کر رہا تھا۔ اب نہ شوہر کا کوئی مانع تھا، نہ ماں سے اجازت کی ضرورت تھی، صرف گورنمنٹ سے اجازت لینی تھی، سو اسکا یقین تھا، کیونکہ ہماری گورنمنٹ نے سب کو آزادی مذہب عطا کر رکھی ہے، اسلئے نواب صاحب کے انتقال کے بعد جب پولیٹکل ایجنٹ صاحب بہادر تعزیت کو آئے تو میں نے اپنے ارادہ کا اظہار کیا کہ میرا اولاد کی شادی خانہ آبادی وغیرہ کے متعلق جو فرض ہے، اوس سے فراغت حاصل کر کے اس سب سے بڑے ضروری فرض کے ادا کرنے کے لئے جاؤں، اور مزار پاک نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کر آؤں، ورنہ پھر روز بروز ریاست کے انتظامات اور ضروریات سے فرصت نہ ہوگی۔

اس ارادہ کے مطابق میں نے ہز ایکسلنسی والیسرائے کو حسب ذیل خریطہ لکھا۔

خریطہ

(مورخہ ۲۲ ذیقعدہ ۱۳۱۹ھ ہجری سوم مارچ ۱۹۰۲ء)

بعد اہداے لوازم خلوص و نیاز معروض آنکہ، واضح راے عالی ہو کہ "ہر ایک مسلمان ذی مقدور پر فرض ہے کہ بیت اللہ شریف جا کر اپنے ارکان مذہبی کو ادا کرے" اسیطرح میرا ارادہ بھی بہت روز سے ہے، لیکن بوجوہات چند در چند میرا جانا نہو سکا بالفعل موت ناگہانی نواب احتشام الملک سلطان دولہ صاحب بہادر کی نے مجھکو نہایت غمزدہ اور پریشان کر دیا ہے، ایسے ہی صدمات پیہم سے میری طبیعت اچھی نہیں رہتی، اسی حالت میں مجھے یہ خیال ہوا کہ سفر مکہ معظمہ میرے لئے بہتر ہوگا فرض مذہبی بھی میرا ادا ہوگا، اور تبدیل آب و ہوا اور سفر دریا سے میری تندرستی کو بھی فائدہ ہوگا، لہذا بمخلصہ گورنمنٹ عالیہ سے مستدعی ہے کہ مجھکو سات آٹھ مہینہ کی رخصت براہ کرم و عنایت از ماہ اکتوبر عطا فرمائی جاے، بشرط زندگی پھر حاضر ہو کر کار و بار ریاست و اطاعت گورنمنٹ عالیہ و خدمت رعایا میں سرگرم و مصروف ہونگی جسکو خداے عزوجل و گورنمنٹ عالیہ نے میرے سپرد کیا ہے۔

اس سفر میں صاحبزادہ محمد عبید اللہ خان و صاحبزادہ محمد حمید اللہ خان جو میرے دونوں چھوٹے لڑکے ہیں میرے ہمراہ ہوں گے، جدہ تک میرے ساتھ کسی صاحب یوروپین کا ہونا ضرور ہے جیسے میری نانی نواب سکندر بیگم صاحبہ مغفورہ کے ساتھ ڈاکٹر طامسین صاحب بہادر تشریف لے گئے تھے، کار و بار ریاست جو بالفعل متعلق وزیر صاحب بہادر ریاست کے ہیں وہ میری عدم موجودگی میں بدستور مع اراکین ریاست کام کرتے رہیں گے، میں نے اپنی روبکاری کے کام کی

نسبت کوئی فیصلہ نہین کیا ہے کیونکہ میرے جانے مین ابھی عرصہ ہے ، اس عرصہ مین بہت سے امور ریاست اور معاملات خانگی مین غور و فکر کرنے کا موقع ملیگا ، امید ہے کہ زمانہ موجودگی اور غیر موجودگی میرے مین مجھکو اپنے جانشین کی لیاقت دیکھنے کا موقع ملیگا کیونکہ مین نواب محمد نصراللہ خان کو اپنے ہمراہ نہین لیجاؤن گی ، اور بوقت قرب زمانہ روانگی اپنے کے جیسا مصلحت وقت ہوگا ویسا بندوبست اپنی روبکاری کے کام کا کرونگی ، بعد میرے جانے کے انشاءاللہ تعالیٰ کسی کاروبار ریاست مین حرج نہوگا، امید کہ جلد جواب باصواب سے مشرف ہون ۔

یہ خریطہ بذریعہ یادداشت موسومہ صاحب پولیٹکل ایجنٹ بہادر حضور ویسراے کی خدمت مین بھیجا گیا ۔

۱۶ر جولائی ۱۹۰۲ء کو صاحب ممدوح نے حسب ذیل یادداشت کے ذریعہ سے جواب سے اطلاع کیا ۔

نقل یادداشت

یادداشت سامی مورخہ سوم مارچ سنہ حال مع خریطہ خط نامی جناب مستطاب معلی القاب نواب گورنر جنرل و وائسراے بہادر کشورِ ہند باستجازت سفر بیت اللہ شریف وصول مشتمر ہوکر اصل خریطہ خدمت مین صاحب بہادر گشت الیہم ارسال کیا گیا تھا بجواب اوسکے گورنمنٹ عالیہ ہند سے ایما ہوا ہے کہ خدمت مین آن مشفقہ کے اطلاع دیجاوے کہ بعد دربار تاجپوشی مقام دہلی آن مشفقہ کو سفر مکہ معظمہ کی اجازت دیجاویگی ، اور اس بات کی کوشش کیجاویگی کہ مقام جدہ تک میڈیکل افسر ہمراہ رہے ، لہٰذا یادداشت ہذا ارسال خدمت شریف ہے فقط المرقوم ۱۶ر جولائی ۱۹۰۲ء ۔

چونکہ ایسا موقع جیسا کہ جوابی یادداشت مین درج ہے پھر آنے والا نہ تھا اور نہ النواب مین شرعاً کوئی مجبوری تھی

اس لئے مین نے آئندہ موسم کے لئے ارادہ ملتوی کردیا۔

مسٹر جے لینگ صاحب بہادر میری مسندنشینی کے پیشتر پولیٹکل ایجنٹ تھے، اور کل حالات سے اونکو آگاہی تھی، وہ بھی اسی عرصہ مین تبدیل ہوگئے، اور اونکی جگہ میجر ایل ایمپی صاحب بہادر پولیٹکل ایجنٹ مقرر ہوے۔

چونکہ میجر ایمپی صاحب بہادر اس سے پہلے بھی کسی دوسرے کام پر بھوپال ایجنسی مین رہ چکے تھے، اور اوسوقت بھی مہربانی کے ساتھ مجھسے ملے تھے، اسلئے مجھے نامناسب نہ معلوم ہوا کہ مین اونسے اپنی مشکلات کا تذکرہ کرون، مین نے اونسے کل کیفیت بیان کی، اونہون مجھے پورے طور پر ہمدردی کا یقین دلایا اور تسکین دی، جب مین اپنی پریشانیون کا اظہار کرتی تو وہ کہا کرتے کہ "روم ایک دن مین نہین بنا، آپ جلدی نہ کرین ہمت سے کام لین، کام کو غور وخوض سے آہستہ آہستہ کئے جائین، خداے تعالیٰ سب مشکلین آسان کریگا"

غرض ان صدمات مین بھی انتظام ریاست کا کام مین سرگرمی سے کرتی رہی اور اوسکو اپنی طبیعت کی پریشانیون کے دفع کرنے کا ذریعہ سمجھا۔

اس مدت مین علاوہ متفرق انتظامات کے ہر ایک صیغہ کے متعلق کامل غور وخوض کرکے آئندہ انتظامات کے لئے تجویزین کین۔

اگرچہ بندوبست کی کارروائی ملتوی کردی گئی تھی، لیکن یہ ایک ایسا ضروری کام تھا جسمین زیادہ تاخیر کرنی مناسب نہ تھی، کیونکہ امید کیجاتی تھی کہ بندوبست ہوجانے سے وہ تمام ابتری جو دفاتر مال وکاغذات پٹواریان مین پائی جاتی ہے ایک حد تک رفع ہوجائیگی۔

مین نے ایسے شخص کے لئے جو بندوبست کے کام مین قابلیت وتجربہ رکھتا ہو، کرنل بار صاحب بہادر کو تحریر کیا، اور اونسے مشورہ لیا، اسلئے کہ وہ ایک عرصہ تک سیہور مین حدبست کے افسر رہ چکے تھے

اور رفتہ رفتہ ترقی پاکر ایجنٹ نواب گورنر جنرل بہادر سنٹرل انڈیا کے منصب پر فائز ہوے تھے اونکو ایک عظیم تجربہ بھی تہا، اور یہان کے حالات اور ضروریات سے واقف بھی تھے۔

اونہون نے مجھے مولوی سید علی حسن خان کے انتخاب کرنے کی صلاح دی چنانچہ مولوی صاحب موصوف بھوپال آئے، اور وزیر صاحب ریاست سے ملاقات کی، وزیر صاحب ریاست اونکو میرے سلام کے لئے اپنے ہمراہ لائے، لیکن اونہون نے وہ تنخواہ جو دربار بھوپال نے ایسے افسر کے لئے مقرر کی تہی منظور نہ کی، اور جو تنخواہ وہ طلب کرتے تھے اوسکے دینے کی اوسوقت ریاست مین گنجائش نہ تہی، اسکے علاوہ اونکا تقرر وزیر صاحب کی مرضی کے بہی خلاف تہا، اسلئے وہ واپس چلے گئے۔

مین نے خود ایام مدت مین تمام کاغذات کا بالاستیعاب معائنہ کیا، عموماً ہندوستان مین خواہ طریقہ مالگذاری کیسے ہی مختلف کیون نہ ہو ہمیشہ پٹواری و قانون گو وغیرہ کے کاغذات پر حکومت و رعیت کے معاملات مالگذاری کا زیادہ تر انحصار ہوا کرتا ہے اور اوسکو صحیح طور پر محکمہ مال کے لفظ و مقصود سے تعبیر کرنا نامناسب نہ ہوگا، سرکار خلد مکان نے پٹواریون کی تعلیم کے لئے ایک باقاعدہ اسکول جاری فرمایا تہا جو ایک عرصہ تک قائم رہا، مگر چونکہ اوسکا انتظام ہی ورثاء کے ہاتہ مین تہا، اور اوسکے افسر نائب وزیر دیوانی وفوجداری کے بھائی تھے اسلئے وہ صرف چند لوگون کی پرورش اور پٹواریون سے حصول منفعت کا ذریعہ رہگیا اور سرکار خلد مکان کا وہ مقصد حاصل نہوا جسکے لئے یہ صرف گوارا کیا گیا تہا، ان لوگون کے کاغذات اسقدر ابتر تھے کہ کوئی قابل اطمینان اور صحیح حالت معلوم نہین ہوسکتی تہی، اور اسوقت تک بہی اونکی اصلاح تکمیل کو نہین پہونچی، قانون گوؤ پٹواریون کا تقرر صرف قرابت و وراثت کے رواج و استحقاق پر تہا قابلیت و کارگزاری کا کوئی معیار نہ تہا، وراثت کو یہان تک ترجیح تہی کہ اکثر شیرخوار اور پنج سالہ بچے خدمت پٹوارگری پر مقرر تھے اور اونکے کام کے لئے اون بچون کے ورثا کے حسب پسند یا کسی افسر صدلات کی سفارش سے عوض خدمت کا

تقرر ہوجاتا تھا، اور وہ ہر ایک ذمہ داری محنت اور کارگزاری سے عملاً مستثنیٰ کردیے جاتے تھے۔

افسوس کہ وزرا و حکام ماسبق نے اون لوگون کیطرف مطلقاً توجہ نہ کی جنکی تقرری و برطرفی کا اونھین کامل اختیار تھا۔

دفتر حضور، نیابت مال، اور محالات کے کاغذات مین ایسا سخت اختلاف تھا، جس کو دیکھکر حیرت ہوتی تھی، جس گانون کی جمع ایک دفتر کے کاغذ مین دو ہزار درج تھی دوسرے دفتر کی کاغذات مین ڈیڑھ ہزار تھی، اور جب نکاسی دیکھی جاتی تو ایک سو ہی نکلتی، حالانکہ ایک مہتمم بندوبست اور اوسکا عملہ کثیر مشاہرہ کے واسطے دربار سے منظور کیا گیا تھا اور اوسوقت بھی مہتمم بندوبست محمد اسحٰق موجود تھے۔

دیوان ٹھاکر پرشاد، بخشی محمد حسن، منشی سید محمد قدرت علی، منشی سید عنایت حسین خان ریاست کے قدیم ملازم تھے منشی عنایت حسین خان اور بدر الحسن کو بھی ملازمت ریاست مین داخل ہوے ایک عرصہ گزرچکا تھا، مین نے ان سب سے بندوبست کی میعاد کی متعلق رائین طلب کین، اور سب نے بالاتفاق یہ تجویز کیا کہ حالات کو دیکھتے ہوے بندوبست ایک ایسی میعاد کا کرنا انسب ہے جو نہ قلیل ہو اور نہ طویل۔

ان سب کے علاوہ منشی اسرار حسن خان کو بھی مین نے اس مشورہ مین شریک کیا کیونکہ اونکو ایک قلیل میعاد کے بندوبست کا اوسی زمانہ مین تجربہ ہوچکا تھا، اور حالات ریاست سے واقف تھے، اونھون نے بھی رائے دی کہ موجودہ صورت مین ضرورت ہے کہ بندوبست کم میعاد کا ہو اس سے یہ فائدہ ہوگا کہ اسوقت جو ضرورت بندوبست کی نظر آرہی ہے وہ رفع ہوجائیگی، اور اس مدت مین جمعبندیان اور کاغذات درست اور مکمل ہوجائین گے، جو آیندہ کے لئے قابل اطمینان ہوسکین گے، اور پھر طولانی میعاد مقرر کرنے مین نہ رعایا کا نقصان ہوگا اور نہ ریاست کا۔

سرکار خلد نشین کا یہ اصول تھا کہ معاملات مشورہ طلب مین جسطرح کہ وہ ارکین ریاست سے راے طلب کرتی تھین، اسیطرح اون جاگیرداروں سے جو قابل اور معاملہ فہم ہوتے تھے مشورہ لیتی تھین

مین نے بہی اس اصول کو پیش نظر رکھا، اور نواب محمد نصر اللہ خان و صاحبزادہ محمد عبید اللہ خان سے اس امر مین مشورہ طلب کیا۔

اگرچہ اونکو کوئی تجربہ اسوقت تک معاملات ریاست مین نہ تھا، لیکن چونکہ اونکی تعلیم عمدہ تھی اور اون مین غور و خوض کا مادہ بخوبی موجود تہا، اور مجھے یہ بہی خیال تہا کہ اون مین ابہی سے ایسے معاملات مین دلچسپی پیدا کرنی چاہئے، اونہون نے بالتفصیل اپنی تجاویز تحریر کین اور قریب قریب اوسی راے سے اتفاق کیا، جو اراکین ریاست کی راے تھی

جب یہ تمام رائین حاصل ہوگئین تو مین نے میعاد کے لئے ایک قطعی فیصلہ کرنے کے واسطے مثل زیر تجویز رکھی۔

اسکے علاوہ مجھے معین المہام ریاست کا بہی انتظار تہا جنکے تقرر کی سلسلہ جنبانی ہو رہی تہی اور چونکہ باعتبار حالت خزانہ و اخراجات سب سے پہلے فکر وصول بقایا کی ہونی چاہئے تہی، اسلئے ایصال بقایا کا کام شروع کر دیا گیا۔

خان بہادر منشی اسرار حسن خان (نصیب المہام) ان دنون عین تعزیت ادا کرنے کو آئے تھے، چونکہ وہ ریاست مین پیشتر بہی ملازم رہ چکے تھے اور جو کچہہ اونکی نسبت اوس زمانہ مین سنا گیا تہا، اور نواب احتشام الملک عالیجاہ مرحوم نے اونکی نسبت جو راے قائم کی تھی اوسکے لحاظ سے مین نے اونکو اس کام کے لئے مناسب جانا، کیونکہ اس کام کے لئے ایک قابل اعتماد اور متدین شخص کی ضرورت تھی مین نے اونسے اپنی راے کا اظہار کیا اونہون نے جواب دیا کہ "اگر گورنمنٹ ہند اجازت دے تو مین خوشی کے ساتھہ خدمات ریاست کی بجا آوری کے لئے آمادہ ہون" لیکن مین نے اون کے متعلق تحریک کرنے کے قبل اپنی عادت کے مطابق کرنل وارڈ صاحب بہادر سے جنکے وہ ایک عرصہ تک ماتحت رہ چکے تھے اونکی بابت راے دریافت کی۔

کرنل صاحب موصوف نے اپنے خیالات نہایت عمدہ ظاہر کئے اور جو خطوط مجھے اور مسٹر بیلی صاحب بہادر ایجنٹ گورنر جنرل سنٹرل انڈیا کو تحریر کئے اونسے مجھے بہت کچھہ اطمینان ہوا، ان خطوط کے آنے کے بعد مین نے گورنمنٹ ہند سے اُنکی خدمات منتقل کرانے کی بذریعہ صاحب پولیٹکل ایجنٹ بہادر تحریک کی، گورنمنٹ ممالک متحدہ آگرہ و اودھ نے اونکو دینا منظور کرلیا چنانچہ وہ یہان آئے، اور غرہ ربیع الثانی سنہ ۱۳۲۰ھ سے ایصال بقایا کا کام شروع کیا۔

ان تمام انتظامات کے ساتھہ صیغہ تعلیم پر بھی میری نظر تھی اور جسطرح کہ ریاست کی مالی مشکلات مجھے پریشان کر رہی تھین، اسیطرح رعایا کی وہ غفلت جو تعلیم سے تھی پریشان کئے ہوے تھی۔

اسمین شک نہین کہ سرکار خلد مکان نے عامہ رعایا و اعزاے ریاست کی تعلیم مین بہت کوشش کی تھی، اونھون نے اعزاے ریاست کے لئے ایک مدرسہ موسوم بہ مدرسہ شاہجہانی قائم کیا، اور اوسمین انگریزی تعلیم جاری کی مگر اوسوقت نہ انگریزی تعلیم کی قدر تھی، اور نہ لوگون کو تعلیم کے لئے کچھہ خرچ کرنا گوارا تھا خواہ وہ کتنی ہی خفیف رقم کیون نہو، اس اسکول مین طلبا داخل تو ہوے لیکن چند ہی دنون بعد معافی فیس کی درخواستین گذرنے لگین اور طلبا غیر حاضر رہنے لگے نتیجہ یہ ہوا کہ مدرسہ قائم نہ رہ سکا، سرکار خلد مکان نے مدرسہ سلیمانیہ کی توسیع فرماکر عام رعایا کو تعلیم کیطرف متوجہ کیا، مفصلات مین بھی پچاس ساٹھہ مدرسے قائم کئے گئے مگر افسوس کہ اونکی علمی فیاضیون سے رعایا نے مطلق فائدہ نہ اوٹھایا، دس لاکھہ کی آبادی مین سے ہر قسم کے مدارس مین ۲۸۷۷ طلبا شہر و مفصلات مین تعلیم پاتے تھے اور سالانہ [illegible] روپیہ صرف وظائف مین دیا جاتا تھا، سرکار خلد مکان نے ایک مرتبہ اور پھر آخر عہد مین خود توجہ فرمائی اور سررشتہ تعلیم کو براہ راست اپنی نگرانی مین لیا اور اصلاح و انتظام کئے اور ایک مستقل محکمہ تعلیم کا موسوم بہ "نظارۃ المعارف العمومیہ" قائم فرمایا اور اوسکے متعلق ایک انجمن بھی بنام معین نظارۃ المعارف قائم کی، لیکن چند ہی دنون بعد سرکار خلد مکان بیمار ہوئین اور اونکا چراغ حیات گل ہوگیا، درحقیقت اہل بھوپال کی بدقسمتی تھی کہ وہ

تعلیم سے مستفید نہ ہوے، اور اونہون نے سرکار خلد مکان کی فیاضی سے فائدہ نہ اوٹھایا۔

اگرچہ اخراجات کو انضباط مین لانے کے لئے ترتیب بجٹ کی مین نے وزیر ریاست پر ابتداہی سے تاکید کی تھی، مگر اوسمین تاخیر ہوتی رہی بالآخر انہین دنون مین جون تون میرے ملاحظہ مین بجٹ پیش ہوا، اور مین نے نہایت غور وخوض کے بعد بجاے دو لاکھہ کے قریباً ڈیڑھ لاکھہ روپیہ ماہوار کا خرچ قائم رکھا جس سے پچاس ہزار کی بچت رہی۔

منشی امتیاز علی خان نے اپنے زمانہ وزارت مین ایک ایسے طریق پر جمع وخرچ کی تیار کرنیکا حکم دیا تھا کہ جسکی ترتیب ہی مین اونکا دور وزارت ختم ہوچکا تھا، اور وہ غیر مرتب ہی پڑے ہوے تھے۔

مولوی عبد الجبار خان صاحب نے بھی اوسپر کچھہ توجہ نہ کی اور مہتممان دفتر حضور نے بھی غفلت سے کام لیا جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ بائیس سال کے جمع وخرچ بالکل غیر مرتب رہ گئے جس سے سخت ہرج تھا، اونکی ترتیب کے لئے تاکیدی احکام جاری کئے انہین انتظامات کے ساتھہ چونکہ وہ زمانہ قریب آنے والا تھا کہ صاحبزادگان سلمہم مجھسے علحدہ رہین، اور اونکی خانہ داری جدا ہو، اس لئے اونکی جاگیرون کا انتظام بھی کرنا ضرور تھا، اسوقت ریاست مین نواب صاحب مرحوم کی جاگیر جو چالیس ہزار منافع کی تھی، اور میری جاگیر جو نوے ہزار کے منافع کی تھی دونون شامل ہوگئی تہین میٹنے ریاست کی مالی حالت کا خیال کرکے یہی مناسب جانا کہ صاحبزادونکی جاگیرونکا بار جسقدر کم ممکن ہو ریاست پر ڈالا جاے، اور اونکی ضروریات ومراتب کے لحاظ سے جاگیرین مقرر کیجائین چنانچہ صرف ستر ہزار روپیہ اور بڑہا کر بہ تفصیل ذیل یک لک [illegible] کی جاگیرین مقرر کین۔

نواب محمد نصر اللہ خان	[illegible]
صاحبزادہ محمد عبید اللہ خان	[illegible]
صاحبزادہ محمد حمید اللہ خان	[illegible]

چونکہ نواب محمد نصر اللہ خان تحریک ولیعہدی کے وقت ہی اقرارنامہ داخل کرچکے تھے اسلئے اونسے اقرارنامہ نہین لیا گیا۔

صاحبزادہ محمد حمید اللہ خان سے قانونی و شرعی وجوہ کے سبب سے اقرارنامہ نہین لیا گیا، کیونکہ اون کی عمر اوسوقت سات سال کی تھی، البتہ صاحبزادہ محمد عبید اللہ خان سے حسب ذیل اقرارنامہ لیا گیا:۔

اقرارنامہ

قلم اول۔ مین اقرار کرتا ہون اور نوشتہ دیتا ہون کہ مین ہمیشہ مطیع و فرمان بردار ریاست کا رہونگا، اور جو اقلام مین نے ذیل مین درج کئے ہین موافق اونکے پابندی اختیار کرونگا اگر خلاف اوسکے کوئی امر ظہور مین آوے تو سرکار عالیہ اور حکام عالیمقام کو مجھپر تنبیہ و مواخذہ کرنے اور اوس حرکت سے باز رکھنے کا اختیار رہے۔

قلم دوم۔ مردمان اوباش و بدچلن کو یا ایسے لوگون کو جو بدخواہ ریاست ہون یا جنکا آنا جانا والدہ ماجدہ ناپسند کرتی ہین ہرگز اپنی صحبت مین نہ آنے دون گا اور نہ اون سے سلام و پیام کرونگا اور نہ کسی ملازم برطرف شدہ ریاست کو ڈیوڑہی کو ظاہر و باطن اپنے پاس نوکر رکھونگا

قلم سوم۔ مسلک میرا اہل سنت و جماعت حنفی المذہب ہے، آخر حیات تک اسی مذہب پر قائم رہون گا، کسی کے اغوا یا کسی خواہش نفسانی کی وجہ سے تبدیل مذہب نہ کرون گا۔

قلم چہارم۔ میری اولاد کی بیاہ شادی و تعلیم و تربیت و انتظام بود و باش وغیرہ حسب تجویز منظوری جناب والدہ ماجدہ کے ہوگا، اور مین اپنے اہل و عیال کے ساتھ حسن معاشرت و خلق و محبت کا برتاؤ رکھونگا، خلاف طریقہ شرفا جبر و تعدی سے پیش نہ آؤن گا اور

بلا رضامندی جناب والدہ ماجدہ دوسرا نکاح نہ کرونگا ۔

قلم پنجم ۔ اپنے بڑے بھائی کی جب تک اونکی عنایت و شفقت میرے حال پر رہیگی اطاعت و فرمان برداری کرونگا ، اونکی بزرگی کا ہمیشہ لحاظ رکھونگا ، اور اپنے چھوٹے بھائی سے شفقت و محبت پیش آؤنگا ۔

قلم ششم ۔ جو جاگیر و معاش میرے مصارف کے لیئے سرکار عالیہ مقرر کرینگی وہ مجھے منظور رہوگی اور بموجب اوسکے مصارف اپنی ڈیوڑہی کے رکھونگا ، ایسی فضول خرچی نہ کرونگا جسمین نوبت قرض کی پہونچے ۔

قلم ہفتم ۔ مین اپنی ڈیوڑہی کے انتظام مین پابندی قانون ریاست یا اون امور کو جو وقتاً فوقتاً مجھکو سرکار عالیہ ہدایت فرماتی رہین گی جاری رکھونگا ، اور ایسے لوگون کو خواہ مرد ہون یا عورت جو مفسد و بدچلن ہون بجرد دیئے حکم کے موقوف کردونگا ۔

قلم ہشتم ۔ مین اون مشاغل کو جو خلاف طریقہ شرفا و امرا ہون یا جنکی مصروفیت سے بدنامی کا احتمال ہو روا نرکھونگا ۔

قلم نہم ۔ مین بموجب دستور ریاست بغیر استجازت رئیسہ عالیہ کہین جانے کا قصد نہ کرونگا اگر کہین جانا چاہونگا ، تو پیشتر سرکار عالیہ سے اطلاع و استفسار کر لیا کرونگا ۔

قلم دہم ۔ اگرچہ قرآن پاک کا یاد رکھنا میرا مذہبی امر ہے مگر از راہ اطاعت و خوشنودی والدہ دوست والد مرحوم اقرار کرتا ہون کہ ہمیشہ تا زیست یاد رکھونگا فقط

ان ہی دنون مین جو عرائض رعایا وغیرہ کی مفصلات سے میرے پاس آتی تہین اون کے دیکھنے سے اور جو حالات کہ مین سنتی تہی اون سے معلوم ہوتا تہا کہ مفصلات مین سخت بدانتظامی ہے ، بدمعاملہ غیر متدین اہلکار اور عہدہ دارون نے اور بھی بدانتظامی کو بڑہا رکھا ہے اس سبب سے اشد ضرورت

فوری طور پر دورہ کی محسوس ہوئی، مین دورہ کرنے سے بسبب عدت کے مجبور تھی بجز اسکے کہ صاحبزادہ صاحبان کو دورہ کے لئے روانہ کرون اورکوئی تدبیر نہ تھی۔

مینے رعایا کے مطمئن ہونے اور صحیح صحیح حالات سے کامل طور پر اطلاع حاصل کرنیکے لئے باوجود موسم گرما کی سختی کے نواب محمد نصراللہ خان کو ضلع مغرب وشمال مین، اور صاحبزادہ محمد عبیداللہ خان کو اضلاع جنوب ومشرق کے دورہ کرنے کو روانہ کیا، اگرچہ وزیر صاحب بہادر صاحبزادون کے دورہ کے مخالف تھے، مگر مین چاہتی تھی کہ اون کے ذریعہ سے صحیح صحیح حالات معلوم ہوجائینگے، اور اون کو تعلیم وتجربہ بھی حاصل ہوگا اسلئے اپنی رائے کو تبدیل نہین کیا۔

مین نے صاحبزادونکی روانگی کے قبل ایک اشتہار جاری کیا جو مندرجہ ذیل ہے مین ہر بڑی بڑی مقامات کے مناظر عام پر چسپان کیا گیا کہ رعایا آزادی کے ساتھ اور بغیر کسی اندیشہ کے اپنی شکایات وفریاد صاحبزادہ صاحبان کے روبرو پیش کرے۔

مین نے خود دورہ کا پروگرام مرتب کیا مفصل ہدایتین کین، اور چونکہ مفصلات مین پختہ سڑکین بجز ضلع مغربیہ کے نہین، اور بگھی کے لائق راستہ بنائے نہین ایک مدت درکار تھی اسلئے بلا خیال تکلیف صاحبزادہ صاحبان کو ہدایت کی کہ مسافت گھوڑون کی سواری پر طے کی جائے اورجہانتک ممکن ہو محالات پر قیام کم ہو کیونکہ گرمی کا موسم تھا اور صاحبزادونکی تقریب شادی بھی درپیش تھی، اسکے علاوہ زراعتی آبادی کی تکلیف کا خیال تھا، اور نیز فصل کے درو کرنے کا بھی زمانہ تھا۔

۱۶ر محرم ۱۳۲۰ھ ہجری = ۲۵ر اپریل ۱۹۰۲ء کو صاحبزادے روانہ ہوگئے، اونھون نے ہر مقام سے بعد معائنہ کے حالات زرعی وآبادی ودفاتر تحصیل وتھانہ وتحویل ومدرسہ وشفاخانہ وغیرہ کی تفصیلی اطلاعین روزانہ بھیجین۔

تمام دورہ مین ۶۳۰۰ عرائض پیش ہوئین اونپر نظماء اضلاع سے کیفیت طلب کرکے میرے پاس

ارسال کئین مین نے یہان سے مناسب احکام صادر کئے ۔

۱۲ ربیع صفر کو صاحبزادہ محمد عبید اللہ خان بذریعہ ریلوے ٹرین اسٹیشن بدہنی سے سوار ہوکر واپس آئے چونکہ صاحبزادون کا یہ پہلا ہی دورہ تھا اسلئے استقبال کی تیاری کی گئی ۔

اسٹیشن پر صاحبزادہ محمد حمید اللہ خان و میر بخشی صاحب بہادر و کامدار ڈیوڑہی خاص اور نائب وزیر مال و نائب وزیر دیوانی و فوجداری نے استقبال کیا، کمپنی ریاست و ڈیوڑہی خاص اور رسالہ سرخ وردی و اردلی خاص اور بینڈ بھی موجود تھا، داخلہ کے وقت فتحگڈہ سے حسب دستور العمل سرکار خلد نشین ۵ فیر سلامی کے سر کئے گئے ۔

۱۹ ربیع صفر کو نواب محمد نصر اللہ خان نے بھی تمام و کمال دورہ ختم کیا، اور انکا استقبال بھی اوسیطرح "چورا ملی" تک جو بھوپال سے تین میل پر واقع ہے عمل مین آیا، اور صاحبزادہ محمد عبید اللہ خان اور صاحبزادہ محمد حمید اللہ خان بھی مع ارا کین متذکرہ بالا شریک استقبال تھے ۵ فیر سلامی کے سر کئے یہ دو فیر سلامی کے مین نے بوجہ اونکے اعزاز و منصب ولیعہدی کے بڑہا دیے ۔

اسمین شک نہین کہ صاحبزادہ صاحبان کے دورہ سے بہت فوری انتظام فیصلات مین بڑی مدد ملی، اور جس امید و توقع کے ساتھ اونکو بہیجا تھا اوسیکے مطابق دونون نے نہایت محنت اور کامل غور وخوض سے ہر ایک حالت کا معاینہ کیا اور تفصیلی رپورٹین پیش کین ۔

وہ جاگیرداران اضلاع او مستاجران دیہات اور رعایا سے عمدہ اخلاق کے ساتھ پیش آئے اونکا درد دکھ سنا، اور پوری تشفی کی، سب کو اطمینان ہوا، اور شوریدہ پشت لوگون پر ہیبت قائم ہوئی بعض عمال جو بعد تحقیقات ناقابل ثابت ہوئے برطرف کئے گئے اور بعض کی حسن کارگزاری اور دیانت ثابت ہوئی اضافہ کیا گیا اور اونکو خلعت دیے گئے ۔

باب (۶)
تقریب شادی

میری صدرنشینی کے بعد منجملہ اور ضروری امور کے صاحبزادگان سلمہم کی تقریب شادی کا ہونا نہایت ضروری امر تہا، چنانچہ نواب احتشام الملک عالیجاہ بہادر کے مشورہ سے اس تقریب کے لئے ۷ر شوال مقرر کرکے ۸ ر رمضان کو دعوتون کا سلسلہ شروع کردیا تہا، مگر ۲۲ ر رمضان کو نواب صاحب بہادر ممدوح کے حادثہ ارتحال سے وہ تاریخ ملتوی کردی گئی، اور دعوتون کا سلسلہ بند ہوگیا، لیکن چونکہ مجھے اس ضروری فرض سے بہت جلد سبکدوش ہونا مدنظر تہا، عدّت کے ختم ہونے اور صاحبزادگان سلمہم کے دورہ کے بعد ہی ۲۹ ر صفر ۱۳۲۲ ہجری تاریخ مقرر کردی گئی۔

نواب احتشام الملک مرحوم نے اس تقریب کا انتظام نہایت دہوم دہام سے اور بڑے وسیع پیمانہ پر اعلیٰ اولوالعزمی کے ساتہہ کیا تہا اونکا ارادہ تہا کہ باغ حیات افزا سے بارات اوٹھائی جاے اسلئے وہان سے لیکر دولہنون کے محل اور صدر منزل تک روشنی، باغ بہاری، جلوس، آتشبازی وغیرہ کا اہتمام کیا تہا، مین نے بہی اس تجویز کے مطابق عمل کرنا چاہا، تاکہ صاحبزادون کو خوشی ہو، لیکن اون سعادتمند بچون نے متفقاً نہایت ادب وعاجزی کے ساتہہ مجہسے درخواست کی کہ "سرکار ابہی ہمارے باپ کے انتقال کو سال بہر بہی نہین گزرا، اور ہمارا صدمہ تازہ ہے ہم یہ دہوم دہام اور تزک وشان نہین چاہتے، ہماری خوشی تو بس یہی ہے کہ سادہ طور پر یہ تقریب کردی جاے"

مین نے یہ درخواست منظور کی اسلئے کہ اول تو ان فضولیات کو مین خود ناپسند کرتی ہون، اور پہر خصوصاً ایسے وقت مین اس دہوم دہام سے کوئی خوشی بہی نہین ہوسکتی تہی جبکہ اون کے والد کو انتقال

کئے تھوڑا ہی زمانہ گذرا تھا ۔

مین نے صاحبزادون سے کہا کہ میری خوشی تو تمھاری خوشی سے وابستہ ہے ، تم خود ہی یہ باتین پسند نہین کرتے تو مین بھی نہین چاہتی ۔

سامان تقریب اول ہی سے تیار تھا ، کیونکہ جسوقت صاحبزادونکی نسبت کی گئی تھی اوسوقت سے تیاری شروع کر دیگئی تھی اور بعد نکاح اور جو کچھہ باقی تہا وہ بھی مکمل ہو چکا تھا ، غرض اس تقریب کو ڈہائی سال پہلے ہی سے سامان و اسباب میری ڈیوڑہی سے رفتہ رفتہ تیار کر لیا گیا تھا ۔

مین نے جلوس و بارات کے انتظامات کو فسخ کر دئے لیکن داد و دہش انعام و اکرام دعوت و مہانداری وغیرہ کا وہی پیمانہ رکھا جو نواب احتشام الملک عالیجاہ بہادر مرحوم کی اور میری تجویز سے قائم ہوا تھا کیونکہ یہ ایک ایسا موقع تہا جسپر عرصہ سے غربا و متوسلین کی آنکھین لگی ہوئی تہین ، اور اونکو انعام و اکرام ملنے کا وقت تھا ۔

صاحب ایجنٹ گورنر جنرل بہادر سنٹرل انڈیا و صاحب پولیٹکل ایجنٹ ایمپی صاحب بہادر سیہور اور دیگر معزز یوروپین جنٹلمین اور لیڈیز کو دعوتی خطوط بھیجے اور اون روسا و شرفا کو جنہین کہ ارباب التحاد و توسل ریاست ہذا سے تہا مدعو کیا اور جلال آباد سے نواب صاحب بہادر مرحوم کے کنبہ کو خاص طور پر بلایا ۔

صاحب پولیٹکل ایجنٹ بہادر مسٹر ایمپی نے اپنی مہربانی سے میری خواہش پر آٹھہ دس روز پیشتر سے آکر صاحبان یوروپین کے انتظام مہانداری مین مدد کی ۔

۲۲ صفر کو ڈیوڑہی خاص باغ اور کارخانہ کے معمولی ملازمون کی جو باقی رہ گئے تھے دعوت کی گئی ، اور صاحبزادہ محمد حمید اللہ خان نے جو خوشی خوشی اپنے بھائیون کی شادی کے انتظام مین مصروف تھے اپنے سامنے اون لوگون کو جوڑے پہنائے ۔

۲۷ صفر کو ایوان صدر منزل مین خوانین و اراکین افسران و اہلکاران محکمات و افواج ریاست کو

نواب محمد نصراللہ خان وصاحبزادہ محمد عبیداللہ خان وصاحبزادہ محمد حمیداللہ خان کے رو برو خلعت تقسیم کئے گئے اور نوشاہون کو بصلہ حسن کارگزاری دو رہ خلعت مع شمشیر و مالاے مروارید دیے گئے خلعت وغیرہ تقسیم ہونے کے بعد مین نے حسب ذیل اسپیچ کی ۔

اسپیچ

حاضرین جلسہ!

جس جلسہ مین آج آپ شریک ہین اسکا کئے سال سے ارادہ تہا مگر ہر کام کا وقت معین ہے جس وقت اور جس طریق سے اللہ تعالی کو منظور ہوتا ہے اوسیطرح ہر کام سرانجام پاتا ہے یہ کسکو معلوم تہا کہ آج یہ تقریب ہوگی اور احتشام الملک عالیجاہ نظیرالدولہ سلطان دولہ نواب احمد علی خان صاحب بہادر مرحوم و مغفور موجود نہونگے جو ہر وقت اور ہر کام مین ہمارے معاون اور مددگار تہے نواب صاحب کی عقل خداداد اور اعانت شاہی سے امید تہی کہ ہمارے دلخواہ انتظام ریاست بہت جلد ہو جائیگا، مگر افسوس کہ اونکی زندگی نے وفا نہ کی اللہ تعالی اون کو جنت الفردوس اور ہم کو صبر جمیل عطا فرماوے ۔

یہ جو کچہہ اس تقریب مین ہورہا ہے سب نواب صاحب مرحوم و مغفور ہی کا ساختہ پرداختہ ہے جو بزمانہ ولیعہدی ہم دونون کے اہتمام سے ہوا، سوا اسکے جو کچہہ اس تقریب مین ہوا اور ہوگا اوسکا بار بہی بالفعل خزانہ ڈیوڑہی خاص پر ہے نہ خزانہ ریاست پر باوجودیکہ ایسی تقریبات ہمیشہ ریاست سے ہوتی رہی ہین، ریاست اور خزانہ کی جو حالت ہے وہ آپ سب پر ظاہر ہے ۔

ہماری صدر نشینی کے دوسرے ہی مہینہ ملازمان ریاست کی تقسیم تنخواہ کے لئے ڈیوڑہی سے روپیہ دینے کی ضرورت ہوئی، ایسی حالت مین بجز اسکے اور کیا ہوسکتا تھا کہ اخراجات ریاست مین کمی کیجائے کیونکہ آمدنی سے اخراجات بڑھے ہوے تھے اور رعایا و ملک کی حالت نہایت خراب و ابتر تھی -

اس سے ہماری یہ غرض نہین ہے کہ پیشتر کے اخراجات پر الزام دیا جاے لیکن یہ بات ضرور ہے کہ اس ریاست کو طرح طرح کے نقصانات عظیم پہونچے ہین -

جس روز سے عنان حکومت ہمارے ہاتھہ مین آئی ہے شب و روز یہی فکر دامنگیر ہے کہ رعایا اور ملک شاد و آباد ہو، مگر اس آرزو کی تکمیل مین جو مشکلات پیش آئی ہین یا آتی ہین اونکے تذکرہ کی ضرورت نہین، انہین وجوہات سے ہمنے چاہا تھا کہ بذات خود دورہ کیا جاے، مگر بوجہ مشیت ایزدی ہمارا جانا نہ ہوا لیکن بخیال غور و پرداخت ملک و رعایا ہمنے اپنے دونون لخت جگر نور نظر نواب محمد نصر اللہ خان و صاحبزادہ محمد عبید اللہ خان کو رعایا و ملک محروسہ کے حالات دریافت کرنے کی غرض سے بھیجا، ان دونون نے اس موسم گرما مین محنت شاقہ اوٹھا کر ایک مہینہ مین تقریباً تمام ریاست کا دورہ مستعدی و جانفشانی سے ختم کیا، اور باوجود قلت وقت بہت سی معلومات کا ذخیرہ بہم پہونچایا، سب انکم ہمارے ہر محال کے چشم دید حالات اور مستاجران و عمال کی بیجا بدعملیان اور بدعنوانیان قلمبند کرکے ہماری روبکاری مین بھیجین، جن سے بہت حالات ہم کو معلوم ہوے انشاءاللہ تعالیٰ عنقریب اوسکا تدارک کیا جائیگا اور ہمکو امید ہے کہ اراکین ریاست اپنے اپنے فرائض منصبی کو مستعدی و جانفشانی سے سرانجام دین گے جو ہماری خوشنودی اور ترقی کی

بہبودی کا باعث ہوگا امید ہے کہ وزیر صاحب بہادر ریاست بھی اپنی نیک نیتی اور حسن تدبیر سے مجھکو کامل مدد دینگے ۔

ہم کو ان فرزندان سعادت شعار کے اس کام پر انصافاً اظہار مسرت کرنا ضرور ہے اسلئے ان دونوں کو خلعت و شمشیر و مالائے مروارید دیتے ہیں "

۲۸ صفر کو ۹ بجے رسالہ اردلی خاص فل ڈریس میں صدر منزل پر حاضر ہوا ، اور اوسکو مارک (کالنی) دیا گیا اور بیادگار نواب احتشام الملک عالیجاہ بہادر مرحوم اوسکا نام رسالہ احتشامیہ رکھا گیا ، اس موقع پر میں نے حسب ذیل اسپیچ کی ۔

اسپیچ

میر بخشی صاحب بہادر نصرت جنگ ، مرزا کریم بیگ کمانڈر رجمنٹ وکٹوریہ لانسرز و جملہ افسران فوج جنگی و ملکی !

احتشام الملک عالیجاہ نظیر الدولہ سلطان دولہ نواب احمد علی خان صاحب بہادر مرحوم کے دردناک واقعہ سے جو صدمہ ہم کو اور ریاست کو پہونچا ہے اوسکے تشریح کی حاجت نہیں ، آپ سب لوگ جانتے ہیں کہ خالق کائنات نے اون کو خلق ، مروت حلم ، متانت ، دانشمندی ، حق پسندی کا معدن بنایا تھا ، جملہ فنون کی مناسبت و استعداد عطا کی تھی ، فن سپہگری کے تو اعلیٰ درجہ کے ماہر تھے گویا اسکے ساتھ اونکو فطری دلچسپی تھی اونکی اصلاح پسند طبیعت نے باوجود مصروفیت انتظامات مالی و ملکی چند روز بھی فوج ریاست کا ابتری و ناشائستگی کی حالت میں رہنا گوارا نہ کیا ، چاہتے تھے کہ سب فوج ریاست کو باقاعدہ مرتب کر کے اوسکی قدر و منزلت بڑھائیں چنانچہ رسالہ اردلی خاص سے اس

کام کی ابتدا کی تھی مگر مشیت ایزدی نے جو چاہا وہ ہوا ، اس مدت قلیل میں عملی طور پر جو ہمدردی و دلسوزی اصلاح ریاست و فلاح رعایا مین نواب صاحب بہادر مرحوم نے ظاہر کی حق پسند لوگ اوسکو کبھی نہ بھولین گے ، چونکہ رسالہ اردلی خاص کی آراستگی کی بنیاد سب سے پہلے نواب صاحب بہادر مرحوم نے ڈالی جو آج نہایت آراستہ نظر آرہا ہے اسلیئے ضرور ہے کہ اونکی یادگار کے لئے اس رسالہ کا ایسا نام رکھا جاے کہ جب تک ریاست نواب صاحب بہادر مرحوم کی نسل مین رہے ، اس رسالہ کو بنظر قدر و منزلت دیکھین ، اسلیئے مین آجکی تاریخ سے رسالہ اردلی خاص کو رسالہ اختشامیہ کے نام سے مزین کرتی ہون ، اور یہ مارک جس پر رسالہ کا نام کندہ ہے اونکو بطور یادگار دیئے جاتے ہین ، مجھکو امید ہے کہ ہر سہ صاحبزادگان سلمہم خصوصاً صاحبزادہ محمد عبید اللہ خان جنکو میںنے فوجی تعلیم دلانا شروع کی ہے مثل اپنے والد ماجد کے ترتیب و آراستگی فوج مین ایسی کوشش کرین گے کہ رجمنٹ وکٹوریہ لانسرز اور دیگر افواج ریاست مین کوئی وجہ فرق و امتیاز کی باقی نہ رہیگی ، نیز منسٹر بخشی صاحبہا جو ہمیشہ ریاست کے وفادار اور خیرخواہ رہے ہین اپنے ذاتی تجربہ و کوشش سے تمام فوج کی آراستگی مین کامل مدد دین گے ، اہل فوج کو چاہیئے کہ قواعد و فنون سپہگری مین رجمنٹ وکٹوریہ لانسرز کی طرح مشق و مہارت حاصل کرین تاکہ کسی وقت خاص پر گورنمنٹ پر جان نثاری اور ریاست کی وفاداری کے قابل ہو جائین ۔

مین کپتان عبد القیوم خان کی کارگزاری کی قدر کرتی ہون اور اونکو مارک احتشامیہ مع کلغی مرواریدی دیتی ہون ، اونہون نے تہوڑے عرصہ مین رسالہ کی لین کو اچھی ترقی دی ۔

اگر دیگر افسران فوج بھی ایسی ہی سرگرمی عمل مین لائین گے تو یقین ہے کہ بہت جلد تمامی فوج ریاست باقاعدہ مرتب ہوکر قدر و منزلت کے قابل ہو جائیگی۔

بالآخر مین پروردگار عالم سے دعا کرتی ہون کہ اصلاح انتظام ملکی و فوجی مین میری مدد فرماوے، اور میرے ملازمون کو دلسوزی اور خیراندیشی کے ساتھہ بجاآوری حسن خدمات کی توفیق دے"

۲۹ صفر کو مسٹر بیلی صاحب بہادر ایجنٹ نواب گورنر جنرل سنٹرل انڈیا مع مسز بیلی اور اپنے اسسٹنٹ کے پرائیوٹ طور پر تشریف لائے، چونکہ مسز بیلی اور اونکے ساتھہ دیگر لیڈیز مقیم اندور کو خصوصیت کے ساتھہ مدعو کیا تھا مجھے بوجہ آغاز موسم گرما اونکی تکلیف سفر کا خیال تھا، اسلیئے مین نے اوجین تک جو اوجین ریلوے کی بڑی لائن کا منتہا ہے اپنا خاص سیلون بھیجا، معمولی اردلی سواران رجمنٹ اعانت شاہی کی بھی اسٹیشن پر حاضر تھی۔

چونکہ یہ تشریف آوری بغرض شرکت تقریب شادی تھی مین نے وزیر صاحب ریاست کو استقبال کے لیئے بھیجا۔

اوسی دن شام کو برات سجائی گئی، اگرچہ جلوس وغیرہ کی تجویز فسخ کردی گئی تھی، تاہم ریاست کے جلوس ماہی مراتب اور فوج وغیرہ کو صحن شوکت محل مین حاضر رہنے کا حکم دیا گیا تھا اور نیز چارون طرف چراغان ہورہا تھا۔

نوشہ شوکت محل اور ہمایون منزل سے جو اون کے سکونتی محلات ہین ہاتھیون پر سوار ہوکر گوہر محل آئے مین بھی وہان برات پہونچنے کے قبل چلی گئی تھی کل یوروپین لیڈیز میرے ہمراہ گوہر محل مین موجود تھین، اور وہ ہندوستانی مراسم کو خوشی کے ساتھہ دیکھہ رہی تھین۔

یوروپین اور تماشائیون کے لیئے برات کا جلوس اور تماشا دیکھنے کے واسطے بارشاہجہانی

باب سلطانی، باب قدسی، اور باب سکندری پر بیٹھنے کا انتظام کردیا گیا تھا، اوسوقت ابر محیط آسمان تھا، اور ہوا بند تھی، جس سے سخت گرمی ہورہی تھی مگر خدا تعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے باران رحمت کا چھڑکاؤ کرکے گرمی کو رفع کردیا۔

دولہنون کے ہان معمولی مراسم عمل مین آئے، مین نے اونکو ریاست کی طرف سے وہ جوڑے پہنائے جو مجھے میری شادی کے وقت ملے تھے۔

اسی طرح سرکار خلد نشین نے اپنے جوڑے سرکار خلد مکان کو اور سرکار خلد مکان نے مجھے دئے تھے ہندوستان کی یہ رسم ہے کہ بوقت رخصت دولہنون کے واسطے خسرال یعنے دولہا کی جانب سے عمدہ اور قیمتی جوڑے جاتے ہین جنکی تعداد مختلف ہوتی ہے جو دو سے کم نہین ہوتی اور زیادتی کا اختیار ہے، یہان یہ ظاہر کردینا بھی بیجا نہ ہوگا کہ مین نے اپنی کتاب مین بیان واقعات کے ساتھہ یہ التزام بھی رکھا ہے کہ تقریبات کے موقع پر جو رسمین مذہباً وعرفاً ہوتی ہین اونکو بھی لکھا جاے تاکہ ناظرین کو اون رسمون پر بھی جو مسلمانون کے معزز خاندانون مین ہوتی ہین واقفیت حاصل ہوجاے۔

یکم ربیع الاول کو دعوت ولیمہ ہوئی جسمین تمام خواتین ومعززین وارکین ووکلا، عدالت وملازمان وطلباء مدارس شریک تھے۔

اس موقع پر تخفیف شدہ ملازمین بھی فراموش نہ تھے اونکو بھی مدعو کیا گیا تھا کیونکہ اگرچہ مین نے بتقاضاے مصلحت ملکی مجبوراً تخفیف کیا تھا لیکن مجھے ہروقت اونکا خیال تھا۔

اوسی روز آٹھہ (۸) بجے صبح مین صاحب ایجنٹ نواب گورنر جنرل بہادر سنٹرل انڈیا سی آئی ای صاحب اسسٹنٹ اور ممبر فی رزیڈنسی نے استقبال کیا، شام کو جلسہ ایوننگ پارٹی قصر سلطانی مین تھا، اگرچہ مین نے کل انتظامات روشنی وآتشبازی وغیرہ حسب خواہش صاحب ایجنٹ صاحب بہادر فسخ کردیے تھے مگر چونکہ صاحبان یوروپین موسم گرما کی تکلیف برداشت کرکے اس تقریب مین تشریف لائے

بالخصوص مسٹر بیلی صاحب بہادر باوجود اپنے ضروری کاموں اور سخت مصروفیتوں کے میری خوشی کے خیال سے شریک تقریب ہوئے تھے، اسلئے مین نے مناسب سمجھا کہ اونکی دعوت کیساتھہ اور سامان دلچسپی بھی کیا جائے خواہ وہ مختصر طور پر ہی کیوں نہ ہو۔

کیونکہ سچ تو یہ ہے کہ یوروپین جنٹلمین اور لیڈیز کے آنے سے اس تقریب کو رونق ہوگئی، اور مجھکو مسرت ہوئی، ورنہ جس زمانہ مین کہ یہ تقریب ہورہی تھی ناظرین سے پوشیدہ نہین کہ ہمارے سب کے دل کیسے غمناک ہو رہے تھے۔

"ایوننگ پارٹی" کے وقت بعد غروب آفتاب کوٹھی قیام گاہ سے لیکر صدر منزل تک دورویہ چراغان کیا گیا تہا، محل پر نہایت اعلی قسم کی روشنی تہی۔

۷ بجے شب کو جملہ یوروپین مہمانان، صاحبزادہ صاحبان، وزیر صاحب بہادر اور میر بخشی صاحب بہادر نصرت جنگ محل پر جمع تھے ہر قسم کے نفیس اور خوش ذائقہ فواکہ و عجیب موجود تھے، گارڈ آف آنر سلامی کے لئے حاضر تہا بینڈ مبارک باد اور خوش آمدید کا نغمہ بجا رہا تہا، تمام حاضرین خوشی و خرمی کے ساتھہ قریب آٹھہ بجے کے فرودگاہ پر واپس گئے۔

۳ ربیع الاول کو ۸ بجے صبح کے وقت شوکت محل مین "ٹی پارٹی" ہوئی، اس پارٹی مین بھی صاحبان مذکور الصدر تشریف لائے، وہان اس مجمع کا فوٹو لیا گیا۔

۴ بجے شام کو صاحبان یوروپین و صاحبزادہ صاحبان نے پریڈ گراونڈ پر امپریل سروس ٹروپس اور رسالہ اختشامیہ کی قواعد اور فوجی کرتب ملاحظہ کئے، اور شب کو باضابطہ دعوت ہوئی۔

صدر منزل سے کوٹھی تک دورویہ ٹٹیون کی روشنی تھی احاطہ کوٹھی مین رنگا رنگ کے گلاسون کی روشنی کی گئی تھی، کوٹھی کے درختون مین نہایت سلیقہ کے ساتھہ قندیلین آویزان کی گئی تھین جنکی مختلف قسم کی شعاعین درختون کے ہرے ہرے پتون سے نکلکر ایک خوشنما منظر پیش کر رہی تھین۔

۹ بجے حسب معمول مین مع صاحبزادیصاحبان و وزیر صاحب ریاست کوٹھی پر گئی اور حسب ذیل اسپیچ مین مسٹر بیلی اور مسز بیلی کا جام صحت نوش کرنے کی تحریک کی اور مہمانون کی تشریف آوری کا شکریہ ادا کیا :-

اسپیچ

"جناب آنریبل مسٹر بیلی اور لیڈی صاحبات اور دیگر صاحبان !

سب سے پہلے مین شکریہ ادا کرتی ہون خدائے عزوجل کا کہ جس نے عنان ریاست مجھکو ایسے رحیم و عادل شہنشاہ کے زمانہ مین دی کہ جسکے سایہ عاطفت مین ہم سب نہایت امن و آسائش سے بسر کرتے ہین اور مین تہ دل سے صاحب والا شان ایجنٹ ٹو دی گورنر جنرل صاحب بہادر اور اپنے معزز مہمانون کا شکریہ ادا کرتی ہون کہ اس موسم گرما مین صرف میری خاطر سے تکلیف برداشت کرکے میرے لڑکون کی تقریب شادی مین شریک ہوکر مجھکو ممنون فرمایا، نیز پولیٹکل ایجنٹ صاحب بہادر کی نہایت شکرگزار ہون کہ انہون نے مجھکو ہر کام مین کامل مدد دی، اگرچہ اس تقریب کا تین سال سے ارادہ تہا اور اسکے انتظام مین میرے شوہر نواب احتشام الملک عالیجاہ مرحوم کیسی خوشی اور تمنا کے ساتھہ میرے شریک اور معاون تھے لیکن مشیت ایزدی نے موقع نہ دیا کہ آج کی شب نواب صاحب مرحوم جنکو آپکی مہمانداری کا بڑا حوصلہ تھا اس محفل مین آپکا خیر مقدم کرتے ۔

اس تقریب کا انتظام میری ولیعہدی کے زمانہ مین ہوچکا تہا اور اب بھی تمام مصارف اسکے مین نے اپنی جاگیر سے کئے، کیونکہ خزانہ ریاست پر بالفعل اسکا بار ڈالنا مناسب نہ تھا

حالانکہ ایسے اخراجات ریاست ہی سے ہوتے رہے ہین، لیکن بالفعل ریاست کی مالی حالت اس قابل نہ تھی کہ اسکا بار اوٹھا سکتی، اسوقت مجکو آپ سب مہمانون اور علی الخصوص ایجنٹ گورنر جنرل صاحب بہادر کی شرکت سے اس درجہ خوشی ہوئی ہے کہ جو ایک گونہ بے لطفی کا اثر میرے قلب پر نہاوہ جاتا رہا علاوہ اسکے ایک اور سبب ہے جس سے اس تقریب کی مسرت مجھے المضاعف معلوم ہوتی ہے، وہ یہ ہے کہ ہمارے شہنشاہ ایڈورڈ ہفتم کے اقبال سے یہ مہینہ فتح "ٹرنسوال" کا ہے اور یہی مہینہ شہنشاہ ممدوح کی کارونیشن کا ہے، پس مین اس تقریب شادی کا اس ماہ جون مین سرانجام پانا ایک فال نیک سمجھتی ہون اور اپنی عقیدت اور خیر خواہی سے اس ماہ مبارک کو ہمیشہ وقعت کی نگاہ سے دیکھون گی، اب مین اپنی اس اسپیچ کو اس دعا پر ختم کرتی ہون کہ حق تعالے ہمارے شہنشاہ کا اقبال روز افزون کرے اور مجھکو اور میری اولاد کو ہمیشہ برٹش تاج کی اطاعت و فرمان برداری مین اپنے بزرگون سے زیادہ ثابت قدم رکھے، آخر مین میری سب سے یہ استدعا ہے کہ حضور شہنشاہ دام سلطنتہ اور اونکی عالی وقار ملکہ کے جام صحت نوش کرنے کے بعد آنریبل مسٹر بیلی صاحب بہادر اور مسز بیلی صاحبہ کا جام تندرستی نوش فرمایا جاوے، اور ہمارے بادشاہ کی ترقی عمر و اقبال کی دعا کی جاوے"

میری اسپیچ کے جواب مین آنریبل مسٹر بیلی صاحب بہادر نے جو اسپیچ دی اوسکا ترجمہ حسب ذیل ہے:-

ترجمہ اسپیچ نواب گورنر جنرل بہادر

بیگم صاحبہ!

آپ انگریزی ایسی اچھی سمجھتی ہین کہ جس سے مجھکو امید ہے کہ آپ مجھے اجازت دینگی کہ اون نہایت مہربانی آمیز الفاظ کا جواب کہ جن مین آپ نے میرا اور مسز بیلی کا جام تندرستی تجویز کیا ہے مین اپنی زبان مین ادا کرون، آپ نے ہمارا اور اپنے دیگر مہمانون کا شکریہ اس موسم مین یہان آنے کی بابت ادا کیا مگر مجھے یقین ہے کہ جملہ حاضرین جلسہ مجھسے اس بات مین اتفاق کرینگے کہ شکریہ آپ کی جانب سے نہین بلکہ آپ کی خادمین اس دوستانہ اذن اور اس مہمان نوازی کا جو اس کشادہ دلی کے ساتھہ کی گئی واجب ہے۔

اولاً مجھکو اندیشہ تہا کہ بوجہ مصروفیت کارہاے منصبی کے مین بھوپال نہ پہونچ سکونگا لیکن جب یور ہائنیس کیطرف سے نہایت صدق دلی اور گرم جوشی کے ساتہہ مکرر خواہش کی گئی تو مین نے خیال کیا کہ دیگر امور ضروری کو ملتوی کرکے اس جشن مین جو آپ اپنی بڑے صاحبزادون کی شادی مین کرنے والی ہین شریک ہو جاؤن تاکہ اسطرح میرا فرض اور میری خواہش بطریق احسن انجام پذیر ہو جاے۔

مین چاہتا ہون کہ موزون الفاظ مین اوس رنج والم کا جو ہم سب کو ہے اظہار کرون، نواب کنزرط ممتنع العیش جو کہ ان شادیون کی تکمیل مین کہ جنکے انصرام مین آپ کو اور اونکو نہایت خوشی تہی مصروف تھے قضاے الہی سے کہ جسکے آگے سب کو سر جھکانا چاہئے ہم سب کے ساتھ حظ اوٹھانے کے لئے زندہ نہ رہ سکے، اس موقع پر مین اس غمگین مضمون کا زیادہ اظہار نہ کرونگا صرف اسقدر کہتا ہون کہ جو کام آپنے کئے ہین اون مین نواب صاحب ہی کی خواہش کی تقلید کی ہے یہ بات خاص کر آپ کی اوس دانشمندی اور عالی ہمتی کی شہادت ہے کہ جس سے آپنے یہ قرار دیا ہے کہ کوئی جیزو صرفہ تقاریب شادی کا آمدنی ریاست پر نہ پڑے کہ جسکو پچھلے سالون مین سخت نقصان پہونچا ہے۔

یور ہائنیس کا یہ فرمانا بالکل صحیح ہے کہ یہ شادیان خاص سعید وقت مین ہوئی ہین یعنی درمیان اختتام جنگ (جسمین دولت برطانیہ اسقدر عرصہ تک مصروف رہی ہے) اور تاجپوشی اعلیحضرت شہنشاہ ایڈورڈ ہفتم دام سلطنتہ کے، ہم سب کو یقین ہے کہ شہنشاہ ایڈورڈ کے عہد حکومت مین سلطنت امن و سرسبزی سے بہرہ ور رہیگی اور ان نعمتون سے ریاست بھوپال جو بلحاظ خیرخواہی و جان نثاری کے ہندوستان مین کسی اور سے کم نہین ہے پورا فائدہ اوٹھائیگی ؛ یہ ہماری دلی خواہش ہے کہ آپ عرصہ دراز تک اپنی ریاست مین دانائی اور عدل کے ساتھہ حکمرانی کرنے کو سلامت رہین اور اس ازدواج سے کہ جسکی اب خوشی منائی گئی ہے ایسے دراز نسل رؤسا پیدا ہون جو خیرخواہی اور حسن انتظام مین رؤسائے سابق سے کم نامور نہ ہون ـ

لیڈیز اینڈ جنٹلمین !

مین آپ سب صاحبون کا اپنی جانب سے اور مسز بیلی کیطرف سے اوس خلوص کی بابت کہ جس سے آپ نے اوس جام صحت کو جو بیگم صاحبہ نے تجویز کیا ہے قبول فرمایا' تہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہون اور مین آپ سے ملتمس ہون کہ آپ بیگم صاحبہ کی تندرستی کا جام نوش کرنے مین میرے شریک ہون اور بیگم صاحبہ کے جام تندرستی نوش کرنے مین مجھے اجازت دین کہ اون کے نام کے ساتھہ اونکے صاحبزادون نواب نصراللہ خان اور صاحبزادہ عبیداللہ خان کا نام شریک کرون ـ

۲ ربیع الاول کو مین نے صاحب ایجنٹ نواب گورنر جنرل بہادر سے ملاقات بازدیدکی اور صاحب ممتاز الیہ شب کو رخصت فرماے اندور ہوے ، ۴ ربیع الاول کو صاحب پولیٹکل ایجنٹ بہادر سے میری ملاقات ہوئی اور وہ سیہور واپس تشریف لے گئے ـ

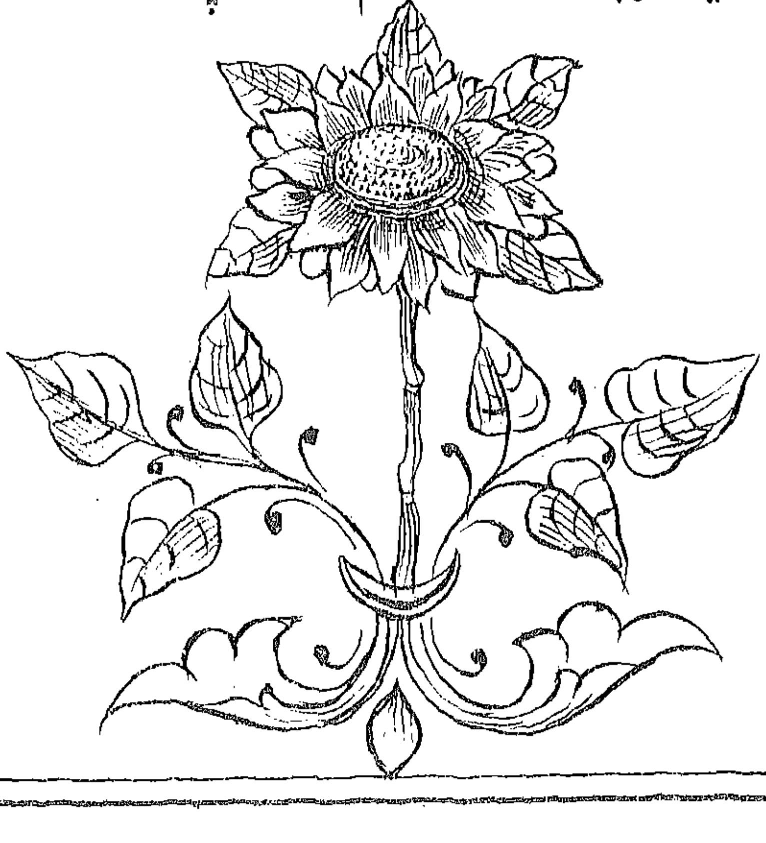
اڈیٹران اخبارات کو جو اس تقریب مین آئے تھے جوڑے اور رخصتانہ دیا گیا۔

ایسے مہمان جو سرکاری محلون اور باغون مین قیام پذیر تھے اونکی آسائش و آرام اور سواری وغیرہ کا بخوبی انتظام رہا، اور وہ نہایت خوشی کے ساتھ رہے، اور وقتاً فوقتاً واپس گئے۔

بالعموم دولہنون کی رخصت کے وقت اونکے والدین جو ہمسر ہوتے ہین اس قسم کا جہیز بھی علاوہ زیورات کے دیتے ہین جو خانہ داری کی ضرورتون کے لئے مکتفی ہوتا ہے۔

لیکن صاحبزادون کی ضروریات دوسرے قسم کی تہین جنکو ریاست یا ڈیوڑہی ہی پورا کرسکتی تہی اسلئے مجہے لازم تہا کہ مین صاحبزادون کو اونکی ضروریات معاشرت اور رتبہ کے مناسبت سے سامان بھی دون۔

چونکہ بھوپال کے حکمران خاندان مین (۱۰۰) سال کے بعد یہ پہلا موقع تہا کہ اولاد نرینہ کی شادی ہو اسلئے مین نے اونکے والد اور اپنی مثال کو پیش نظر رکہا، اور پہلی تقریب رسم جمعہ مین جس رسم کا ذکر مین جلد اول مین کرچکی ہون صاحبزادگان سلمہم کو مساوی طور پر اسباب و سامان دیا۔



باب (۷)

وزیر ریاست کا استعفیٰ اور اصول وزارت کی تبدیلی

مجھے آنریبل مولوی عبد الجبار خان صاحب بہادر سی، آئی، ای، وزیر ریاست سے معاملات انتظامی مین کافی مدد ملنے کی بڑی امید تھی، اور چونکہ وہ ایک معمر آدمی تھے اسلئے میری یہ امید اور بھی بجا تھی، لیکن جب انتظامات پیش ہوے، اور سنی ہوئی حالتین آنکھون کے سامنے آنے لگین توسب سے پہلے بندوبست اور انتظام صیغۂ مال کے لئے مین نے مناسب سمجھا کہ ایک لایق شخص کی خدمات حاصل کی جائین، مین نے سید علی حسن کے تقرر کے متعلق جن کا مین ذکر کر چکی ہون، ارادہ کیا مگر غالباً وزیر صاحب بہادر پسند نہین کرتے تھے، اور کمی تنخواہ کا بھی عذر تھا، اسلئے وہ مقرر نہین ہوے۔

ہر حکمران کا پہلا فرض یہ ہے کہ وہ ملک کی جزئی وکلی حالات سے باخبر ہو، اور ہر رطب ویابس معاملہ پر اوسکی نظر رہے، مین نے بھی ایسا ہی کرنا چاہا، مگر چونکہ وزیر ریاست اندازاً پانچ سال تک آزادانہ کام کرتے رہے تھے اور اختیارات وزارت کی قدیم روایتین اون کے پیش نظر تھین، اونھون نے اس امر کو گوارا نہ کیا اور وہ پالیسی اختیار کی جس سے میرے مقصد مین رکاوٹین پیدا ہونے لگین۔

مگر جب مین نے نہایت تحمل ومحنت سے کام لیکر اپنا مقصد ہاتھ سے نجانے دیا تو اونھون نے وزارت سے استعفیٰ دیدیا، جسکی نقل ذیل مین درج ہے:-

نقل استعفیٰ

حضور معدلت ظہور دام سلطنتہا۔

بعد سلام مسنون، عرض یہ ہے کہ میری عمر اوس حد کو پہونچ گئی ہے کہ اب دماغی محنت میرے لئے مضر ہے اور عزلت نشینی مناسب حال ہے، لہذا دست بستہ ملتجی ہون کہ حضور خوشی سے اس نمکخوار کو اجازت عطا فرماوین کہ بقیہ عمر حضور اور صاحبزادون کی ترقی جاہ و اقبال کی دعا مین بسر کرون ؎

رسم است کہ مالکان تحریر + آزاد کنند بندۂ پیر

۸ ربیع الاول ۱۳۲۰ھ ہجری

بلحاظ اونکی گورنمنٹ سروس کے مجھے امید تھی کہ وہ اگرچہ کبیر السن ہین لیکن تجربہ کار ضرور ہون گے، اور میرا خیال تھا کہ اگر وہ میرے اتباع و اتفاق سے کام کرین گے تو موجودہ نظم بندیان جو ہر صیغہ مین پائی جاتی ہین دور ہو جائین گی، لیکن اونہون نے استعفیٰ کی منظوری پر اصرار کیا تاہم مین نے صاحبزادونکی تقریب رخصت تک اونکو ٹھیرا یا، تاکہ وہ استعفیٰ پر غور کر لین، مگر بالآخر اونکے اصرار اور پیرانہ سالی کے عذر سے مجبور ہو گئی اور مین نے استعفیٰ منظور کر لیا۔

اون کے چلے جانے کے بعد مجھکو دو خیال پیدا ہوے اول یہ کہ مین خود ایک عرصہ تک بغیر کسی مددگار کے کام کرون، دوسرے یہ کہ اصول وزارت مین تبدیلی کی جاے۔

یہ دونون خیال اس مصلحت پر مبنی تھے کہ تنہا کام کرنے سے گو اوس وقت آسائش جاتی رہے گی اور تکلیفات بڑھ جائین گی لیکن بغیر کسی وقفے کے ہر ایک معاملہ مین واقفیت تامہ حاصل ہو جائیگی، چنانچہ تقریباً ڈیڑھ سال تک مین نے تنہا کام کیا، ہر ایک معاملہ اور صیغہ کی جانچ کی عدالتی صیغہ مین اگرچہ حکام عدالت پورے مقنن تھے اور نہ آئین وضوابط ہی مکمل تھے لیکن جسقدر آئین و ضابطے رائج تھے وہ غنیمت تھے اور جو حکام تھے اونکا کام کسیقدر با اصول اور قابل اطمینان تھا۔

پولس مین جسپر رعایا کے جان و مال کی حفاظت کا انحصار ہے سخت بدنظمی تھی، زمانہ سرکار خلد نشین سے عہد سرکار خلد مکان تک منفصلات مین جو پولس کی چوکیان قائم تھین وہ آغاز عہد وزارت ہی مین مولوی عبد الجبار خان صاحب نے شکست کردین، اور بجاے اون کے رزرو پولس قائم کی گئی تھی جو کچھہ بہی مفید نہ ہوئی، اور نتیجہ یہ ہوا کہ وار داتون مین زیادتی ہوگئی۔

صیغۂ مال اسقدر سخت ابتر تہا کہ اوسکو دیکھہ دیکھہ کر مین پریشان ہوتی تھی، نہ بندوبست ہی ٹھیک اصول پر تھا نہ طریقہ تحصیل مالگذاری ہی درست تہا۔

کاشتکار و مستاجر برباد ہوگئے تھے، اور برابر تباہی مین مبتلا ہوتے چلے جارہے تھے، خام مواضعات مین کوئی حساب وصولی کا نہ تہا اور اکثر ویران و بے چراغ ہوگئے تھے، اسکے علاوہ یہ بھی بڑی وجہ تھی کہ پے در پے قحط سالیان ہوئی تھین اور ایسی حالت مین تحصیلداران اور دیگر عمال نے نہایت بے اعتنائی برتی تھی۔

جب مجھے ان تمام حالات سے آگاہی ہوگئی اور مین نے اصل اسباب کو معلوم کرلیا تو یہ تجویز کی کہ بجاے وزیر کے "معین المہام" اور "نصیر المہام" کو دو عہدے قائم کئے جائین، معین المہام کے متعلق صیغہ مال ہو، اور نصیر المہام صیغہ عدالتی و انتظامی کا اعلیٰ افسر قرار دیا جاے۔

میرا خیال تھا کہ اس انتظام سے بجاے ایک کے مجھے دو مشیر ملین گے اور ایک مختصر سی کونسل ہوجائیگی، جس سے وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ کے عمدہ نتائج بہی حاصل ہون گے، اور نیز کامون کی تقسیم ہوجانے سے آسانی و سہولت ہوگی، اور ایک شخص کی ذمہ داری دو پر منقسم ہوجانے سے تمام انتظامات عمدگی اور تیزی سے ہونگے۔

مین نے ان عہدون کے لئے ایسے اشخاص تجویز کئے جانے کی کوشش کی کہ جنکی اصابت راے اور بیدار مغزی مسلم ہو، اور ذاتی و صفاتی طور پر ممتاز ہون تاکہ لوگون پر وقعت قائم رہے اور وہ ایمانداری سے

اپنے فرائض منصبی بجالائین۔

یورپین دوستون کو اس انتخاب کے لئے لکہا، اور خود بہی قابل اور لائق اشخاص کی جستجو کی، کرنل بار صاحب رزیڈنٹ دکن نے میری چٹھی کے جواب مین مولوی نظام الدین حسن صاحب بی اے بی ایل، پر اپنا اعتماد ظاہر کیا۔

اسی عرصہ مین میرے سامنے منشی ممتاز علی خان صاحب کا نام پیش کیا گیا، اور اونکی تعریف کی گئی۔

مین نے اپنے دوست مسٹر بیلی صاحب بہادر ایجنٹ نواب گورنر جنرل سنٹرل انڈیا و میجر ایل ایمپی صاحب بہادر پولیٹکل ایجنٹ سے مشورہ لیا، اونہون نے گورنمنٹ ممالک متحدہ آگرہ و اودھ سے دریافت کیا، وہان سے صرف اسقدر معلوم ہوا کہ وہ مال کے کام سے واقف ہین، مجھے ایسے ہی شخص کی ضرورت تہی جو مال کے کامون سے واقف ہو اور جلدی ہی تہی اون کے واسطے حسب ضابطہ منظوری کے لئے تحریک ہوئی، اوس زمانہ مین وہ تعلقہ بلرامپور مین "سپرنٹنڈنٹ" تھے، چونکہ وہان اونکی خدمات قریب الاختتام تہین گورنمنٹ نے اور اونہون نے منظور کر لیا، اور دو سال کے لئے ریاست مین اونکی خدمات منتقل ہوئین، ایک ہزار روپیہ ماہوار علاوہ حق پنشن کے مقرر کیا گیا، اور اونہون نے منشی سید قدرت علی نائب مال سے جو وزیر ریاست کے جانے کے بعد صیغہ مال کے انچارج تھے، یکم رمضان ۱۳۲۰ ہجری کو آکر چارج لیا۔

اب نصیر المہامی کی جگہ باقی تہی جسکا کام خان بہادر عنایت حسین نائب وزیر دیوانی و فوجداری کر رہے تھے مگر چونکہ وہ بہت ضعیف ہو گئے تھے اور مستعدی سے کام نہ کر سکتے تھے اسلئے مستقلاً اس جگہ پر مقرر نہین کئے جا سکتے تھے۔

مین دورہ مین تہی کہ مولوی نظام الدین صاحب بھوپال آئے، مین نے منشی سید منصب علی کو

اون کے لینے کے لئے بہیجا اور بمقام سمردہ ملاقات ہوئی ۔

چونکہ عہدہ معین المہامی پر تقرر ہوچکا تہا اسلئے مین نے اونکو نصیر المہام کرنا چاہا مگر اونہون نے پسند نہین کیا، اور شرط پیش کی کہ اگر نصیر المہامی قبول بہی کیجاوے تو بلحاظ مراتب درجہ نصیر المہامی درجہ معین المہامی سے اعلیٰ قرار دیا جاوے، مگر باعتبار مصالح ملکی اور نیز عام قاعدہ کے مطابق جو جوڈیشل ممبر سے ریونیو ممبر یا جوڈیشل منسٹر سے ریونیو منسٹر ممبر اول رہتا ہے، نیابت دوم کا نیابت اول سے بڑہانا مجھے منظور نہ ہوا، اونہون نے انکار کر دیا، پھر مین نے آنریبل مسٹر بیلی صاحب بہادر کو مولوی نظام الدین حسن کے وجوہ نامنظوری عہدہ نصیر المہامی کو لکھکر یہ تحریر کیا کہ مجھکو یہ ضرورت محسوس ہو رہی ہے کہ دونون عہدونمین ایسے لایق اور کارکردہ اشخاص کا تقرر کرون جنہون نے گورنمنٹ کی خدمات حسن وخوبی سے ادا کی ہون اسلئے مین تین نام خان بہادر مولوی نصیر الدین احمد، مولوی سراج الحق، مولوی سید محمد، کے پیش کرتی ہون جنکی تعریف مین نے سنی ہے، آپ مہربانی کرکے ہز آنر لفٹنٹ گورنر بنگال سے اونکے حالات دریافت فرماکر مجھکو ممنون فرمائیے"

اس موقع پر مجھکو مسٹر بیلی صاحب بہادر اور ایمپی صاحب بہادر کا شکریہ ادا کرنا چاہئے کہ ایسے وقت مین کہ حکومت کی ابتدائی مشکلات میرے سامنے تھین، اپنی بیش بہا امداد سے ہمیشہ مجھکو مدد دی۔

مین ہز آنر سر جان وڈبرن کی بہی مشکور رہون کہ اونہون نے بے کم وکاست حالات سے مسٹر بیلی صاحب بہادر کو اطلاع دی ۔

صاحب موصوف نے اوس تحریر کو جو گورنمنٹ بنگال سے پہونچی تھی میرے پاس بھیجدیا، اوسمین مولوی نصیر الدین احمد کے اور اوصاف کے تذکرہ کے ماسوا تیز کام کرنے کی تعریف بہی تہی ۔

چونکہ مجھکو اوسوقت ایسے شخص کی ضرورت تھی مین نے ریاست مین اون کی خدمات منتقل کرانے کی خواہش کی اور گورنمنٹ عالیہ نے میرے حسب خواہش دو سال کیلئے مستعارہ خدمات منظور فرمایا

باب (۸)

دربار تاجپوشی منعقدہ دہلی

دربار تاجپوشی کے انعقاد کی اگرچہ ایک عرصہ سے شہرت تھی لیکن گورنمنٹ رزولیشن مورخہ ۷ مارچ سنہ ۱۹۰۲ع = ۲۶ ذیقعدہ سنہ ۱۳۱۹ ہجری سے جو گزٹ آف انڈیا مین شایع ہوا تھا اس کی تصدیق ہوگئی -

ہز ایکسلنسی وایسراے نے بذریعہ اپنے خریطہ[1] کے جسکے ساتھہ رزولیشن مذکورہ بالا کی نقل بھی شامل تھی باضابطہ اطلاع دی اور دربار مذکور مین مدعو کیا اوسکے جواب مین نہایت خوشی کے ساتھہ

---

[1] خریطہ ہز ایکسلنسی لارڈ کرزن صاحب بہادر ویسراے و گورنر جنرل کشور ہند، مورخہ ۱۹ مارچ سنہ ۱۹۰۲ع - ۸ ذی حجہ سنہ ۱۳۱۹ھ -

مین مسرت کے ساتھہ آن مکرمہ کو اطلاع دیتا ہون کہ یکم جنوری سنہ ۱۹۰۳ع کو دہلی مین دربار شہنشاہی قائم کرنے کا میرا ارادہ ہے باین مدعا بطریق شایان تقریب نیک یعنے ہز امپیریل مجسٹی شاہ ایڈورڈ ہفتم شہنشاہ ہند اور اونکی عزیز زوجہ شہنشاہ بیگم کی تاجپوشی کے مراسم ادا کرون -

دربار منعقد کرنے کی ہدایتون مین حضور ممدوح الشان نے خواہش فرمائی ہے کہ تمام رؤسا و شہزادگان ہند کو معلوم کرادیا جاوے کہ ہم، ہماری ذات، اور ہماری سلطنت کی جانب اون کو اظہار و اثبات وفاداری کا موقع دینا چاہتے ہین اور اونکی دربار دہلی کی حاضری حضور ممدوح الشان کے نزدیک ویسی ہی باقدر تصور کیجائیگی جو تاجپوشی انگلستان کی حاضری سمجھی جاتی -

آن مکرمہ کی اطلاع کے واسطے ایک نقل اوس اعلان کی جسکو ہمنے گزٹ آف انڈیا مین چھپوایا تھا ملفوف ہذا بھیجتا ہون اور التماس کرتا ہون کہ اس مبارک موقع پر آن مکرمہ تشریف لائین -

اطلاع راست کہ کس تاریخ اوس عالیہ کو دہلی مین آنا چاہیے عقب سے حسب سلسلہ مشتہرہ دی جاویگی -

(نقل اعلان) ترجمہ اشتہار مجریہ گزٹ فارن ۱۰۶۳۹ آئی - " اعلان" ۲۶ جون اور ۱۰ دسمبر سنہ ۱۹۰۱ع کو دو اعلان شاہنشہی باین فرمان جاری ہوے کہ ہز امپیریل مجسٹی شاہ ایڈورڈ ہفتم شہنشاہ ہند ۲۶ جون سنہ ۱۹۰۲ع کو بتقریب مبارک یعنے

(ملاحظہ ہو صفحہ آیندہ)

شرکت دربار کے متعلق خریطہ لکھا گیا، اور تیاری شرکت دربار کی شروع کردی گئی۔

وقتاً فوقتاً ضروری اطلاعین گورنمنٹ آف انڈیا سے ملتی رہین اور اونہین کے مطابق تیاری ہوتی رہی، کیمپ کا نقشہ تجویز کیا گیا، اور جب تیار ہوگیا تو مسٹر کوک انجنیر نہر ریاست کیمپ کی درستی کو بھیجے گئے، خیمہ درباری اور دیگر خیمہ جات اور سامان ضروری بذریعہ ریل روانہ کیا گیا۔

افواج ریاست مین سے امپریل سروس ٹروپس، نصف رسالہ اختشامیہ، پیدل پلٹن و بینڈ اور فیلان سواری کو منزل بمنزل روانہ کیا گیا۔

دہلی مین سامان پہونچنے اور کیمپ کی تیاری اور آراستگی شروع ہونے کے بعد منشی عنایت اللہ کا مدا

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) اپنی اور اپنی محبوبہ شہنشاہ بیگم صاحبہ کی تاجپوشی کے مراسم ادا فرمانا چاہتے ہین، پس اب مین بحیثیت ویسرائے وگورنر جنرل کشور ہند اپنے دستخطی اور مُہری اعلان سے ہر خاص وعام کو اطلاع دیتا ہون کہ اول روز ماہ جنوری ۱۹۰۳ء کو ایک دربار شاہنشاہی دہلی مین بایں مدعا قائم کرنے کا ارادہ ہے کہ حضور ممدوح الشان کی اقلیم ہند مین اس مسعود و مبارک تقریب کے مراسم ادا ہو جاوین۔

مین چاہتا ہون کہ اس دربار مین گورنران لفٹننٹ گورنران و افسران علاقہ یعنے حضور ممدوح الشان کی سلطنت ہند کے جمیع اطراف وجوانب کے افسران مذکورہ کو اور رؤسا و امرا، و شہزادگان ریاستہائے ملکی وممالک محروسہ کو نیز اس عظیم الشان قلمرو مین سے یورپین اور ایسے لوگون کے قائم مقامون کو اون دیکر بلاؤن۔

نیز مین یہ بھی اعلان دیتا ہون کہ مین فوراً اوسی قسم کے احکامات اجلاس کونسل سے نافذ کرون گا جو مناسب موقع تصور کئے جاوین گے یا اوس خواہش کے مطابق ہون گے جو حضور ممدوح الشان کے ہر فرقہ کی رعایا اپنی وفاداری کے اظہار مین عام جلسے یا خوشیان منانا چاہین گی" از کلکتہ مورخہ ۱۴ فروری ۱۹۰۲ء

۱؎ (خریطہ جوابی، موسومہ ہز اکسیلنسی نواب گورنر جنرل بہادر ویسرائے کشور ہند) "آنشفیق کا خریطہ مرقومہ ۱۹ مارچ ۱۹۰۲ء مع ایک نقل اعلان سررشتہ خارن پاکر کمال مسرور ہوئی۔

معلوم ہوا کہ یکم جنوری ۱۹۰۳ء کو باداے مراسم تاجپوشی ہز امپریل مجسٹی شاہ ایڈورڈ ہفتم شہنشاہ ہند اور اون کی محبوبہ شہنشاہ بیگم، دربار دہلی مین منعقد ہوگا، مین حسب ارشاد حضور عالی جناب شہنشاہ دام سلطنتہٗ اور اوس مشہور وفاداری کے اظہار و اثبات مین جو میرے خاندان کو برٹش گورنمنٹ سے ہے دربار مین حاضر ہوکر شرف سعادت حاصل کرونگی۔

حسب مندرجہ خریطہ حضور سے تاریخ حاضری سنکر مشکور ہونگی"

وامام خان معتمد ڈیوڑہی صاحبزادہ صاحب، اور منشی سید منصب علی سکریٹری، اور منشی سید قدرت علی نائب مال کو اوسکے دیکھنے کے لئے روانہ کیا گیا۔

مذکورۂ بالا اشخاص کی واپسی کے بعد منشی اسرار حسن خان بھیجے گئے انہون نے وہان قیام کرکے تمام انتظامات کو نہایت خوبی اور عمدگی کے ساتھ مکمل کیا۔

۲۴ر دسمبر = ۲ر رمضان کو میری روانگی قرار پائی، کل ہمراہیان (۵۶۷) تھے جن مین سے (۴۳۶) آدمی مختلف اوقات مین روانہ ہوچکے تھے (۱۳۱) آدمی میرے ہمراہ اسپشل ٹرین مین روانہ ہونے والے تھے۔

خان بہادر منشی عنایت حسین خان منصرم نصیر المہامی کے سپرد شہر کا اور کا مدار ڈیوڑہی خاص کے سپرد محلات سرکاری کا انتظام کیا۔

کارروائی معمولی متعلق انتظامات ریاست اور احکام ضروری کے لئے منشی سید قدرت علی نائب مال کے نام مندرجہ حاشیہ پروانہ[۱] جاری کیا گیا۔

[۱] (نقل پروانہ) "انشاء اللہ تعالیٰ ہم بتاریخ بست و دوم ماہ رمضان المبارک سنہ ۱۳۲۰ ہجری روز سہ شنبہ دربار دہلی کو روانہ ہون گے، اور معین المہام صاحب بہی ہمارے ساتھ جائین گے، پس تا معاودت ہمارے کاغذات سررشتہ و معمولی و ضروری پر جو دفتر انشا سے آوین تم احکام سررشتہ منشیان روبکاری سے ہماری طرف سے لکھا کر اور اپنے دستخط کرکے دفتر انشا سے جاری کراتے رہو، اور کاغذات احکام قطعی اور امثلہ مقدمات جنپر تا معاودت ہمارے احکام جاری نہ ہونے سے کوئی حرج نہو اونکو تا مراجعت ہمارے دفتر مین رکہو اور جس معاملہ ضروری مین کوئی دقت اور پیچیدگی ہو اون مین شیخ محمد حسن اور دیوان ٹہاکر پرشاد تہتہا تحقیقات روبکاری سے مشورہ لیکر جاری کیا کرو اور جن مقدمات ضروری مین ضرورت ہم سے حکم حاصل کرنے کی ہو اون کو ہمارے پاس بہیجتے رہو، اور جو زیادہ ضروری ہون اونکی اطلاع بذریعہ تار برقی ہمکو کرتے رہو، اور کتب بحالی برطرفی تاکید اران و سپاہیان و شاگرد پیشہ جو واسطے منظوری کے ہماری روبکاری مین آتی ہین اونکی منظوری قطعی تو ہمارے حکم اور صادر ہوگی مگر بنظر اجرائے کار اور رفع حرج کے بطور عوض تا منظوری ہمارے تم حکم لکہوا دیا کرو، اور جو ڈاک کاغذات سرکاری دہلی سے آیا کرے اوسکو خود اپنے سامنے کہلوا کر احکام مجریہ ہماری روبکاری کو دفتر انشا سے جاری کراتے رہو۔ فقط مورخہ ۱۶ ر رمضان المبارک سنہ ۱۳۲۰ھ"

تاریخ معینہ کو دن کے (۱۰) بجے (۲۰) منٹ پر ہمارا اسپیشل بھوپال اسٹیشن سے روانہ ہوا، اور سنٹرل کیمپ دہلی پر دوسرے دن صبح کے ۸ بجے پہونچا، خاص[1] خاص اخوان و ارکین و جاگیردار ریاست میرے ہمراہ تھے۔

پلیٹ فارم سے بگھی تک پردہ قناتی لگا تھا، اسٹیشن پر میجر آرامی ینگ ہسبنڈ کمانیر افواج پنجاب نے استقبال کیا، گارڈ آف آنر اسٹیشن پر موجود تھا، توپخانہ سے سلامی سر کی گئی، اسٹیشن سے سنٹرل انڈیا کیمپ تک کچھ زیادہ فاصلہ نہ تھا صرف چند منٹ کا راستہ تھا۔

فوجی سواران انگریزی بھوپال کیمپ تک اردلی مین تھے، کیمپ بھوپال وسط شہر دہلی سے قریبا چار میل کے تھا، اور آس پاس سنٹرل انڈیا کے والیان ملک اور دیگر امرا کے کیمپ تھے، اپنے ہمراہیون کی آسائش کے لئے رسد رسانی کا انتظام خان بہادر منشی اسرار حسن خان نے نہایت مستعدی و عمدگی سے کیا تھا، جس سے ہمراہیان کو بہت آسائش ملی، کیمپ کے پہرہ وغیرہ کا انتظام منجانب ریاست تھا، کیونکہ گورنمنٹ نے پیشتر سے ہی بذریعہ چٹھی[2] نمبری ۱۷ اس امر کے لئے مطلع کر دیا تھا۔

---

[1] ہمراہیان خاص کے نام حسب ذیل ہین:۔
نواب محمد نصر اللہ خان، صاحبزادہ محمد عبید اللہ خان، صاحبزادہ محمد حمید اللہ خان، راؤ بہادر ٹھاکر سنسر و سال مع عم خود، منشی ممتاز علی خان معین المہام میر بخشی حافظ محمد حسن خان صاحب بہادر نصرت جنگ، منشی احمد حسن خان میر منشی، منشی عنایت حسین مہتمم دفتر حضور، حکیم سید نور الحسن، ڈاکٹر دل محمد، منشی سید منصب علی سکرٹیری، منشی سخاوت حسین پرائیوٹ سکریٹری، منشی الطاف حسین مہتمم سائر کل، میان رؤف محمد خان، میان انور محمد خان، منشی ماجد حسین کامدار (نواب محمد نصر اللہ خان،)
عبد الرحمن خان عرف امام خان خزانچی (صاحبزادہ عبید اللہ خان) سیٹھ نرائن داس معتمد خزانہ۔

[2] چٹھی پولیٹکل ایجنٹ صاحب بہادر بوسومہ وزیر صاحب ریاست مورخہ ۴ اگست ۱۹۰۲ء "مین آپ کی خدمت مین التماس کرتا ہون کہ رؤسا کو دہلی مین وارد ہونے پر سلامی جسکے وہ مستحق ہین سر کی جائیگی، نیز گارڈ آف آنر، اور اردلی کیمپ تک دی جائیگی، اور نواب سلامی قلعہ سے سر ہونگی، اون کی دہلی سے روانگی کے وقت بہر حال سلامی گارڈ آف آنر اردلی دیجاویگی، اگر اونکی روانگی سرکاری طور سے ہو۔

(ملاحظہ ہو صفحہ آیندہ)

اسٹیشن دہلی نہایت تکلف اور خوبصورتی کے ساتھہ آراستہ کیا گیا تہا۔

۲۹ دسمبر کو جو ہز ایکسیلنسی کے داخلہ کا دن تہا، سب رئیس اسٹیشن پر استقبال کے لئے موجود تہے، میرا ارادہ بہی شامل اور رئیسون کے اس استقبال مین برقعہ سے جانے کا تہا، لیکن اوسوقت تک چونکہ مین زیادہ برقعہ سے کام نہین لیتی تہی اور ہمیشہ پولیٹکل ایجنٹ صاحبان وغیرہ سے ملاقات چلمن سے

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) تعداد رؤسا کی اسقدر زیادہ ہے کہ روزانہ اردلی کے سوارون کو اونکے کیمپون کی حفاظت کے لئے پہرا مہیا کرنا دشوار ہو جاویگا، اسلئے یہ امید کیجاتی ہے کہ زیادہ تر رئیس قیام دہلی کے زمانہ مین اپنی اپنی اردلی اور پہرہ خود مہیا کرین گے، وہ روسا جو اپنا حصہ اوس مجمع اعانت شاہی مین بہیجین گے جو دہلی مین جمع ہو گی، اپنی اردلی اوسی حصہ مین سے لےسکین گے، دیگر رؤسا بلا شک اپنا رسالہ سواران لیجائین گے جنسے وہ اردلی اور پہرہ کا کام لین گے

(۱) مین خیال کرتا ہون کہ حضور سرکار عالیہ بیگم صاحبہ اس موقع پر اپنی اردلی و پہرہ مہیا فرما سکین گی، مہربانی فرماکر اس امر کی اطلاع دیجئے کہ آیا میرا قیاس ٹہیک ہے یا نہین۔

(۲) مطابق نظیر ۱۸۷۷ء کے سلامی صرف حکمران رؤسا، گورنران و دیگر اعلیٰ افسران کو دہلی پہونچنے پر اور اون کو دہلی سے واپسی پر سر کیجائیگی، بعدہ دو ہفتہ کے اندر جبکہ دربار کی کارروائی جاری رہیگی، سلامی صرف جناب ویسرا بہادر کے لئے یا اون کے حکم سے دیجائیگی، لہذا کل ملاقات درمیان رئیسون اور اعلیٰ افسرون کی خالی از رسم ہوگی اسواسطے رؤسا توپخانہ اپنے ساتھہ نہ لیجاوین فقط

(پروگرام در بارہ دہلی)

۲۹ دسمبر ۱۹۰۲ء دوشنبہ سواری فیلان و استقبال لارڈ صاحب بہادر۔ ۱۱ بجے روز۔

۳۰ دسمبر ۱۹۰۲ء سہ شنبہ افتتاح نمائش گاہ ۱۱ بجے روز۔

۳۱ " چہارشنبہ باجہ پولو کے میدان مین ۱۱ بجے روز سے دوپہر تک، اور شام کے چار بجے تک

یکم جنوری ۱۹۰۳ء پنجشنبہ دربار بارہ بجے دوپہر۔ اور تماشائیونکو ۱۰ بجے اپنی جگہہ بیٹہ جانا چاہئے۔

۲ " جمعہ جلسہ باج ہندوستانیون کا بمقام "باغ روشن آرا" ۸ بجے اوسی روز آتشبازی ۱ بجے

۳ " شنبہ قواعد ۱۰ بجے دن اور ۹ بجے شب کو دربار عطائے خطاب۔

۴ " یکشنبہ گرجا کی نماز ۱۱ بجے۔ اور باجہ ۳ بجے شام

۵ " دوشنبہ قواعد ۱۰ بجے۔ شام کرکٹ (ملاحظہ ہو صفحہ آیندہ)

ہوتی تھی اسلئے بلحاظ میری تکلیف کے وایسرائے اور پولیٹکل حکام نے یہ تجویز کیا کہ ایک تخت پردہ دار علیحدہ اسٹیشن پر بنایا جاے، چنانچہ پلیٹ فارم کے داہنی سمت وہ تخت تیار تھا، جسپر میری نشست کے لئے کرسی رکھی گئی تھی۔

مین گھی سے اوترکر پالکی مین سوار ہوئی اور اوس تخت پردہ دار پرجہان میری نشست مقرر

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) ۶ر جنوری ۱۹۰۳ء سہ شنبہ (پاؤں کی گیند)فٹ بال ۳ بجے کرکٹ ۷ بجے شب کو (ناچ) بال۔

۷ " چہارشنبہ قواعد دیسی افواج ۱۱ بجے روز ۱۱ بجے کرکٹ و پولو ۳ بجے شام۔

۸ " پنجشنبہ قواعد ۱۱ بجے دن۔

۹ " جمعہ پولو کی آخری بازی ۳۰ بجے شام۔

۱۰ " شنبہ روانگی لارڈ صاحب بہادر۔ کشتی ہندوستانی ۲۰ بجے سے۔

نوٹ

پولو شام کو ہوا کریگی سواے ۲۹ر دسمبر ۱۹۰۲ء و یکم جنوری ۱۹۰۳ء و ۱۰ر جنوری ۱۹۰۳ء

(۱) ہدایات ترمیم شدہ بابت سواری فیلان تاریخ ۲۹ر دسمبر ۱۹۰۲ء حسب ذیل ہین۔
سنٹرل انڈیا

بھوپال - دو

راجگڈھ - یک

نرسنگڈھ - یک

(۲) ہاتھی دہلی دروازہ سے شہر مین جاوین گے اور جامع مسجد کے میدان مین ۲۹ر دسمبر ۱۹۰۲ء روز دوشنبہ ۹ بجے صبح سے فیل ستادہ ہوجاوین گے، بوجہ اسکے کہ اکثر کیمپ ہاے سے جامع مسجد کا فاصلہ زیادہ ہے، یہ انتظام کیا گیا ہے کہ جو ہاتھی یکشنبہ ۲۸ر دسمبر ۱۹۰۲ء شام کو آوین اونکو اجمیری دروازہ کے باہر میدان مین مشرق کی جانب رات کو باندھ دیا جا مسٹر بریلی صاحب بہادر یکشنبہ کی سہ پہر تک اوس جگہ ملین گے، اور ہاتھیون کے لئے جگہ بتلاوین گے، لیکن اگر ہاتھی اجمیری دروازہ کو رات بھر رہنے کے لئے بھیجے جاوین تو اونکے ساتھہ کافی چارہ رات بھر او صبح کیو اسطے لانا چاہئے۔

(۳) سب ہاتھیون پر الیہ عمدہ ہودج و جھول ہونا چاہئے کہ سواری مین قابل نمود ہون، اور خود جلد کی وردی اچھی ہونی چاہئے۔

(۴) یکشنبہ کو سب ہاتھی جمع ہوجاوین، اوسوقت دو صف مین میدان مین کھڑے کئے جاوین، ایک ہاتھی سے دوسرے ہاتھی کے زانو تک چھہ گز کا فاصلہ ہونا چاہئے اور اگلے ہاتھی کی دُم سے پچھلے ہاتھی کی خرطوم تک (۱۶) گز کا فاصلہ

(ملاحظہ ہو صفحہ آیندہ)

کی گئی تھی جاکر بیٹھی، صاحبزادگان سلمہم بھی میرے ہمراہ تھے اور میرے تخت کے ہی پاس موجود رہے، وقت معینہ پر پہلے ہز ایکسلنسی لارڈ کرزن اور لیڈی کرزن کا اسپشل ٹرین داخل ہوا بینڈ نے نیشنل انتھم بجایا اور توپخانہ نے جو قریب ہی ایستادہ تھا ۳۱ ضرب توپ کی شاہانہ سلامی سر کی۔

ہز ایکسلنسی نے تقریباً ۵ امنٹ تک رؤسا وغیرہ سے مصافحہ و ملاقات میں وقت صرف کیا، اتنے میں ہز رائل ہائینس ڈیوک آف کناٹ و ڈچز آف کناٹ کا اسپشل پہونچا بینڈ نے فوجی گت اور توپخانہ نے ضرب توپ سے سلامی ادا کی، ہز ایکسلنسی اور ڈیوک، لیڈی کرزن اور ڈچز نے بالطاف شاہی تخت کے پاس آکر مجھسے مصافحہ کیا، اور پھر آنریبل میجر بیلی صاحب بہادر اور میرے یوروپین دوست مجھسے ملے۔

میجر ایمی صاحب بہادر نے ایک جاپانی لیڈی کو پیش کیا لیکن ہم دونوں میں کوئی بات چیت نہوسکی، کیونکہ دونوں ایک دوسرے کی زبان سے ناواقف تھے، فی الواقع زبان نہ جاننا بھی ایسے موقعوں پر بہت تکلیف دہ اور افسوس کا باعث ہوتا ہے۔

اس ملاقات کے بعد والیسرائے کی سواری سٹیشن سے جلوس کے ساتھ روانہ ہوئی، میرا جلوس کے ہمراہ جانا معاف ہوگیا تھا، البتہ ریاست کی جانب سے دو ہاتھی مع ہودج کے جلوس

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) پیچھے کے ہاتھیوں کو ایسا کھڑا نہ کیا جاوے کہ جس سے اگلے ہاتھی اچھی طرح نظر نہ آویں، پیچھے کی صف کے ہاتھی آگے کی صف کے ہاتھیوں کے بیچ میں جو خالی جگہ ہو اسکے سامنے کھڑے کئے جاویں، جب میدان میں ہاتھی کھڑے کئے جاویں تو اوسوقت فوجداروں کو اپنے اپنے ہاتھی کے دونوں جانب کھڑا رہنا چاہئے، ہودج پر سرداران و اہلکاران ریاست سوار ہوں گے، اور جب حضور ویسرائے صاحب بہادر، و ڈیوک آف کناٹ صاحب بہادر کے ہاتھی گزریں تو ان ہاتھیوں سے سلام کرائے جاویں اور پھر یہ ہاتھی جلوس سواری فیلان کے پیچھے ہولیں، اور اوس مقام تک پیچھے پیچھے جاویں جہاں کہ راجپور روڈ چکر کی سڑک ملتی ہے؛ جب حضور والا سرکار صاحب بہادر اپنی بگھی میں سوار ہو جاویں؛ اوسوقت ہاتھی صف توڑ کر اپنے اپنے کیمپ کو اوس راستہ سے روانہ ہو جاویں جو پولیس والے کو بتلاوے۔

(۵) ان ہدایات پر سخت پابندی کی جاوے "

ین تھے جنپرخان بہادر منشی ممتاز علی خان اور چند اراکین سوار تھے ۔

۱۳ر دسمبر کو ۱۱ بجے اوس مشہور و معروف نمائش کا افتتاح تہا جو اپنے مفید نتائج اور اعلی اہتمام کے لحاظ سے ہندوستان مین نقش اول تہی ، علاوہ ہر سہ صاحبزادگان سلمہم کے معین المہام ریاست منشی اسرار حسن خان ، راو بہادر ستر و سال جاگیردار ، منشی احمد حسن خان میر منشی ریاست منشی عنایت حسین خان مہتمم دفتر حضور کو جو کارڈ کہ گورنمنٹ سے آئے تھے مین نے تقسیم کئے اور ادن کو جلسہ افتتاحی مین شریک ہونے کے لئے حکم دیا ۔

نمائش مین اس ریاست سے جو سامان بہیجا گیا تہا اوسکی تفصیل ذیل مین درج ہے :۔

صندوقچی چوبی وارنش سرخ محمولہ صندوقچہ
آبنوس جال دار کار عاج دوازدہ خانہ بایک کشتی
زیرین یازدہ خانہ و یک عدد دل چوب سفید و سیاہ
ہر دو جانب شام عاج با قفل و کلید وغیرہ محمولہ
۱۳ عدد الایچی چوبی و ۱۰ لونگ چوبی ساخت نتھے
مستری تعمیرات ریاست ۔
یک عدد

اچکن ململ سبز بیسا چو حاشیہ ترنج و بیل و پھول و پتہ
و سنگھر سی جنبیلی وغیرہ سوزن کار ساخت عبدالعزیز خان
ملازم ریاست ۔
دو عدد

جانماز اطلس ود ہیا استر گلابی سوزن کار محراب دار
یک عدد

صندوقچی شیشم روغن وارنش چار پایہ لٹو دار
محمولہ صندوقچہ شیشم جال دار باریک کشتی
۱۷ خانہ کار عاج ساخت دیو چند مستری تعمیرات ریاست
یک عدد

چوغہ ململ ریشمی بکار صدر ساخت عبدالعزیز خان
یک عدد

گولہ برنجی جالدار نقشی کار بیل پتہ مع بیٹھک برنجی بدو
بایک چراغ اس ترکیب و صنعت کا کہ اگر چراغ

روشن کرکے اوسکو گیند کی طرح لڑھکا یا جاوے تو نہ چراغ گل ہوگا اور نہ تیل گرے، ساخت عبدالعزیز خان۔

یک عدد

چادر میز پارچہ لٹھہ سفید سوزن کار تار توڑ حوض سادہ گرد بیل دوہری جالدار ساخت "گرلس اسکول"۔

طول	عرض
یک درعہ	۱۰ گرہ
۶ گرہ	

یک عدد

چادر مربع لٹھہ سفید ساختہ "گرلس اسکول" بکار صدر

طول	عرض
یک درعہ	یک درعہ
۵ گرہ	۴ گرہ

یک عدد

چادر لٹھہ سفید چار باغ چارون گوشون پر حوض سادہ گرد گوٹ جالی عریض کنگرہ دار سفید ساخت "گرلس اسکول"

طول	عرض
یک درعہ	یک درعہ
۱۰ گرہ	۱۱ گرہ

یک عدد

یکم جنوری سنہ ۱۹۰۳ع کو دربار تاجپوشی تھا، اگرچہ پہلے دربار کا وقت صبح کا مقرر کیا گیا تھا، لیکن چونکہ یکم جنوری کو ہی شوال کی پہلی تاریخ واقع ہوئی تھی اور وہ روز سعید عیدالفطر تھا، اسلئے ہز اکسلنسی نے مسلمانون کے پاس خاطر سے دربار کا وقت ملتوی فرما دیا تھا۔

فی الواقع دربار کے دن عید کا ہونا عجیب اتفاق تھا مسلمانون مین عید کے دن جو خوشی ہوتی ہے وہ ظاہر ہے، اس موقع پر اونکو دوہری خوشی تھی، اور یہ ایک ایسا اتفاق تھا جو مسلمانان ہند کے

اون تعلقات کو جو مذہب نے اپنے حکمران کی ذات ہمایون کے ساتھہ وابستہ کئے ہین نہایت شاندار طور پر ظاہر کر رہا تھا ، میرے ہمراہیون نے بھوپال کیمپ کی مسجد مین نماز عید ادا کی ، اور چونکہ عورتون کو نماز عید مین جانا ضروری امر نہین ہے اسلئے مین نے اپنے خیمہ مین دوگانہ پڑھا۔

شرکت دربار کے متعلق اس موقع پر بھی گورنمنٹ ہند کی جانب سے یہ تحریک ہوئی کہ اگر مین دربار مین دیگر رؤسا کے ساتھہ بیٹھنا پسند نہ کرون تو اوس پردہ دار جگہہ پر جو اور بیگمات کے لئے دربار کے دیکھنے کی غرض سے مخصوص کی گئی ہے بیٹھہ سکون ، یہ تحریک اس وجہ سے ہوئی تھی کہ سرکار خلد مکان نے دربار بمبئی مین اس امر کی نسبت بہت خط وکتابت کی تہی ، جیسا کہ مین "تزک سلطانی" مین اس واقعہ کو کسیقدر تصریح کے ساتھہ لکھہ چکی ہون ، مین نے یہ گوارا نہ کیا اور شکریہ کے ساتھہ جواب دیا کہ "مین بہ نقاب و برقع دربار مین شریک ہونگی ، کیونکہ ہمارے شرعی پردہ نے ہمکو مجبور نہین کیا ہے" چنانچہ وقت معینہ پر سوار ہوکر ممالک متحدہ آگرہ و اودھ و ممالک متوسط بڑودہ ، میسور وغیرہ کے کیمپون پر گزر کر اور آزادپور کا چکر کاٹ کر تقریباً (۵۰) منٹ مین "ایمفی تھیٹر" مین داخل ہوئی ۔

میری ہمراہی مین نواب محمد نصر اللہ خان ، صاحبزادہ محمد عبید اللہ خان ، معین المہام صاحب بہادر بخشی حافظ محمد حسن خان صاحب بہادر سی ، آئی ، ای ، نصرت جنگ ، راؤ بہادر ستر و سال منشی اسرار حسن خان ، میر منشی ریاست ، وکیل ریاست اپنی اپنی گاڑیون مین سوار تھے ، صاحبزادہ محمد حمید اللہ خان کو بوجہ کم سنی کے نہین لے گئی ، ایمفی تھیٹر مین داخلہ کے وقت صاحبان فارن سکریٹری و ملیٹری سکریٹری گورنمنٹ ہند نے استقبال کیا ۔

میری نشست سنٹرل انڈیا کے رؤسا مین ہز اکسلنسی وایسرا کے بائین جانب مہاراجہ اورچھا کے بعد تھی ، اس دربار مین نشست کا طریق یہ تھا کہ جسقدر اعزاز بڑھتا جاتا تھا وایسرا کی نشست سے کرسیون کا نمبر زیادہ بعید ہوتا جاتا تہا ، مثلاً اورچھا نمبر ایک بھوپال نمبر ۲ گوالیار نمبر ۳ نرسد مین

ایک چھوٹا خوشنما گنبد تھا جسمین ہز اکسلنسی ویسرائے اور ہز رائل ہائنس ڈیوک آف کناٹ کی کرسیان تھین گنبد کے سامنے بینڈ تھا اور وسط مین یونین جیک کا شاندار پھریرا لہرا رہا تھا، ایمفی تھیٹر کی شکل مثل ایک نعل کے تھی ۔

تمام دیسی اور یوروپین مہمانون کے جمع ہو جانے کے بعد ہز رائل ہائنس ڈیوک آف کناٹ، جو فیلڈ مارشل کی وردی زیب تن کئے ہوے اور گارٹر آف انڈیا اور اسٹار آف انڈیا کے کالر پہنے ہوے اور ٹیکا آرڈر آف انڈین امپائر کا لگائے ہوے تھے، مع عالیجناب ڈچز صاحبہ کے رونق افروز ہوے، حاضرین نے کھڑے ہو کر تعظیم ادا کی، چند منٹ کے بعد ہز اکسلنسی لارڈ کرزن مع لیڈی کرزن صاحبہ کے تشریف لاے، باڈی گارڈ اور کیپٹرٹ کورار دلی مین تھا سب نے سروقد تعظیم ادا کی ۔

ہز اکسلنسی اور تمام حاضرین جب کرسیون پر بیٹھ گئے تو فارن سکریٹری گورنمنٹ ہند نے افتتاح دربار کی اجازت حاصل کی ۔

نقیب سلطنت میجر میکسول نے نہایت بلند آواز مین شہنشاہ معظم کا اعلان بابت انعقاد دربار سنایا، اعلان کے ختم ہونے پر بینڈ نے قومی گیت اور دعائیہ گت بجائی، اور (۱۰۱) توپ سلامی سر ہوئین، اوس کے بعد ہز اکسلنسی نے کھڑے ہو کر اپنی اوس اعلیٰ فصاحت کے ساتھ جسکی خاص شہرت ہے تقریر فرمائی ۔

تقریر کے بعد حسب پروگرام مقررہ ہر رئیس اپنی اپنی کرسی سے یکے بعد دیگرے اوٹھکر ہز اکسلنسی کے روبرو ڈائس کے پاس جاکر پیش ہوا ۔

ہز ہائنس نظام دکن اور مہاراجہ بڑودہ نے مبارکباد ادا کی اور اظہار وفاداری کیا، مین اپنی کرسی سے اوٹھکر ڈائس کے جانب روانہ ہوئی دونون فرزند میرے ہمراہ تھے، مین نے اس موقع پر ہز امپیریل مجسٹی شہنشاہ قیصر ہند کے حضور مین پیش کرنے کے لئے ایک ایڈریس تیار کیا تھا، کشتی جسمین ایڈریس

رکھا ہوا تھا، صاحبزادہ محمد عبید اللہ خان کے ہاتھہ مین تھی ڈائس کے پاس پہونچکر وہ کشتی مین نے لے لی، ہز ایکسلنسی نے مصافحہ کے لئے ہاتھہ بڑہایا مین نے پلٹ کر دیکھا کہ سکرٹیری ہون تو کشتی اونکے ہاتھہ مین دیدون، مگر وہ دوسرے رئیس کے لانے مین مشغول تھے، مین نے کشتی ڈائس پر رکھدی اور ہز ایکسلنسی سے ہاتھہ ملاکر پیغام مبارکباد دیا، ہز ایکسلنسی نے کشتی کی نسبت استفسار کیا کہ یہ کیا ہے؟ مین نے جواب دیا کہ "ایڈریس ہے جسمین مین نے اپنی جانب سے اور نیز تمام مسلمانون کی جانب سے" "قیصر ہند کے حضور مین دلی مبارکباد ادا کی ہے اور اسکو مین ہز مجسٹی کے حضور مین پیش کرنے کی خواہش کرتی ہون" "مجھے امید ہے کہ آپ یہ پیغام جو دلی مبارکباد ہے اور دلی وفاداری سے مملو ہے ہز مجسٹی کے حضور مین پیش کر دینگے" ایڈریس کی نقل حسب ذیل ہے:۔

نقل ایڈریس

شکر و سپاس اوس خدائے عز وجل کا ہے جس نے اپنی شان برتری سے ملک ہند کو ایسے ایک اولوالعزم اور مہربان گورنمنٹ کے زیر فرمان کیا ہے جسکی سلطنت خاص اصول حکمرانی و عدل مین اپنی نظیر آپ ہے، نیز اوسی کی عنایت کریمی ہے کہ یہ مبارک موقع ہز امپریل مجسٹی شاہ ایڈورڈ ہفتم دام سلطنتہ کی تاجپوشی کا ہماری عید سعید کے دن واقع ہوا۔

آج اس عظیم الشان دربار مین بڑے بڑے اولوالعزم رؤسا یعنے اولوالعزم باپ کے بیٹے جن سے سلطنت ہند کی گذشتہ عظمتین ظاہر ہو رہی ہین فخر و محبت کے ساتھہ اپنی اعلیٰ اطاعت و وفاداری کو برٹش تخت کی جانب اظہار کرنے کو جمع ہوے ہین؛ چنانچہ اونمین ایک جان نثار و وفادار رئیسہ بھوپال بھی ہے جسکے وفادار خاندان نے گورنمنٹ برطانیہ کو اپنی وفاداری کا کافی ثبوت دیا ہے، اور جسکی ریاست اپنے تمام و کمال ذرائع کو برٹش تاج کی خدمت گذاری مین صرف کرنے کو ہمیشہ مستعد ہے۔

بہر حال میں راست باز مداح اور خیر خواہ گورنمنٹ برطانیہ ہوں، اس یادگار موقع پر گورنمنٹ کو صرف اپنی، اپنے فرزندان کی، اپنی رعایا کی، اپنی ریاست کی تمام مستورات کی وفاداری، اطاعت و محبت کا یقین دلانے کی جرأت نہیں کرتی بلکہ تمام مسلمانان ہند کی جانب سے وفاداری کا یقین دلاتی ہوں، اسواسطے کہ مذہب اسلام میں بادشاہ وقت کے ساتھہ اطاعت و وفاداری کرنے کا مطلق حکم ہے۔

آخر میں تہ دل سے میری یہ دعا ہے کہ خدائے قادر مطلق برٹش گورنمنٹ کی طاقت و عظمت و سلطنت کو ہمیشہ توسیع فرماتا رہے، اور ہزاروں بیش بہا گوہر ہمارے پیارے بادشاہ کے معظم تاج میں زیادہ کرے جسکی مسرت بخش تقریب تاجپوشی کی آج منعقد ہوئی ہے۔

نیز یہ بھی میری دلی دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے بادشاہ کی سلطنت دراز امن بخش اور بہرہ مند ہونا مقبول فرمائے، اور اونکی حکومت کو بادشاہ بخشے اونکی والدہ مکرمہ مرحومہ سے زیادہ تر پرعظمت و جلال کرے"

میری گفتگو کے دوران میں والیسرائے کے ہاتھ میں میرا ہاتھ رہا، سکریٹری کھڑے ہوئے تھے۔ صاحبزادہ محمد عبید اللہ خان نے گفتگو ختم ہونے پر کشتی اوٹھا کر سکریٹری کو دی۔

پھر ڈیوک آف کناٹ نے مصافحہ کیا اور جب میں رخصت ہوکر ڈائس کے چکر سے گذرنے لگی تو لیڈی کرزن اور ڈچز آف کناٹ نے ہاتھ بڑہا کر مصافحہ کیا تمام روساء کے پیش ہونے کے بعد جو تقریباً تعداد میں (۹۰) تھے دربار برخاست ہوا۔

۲؍جنوری جمعہ کے دن تین بجے گارڈن پارٹی تھی اور شب کو آتشبازی جو انگلینڈ میں بنوائی گئی تھی مسجد جامع اور قلعہ کے سامنے چھوڑی گئی۔

یہ آتشبازی عجیب و غریب صنعت کے ساتھہ تیار ہوئی تھی جو (۸۱) قسم کی تھی، مین بوجہ زیادتی سردی کے نہین گئی، صاحبزادگان سلمہم نے جامع مسجد پر سے آتشبازی دیکھی، اور مجھسے آکر مفصل کیفیت بیان کی۔

۳ ر جنوری روز شنبہ کو ڈہائی بجے افواج انگریزی کی قواعد ہوئی، شب کو خطابات کا چیپٹر (دربار) تھا جو قلعہ کے دیوان عام مین منعقد کیا گیا تھا، ایسے دربار مین ازروے قواعد دربار بجز نائٹ کے دوسرا کوئی شریک نہین ہوتا، البتہ روسا بطور تماشائی کے شریک ہو سکتے ہین، چونکہ میری صدرنشینی کا یہ دوسرا سال تھا اور مین اوسوقت تک نائٹ کے طبقہ مین شامل نہین ہوئی تھی، اسلئے باوجودیکہ مین مدعو کی گئی تھی، اپنی شرکت غیر ضروری سمجھکر شریک نہین ہوئی۔

میرے چھوٹے صاحبزادہ محمد حمید اللہ خان اس دربار مین ہزایکسلنسی کے پیج کی حیثیت سے شریک تھے کیونکہ وہ اور ہز ہائنس مہاراجہ کشمیر کے فرزند پیج آف آنر مقرر تھے۔

۷ ر جنوری روز چہارشنبہ کو دربار کے چبوترہ سے والیان ملک کی فوجون اور ریاستون کے جلوس کا معائنہ کیا گیا، ہزایکسلنسی والیسراے، ہز رائل ہائنس اور تمام معزز لیڈیان اور یوروپین اور دیسی والیان ملک اور امرا موجود تھے۔

ریاست بھوپال کے دو شخص میان افضل محمد خان و میان روف محمد خان جو میرے سوتیلے بھانجے اور بھتیجے اور نہایت قوی الجثہ اور قد و قامت کے پورے ہین زرہ بکتر اور خود و چار آئینہ پہنے ہوے تھے جو زمانۂ سابق کے جنگی سوارون کے لباس کا نمونہ تھا، اور یہ لباس اونکو بہت زیب دیتا تھا، معائنہ افواج کے وقت امپیریل سروس ٹروپس کے میجر کریم بیگ اور افواج ریاست کے حافظ بخشی محمد حسن خان نصرت جنگ سی آئی ای، کمانڈر تھے۔

جلوس کی ترتیب کیلئے فارن آفس سے ہدایات[۱] جاری کردی گئی تھی؛ ۸ ر جنوری روز پنجشنبہ کو زیر کمان

---

[۱] ہندوستانی ریاستون کے ہمراہیون اور جلوس کی نمائش ویسراے کے سامنے دربار کے مقام پر چہارشنبہ ۷ ر جنوری ۱۹۰۳ء کو ہوگی۔

(ملاحظہ ہو صفحہ آیندہ)

ہز اکسلنسی لارڈ کچنر صاحب بہادر کمانڈر انچیف افواج ہند تمام افواج مجتمعہ دہلی کا ریویو ہوا، اس عظیم الشان ریویو دیکھنے کے لئے مین بوجہ ناسازی طبیعت نہ جاسکی، میری کرسی پر صاحبزادہ محمد حمید اللہ خان میجر ایبی صاحب بہادر پولیٹکل ایجنٹ کے ساتھہ متمکن تھے، ریاست کی فوج نواب محمد نصراللہ خان اور صاحبزادہ محمد عبید اللہ خان کے زیر کمان تھی، کُل بیس ہزار فوج جو برٹش ہندوستانی اور امپیریل سروس ٹروپس تھی اس قواعد مین شامل ہوئی۔

۹ رجنوری جمعہ کو والیان ملک کو مخصوص طور پر ویسرائگل کیمپ مین ڈنر دیا گیا، جسمین مین شریک تھی، اس موقع پر ہز ہائنس نظام دکن کو خطاب "جی سی بی" کا تمغہ عطا ہوا۔

۱۰ رجنوری روز شنبہ کو ہز اکسلنسی ویسرائے اور ہز رائل ہائنس تشریف لے گئے، اور دربار کے جلسے ختم ہوئے۔

چونکہ اس سال سردی غیر معمولی طور پر زیادہ تھی، اسلئے اکثر لوگون کو زکام اور کھانسی کی شکایت بھی پیدا ہوگئی تھی، اوسی زمانہ مین صاحبزادہ محمد حمید اللہ خان کی طبیعت ناساز تھی، صاحب ایجنسی سرجن

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) (۲) کل جلوس وغیرہ مقام دربار کے نزدیک ساڑھے نو بجے صبح پہونچ جانا چاہئے، اور جو جگہ ۲۷ دسمبر کی آزمائش مین انکو بتادی گئی ہے وہان مقام کرین کل جلوس صف بندی مین ہوگا اور افسر آگے ہونگا، نئے دربار کی شرکت پر ہوگا، جیسا کہ پہلے ہدایت کرائی گئی ہے

(۳) سنٹرل انڈیا کے رؤسا کے ہمراہیون کی حالت مین یہ مناسب ہوگا کہ وہ یہان سے بہت پہلے روانہ ہون آدمی رات کے بعد آدمی اور جانور وغیرہ کھا پی لین اور آرام کرلین نمائش سے قبل اور بعد اختتام کے سیدھے گھر چلے جاوین۔

(۴) ریاستین ذیل کی ترتیب کے ساتھہ داخل ہونگی، ہر ایک کے درمیان پچیس گز کا فاصلہ ہوگا باجہ بجیگا، میدان مین داخل ہونے سے قبل باجہ بجنا شروع ہوجاوے گا، اور نکلنے کے وقت تک بجتا رہیگا۔

(۱) بمبئی

(۲) سنٹرل انڈیا

(۱) بڑودہ

(۲) گوالیار

(۳) اندور

(۴) بھوپال

جو (۸) ہاتھی سلام کرسکتے ہون وہ چبوترہ کے سامنے سلام کرین، سب ہودون پر جہانتک ممکن ہو شتر وغیرہ مناسب لباس پہنے موجود ہون، سب جانور جہانتک ممکن ہو زرق برق ہون جتنے ہاتھیون پر معمولی جھول ہوگی اور معمولی ہودے وہ میدان مین داخل نہ ہوسکین گے نئی ساخت کی گاڑیان بھیجنی نہین چاہئے، کل ہمراہی ویسرائے کو

(ملاحظہ ہو صفحہ آیندہ)

جو نہایت ہوشیار اور تجربہ کار ڈاکٹر ہین اور ہمارے ہمراہ گئے تھے، اونکے معالج تھے۔

۱۳ رشوال کو دہلی سے ہمارا اسپشل روانہ ہوکر ۱۴ رشوال کو بخیریت بھوپال مین داخل ہوا، داخلہ باضابطہ تہا، بخشی محمد فرید اللہ خان نائب بخشی افواج اور دیگر اراکین وعمائد نے استقبال کیا۔

بھوپال مین تاجپوشی کی خوشی

انگلنڈ مین اعلیٰحضرت ملک معظم قیصر ہند کی تاجپوشی کا جشن ۲۶ رجون سنہ ۱۹۰۲ع کو قرار پایا تہا اوسی لحاظ سے بھوپال مین بہی مین نے اوس روز جشن منائے جانے کا حکم دیا لیکن دفعتاً صاحب پولیٹکل ایجنٹ بہادر کے پیغام تار برقی سے معلوم ہوا کہ اعلیٰحضرت ملک معظم کی طبیعت ناساز ہوگئی ہے، اس لئے جشن کا تمام پروگرام ملتوی کیا گیا، اور ۲۰ ربیع الاول = ۲۷ رجون کو جامع مسجد شہر مین اعلیٰحضرت

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ)

(۵) ریوان — اور ڈیوک آف کناٹ کو چبوترہ سے گذرتے وقت سلام کرین گے۔
(۶) اورچہا — ہر شخص اپنی خاص زبان ولہجہ اور محاورہ مین سلام پکار کر کریگا۔
(۷) دتیا
(۸) دہار
(۹)
(۱۰) چرکہاری
(۱۱) راجگڈہ
(۱۲) نرسنگڈہ
(۱۳) علی پور

(۵) میدان سے نکلتے وقت ہمراہی بائین جانب ہوکر گزرینگے اس مقام سے جہان کہ گاڑیان کھڑی ہونگی، اور سڑک سے دور ہٹکر روانہ ہون گے۔

(۶) اس امر کی بہت ضرورت ہے کہ ہر ریاست کے ہمراہی اور جلوس تمیز ہوسکین، اسکا سب سے عمدہ طریقہ یہ ہے کہ سب سے پہلے گاڑی کے سامنے اور دونون طرف ریاست کے نام کی تختیان لگا دیجائین، نام ریاست کا اردو وانگریزی دونون مین لکہا ہونا چاہئے حروف چہہ انچ لمبے ہونے چاہئین، تاکہ آسانی سے پڑہی جاسکین۔
آسانی کی غرض سے اس امر کی بہت ضرورت ہے کہ سب لوگ وہان ہجوم تماشائیون سے قبل پہونچ جاوین، ۷ رجنوری کو ساڑہے نو بجے صبح سے قبل پہونچ جاوین"

قیصر ہند کے لئے تمام مسلمانان بھوپال نے دعا صحت کی، خدا کے فضل و کرم سے شہنشاہ معظم کو تھوڑے عرصہ کے بعد صحت حاصل ہوئی، اور ۹ راگست کو تاریخ جشن تاجپوشی مقرر کی گئی، بھوپال مین اوس دن ایک یوم کی عام تعطیل دیگئی، قلعہ سے (۱۰۱) فیر سلامی کے سر ہوے، اس خوشی مین ۹ قیدی میعادی اور (۲) دائم الحبس رہا کئے گئے۔

افواج ریاست، رسالہ اختشامیہ، اور وکٹوریہ لانسرز کا مین نے مارچ پاسٹ ملاحظہ کیا تمام فوج فل ڈریس مین تھی، ہر سہ صاحبزادگان سلمہم تمام ارکین دعمائد ریاست موجود تھے۔

مین نے اس خوشی کو صرف معمولی مراسم تک ہی محدود نہین رکھا بلکہ غریب رعایا کو بھی اوس مین شامل کیا، اس تقریب مین (۶) لاکھ روپیہ جو بقایا تھا معاف کیا گیا اسکے علاوہ میری حسب ہدایت یکم جنوری کو بھی بھوپال مین جشن تاجپوشی منایا گیا۔

بعد نماز عید تمام خوانین و ارکین و جاگیرداران ریاست ایوان صدر منزل کے سامنے درباری خیمون مین جو اسی غرض کے لئے نصب کئے گئے تھے جمع ہوے، اعلیٰ حضرت ملک معظم قیصر ہند کا فرمان سنایا گیا، فرمان سنانے کے وقت حاضرین جلسہ بغرض تعظیم کھڑے رہے، فرمان سنائے جانے کے بعد قلعہ فتحگڈھ سے شہنشاہی سلامی سر ہوئی۔

منشی سید محمد قدرت علی نے تقریر کی جسمین حکومت برطانیہ کی خوبیان ظاہر کین، اور برٹش تاج اور ریاست بھوپال کے تعلقات کو ظاہر کرکے تمام رعایا کی طرف سے وفاداری کا اظہار کیا۔

درباری خیمون کے سامنے بینڈ اور فوج بھی موجود تھی جس نے فوجی طریقہ سے شہنشاہ معظم کی سلامی ادا کی، تمام دفاتر مین چار یوم کی تعطیل دیگئی، پانچ قیدی جسمین ۴ میعادی اور ایک دائم الحبس تھا رہا کئے گئے۔

باب (۹)

اصلاح فوجی

انہیں دو سالون مین فوج کی اصلاح بھی ہوئی اوس کی وردی درست کی گئی اور فوج کے قابل جوانون کا انتخاب کیا گیا، ناکارہ اور لاغر گھوڑون کو نکال کر اون کی جگہ مضبوط اور عمدہ گھوڑے داخل کیئے گئے، قواعد اور لین کی حاضری لازمی قرار دی گئی۔

رسالہ اردلی خاص، جسکا نام "رسالہ افتخاریہ" قرار دیا گیا ہے خاص طور پر توجہ کی گئی، نواب صاحب مرحوم کے زمانہ مین ہی اوسکی وردی تجویز ہو چکی تھی، کپتان عبدالقیوم جان کی خدمات امپیریل سروس ٹروپس سے مخصوص رسالہ افتخاریہ کے لیئے منتقل کی گئین، اور اس رسالہ کے لئے کیمپ جہانگیر آباد مین لین تیار کی گئی۔

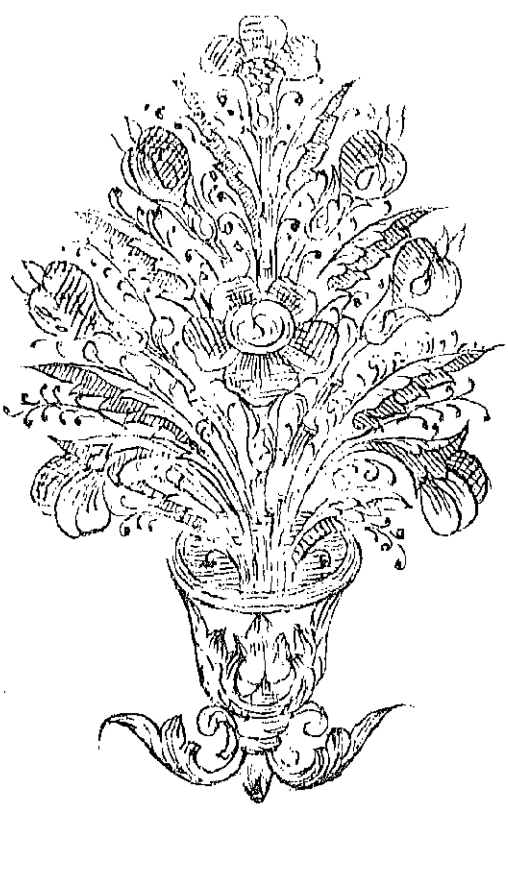
آٹھ رسالے اور آٹھ کمپنیون مین سے دو رسالے اور دو کمپنیان ہر حیثیت سے کامل طور پر مرتب کی گئین اور چھ رسالے اور چھ کمپنیان زیر انتظام رہین۔

مین نے فوج کی اصلاح اس خیال کو ملحوظ رکھکر شروع کی کہ میری فوج صرف ریاست کے اظہار تزک اور شان اور جلوس ہی کے لئے نہ ہو بلکہ وہ مثل امپیریل سروس ٹروپس اور انگلش انفنٹری کے آراستہ اور قواعد دان اور کاردان ہو کر اعلیٰ حضرت ملک معظم کی خدمات ادا کر سکے۔

سب سے زیادہ میری توجہ کا مرکز فوج ہے، اور یہی ایک ایسا ذریعہ ہے جس سے عملاً وفاداری ظاہر ہو سکتی ہے اسلیئے مین نے کامل طور پر فوجی اصلاحات پر توجہ کی، جیسا کہ آیندہ ابواب مین ظاہر ہوگا۔

امپیریل سروس ٹروپس کے جوانان اردلی جو گھوڑون کو لیکر جنوبی افریقہ کی مہم مین گئے تھے اونھون نے جو خدمات وہان انجام دین اونکو امپیریل گورنمنٹ نے قدردانی کی نگاہ سے دیکھا اور نیز دربار دہلی کے موقع پر اس فوج کے متعلق فوجی افسران ہند نے خاص طور سے تحسین کی اوس سے مجھے بے انتہا خوشی حاصل ہوئی۔

مین نے افسران و سواران فوج کو مختلف انعامات دیے اور مستقل تنخواہ مین فی سوار چار روپیہ ماہوار کا اضافہ کیا جس سے سالانہ اخراجات امپیریل سروس ٹروپس مین [illegible] کی بیشی ہوئی ۔



باب (۱۰)

دورہ ضلع مشرق وجنوب

دربار تاجپوشی سے واپس آنے کے بعد ۲۵ شوال سنہ ۱۳۳۲ ہجری کو مین اضلاع مشرق وجنوب کے دورہ کو روانہ ہوئی، عہدہ داران موجودہ ریاست کو اپنے ہمراہ لیا تاکہ امور انتظام طلب کا فوری انتظام ہوسکے اضلاع ریاست ہذا مین بجز ضلع مغرب کے پختہ سڑکین، جیساکہ مین باب (۵) مین مفصلاً پہلے لکھہ چکی ہون نہین ہین، اور راستے دشوار گذار ہین، اسلئے جن جن محالات سے لشکر کا گذر ہونے والا تھا اونکے راستون کی درستی کرائی گئی، چونکہ بالعموم دورون مین فراہمی رسد کا انتظام اس طریق سے جاری ہوتا ہے کہ جس سے عمال کو رعایا پر جبر و تعدی کا موقع ملتا ہے، اسی وجہ سے رؤسائے سابق نے یہ قاعدہ رکہا تہا کہ ایک بازار خاص دوکانداران شہر کا ہمراہ لشکر رہتا تہا لیکن اسپر بہی اکثر چیزین تحصیلدار فراہم کرتے تھے، جسکی قیمت کچھہ اہل لشکر سے وصول نہین ہوتی تھی اور نہ تحصیلدار ہی کامل کوشش کرکے قیمت وصول کراتے تھے، اور غریب رعایا بوجہ خوف کے دم نہین مارسکتی تھی علاوہ اس کے اکثر زمانہ دورہ کا وہی ہوتا ہے جبکہ قدرتی فرش زمردین ربیع کا بچھا ہوا ہوتا ہے، اور لشکر کی تھوڑی سی بے احتیاطی سے اوسکو نقصان پہونچنے کا احتمال رہتا ہے۔

مجھے ان تمام امور کا تجربہ اوسیوقت سے تہا جب کہ مین بزمانہ موافقت سرکار خلد مکان کے ہمراہ دورہ مفصلات پر جاتی تہی اور اکثر ایسی شکایات سنتی تہی، لہٰذا ان سب امور پر نظر کرکے مین نے پہلے ہی سے اسکا انتظام مد نظر رکہا، اور ایک اشتہار انتظام رسد کے متعلق جاری کیا، جس کی نقل حسب ذیل ہے:-

بنام اہلکاران آنکہ

ہم انشاء اللہ تعالیٰ ۲۵ شوال سنہ حال کو دورہ ضلع مشرق وجنوب پر روانہ ہون گے، اور ہمارے ساتہہ بیشتر حکام اور اونکے ماتحت ملازمان بہی ہونگے اسلیئے جملہ اہلکاران مندرجہ کو حکم دیا جاتا ہے کہ وہ اپنے تمامی ماتحت ملازمان کو سخت ہدایت کردین کہ کوئی شخص دوکانداران بازار ہمراہی ومحالات سے کوئی چیز بلاقیمت نہ لے اور نیز اہلکاران وملازمان شاگرد پیشہ چوبداران وچپراسیان وخدمت گاران مین سے کوئی شخص بطور نذرانہ وانعام ناظمان وتحصیلداران وتہانہ داران ومحرران ومستاجران وکاشتکاران وغیرہ سے کچہہ نہ لے، اور راستہ مین نہ ہولا بال کسی کہیت سے لے اور نہ زراعت وغیرہ کو نقصان پہونچاے، اور جو شخص خلاف اسکے کریگا اوسکو بجرم خلاف ورزی حکم سرکاری علاوہ سزاے برطرفی کے اور بہی سخت سزا دیجائیگی اور ہمیشہ کے لیئے قطعی مانع روزگار کردیا جائیگا اور پہر کبہی اوسکو ریاست ہذا مین جگہہ نہ دیجاویگی۔

اس اعلان کے علاوہ یہہ بہی انتظام کیا گیا کہ جو رسد مستاجران سے فراہم کیجاے وہ لشکر کے دکانداروںکے ہاتہہ فروخت ہو اور لشکر کے لوگ اپنے ساتہہ کے دوکانداروں سے خرید کرین اور جو سامان متاجرون سے خرید کیا جاے اور جو باقی بچے وہ اور سامان خرید شدہ کی قیمت بمواجہہ ناظم ضلع ومہتمم ایصال باقیات دیجاوے اگر یہہ ثابت ہوگا کہ اشیا واپس نہین دی گئین، یا قیمت اونہین دی گئی تو سخت تدارک کیا جاے گا، اور اہل حرفہ کو جو دورہ کے لیئے سامان تیار کرین مد خرچ پہلے ہی دیدیا جاے۔

مین نے اس دورہ مین بندوبست کا کام یعنے میعادی پٹون کا دینا جو ایک اہم اور ضروری تہا، اور تصفیہ بقایا بمشورہ اراکین ریاست (منشی ممتاز علی خان معین المہام ومنشی اسرار حسن خان

مہتمم ایصال باقیات) اپنے مواجہین شروع کیا۔

اور نواب محمد نصر اللہ خان کو حکم دیا کہ دفاتر و مکانات تحصیل و تھانہ کا معائنہ کرکے جلد روبکاری مین مفصل رپورٹ پیش کرین، کیونکہ مجھکو کارہاے مذکورہ کی وجہ سے اونکے خود ملاحظہ کرنیکی فرصت نہ تھی، صبح (۷) بجے سے رات کے (۱۱) بجے تک برابر مصروفیت رہتی تھی، بوجہ دربار دہلی موسم سرما کا تیسرا حصہ بھی گذر چکا تھا، گرمی جلد آنے والی تھی، اور میرا قصد تھا کہ اس دورہ مین (۱۸) محالات کا انتظام و معائنہ کرلون، اسلئے ہر محال پر ہفتہ عشرہ سے زیادہ قیام نہین ہوسکتا تھا، اور نہ بجز غیر معمولی محنت کے کام ختم ہونے کی امید تھی، مین نے (۱۴) گھنٹہ روزانہ کام کرنا اختیار کیا، اور ترتیب اوقات و تقسیم کام اس طرح پر کی کہ:۔

صبح (۷) بجے سے (۱۱) بجے تک ایک عام دربار مین عملہ تحصیل و تھانہ کی حاضری لیتی، اور جاگیرداران مستاجران، معافیداران وغیرہ سے ملاقات کرتی اور اون سے عام حالات اور اونکی اصلاح وغیرہ کی نسبت گفتگو رہتی، اور جو عرائض بوقت دربار وہ پیش کرتے بعد فراغت ناشتہ اونکو سنکر احکام مناسب صادر کرتی، اوسکے بعد معین المہام تمام کاغذات جو مختلف جمع بندیون سے مرتب تھے دیکھکر اور جمع پٹہ کی نسبت تجویز لکھکر میرے سامنے پیش کرتے اور مین اوسپر تعین جمع کرتی، اور پھر اوس تعین جمع کے مطابق پٹے مرتب ہوتے۔

کچھ دیر قیلولہ کے بعد ۲ بجے دیوان ٹھاکر پرشاد جو ایک قدیم رکن ریاست تھے اور جن کو سرکار خلد نشین کے ساتھ بندوبست پانزدہ سالہ مین تجربہ اور واقفیت حاصل تھی اون مرتب شدہ پٹون کو میری روبکاری مین پیش کرتے، اور میرے ہی سامنے مستاجرون کو پٹے دیے جاتے، ۶ بجے شام تک اس سے فرصت ہوتی پھر شیخ محمد حسن مہتمم تحقیقات، اور منشی اسرار حسن خان مہتمم ایصال باقیات کاغذات بقایا پیش کرتے۔

کاغذات کی ابتری کا حال گذشتہ ابواب مین بیان ہو چکا ہے، اوسوقت سہولت و آسانی کے لیئے یہ انتظام کیا گیا تھا کہ بعد تحقیقات سرسری اوس بقایا کا جسکو متاجر قبول کرتے تہے نقشہ مرتب کیا جاتا تہا، اور جب وہ ترتیب ہو جاتا تو ہر دو عہدہ دار مذکورۂ بالا میرے ملاحظہ کے لئے لاتے جسکو مین ۸ بجے شب تک دیکہتی۔

۸ بجے کے بعد کہانے سے فارغ ہوکر جو خطوط و عرائض وغیرہ بہوپال سے اس جدید آفت یعنے طاعون کے متعلق آتے وہ دیکھے جاتے اور اون پر احکام مناسب لکھوائے جاتے اور انتظام و انسداد طاعون کے نسبت تجاویز کی جاتین، غرض مین اکثر اور کبھی ۱۲ بجے رات تک برابر مصروف رہتی اور اسی طرح کام کا سلسلہ جاری رہتا۔

مین نے اپنے دوران مین یہی التزام رکہا تہا کہ متاجر اور کاشتکارون کی عورتون سے بے تکلفانہ ملاقات کرون، کیونکہ علاوہ اسکے کہ مجھے صحیح صحیح حالات کا اون سے علم حاصل ہو، اون کو مجھے باتین کرنے اور ملنے مین ایک خاص خوشی ہوگی، جس گاؤن سے میری سواری کا گذر ہوتا تہا جوق جوق عورتین اپنے چہوٹے چہوٹے بچون کو گودون مین لئے ہوے رہگذر پر اپنے رواج کے مطابق پانی کا برتن لیکر (جسکو وہ اپنے راجہ کے لئے عمدہ فال سمجہتی ہین) کھڑی ہو جاتین۔

جسوقت سواری قریب آتی تو وہ خوشی کے گیتون مین خیر مقدم کرتین، اون کو اس طریقہ پر انعام دیا جاتا کہ اون کے "کلس" مین روپیئے ڈالے جاتے، اسکے علاوہ میرے کیمپ مین یہ ایک وقت بہی عجب قابل دید ہوتا تہا کہ جب دہقانی عورتین مسرت اور جوش کے ساتہہ گاتی تہین اور انعام پاکر خوش ہوتی تہین، اور فی الحقیقت میرے دورہ کی بڑی غرض رعایا کو خوش کرنا اور اونکا درد دُکھ سُننا ہوتی ہے اور یہ ایک ایسا ذریعہ ہے جس سے رعایا مین محبت کا فیلنگ پیدا ہوتا ہے مجھے بہی اوسوقت کچھہ کم خوشی نہین ہوتی تہی جب مین اپنے خاص خیمون مین اون لوگون کو اس طرح شادان و فرحان

دیکھتی تھی، اور اس طریقہ سے مجھے اسقدر محنت کے بعد نہایت آرام ملتا اور دماغ کو راحت حاصل ہوتی، اکثر عورتین بالکل نڈر ہوکر اپنے صحیح حالات بیان کرتین اور شکایتین سناتین جن سے صحیح صحیح واقعات کا پتہ چلتا، اور نیز عورتون اور بچون کے اس طرح جمع ہونے سے مجھکو ان لوگون کے افلاس و خوشحالی کا بھی اندازہ ہوجاتا، غرض دوپہر کے کھانے کے بعد اکثر قیلولہ کا وقت اپنی ہمجنس رعایا کے ساتھ اس بے تکلفی سے گذرتا

مقام گڈھی سے ۱۴ ذیقعدہ سنہ ۱۳۲۲ ہجری کو مین نے اپنے ساتھ کی جمعیت کم کردی اور دوگانہ عید الضحیٰ دیوری مین ادا کیا، اور وہان سے رائسین مین مقام ہوا، مین ابھی رائسین ہی مین تھی کہ صاحبزادہ محمد عبید اللہ خان میرے ملنے کے لئے بھوپال سے آئے اور چند گھنٹہ ٹھہر کر واپس گئے، اونکے ہمراہ صاحبزادہ محمد حمید اللہ خان بھی دو ایک روز کے لئے بھوپال چلے آئے۔

اوس وقت تک جب سے یہ عزیز دنیا مین آئے تھے کوئی موقع چند روزہ جدائی کا بھی نہین ہوا تھا البتہ موسم گرما مین نواب احتشام الملک عالیجاہ بہادر مرحوم تفریح و شکار کیواسطے نواب محمد نصر اللہ خان اور صاحبزادہ محمد عبید اللہ خان کو اپنے ہمراہ ہفتہ عشرہ کے لئے "سمرن" لے جاتے تھے بس اتنا زمانہ مجھسے جدا رہنے کا ہوتا تھا، اب یکایک جدائی ہوئی، چونکہ اوس زمانہ مین صاحبزادہ محمد عبید اللہ خان کے سپرد کوئی کام بھی نہ تھا، اس لئے وہ جلد جلد بیکاری و تنہائی سے گھبراکر مجھسے ملنے کو آتے تھے۔

صاحبزادہ محمد حمید اللہ خان کو کرنل صاحب سے بہت انسیت ہے، ہمارے گھر مین صاحبزادہ محمد حمید اللہ خان کی ولادت سے بہت پہلے تک کوئی چھوٹا بچہ نہ تھا، جب یہ پیدا ہوئے تو برادرانہ محبت کے جوش اور اوس دلی فطری شفقت نے منجھلے بھائی کو چھوٹے بھائی کا پروانہ بنادیا اور جب تعلیم سے فرصت ملتی تو چھوٹے بھائی کو ایک دم کے لئے بھی نہ چھوڑتے، ہر دم اور ہر گھڑی پیار اور محبت کے ساتھ کھلاتے رہتے۔

دونون بھائیون نے بھوپال مین ایک شب قیام کرکے دوسرے روز رائسین آنے کا قصد کیا، ۳ بجے شب کو ریلوے ٹرین پرسوار ہوکر ۴ بجے اسٹیشن سلامت پور پہونچے منشی احمد حسن خان میرمنشی جو بوجہ کسی کام کے بھوپال رہ گئے تھے اور اب لشکر مین شامل ہونے کو آرہے تھے، اور نیز عاقل خان جو ایک ملازم قدیم ڈیوڑہی کے ہین، صاحبزادون کے ساتھ سوار ہوکر رائسین روانہ ہوے، بیتوا ندی پر ایک پٹا بغیر روک کے بنا ہوا ہے، کوچبین کی بدتمیزی سے گھوڑے نہ رک سکے اور پٹہ پر ندی کی جانب اون کا رخ پلٹ گیا، یکایک بگھی تقریباً (۱۵) فٹ کی اونچائی سے ندی مین جاگری ندی خشک تھی ایک گھوڑا دب کر فوراً مرگیا، کوچبین نے بھی سانس نہ لی اور سائیس بھی سخت زخمی ہوا سوار ہوتے وقت بوجہ سردی و ہوا کے لینڈو کے شیشے چڑہا لئے تھے، بگھی بالکل بند تھی اور الٹی ہوئی پڑی تھی کرنل صاحب نے نہایت بیتابی کے ساتھ حمید۔ حمید۔ آواز دینا شروع کیا لیکن صاحبزادہ محمد حمید اللہ خان بالکل سہمے ہوے چپ چاپ سلامتی کے ساتھ بگھی کی چھت مین پڑے ہوے تھے ادہر صاحبزادہ محمد عبید اللہ خان کو آواز پر جب جواب نہ ملا تو اون کو وحشت ہوئی اور وہ گھونسہ سے شیشہ کو توڑ کر باہر نکلے، اور پھر آواز دی، اندہیرا اسقدر چھایا ہوا تہا کہ کوئی چیز نظر نہ آتی تھی، اور نہ ایک شخص دوسرے کو دیکھہ سکتا تہا، کرنل صاحب کی مضطربانہ آواز سے صاحبزادہ محمد حمید اللہ خان چونکے اور اوسی وقت اونہون نے بھائی کو پکارا، اب یہ حالت تھی کہ دونون بہائی ایک دوسرے کو پکارتے تھے، کرنل صاحب اپنے بھائی کی آواز کی سمت دوڑے اور اون کو گود مین اوٹھا لیا اور اونکے جسم کو دیکھا کہ کہین چوٹ تو نہین آئی، جب اونکی طرف سے اطمینان ہوگیا تو اون کو ایک گونہ تسکین ہوئی، کرنل صاحب کے سر مین ڈیڑہ انچ طولانی اور پاؤ انچ گہرا زخم آگیا تھا، جس سے خون جاری تہا، ابھی تک بھائی کے خیال نے اس تکلیف کا احساس نہین ہونے دیا تھا، اب جب کہ بھائی کو صحیح وسالم پالیا تو وہ تکلیف محسوس ہونے لگی، صاحبزادہ محمد حمید اللہ خان نے یہ حالت دیکھکر زارزار رونا شروع کیا، کرنل صاحب کو

یہ شکل پیش آئی کہ بہائی کو تسکین بھی دین اور اپنے زخم کو دہونے اور باندہنے کی فکر کرین، بہائی کو تسلی دلا سا دیکر ندی کے گڑہون مین جو پانی بھرا ہوا تہا اوس سے زخم کو دہویا، میر منشی ریاست اور عاقل خان کی کمر مین سخت چوٹ آئی تہی، ایک سوار کو بگھی اور ڈاکٹر کے لینے کیلئے کیمپ مین بہیجا، سوار نے آکر نواب محمد نصر اللہ خان کو اس حادثہ کی اطلاع کی فوراً ڈاکٹر اور سواری کے بہیجنے کا انتظام کیا گیا، اور نواب صاحب خود بھی اوسیوقت اونکے دیکھنے کے لیئے چلے گئے لیکن ڈاکٹر اور سواری کے پہونچنے سے پہلے راستہ مین ایک بیج گاڑی کیمپ سے اسٹیشن کو جارہی تہی مل گئی اوسمین سوار ہوکر دونون صاحبزادہ صاحبان کیمپ کو روانہ ہوگئے اثنائے راہ مین نواب صاحب سے ملاقات ہوئی اور اونہون نے فوراً واپس آکر مجھے اس حادثہ کی اطلاع دی۔

ہنوز وہ بیان ہی کر رہے تھے اور چند منٹ بھی نہ گزرے تھے کہ ہر دو صاحبزادگان آگئے، اگرچہ اس حادثہ سے اور کرنل صاحب کو زخم پہونچنے سے مجھے صدمہ ہوا لیکن صاحبزادہ محمد حمید اللہ خان کی سلامتی اور کرنل صاحب کو زیادہ صدمہ نہ پہونچنے سے مین نے خدا کا شکر ادا کیا۔

ڈاکٹر ولی محمد نے زخم کو صاف کر کے بندش کی، اور ڈاکٹر جوشی اسسٹنٹ سرجن کے بلانے کیلئے بھوپال تار دیا گیا، اونکو تکلیف بہت رہی، شب کو بھی سخت بے چینی تہی، اور سردی کے باعث اور زیادہ تکلیف بڑھ گئی تہی رات بھر خیمہ آگ سے گرم رکھا گیا، اور دونون ڈاکٹر علاج و تیمار داری مین مصروف رہے زخم کی تکلیف کیوجہ سے نیند بالکل اوچاٹ ہوگئی بالآخر خواب آور دوا مین دیگئین جنسے تھوڑی دیر کو نیند آگئی، دونون ڈاکٹرون کی یہ راے قرار پائی کہ یہان چونکہ سردی بہت ہے اسلیئے بھوپال مین قیام کرنا مناسب ہے مین نے بھی اونکی راے کو پسند کیا، اور دوسرے دن دس (۱۰) بجے اونہین لیکر بھوپال روانہ ہوئی۔

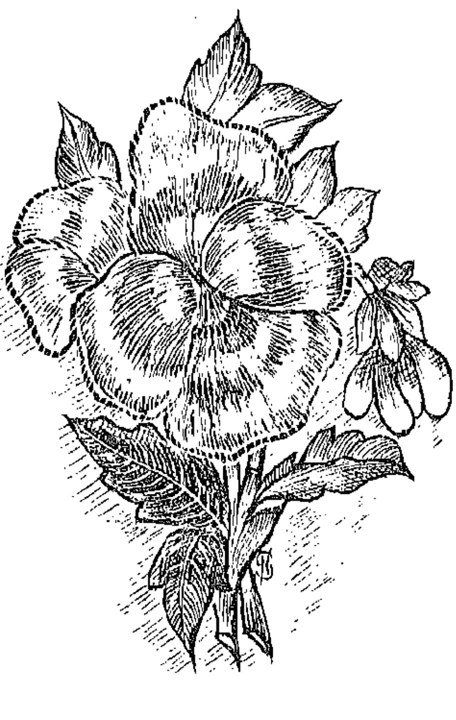
چلتے وقت معین المہام صاحب بہادر کو کام کے تیار رکہنے کی تاکید اور نواب محمد نصر اللہ خان کو ضروری کامون کے متعلق ہدایت کی۔

چار روز بھوپال میں قیام کیا اور جب زخم کی کیفیت اور طبیعت کی حالت سے اطمینان ہوا تو پھر رائسین واپس گئی اور کام شروع کر دیا، اور اسیطرح شبانہ روز محنت کرکے دو ماہ ۱۰ یوم میں محالات ختم کئے، مگر ہنوز چار محال باقی رہے تھے کہ اس عرصہ میں بھوپال میں طاعون کی بہت زیادتی ہو گئی رعایاے شہر سخت پریشان تہی اور جو انتظام انسداد طاعون کے کئے جاتے تھے اون سے اور وحشت ہوتی تہی، ان تفکرات اور دن رات کی محنت سے میری طبیعت ناساز ہو گئی، اسکے علاوہ دو فصول کا زمانہ بہی آگیا، اور زمین نے اپنا ملبوس زمردین بدل کر پکھراجی لباس پہن لیا، آفتاب میں حدت پیدا ہو گئی، مجھے رعایا اور لشکر کی تکلیف کا بہی خیال تہا اسلیئے واپس آکر ایک ماہ سمردہ میں قیام کیا لشکر تین حصوں پر تقسیم کر دیا گیا، نواب محمد نصر اللہ خان نے اپنی جاگیر دیوان گنج میں جو سمردہ سے تین کوس ہے قیام پذیر ہونا پسند کیا، اور معین المہام کو انتظام طاعون کے لیئے چند روز کو بھوپال بھیجدیا۔

کرنل صاحب میری ہدایت کے مطابق مجھسے پہلے ہی سمردہ میں آچکے تھے میری واپسی رائسین کے بعد روز بروز اون کا زخم اچھا اور مندمل ہوتا رہا اور خدا کا فضل شامل حال تہا کہ اس قدر بلندی اور ایسی خوفناک جگہ اور پرخطر حالت میں گرنے سے جان سلامت بچ گئی، اور اکیس (۲۱) دن میں اونکو آرام ہو گیا۔

مین نے سمردہ میں آکر مسہل لیئے اور چار محال کا کام جو باقی رہگیا تہا اوسکو بھی پورا کیا، ۷ صفر ۱۳۲۱ ہجری کو رعایا کے اطمینان کے لیئے بھوپال میں واپس آگئی، نواب محمد افتخار اللہ[?] خان میرے ہمراہ آگئے تھے خان بہادر منشی عنایت حسین خان منصرم نصیر المہامی، اور معین المہام ریاست کو میں نے حکم دیا کہ بقیہ محالات کا معائنہ کریں اونہوں نے معائنہ کیا اور مفصل رپوٹیں پیش کین، اور نیز اس امر کی جانچ کا بہی حکم دیا کہ سامان رسد وغیرہ کی قیمت کا کامل تصفیہ کیا جاے تاکہ رعایا کو مطلقاً کوئی بار محسوس نہ ہو، اور اپنے احکام کی تعمیل کیمتعلق اطمینان ہو جاے۔

دورہ کے قبل جسقدر ضرورت مجھے دورہ کی معلوم ہوتی تھی اب اوس کی اہمیت اور بھی بڑھ گئی ہر چیز قابل اصلاح معلوم ہونے لگی اور یہ اندازہ ہو گیا کہ مفصلات کے بھی ہر صیغہ پر مجھے بذات خاص کامل توجہ کی ضرورت ہے ، اس دورہ مین چار ہزار چھہ سو ننانوے (۴۶۹۹) عرائض میرے اور ایک سو دو (۱۰۲) معین المہام اور نصیر المہام کے روبرو پیش ہوئین ، ان تمام عرائض مین اکثر ایسی تھین جنپر فوراً احکام صادر کئے گئے اور اون کا انتظام کیا گیا ، اور جو فضول عرائض تھین وہ داخل دفتر کی گئین ، معائنہ سے جو حالات معلوم ہو سکے اور تحقیقاتون سے جو نتائج میرے سامنے پیش ہوے اون کے لحاظ سے جو انتظامات عمل مین آئے وہ نہایت مفید ثابت ہوے اور اون پر رعایا کو اطمینان ہو گیا اور اون کی تکلیفین کم ہو گئین ، اور یہی سبب دورہ کی زحمتین اوٹھانے کا معاوضہ تھا +



باب (۱۱)

متفرق انتظامات وحالات

۱۹ و ۱۳۲۰ ہجری

مین نے اپنی اس کتاب مین ہر ایک واقعہ اور ہر ایک اصلاح کو تفصیلی طور پر بیان کرنا طوالت سمجھکر صرف اہم اور قابل یادگار واقعات و اصلاحات کا بلحاظ سنین صدر نشینی مفصلاً درج کرنا مناسب سمجھا ہے اور دیگر معمولی امور کے لئے جو اندراج کے لایق ہون یہ التزام رکھا ہے کہ بالاجمال لکھدیئے جائین، میری مسند نشینی کے ابتدائی دو سال سنہ ۱۹ و ۱۳۲۰ ہجری نہایت دشواری کے تھے اور مجھے انمین سخت مشکلات کا مقابلہ کرنا پڑا۔

ایک عرصہ تک سب سے بڑی تکلیف کسی مشیر و مددگار کے نہونے کی تھی اس سبب سے بذات خاص ہر ایک جزئی و کلی کام کو اپنے ہاتھہ سے انجام دینا ہوتا تھا۔

چونکہ مشیت ایزدی یہی تھی کہ مین بغیر کسی مددگار کے کام کرون اور اپنے حقیقی و اصلی مددگار پر توکل کرون، جیسا کہ اوسکا مقدس ارشاد ہے کہ وَمَنْ يَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ مین نے اوسی پر بھروسہ کیا اوسی سے مدد کی التجا کی، اور مشکلات کے زمانہ مین تنہا رہکر کام شروع کیا۔

مجھے اس سے بڑی تقویت تھی کہ مین ابتدا ہی سے محنت کی عادی تھی اور مین نے اپنے زمانہ ولیعہدی اور سرکار خلد مکان کی ناراضی کے دنون مین اپنے آپ کو آرام طلب نہین بنا لیا تھا، مین علاوہ اپنی جاگیر کے کامون کے جو کچھہ کہ تھے اپنا عزیز وقت کتب بینی، امبرائیڈری (سوزن کاری) بچون کی تربیت اور انتظام خانگی وغیرہ مین صرف کیا کرتی تھی، کیونکہ طبی اصول سے انسان کی صحت کے لئے بغیر کام کے بیٹھا رہنا بھی ایسا ہی مضر ہے جیسا کہ حد سے زیادہ کام کرنا اسلئے اوسط درجہ

ہر طریق سے اچھا ہوتا ہے اگرچہ میرے دماغ نے ۲۷ رسال تک آرام پایا تھا لیکن اون تفکرات و حالات سے جنکا ذکر جا بجا میری کتاب مین موجود ہے، کچھہ کم تکلیف بھی نہ اوٹھائی تھی مگر وہ تکلیف ایک سچے ہمدرد و مشیر کی وجہ سے معلوم نہوتی تھی۔

غرض جب مین نے ریاست کا کام شروع کیا تو نہ مین محنت سے گھبرائی اور نہ مجھے کوئی تکلیف ہوئی ہین ان دو سالون کے تفصیلی واقعات بیان کر چکی ہون اب اجمالی حالات کا تذکرہ درج ذیل ہے :-

ا۔ معین المہام ریاست کے تقرر کے بعد جب مین نے اون سے بندوبست کے باب مین مشورہ کیا تو اونہون نے اون تمام تجاویز و کاغذات کو دیکھکر جسکا مین نے باب (۵) مین بیان کیا ہے اس راے سے اتفاق کیا اور اپنی راے ظاہر کی کہ "وہی تدبیر مناسب ہی کہ جو حضور نے اور اہل مشورہ نے قائم کی ہے یعنی بالفعل کسی طویل میعاد کے بندوبست مین دقت ہے سرسری بندوبست کر دیا جاے اور اس عرصہ مین تمام کاغذات از روے پیمائش و تحقیقات موقع درست کر لئے جائین پھر جس میعاد کا کہ مناسب ہوگا بندوبست کرنے مین آسانی ہوگی"

بلحاظ حالات متذکرہ اونکی راے کے موافق پنج سالہ بندوبست سرسری کا حکم دیا اور اوسمین جو جو رعایتین رکھی گئین اونکے متعلق اشتہار جاری کیا، رعایا نے اس انتظام کو بہت پسند کیا اور بہ رغبت وخوشی مستاجریون کی درخواستین کین، غرض اسی سال مین دو ضلعون کا بندوبست مکمل ہوگیا مگر بلحاظ حالات ملک و رعایا اکثر مواضع نصف جمع کمپاسی تک بھی نہ پہونچے دونون ضلعون مین (۴۹۸۶۱) روپیہ سالانہ کی رعایت مستاجرون کے ساتھہ کی گئی۔

اس انتظام کا تذکرہ میجر ایل امپی صاحب بہادر پولیٹکل ایجنٹ سے بھی آیا اونکو مال کے کام سے بہت دلچسپی تھی اور اونکی تجویز جسکو وہ اپنی گفتگو مین بیان کرتے تھے نہایت صائب اور دور اندیشی پر مبنی ہوتی تھی۔

۲۔ زراعت پیشہ آبادی کو بڑی دقت تخم و کہاد حاصل کرنے مین تھی مہاجنون نے نادہندی مزارعین اور عدالتون سے کافی دادرسی نہ ہونے کیوجہ سے ہاتہہ کہینچ لیا تھا، ریاست سے جو تخم و کہاد دیا جاتا تھا اوس سے بوجہ عدم توجہی و زیادتی عمال ریاست ہی کا نقصان نہ تھا بلکہ مزارعین دستاجرین کو بھی تکلیف ہوتی تھی مین نے اس قاعدہ کو منسوخ کر کے مہاجنون کو اطمینان دلایا اور شرح منافع ایسی مقرر کی جس سے نہ مہاجنون کو وصولی مین دقت ہوا اور نہ زراعت پیشہ آبادی کو نقصان پہونچے، اسیکے ساتہہ مین نے خزانہ ریاست کی آمدنی اسٹامپ (کورٹ فیس) کا بھی برائے چندے خسارہ گوارا کیا اور مقدمات تخم و کہاد کو بصیغہ سرسری معمولی اسٹامپ کی درخواست پر سماعت کرنے کا حکم دیا۔

۳۔ کانپور کے مدرسہ فن زراعت مین تعلیم حاصل کرنے کے لئے وظائف مقرر کئے۔

۴۔ جنگل عام و خاص کا یکجائی انتظام کر کے دو عہدے دار مقرر کئے گئے رعایا کی ضرورت استعمال کے واسطے چوب عمارتی وغیرہ کی رعایت رکہی گئی، آبادی کے قریب اور ممکن الزراعت اراضی پر جو جنگل تہا وہ بخیال حفاظت رعایا و آبادی زمین کٹوا دیا گیا، اگرچہ قانون جنگل کرنل وارڈ صاحب کے زمانہ مین ہی مرتب ہو چکا تہا لیکن اوسپر عملدرآمد نہ تہا اور ملازمان جنگل خیانت و سرقہ کے عادی ہو گئے تھے تمام عمدہ جنگل کٹوا دیا تہا اسلئے جنگل کا انتظام کسیقدر سختی سے کرنا پڑا، اور اوسی قانون مین کچھہ اور ضروری اضافہ کر دیے گئے تا کہ کٹا ہوا جنگل تیار ہو جاے اور خیانت و سرقہ کا دروازہ بند ہو اسی کے ساتہہ جنگل کی قدرتی پیداوار سے رعایا کو تمتع حاصل کرنے کے لئے ایک ضابطہ معین کیا۔

۵۔ انتظام ڈاکخانہ جات مین ضروری اصلاح کی جدید ٹکٹ پاؤ آنہ سے ایک روپیہ تک کے چھپوائے گئے اور لفافے و کارڈ جاری کئے گئے۔

۶۔ ہر چہار نظامتون مین جدید اصلاحات عمل مین آئین بعض تحصیلدارون کی تنخواہین بمناسبت وسعت تحصیل ترقی کی گئی اور اکثر تحصیلون مین نائب تحصیلداری کے عہدہ کا اضافہ کیا گیا اور ان

عہدہ پر اون لوگون کا تقرر کیا جو صیغہ مناصب سے تنخواہین پاتے تھے۔

مین نے جب صیغہ مناصب اور منصب دارون کی کیفیت دیکھی تو اوس سے یہ نتیجہ نکالا کہ اغراض صیغہ مناصب کے برخلاف غیرمستحق اشخاص اوس سے پرورش پا رہے ہین اور ریاست اس سقیم الحالی پر مفت مین یہ بار کثیر اوٹھا رہی ہے، منصب دارون مین نہ کسی پیشہ کی قابلیت ہے اور نہ اونکی تعلیم ایسی ہے کہ وہ اپنے لئے معاش پیدا کرسکین اونکی تمام عمر لہو و لعب مین بسر ہوئی تھی، اور بجز اسکے کہ گھر مین بیٹھے ہوے فضول باتین کیا کرین اور کوئی کام نہ کرتے تھے۔

اگرچہ حالات اسکے مقتضی تھے کہ مین یک لخت ایسے لوگون کی تنخواہ بند کردیتی لیکن نہ اس خیال سے کہ لوگ میری نسبت کیا رائے قائم کرین گے، بلکہ اس خیال سے کہ یکایک برخاست کرنے سے یہ لوگ فاقہ کشی اور معاش کی مصیبتون مین گرفتار ہوکر برباد ہو جائین گے مین نے یہ مناسب جانا کہ اونکی تنخواہون پر نظر ثانی کرکے اون لوگون کو کام مین لگانا چاہیئے تاکہ اونکا وسیلہ معاش بھی قائم رہے اور وہ محنت کے عادی بنین اور کچھہ کاروباری لیاقت حاصل کرین، ابتدا مین یہ لوگ محنت سے گھبرا کر کام چھوڑ چھوڑ کے بھاگتے تھے لیکن رفتہ رفتہ محنت اور کام کے عادی ہوتے گئے اور اون مین سے اکثر اپنی خواہش کے ساتھہ سرکاری خدمات کرنے کی التجا کرتے ہین اور کام بھی کر رہے ہین اور اون کو کچھہ کچھہ کام بھی آچلا ہے۔

۷۔ اگرچہ مین پہلے سے واقف تھی کہ رعایاے بھوپال کو تعلیم کی طرف مطلق دلچسپی نہین لیکن جس وقت مین نے دورہ کیا اور مفصلات و شہر کے مدارس کی کیفیت دیکھی تو مجھے سخت مایوسی ہوئی تمام لوگون کو مفصلات مین کیا شہر مین بھی تعلیم جدید سے وحشت تھی اور جو تعلیم کا شوق رکھتے تھے وہ پرانے اور از کار رفتہ نصاب کے دلدادہ تھے یا وظیفہ کے لالچ سے قرآن مجید اور قدرے عربی فارسی پڑھ لیتے تھے اور اگر اوس سے آگے بڑھتے تھے تو نصاب مروجہ کے دائرہ ہی مین عمر تمام ہو جاتی تھی؛

مشرقی علوم کی تعلیم ہی غنیمت ہوتی اگر پنجاب یونیورسٹی کی اورنٹیل فیکلٹی کا نصاب رائج کردیا جاتا اور اوسمین امتحانات ہوتے یا مدرسہ دیوبند ہی کی تعلیم پیش نظر ہوتی حالانکہ سرکار خلد مکان تعلیمی اخراجات فیاضی کے ساتھہ کرتی تہین اور ان اخراجات کو ضروری جانتی تہین وظائف کی بہت بڑی تعداد تہی جس سے طلبار کی حوصلہ افزائی کیجاتی تہی شہر و مفصلات مین متعدد مدارس تھے مین نے یہ حالت دیکھکر عزم مصمم کرلیا کہ جسطرح ممکن ہوگا میرے لئے رعایا کی تعلیمی حالت کا درست کرنا سب سے ضروری اور مقدم امر ہے اگرچہ ان سالون مین کوئی نمایان اصلاح نہین ہوئی لیکن آئندہ کے لئے تدابیر سوچنے اور غور و خوض کرنے کے واسطے اسباب دریافت ہوگئے۔

البتہ قصبہ سیہور مین جہان مسلمان آبادی نسبتہً زیادہ ہے ایک مدرسہ قرآن مجید و کتب مذہبی پڑہنے کے لئے جاری کیا گیا تاکہ وہ اپنے مسائل روزمرہ سے واقف ہوجائین، اس قصبہ مین کسی انگریزی مدرسہ کی ضرورت نہ تہی کیونکہ چہاونی مین پہلے سے ہائی اسکول موجود ہے۔

۸۔ چونکہ اشیار کا کمی و بیشی کے ساتھہ تولنا قانوناً بہی جرم ہے اور شرع اسلام مین تو سخت گناہ ہے وَاَوْفُوا الْكَيْلَ وَالْمِيزَانَ کی عدول حکمی پر حضرت شعیب علیہ السلام کی امت پر عذاب نازل ہوگیا تہا جسکا ذکر توریت مین بہی موجود ہے، اسلئے مین نے ڈہلے ہوے باٹ ہر ایک وزن کے رائج کیئے تاکہ کمی بیشی اوزان کا احتمال نہ رہے۔

۹۔ توسیع اسٹیشن کے لئے بقدر ضرورت زمین دی گئی اور ترقی تجارت کے لئے رعایا کیساتہہ بعض ضروری رعائتین کی گئین۔

۱۰۔ انتظام عدالتی مین فوری طور پر کسی اصلاح و ترمیم کی ضرورت نہ تہی لیکن وکلار کی حالت بہت کچہہ اصلاح طلب تہی بالعموم ایسے اشخاص وکالت کرتے تھے جنہون نے وزارت سے رعایتاً اجازت وکالت حاصل کرلی تہی اور اونکی قابلیت کا کوئی معیار نہ تہا، حالانکہ وکلا ہی عدالت کے

سعین اور فریقین مقدمہ کے معتمد ہوتے ہین، اور سہولت عدالت و انصاف کا زیادہ تر انحصار اونہین کی قابلیت پر ہوتا ہے اسلئے اونکے امتحان و تعیّن مدارج کی فوری ضرورت معلوم ہوئی اور طریقہ امتحان وکلا جاری کیا گیا جس سے رعایا کو بہت فائدہ پہونچا اور رعایتی جماعت جو رعایا کے لئے مضر تہی علٰحدہ ہو گئی -

۱۱ - پولیس کے انتظام کے متعلق مین پہلے ابواب مین لکہہ چکی ہون ان دونون سالون مین بالفعل صرف اسیقدر انتظام کیا گیا کہ رزرو ڈ پولیس کی مناسب موقعون پر چوکیان قائم کین اور عہدہ داران پولیس کو انسداد جرائم کے لئے خاص طور پر تاکیدی احکام دئے جس کا نتیجہ اطمینان بخش ہوا یعنی بمقابلہ سابق اس عرصہ مین (۱۵ ہ ۴۲) وارداتون کی کمی ہوئی، سرکار خلد مکان کے زمانہ مین بہی پولیس کی چوکیان قائم تہین لیکن پہر وزیر ریاست نے چوکیون کو توڑ کر رزرو ڈ پولیس قائم کی اور اوسکو شہر مین رکہا اسلئے چوکیون کی پولیس سے جو خوف تہا وہ جاتا رہا اور جرائم پیشہ اشخاص کو وارداتون کے ارتکاب کا موقع مل گیا -

۱۲ - بہوپال مین "رومن کیتہلک" عیسائیون کی عبادت کے لئے ایک گرجا ہے اوسمین جو پادری مقرر ہوتے تہے اونکی تنخواہ شہزادہ مسیح اپنی جاگیر سے دیا کرتے تہے، اونکے مرنے کے بعد دُلہن صاحبہ دیتی رہین جب وہ بہی مر گئین تو عنایت مسیح جو شہزادہ مسیح کے متبنّی لڑکے کے بیٹے تہے دیتے رہے، اونکے انتقال کے بعد اونکے لڑکے امداد مسیح و بہر مسیح کو ریاست نے پرورش کچہہ جاگیر دیدی تہی مگر اونکی ناقابلیت کیوجہ سے انتظام جاگیر بالکل خراب ہو گیا تہا اسلئے مجبوراً ریاست نے شامل خالصہ کر لی اور مناصب سے اونکا للعہ سالانہ گذارہ مقرر کر دیا گیا لیکن مین نے عیسائی رعایا کے مذہب کا خیال کر کے وہ تنخواہ ریاست سے مقرر کر دی -

۱۳ - مالی حالت اور خزانہ کی کیفیت مین پہلے ظاہر کر چکی ہون مگر جدید انتظام سے سال اول مین

دو لک [illegible] اور سال دوم میں سے لک [illegible] کی بیشی ہوئی تاہم بمقابلہ جمع کپاسی کہ سال اول میں [illegible] لک [illegible] اور سال دوم میں [illegible] لک [illegible] کی کمی رہی۔

یہ حالت کسیقدر قابل اطمینان تھی اور مجھے امید پیدا ہوگئی تھی کہ اگر کافی توجہ اور محنت کی گئی اور انتظامات میں عمدگی رہی تو آیندہ اور اچھی حالت ہوجائیگی، جسوقت میں صدر نشین ہوئی ہوں تو جملہ اخراجات ریاست [illegible] لک [illegible] تھے اور اب ان دونوں سالوں کے انتظام میں [illegible] لک [illegible] رہے اس سے اندازہ ہوگا کہ باوجود بے انتہا ضروریات تخفیف کے بھی صرف [illegible] لک [illegible] کی تخفیف رہی۔

۱۴ ۔ سنہ ۱۳۲۰ ہجری کے آخر میں مرض طاعون کا شیوع ہوا، پہلے زنام، اندور، ہوشنگ آباد سے وحشت ناک خبریں آنے لگیں، اسی زمانہ میں مجھے صاحب پولیٹکل ایجنٹ نے مطلع کیا کہ اچھاور میں چند مشتبہ موتیں وقوع پذیر ہوئی ہیں، میں نے فوراً ڈاکٹر خوشحال داس ہوشی اسسٹنٹ سرجن کو اونکی تحقیقات کے لئے روانہ کیا، اونکی رپورٹ سے معلوم ہوا کہ نمونیہ سے موتیں واقع ہوئی ہیں لیکن چونکہ نرسنگڑھ راجگڑھ اور اندور میں جنکی سرحدیں ریاست بھوپال سے ملی ہوئی ہیں یہ وبا پھیلی ہوئی تھی اس لئے مجھے قوی شک ہوا کہ وہ نمونیا پلیگ کا تھا۔

میں نے ضروری انتظامات کے متعلق احکام صادر کئے قرنطینہ کا انتظام کیا اور اوس کی نگرانی کے لئے عملہ بڑھایا گیا، اسی عرصہ میں بغرض حفظ ماتقدم قواعد انسداد طاعون مرتب ہوے، جس سے رعایا میں اور بھی بے چینی پھیلی جب مجھے رعایا کی عرائض اور مختلف ذرائع سے اس بے چینی کی حالت معلوم ہوئی تو میں نے منصرم نصیر المہامی کو حسب ذیل حکم ارسال کیا۔

یہ عرضی مع مثل خاص منسلکہ ہذا د عرضی عمائدین و معززین و منتظمی رعایا جو ہماری روبکاری میں پیش ہوئی ہے نزدیک منصرم صاحب نصیر المہامی کے مثل ہوکر

لکھا جاوے کہ علاوہ تمہاری اس عرضداشت کے ہمارے پاس عمائدین و معززین شہر کی
عرضی بھی جسپر چند ہزار دستخط ثبت ہین پیش ہوئی ہے جو ہمراہ اسکے تمہارے پاس بھیجی جاتی ہے
جس سے دریافت ہوا کہ قواعد طاعون کو صرف دیکھنے سے بیحد وحشت و اضطراب رعایاے
بھوپال مین پیدا ہوگیا ہے اور تمامی رعایا یک زبان ہوکر ان قواعد کی سختی کی
بدرجہ غایت شاکی ہے لیکن الحمدللہ کہ اسوقت تک علاقہ ریاست ہذا مین کسی ایک جگہ
بھی اس موذی مرض کا نام ونشان نہین ہے اور آئندہ بھی حافظ حقیقی کے فضل سے ایسی
ہی توقع ہے، اسلئے آپ ہماری جانب سے ہماری تمام رعایا کو اطلاع دو اور مطمئن کردو کہ اونکے
ساتھہ ایسا برتاؤ کبھی نہ ہوگا جو اونکے رسم ورواج وعادات قدیمہ و طرز معاشرت
وعقائد مذہبی و دیگر ریاستون کے جو زیر حکومت تاج برطانیہ ہین طرز عمل کے خلاف
ہو، اور اونکی تکلیف مالایطاق کا باعث ہو۔

امراض متعدیہ مثل وبا و چیچک وغیرہ مین جو احتیاط معمولی کرنی پڑتی ہے اوس سے
زیادہ کسی ایسے امور پر وہ مجبور نہین کئے جائینگے جسکے وہ متحمل نہوسکین اور طاعون زدہ
علاقہ جات غیر سے آنے جانے والون کے انتظام کی نسبت جو احکام قبل ازین نافذ
ہوچکے ہین موافق اوسکے تعمیل ہو، اور کافی احتیاط و نگرانی حسب ضابطہ رکھی جاوے
نقل حکم کی اطلاعاً و تعمیلاً ڈاکٹر خوشحال راس چیف اسسٹنٹ سرجن کے پاس بھیجکر ہدایت
کی جاے کہ اگر خدانخواستہ کوئی آثار اس مرض کے پاے جائین تو فوراً مفصل اطلاع
اوسکی سرکار مین دی جاے، اور جب تک کہ وہ باتفاق راے افسر الاطبار
یونانی کے اس بارہ مین پورے طور پر مطمئن نہ ہوجائین کہ درحقیقت فلان وقوعہ اس
مرض کا ہے اور پھر خاص طور پر ہماری منظوری نہ حاصل کرلین کوئی جدید کارروائی

شروع نہ کرین اور تمام رعایاے بھوپال کو فہمائش کردی جاے کہ تجربہ سے یہ بات ثابت ہوئی ہے کہ رطوبت وغلاظت سے یہ مرض پیدا و منتشر ہوتا ہے ، اور شرعاً کثرت گناہ سے اور صفائی بہترین علاج ثابت ہوئی ہے ، اسلئے تمام رعایا کو مناسب ہے کہ باحتیاط تمام اپنے اپنے مکانون کو اور سامان ولباس کو صاف رکھین اور محلہ مین کامل صفائی کا انتظام کرین اور درگاہ باری تعالی مین نہایت خشوع اور خضوع کے ساتھ دُعا و استغفار کیا کرین"

فروری ۱۹۰۳ء = ذیقعدہ ۱۳۲۰ہجری مین جبکہ مین دورہ مین تھی بھوپال مین بھی یہ آفت آہی گئی تمام باشندگان بھوپال سخت پریشان ہوگئے اسپر مصیبت یہ تھی کہ یہ لوگ تدابیر انسداد طاعون سے وحشت کرتے تھے اور اونکی حالت بالکل معصوم بچون کی سی ہوگئی تھی جو مرض کی تکلیف سے تڑپتے ہوتے ہین لیکن دوا کی تلخی کو برداشت نہین کرتے۔

جابجا قرنطینے قائم تھے گورنمنٹ ہند خاص طور پر احتیاطین عمل مین لارہی تھی یہان جو احتیاط کیجاتی یا جس مفید کام کا حکم دیا جاتا یا جو قواعد بنائے جاتے بجاے اسکے کہ اوسپر غور کرکے لوگ عمل کرتے وحشت زدہ ہوتے۔

میرے پاس دورہ مین صدہا عرائض پہونچین اور اکثر اون مین عجیب بے سروپا باتین تھین چونکہ مین جانتی تھی کہ یہ عرائض محض اضطرابی حالت مین لکھی ہین اونکی تشفی کے احکام صادر کرتی تھی۔

معین المہام ریاست کو بھی غیرت گنج سے بھوپال جانے کا حکم دیا کہ وہ صاحبزادہ محمد عبیداللہ خان کو امداد دین، کیونکہ صاحب موصوف کو ایسے امور کے انتظام کے اکثر موقعے علاقہ جات بلرام پور وغیرہ مین آچکے تھے اونکو بہت سی ہدایتین بھی دین جو اہل بھوپال کی طبیعت و عادات اور حالت کے مطابق تھین ، وہ بھوپال آئے اور ضروری تدابیر عمل مین لائے مجھے روزانہ اطلاعین موصول ہوتین اور مین

برابر ہدایات واحکام بھیجتی اور رعایا کی تسلی وتشفی کرتی ۔

صاحبزادہ محمد عبیداللہ خان حسب ہدایت میرے میجر ایمپی صاحب بہادر سے صدر منزل میں ملے اور میری تمام تجاویز کو پیش کیا ، صاحب موصوف نے میری رائے سے اتفاق فرمایا ؛ ایوان صدر منزل میں ایک میٹنگ انسداد طاعون کے ذرایع اور رعایا کے اطمینان کے اسباب پر غور کرنے کے لیے منعقد کی ، صاحب پولیٹکل ایجنٹ اطباء شہر اور ارکین ریاست اوسمین شریک تھے ۔

غرض ایک مسودہ اشتہار جس سے رعایا کی وحشت دور ہو تیار کیا گیا اور حسب خواہش میر اپنی تجویز سے آبادی کے باہر مریضان طاعون اور شہر کے باشندوں کیلئے خس پوش مکانات کا موقع تجویز کیا

مین نے ڈاکٹر ویر صاحب ایجنسی سرجن کو بمقام دہوری بلایا اور بہت دیر تک ٹیکہ اور لوگون کے حالات کے متعلق گفتگو رہی ، وہ ٹیکہ کو بہت مفید بتاتے تھے لیکن اوسی زمانہ مین ملک وال (پنجاب) کی متوحش خبرین اخبارات مین شائع ہو رہی تھین اور عوام الناس اوسکو پڑھکر خوف زدہ ہوتے تھے اسلئے اس تدبیر مین کامیابی مشکل تھی ۔

اہل بھوپال پر جو آٹھ سال سے سن رہے تھے کہ بمبئی مین طاعون شروع ہوا اور آج پنجاب پہونچ گیا ، کل میسور تباہ کیا ، اور آلہ آباد مین آفت ڈہائی سخت ہیبت طاری ہو رہی تھی مگر جب ہوشنگ آباد مین جو سرحد بھوپال سے ملا ہوا ہے طاعون پھیلنے کی خبرین گوش زد ہونے لگین اور راجگڑہ و نرسنگڑہ سے اس آفت کے آجانے کی اطلاعین آنے لگین تو لوگون کی پریشانی کی کوئی حد نہ رہی اسی عرصہ مین یہ معلوم ہوا کہ سیہور مین بھی طاعون کا پیش خیمہ آگیا ہے اب بے انتہا اضطراب و تردد پیدا ہو گیا ، وہ ٹیکہ کے نام سے مثل وحشی جانورون کے جو ذراسی آہٹ سے رم کرتے ہین بھاگتے تھے ، ڈاکٹر ویر کو مین نے سمجھا دیا کہ مصیبت ایک عجیب چیز ہے جو خود بخود انسان کو تکلیف اوٹھانے پر راضی کرلیتی ہے چونکہ یہ لوگ ایک نئی بلا مین گرفتار ہو رہے ہین اونکو اونکی حالت پر چھوڑ دینا چاہیے ۔

اور سہل الاصول تدابیر سے کام لینا چاہئے" ڈاکٹر ویبر نے میری رائے سے اتفاق کیا ۔

مجھے دورہ مین کوئی دن ایسا نہ جاتا تھا کہ مین تسکین بخش احکام صادر نہ کرتی ، مین نے صاحبزادہ محمد عبید اللہ خان کو جو بھوپال ہی مین تھے ہدایت کی کہ نرمی سے لوگون کو سمجھائین اور تدابیر حفظ صحت سے اونکو آگاہ کرین اور خود اونہین تدابیر پر کاربند ہون کیونکہ یہ ایک قاعدہ کی بات ہے کہ جب کوئی شخص سربرآوردہ کسی تحریک کو عملی طریقہ سے پبلک کے روبرو پیش کرتا ہے تو یقینی طور پر اوسکا اثر ہوا کرتا ہے سب سے بہتر تدبیر اوس زمانہ مین یہ خیال مین آئی کہ جہانتک ممکن ہو لوگ شہر کی آلودہ جگہون سے علیحدہ ہوجائین مین نے باشندگان شہر کو ترغیب دی کہ طاعون زدہ مقامات سے نقل مکان کرین ، اور حسب ذیل حکم معین المہام ریاست کے نام جاری کیا ۔

آپ عمائدین اور معززین کے ذریعہ سے رعایائے شہر کا ہماری طرف سے اچھی طرح اور بخوبی اطمینان کردین کہ یہ قواعد محض تمہاری حفظ صحت کی غرض سے نافذ کئے جاتے ہین جو تمہارے حق مین سراسر مفید ہین اور ہمکو وہ قانون نافذ کرنا ہرگز منظور نہین ہے جس سے تمہاری آبروریزی یا پردہ دری ہو جس مریض کو اوسکے مکان سے علیحدہ کرکے دوسرے مکان مین مع تیمارداروں کے رکہا جائے گا اوسکے واسطے سواری اور باربرداری سرکار سے دی جائیگی ، اور بصورت خواہش مالک مکان واقع شہر کی نگرانی و تحفظ سرکار سے کیا جائے گا اور سرکار سے پولیس کا پہرہ قائم کیا جائے گا جو اوس مکان و مال کی حفاظت رکھیگا اور کم درجہ کے بے پردہ لوگون کے واسطے ایک مکان کونڈہ فرحت افزا ، اور پردہ دارون کے واسطے مکانات واقع باغ فرحت افزا ہم پہلے تجویز کرچکے ہین ، علاوہ اون کے شاہجہان آباد مین پائگاہ ڈیوڑہی خاص اور بارہ محل اور نواب منزل اور گلشن عالم اور پروین منزل وغیرہ وغیرہ

مکانات صاف اور خالی کرائے جائین اور اونمین مریض مع اونکے عزیز و اقارب و تیمار دارونکے جو حسب منشاء قواعد رہنا چاہین بہ آرام رکھے جائین اور جس کا وہ علاج کرنا چاہین ، یونانی ، یا ڈاکٹری ، یا پانچ کا کرین اوسکا بخوبی بندوبست کرا دین ، اور حفظ مراتب شریف و غیر شریف کا کیا جاے ، اور مکانات بھی علی قدر مراتب تجویز کیے جائین اور ایک فرد اسم نویسی ایسے شخصون کی جو موقر اور سربرآوردہ و ذی اثر ہین مرتب کرکے اسکے ساتھہ بھیجی جاتی ہے اونکو اور علاوہ اونکے بمشورہ منشی قدرت علی اور بھی آدمی انتخاب کرکے اضافہ کرنے کے بعد اونکے محلون مین میر محلہ کئے جائین اور بعنوان شائستہ اجراان قواعد کا شہر مین کر دیا جاے اور تمام رعایا کو ہماری طرف سے کہا جاے کہ وہ بحضور خداے عز وجل بتضرع و زاری و بخشوع و خضوع مناجات کرین اور دعا مانگین کہ قادر مطلق اونکے شہر مین اور اونکے سر سے اس بلا و مرض موذی کو دور کرے اور تمام ہندوستان سے نیست و نابود کرے ، گو مجبوراً و ضرورتاً اون سے دور ہون لیکن کوئی اپنے حال و خیال سے مجھکو بے خبر تصور نہ کرے مین صحت و عافیت و رفاہیت طلبی سے ایک لمحہ بھی غافل اور عاطل نہین ہون اور ہر وقت اللہ جل شانہ سے دعا کرتی ہون اور اونکی اس دعا مین شریک ہون "

حسب تجویز معین المہام صاحب ملکت ۲۵۰۰۰ روپیہ اخراجات کے لئے منظور کئے گئے ، اور محکمہ حفظان صحت کو حکم دیا گیا کہ انسداد طاعون کی کارروائیان پورے طور پر عمل مین لائی جائین اور اخراجات کی کمی بیشی کا مطلق خیال نہ کیا جاے ۔

رجمنٹ اعانت شاہی کا بھی چند روز کے لئے اسلام نگر مین جو شہر سے ۴ میل ہے قیام قرار پایا ، اور گھاس وغیرہ کے انتظامات کی نسبت تحصیلدارون کو احکام ہدایتی جاری کئے گئے ، طاعونی

اموات کے لئے آبادی سے فاصلہ پر جدید قبرستان کہولا گیا لیکن صرف انہین ظاہری اسباب پر اکتفا نہین کیا گیا بلکہ صدقات بھی کئے، ادعیہ ماثورہ و قرآن مجید کا بھی ورد کرایا، مساجد مین دعائین کرنے کے لئے ہدایتین کین۔

اسمین شک نہین کہ دعاؤن کو ظاہری اسباب سے کوئی تعلق نہین لیکن یہ ایک روحانی طریق عمل ہے جو کم و بیش دنیا کے ہر ایک مذہب مین جسکو آسمانی ہونے کا ادعا ہے جاری ہے اور مذہب اسلام چونکہ تمام نیکیون کی خواہ وہ ظاہری ہون یا باطنی جسمانی ہون یا روحانی تکمیل و تلقین کرتا ہے اسیطرح اوسنے اس طریق کی بھی نہایت مکمل نمونہ پر تکمیل و تلقین کی ہے کہ جو شخص خدا کو یاد کرتا ہے اور اوس کے حضور مین اپنی مصیبتون کو پیش کر کے اونکے دور کرنے کی التجا کرتا ہے خدا اوسکے دل مین تسکین کی روشنی پھیلاتا ہے، اور وہ اضطرابی حالت استقلال و تحمل سے بدل جاتی ہے اَمَّنْ يُّجِيْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ وَيَكْشِفُ السُّوْٓءَ قرآن مجید مین جابجا ایسی آیات ہین جن مین خدا کی قدرت و رحمت کاملہ اور اوسکے الطاف و مراحم اور قہر و جلال کا ذکر ہے اوسی کے ساتھ ایسی عبارتین اور ایسے الفاظ بھی ہین جن مین انتہا درجہ کی عاجزی اور ادب کا بندون کی زبان سے اظہار کیا گیا ہے، اور بندون کو ہدایت کی گئی ہے کہ اوسکے ہی بتلائے ہوئے کلام سے اپنے عجز کا اظہار اور مصیبتون سے نجات پانے کی التجا کی جائے۔ اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ نیز یہ مسئلہ طبی بھی ہے کہ اچھے اور اطمینانی خیالات پیدا ہونے سے سیکڑون امراض خود بخود دفع ہو جاتے ہین۔

بعض دعائین جو خاص ایسے وقتون کے واسطے احادیث و قرآن مجید سے اخذ کر کے علما نے بتلائین اونکو چھپوا کر تقسیم کیا۔

اوسی زمانہ مین ہوشنگ آباد مین طاعون کا زور تھا اور ضلع جنوب جو کہ ہوشنگ آباد سے ملحق ہے اوسکے بعض محالات مین بھی یہ وبا پھیلنی شروع ہو گئی تھی، اکثر مستاجر جو کیمپ مین پٹہ لینے آتے اونمین سے بعض کو

وہین بخار شروع ہو جاتا اور دوسرے تیسرے روز اونکی خبر موت معلوم ہوتی، رعایا سے مفصلات کو جسقدر اپنے رئیس کے آنے کی خوشی تھی وہ طاعون کے خوف اور دہشت سے مبدل ہوگئی، مین دربار کے وقت اون لوگون کو ہدایت کرتی تھی وہ فوراً اوسکی تعمیل کرتے، اور طاعون زدہ آبادی کو چھوڑ کر گاؤن سے ایک دو میل کے فاصلہ پر تھالون وغیرہ مین رہنے لگتے تھے چونکہ اس تدبیر کا اثر نہایت اچھا ہوتا تھا، ایک گاؤن والے دوسرے گاؤن والون سے ذکر کرتے اور جن مواضع مین طاعون پہونچتا وہین اوسپر عمل کیا جاتا، اسلئے عام طور پر یہ تدبیر رواج پاگئی ۔

جب میرا کیمپ ایک مقام سے دوسرے مقام پر جاتا تو مین سب سے پہلے وہان کے باشندون سے یہی دریافت کرتی کہ کہو تمہارے گاؤن مین کیا حال ہے؟ جواب ملتا کہ "ہمارے گاؤن مین ہوا مگر ہمنے سرکار کا حکم مانا اور گاؤن چھوڑ کر باہر چلے گئے رام نے دیا کی"

عام طور پر رعایا کو میری ذات کے ساتھہ اسقدر اعتقاد تھا کہ وہ جب یہ سنتے کہ سرکار شہر کو جانے والی ہین تو میرے پاس آکر مجھے نہایت عاجزی کے ساتھہ روکتے اور کہتے کہ "ماتا! ابھی نہ جاؤ ہمکو تمہارے درشن کہان ملین گے، ہمتو تیس برس سے سرکار کے درشنون کو ترس رہے تھے"

ادہر شہر کی رعایا پریشان ہو کر لکھتی تھی کہ "سرکار آپ خود آکر ہماری مصیبت دیکھین کہ گھر گھر مین طاعون پھیل رہا ہے"، غرض جاہل اور بھولی رعایا عجب عجب باتین کرتی تھی اور مین دونون طرف اونکی سمجھہ کے موافق اونکو تسکین دیتی اور تدابیر پر کاربند ہونے کی نصیحت کرتی ۔

پھر مین نے ارادہ کیا کہ مین خود بھوپال مین قیام کرون تاکہ رعایا کو کامل اطمینان ہوجاے، اور تمام انتظام عمدگی کے ساتھہ انجام پذیر ہون لیکن انہین تفکرات نے مجھے علیل کر دیا تھا، اسلئے مجبوراً ایک ماہ سیمرده مین جو نواب صاحب مرحوم کی شکارگاہ ہے قیام کر کے مسہل وغیرہ لئے، نواب محمد نصراللہ خان جو دورہ مین میرے ساتھہ تھے مع قیصر دولہن کے دیوان گنج مین جو اونکی جاگیر مین ہے اور سیمرده سے

تین کوس پر واقع ہے مقیم ہوے۔

صاحبزادہ محمد عبید اللہ خان شہر ہی مین مقیم تھے، جب پلیگ کا بہت زور ہوا، اور مین نے رعایا کو ترغیب دی کہ شہر سے جا کر دوسری جگہ قیام کرین تو بخیال حفظ صحت اور عامہ رعایا کو ترغیب دلانے کی غرض سے اونکو بھی لکھا کہ سمردہ مین مع شہریار دولہن آکر قیام پذیر ہون اسکے علاوہ میری محبت مادری نے بھی اونکا ایسے وقت مین وہان رہنا گوارا نہ کیا مین بذات خاص شہر مین آنے کے لئے مستعجل تھی، صاحب پولیٹکل ایجنٹ بہادر اور ڈاکٹر وبر صاحب بہادر کی رائے تھی کہ مین واپسی مین عجلت نہ کرون مگر مجھے بھی مناسب معلوم ہوا کہ رعایا کی تشفی اور انتظامات کی تکمیل کے لئے مین اپنا قیام بھوپال ہی مین رکھون کیونکہ رعایاے بھوپال اسوقت ایک عجیب کشاکشی مین گرفتار تھی، اول تو وبا طاعون خانہ بربادیان کر رہی تھی اور اوسپر طرہ یہ تھا کہ جو طریق حفاظت بتاے جاتے تھے جہلا اوس پر رنگ آمیزیان کر کے بدگمانیان پھیلاتے تھے، رئیس، ڈاکٹر، پولیٹکل حکام اور ارکین ریاست اونھی اسباب حفظان صحت کی ترغیب دیتے تھے جنکو خداوند کریم نے ذریعہ حفاظت بنایا ہے مگر مفسدین افترا پرداز جنکو قدرتاً یہ موقع رئیس کی طرف سے رعایا مین بدگمانیان پیدا کرانے کا حاصل ہو گیا تھا اون اسباب پر حاشیے چڑھا چڑھا کر بیان کرتے تھے۔

چونکہ عام قاعدہ ہے کہ جہلا پر افواہون کا بہت زیادہ اثر ہوتا ہے اسلئے علاوہ طاعون کے اس جدید مصیبت کا بھی سامنا تھا اور ایک ایسے انتظام کی ضرورت تھی جس سے رعایا کو وحشت نہ ہو، اور نہ بدخواہون کو کسی قسم کی بدگمانی پھیلانے کا موقع ملے۔

مین سمردہ مین مہماون سے فارغ ہونے کے بعد واپس آکر باغ حیات افزا و نشاط افزا مین مقیم ہوئی، اور ٹیکہ لگانے، گھر جلانے یا اودھیڑنے اور طاعون کے مکان خالی کرانے کی تجاویز کو ملتوی کر دیا، صفائی اور ڈس انفکشن وغیرہ جسقدر ممکن تھا کیا گیا اور ایسے ہی اکثر انتظام جو طبی اور ڈاکٹری اصول سے

مفید تھے حسن تدبیر سے اور رعایا کی دلجوئی کر کے عمل مین لائے جاتے تھے ، باغات و مفصلات مین رہنے کی فہمائش کی جاتی تھی اس کے علاوہ آخرین تدبیر یہ تھی کہ مین خود رعایا کی ساتھہ اوس سب سے بڑے حاکم اور سب سے زیادہ رحیم و کریم خدا کے حضور مین دعاؤن اور نمازون مین شریک ہوئی خدا نے ہماری دعا کو مستجاب فرمایا اور اس موذی وبا سے شہر نے تین ماہ بعد نجات پائی ۔

ہمین شک نہین کہ میجر ایمپی پولیٹکل ایجنٹ بہادر اور ڈاکٹر ویر صاحب نے انسداد پلیگ مین نہ صرف مجھے مدد دیکر ممنون کیا بلکہ اونھون نے میری رعایا کے ساتھہ بھی اصلی ہمدردی فرما کر مجھے بہت زیادہ شکر گزار بنایا ۔

۱۵ ۔ بعض محکمات و دفاتر فضول اور غیر مفید تھے اونکو شکست کر کے جدید قائم کئے جنکی کہ ضرورت تھی ۔

۱۶ ۔ جیل مین اگرچہ قیدیون کے کام سکھانے کے لئے کارخانے جاری تھے لیکن مین نے اونکو اور وسعت دی پیشتر صرف قالین اور شطرنجی بننے کے ہی کارخانے تھے ، مین نے لنگی ، دوسوتی چارخانہ ، کمل ، ساڑھی ، صابون بنانے اور توشک و جاجم چھاپنے کا کام اضافہ کیا ، اور اوس طریق سزا کو بدلا جس سے سزا کا اصل مقصد فوت ہوتا تھا اور مجرم جیل سے نکلکر پھر اونہین جرائم کے مرتکب ہوتے تھے ، چنانچہ میری صدر نشینی کے دو ہی سالون مین جرائم مین معقول کمی واقع ہوگئی ۔

باب (۱۲)

دربار سالگرہ صدر نشینی سال سوم

ریاست بھوپال کا یہ ایک قدیم دستور ہے کہ ہر سال صدر نشینی کی سالگرہ بطور ایک خاص تقریب کے کیجاتی ہے ، میری صدر نشینی سے پہلے اس تقریب کا یہ طریقہ تھا کہ تاریخ سالگرہ پر ارا کین و خوانین اور عہدہ داران ریاست فرمان روا ے وقت کے حضور مین مبارک باد کہنے کیلئے آتے تھے اور ادا ے تعظیم و اظہار مسرت کے لئے سلامی کی توپین سر کی جاتی تھین ۔

مین نے اس دستور کو قائم رکھکر اوسکو مفید اور بکار آمد بنانے کے لئے یہ تجویز کی کہ تاریخ سالگرہ سے قبل ہر صیغہ کی سالانہ رپورٹین میرے ملاحظہ کے لئے پیش ہوا کرین مین اونکی تنقید کرکے اون پر ریویو کیا کرون اور اگر ضرورت ہو تو کبھی ایک دربار عام یا خاص مین جیسا موقع ہو کارگذار اور قابل و جفاکش عہدہ دارون کی محنت و قابلیت کا اعتراف اور بذریعہ پروانجات خوشنودی مزاج یا انعامات کے اون کی حوصلہ افزائی کیجایا کرے ۔

پہلی سال کے اختتام پر میری اس تجویز کو عملی صورت مین آنا چاہئے تھا لیکن وہ سال جس طرح گزرا ناظرین کتاب پر پوشیدہ نہین ۔

سال دوم کے اختتام اور سال سوم کے آغاز پر بلحاظ اون اصلاحات و انتظامات کے جو اول دو سالون مین کئے گئے تھے مین نے ضروری سمجھا کہ تاریخ سالگرہ پر دربار منعقد ہو اور مین اون پر اپنے خیالات کا اظہار کرون اور مستحق عہدہ دارون کو انعام وغیرہ دون چنانچہ ۱۷ ربیع اول ۱۳۲۱ھ کو ۸ بجے صبح کے وقت ایوان صدر منزل مین دربار منعقد ہوا تمام ارکان و اخوان ریاست ، افسران فوج

اور دیگر عہدہ دار مدعو کئے گئے اور مین نے دربار مین ایک مفصل و مبسوط اسپیچ کی۔

چونکہ یہ دربار اپنی نوعیت کے اعتبار سے ریاست بھوپال مین پہلا دربار تھا اور ان دو سالون مین بکثرت اصلاحات عمل مین آئی تہین اور جدید انتظامات کئے گئے تھے مجھے اپنی تقریر مین کسیقدر طوالت سے کام لینا پڑا، اس طوالت سے میرا مقصود یہی تھا کہ ہر عہدہ دار ریاست کے یہ امر بخوبی ذہن نشین ہو جاسے کہ مین ہر معاملہ جزئی و کلّی مین ہر صیغہ کی کاروائی پر نظر رکھتی ہون اور ہر ایک عہدہ دار کی خدمات اور حالات سے باخبر رہتی ہون مین نے جو تقریر کی وہ حسب ذیل ہے:۔

اسپیچ

اخوان وارکان ریاست و حاضرین دربار!

الحمد للہ کہ آج ہمارے عہد حکومت کو دو سال بخیر و خوبی پورے ہو کر تیسرے سال کا آغاز ہوا ہے، باخبر لوگون سے مخفی نہین ہے کہ جب والدہ ماجدہ سرکار خلد مکان نے ۲۸ صفر ۱۳۱۹ھ ہجری کو اس دار فانی سے ملک جاودانی کو رحلت فرمائی اور منجانب گورنمنٹ عالیہ ۱۷ ربیع الاول سنہ صدر کو ہماری صدر نشینی کی رسم قرار پائی، اور ہمنے زمام حکومت اپنے ہاتھون مین لی تو شیرازۂ ملک کو بالکل منتشر و پریشان پایا، تقریباً ایک ثلث آبادی رعایا کی کم ہو چکی تہی، اور قریب قریب نصف اراضی مزروعہ غیر مزروعہ ہو گئی تہی، ذرائع آب پاشی بکثرت تمام معدوم ہو چکے تھے، خزانہ ریاست ایسی حالت کو پہونچ گیا تہا کہ جن مزارعین نے کسی زمانہ مین اوسے معمور کیا تہا نہ اونکی کچھ دستگیری کر سکتا تھا اور نہ کسی اور اصلاح

وانتظام امور ریاست مین کوئی مدد یا ترقی دینے کے قابل تہا، جس ریاست کے باغ کو علیا حضرت نواب سکندر بیگم صاحبہ خلد نشین نے نہایت محنت و مستعدی ولیاقت نظامی سے آباد و سرسبز کیا تہا، اوسکو غفلت اہلکاران و بدنیتی عاملان و حوادث زمانہ نے اس درجہ ویران کر دیا تہا کہ خزان زدگی کے اثر سے بڑہکر بے برگی و باری کے لقب کا سزاوار تہا۔

انہین دشواریون پر نظر کر کے میرے کرم فرما مخادم کرنل ایم جی میڈ صاحب بہادر جو اوسوقت قائم مقام ایجنٹ نواب گورنر جنرل سنٹرل انڈیا تہے، موقع دربار صدر نشینی ۱۹ سنہ ہجری مین ہم کو توجہ دلائی تہی کہ "حالت ریاست کو روبا صلاح لانے کیلئے مدبرانہ تدابیر کی بہت ضرورت ہوگی اور آپ کے شوہر نواب عالیجاہ امیر الملک والاجاہ سید محمد صدیق حسن خان ~~~ احتشام الملک سلطان دولہا صاحب بہادر اپنی دانشمندانہ رائے سے ہمیشہ آپ کو مدد دینگے" ہمنے اونکے ان فقرات کو بہت ممنونیت کے ساتھہ سنا تہا، اور امداد آلہی پر بہروسہ کر کے اون تدابیر کو بغور و فکر عمل مین لانے کا وعدہ کیا تہا، جسکے ایفا مین ہم ایک لمحہ بہی اس فکر و تدبیر سے غافل نہین رہے کہ پروردگار مالک الملک حقیقی کی ودیعت جو ہمارے حوالہ ہوئی ہے ضائع و برباد نہ ہو، اگرچہ حادثہ جانکاہ نواب احتشام الملک بہادر مرحوم نے ہمکو ازبس پریشان کر دیا، مگر شکر اوس رب العزت کا کہ اوس نے ہماری ہمت وعزم کو جو ہمارا موروثی حصہ ہے اس حالت مین بہی پست نہ ہونے دیا، اور ایسی توفیق ہمین مرحمت فرمائی کہ ہم انتظام ملکی اور دادرسی رعایا مین بلا امداد غیرے مصروف و آمادہ رہے، اسی اثنا مین خان بہادر حاجی مولوی عبد الجبار صاحب سی آئی ای، نے بوجہ کبرسنی وغیرہ اپنے آپ کو انصرام مہمات ریاست سے معذور پاکر

اور خواہش عزلت و گوشہ نشینی ظاہر کرکے استعفا پیش کیا جو بوادید حالات پیش نظر ہمیں منظور کرنا پڑا۔

چونکہ ریاست کی حالت مالی و ملکی و انتظامی حسب مذکورہ بالا نہایت صلاح طلب تھی اور اب بھی ہے، اور ایک وزیر بذات واحد حالت موجودہ مین تمامی فرائض مال وجوڈیشل و انتظامی کا بار نہیں اوٹھا سکتا تھا، اسلیئے یہ مناسب سمجھا گیا کہ مطابق قاعدہ قدیم کے بعوض عہدہ وزارت دو نائب مقرر کیئے جائین۔

شفیق مکرم مسٹر بیلی صاحب بہادر ایجنٹ نواب گورنر جنرل وسط ہند اور مہربان میجر ایمی صاحب بہادر پولیٹکل ایجنٹ بھوپال کا شکریہ ادا کرنا لازم ہے کہ جب اون کے روبرو یہ مسئلہ مشورۃً پیش کیا گیا تو دونون صاحبون نے ملکی ضرورتون اور مصلحتون پر لحاظ کامل فرماکر ہماری اس راے سے اتفاق فرمایا، چنانچہ بغرض تسہیل کار عہدۂ وزارت کو ہمنے دو عہدون پر تقسیم کیا، تاکہ ہر کام درستی اور آسانی و صفائی کیساتھ سرانجام پاتا رہے، عہدۂ معین المہامی سے صیغۂ مال کا انتظام متعلق کیا گیا، اور صیغۂ دیوانی و فوجداری کا تعلق عہدہ نصیر المہامی سے رکھا گیا۔

عہدۂ اول الذکر پر خان بہادر منشی محمد ممتاز علی خان صاحب بالفعل امتحاناً دوسال کے لئے گورنمنٹ سے ریاست مین طلب کئے گئے، جنہون نے ریاست بلرام پور کے مالی صیغہ کا انتظام ایک عرصہ تک انجام دیا ہے اور جنکی نسبت سنا گیا ہے کہ انتظام مالی مین اچھا سلیقہ اور عمدہ تجربہ حاصل ہے، اور اسیوجہ سے خان موصوف تعلقہ ریاست بلرام پور کے منتظم اوسوقت منتخب ہوے تھے جب کہ تعلقہ مذکور کی حالت ایسی ہی تھی جیسی کہ ریاست ہذا کی کیفیت ہماری صدر نشینی کے وقت

پائی گئی تھی، عہدۂ آخرالذکر کے لئے ایک لائق افسر کے انتخاب کا مسئلہ زیر تجویز ہے، اور امید ہے کہ جلد کوئی لائق شخص منتخب ہوجاے۔

انتظام مالی کی طرف جو ہمنے توجہ کی تو بندوبست سی۳۰ سالہ قائم رکھنے سے ملک کا نقصان عظیم معلوم ہوا، انتظام مذکور اگرچہ تجویز ہوچکا تھا لیکن اوسکا عملدرآمد کامل نہین ہونے پایا تھا، بہت کم مستاجرون کو پٹے دیے گئے تھے اور کسیقدر پٹے مرتب ہوکر رکھے ہوے تھے۔

یہ انتظام رعایا کے حق مین مفید نہ تھا، بہت سے گاؤن خام طور پر چل رہے تھے، نہ اونکا کوئی خواستگار پیدا ہوا تھا نہ کوئی جمع مشخص ہوئی تھی اسطرح بوجہ ختم ہوجانے میعاد بندوبست بست۲۰ سالہ اور نہونے بندوبست جدید کے طرح طرح کے نقصانات مالی وملکی لاحق حال تھے جو محتاج صراحت نہین، بملاحظہ مشکلات مذکور الصدر ہمنے اہالی مشورہ کو اسپر غور کرنے کا حکم دیا، ارباب مشورہ نے اسقدر طویل میعاد بندوبست کو نظر بحالت موجودہ مضر و نامناسب خیال کیا، اس موقع پر ہماری توجہ رزولیشن مطبوعہ گزٹ ہند مورخہ ۱۸ جنوری ۱۹۰۲ء کے فقرات نمبری ۱۸ و ۱۹ و ۲۱ کی طرف بھی مبذول ہوئی، جسکے مضمون نے ہمارے اس خیال کی پوری تائید کی کہ ایسی حالتین جیسین کہ ریاست ہذا بتلا ہے طویل میعاد بندوبست ریاست کے حق مین سخت مضر ہے، چنانچہ ہمنے بندوبست کی میعاد ۱۵ پندرہ سالہ تجویز کرکے ترمیم بندوبست کو بہ ضلع میلان کا حکم دیا، لیکن اسی زمانہ مین منشی محمد ممتاز علی خان صاحب بہادر عہدۂ معین المہامی پر آئے اور ہمین یہ مشورہ دیا کہ سردست سرسری پنج سالہ انتظام مناسب حال ہوگا، میعاد طویل کے نقصانات پہلے ہی سے مرکوز خاطر تھے ایک

تجربہ کار رکن کی رائے نے اون خیالات کو مستحکم کردیا، اور بالآخر اوسکا مشورہ منظور کیا گیا
الغرض حسب رائے خان بہادر موصوف بندوبست پنج سالہ اضلاع جنوب و مشرق سے
الفراغ حاصل ہوا، اور برغبت تمام لوگون نے متاجریان قبول کین، اکثر دیہات خام پختہ
ہوگئے، بہت سے مواضعات جمع کامل پر پہونچ گئے، انتظام حال سے تحصیلدارون کو
جمع مواضعات مین خودمختارانہ کمی وبیشی کی گنجائش نہین رہی، ملک ورعایا دونون کے
نقصانات رفع ہوگئے، اور یقین کیا جاتا ہے کہ اس بندوبست پنج سالہ سے رعایا
مطمئن ہوکر تردد وآبادی کیطرف زیادہ متوجہ ہوگی، اور اسکے نتائج انشاء اللہ تعالی
ریاست ورعایا دونون کے حق مین مفید ثابت ہونگے، خان بہادر موصوف نے
اس انتظام مین ہمین معقول مدد دی اور امید ہے کہ اب جو دو ضلع باقی رہگئے ہین
اوسکے بندوبست مین بھی وہ کامل امداد پہونچائین گے، اس موقع دربار پر حسب قاعدۂ
قدیم عہدہ نیابت کا خلعت ہفت پارچہ مع قلمدان نقرہ و یک ہزار روپیہ نقد خان بہادر
موصوف کو دیا جانا مناسب سمجھا گیا۔

کئی سال سے متاجرون کو بیج کے ملنے مین نہایت دقتین پیش آتی تھین مہاجنون
نے بوجہ خلاف وعدگی حکام غلہ دینا موقوف کردیا تھا، اور جب ریاست سے تخم کھاد
دیا جاتا تھا اور دیا گیا تو مناسون اور کناسون غلہ بوجہ عدم توجہی عاملان وصول نہوا
اور بوجہ دست کشی مہاجنان اکثر اشخاص نے دون ڈیوڑھ پر متاجرون کے ساتھ غلہ کا
دادوستد شروع کردیا، علاوہ اسکے اور بھی بہت سی خرابیان صیغہ مال مین پیدا تھین
جنکی تفصیل خالی از طوالت نہین، غرض رعایا عجب کشمکش مین گرفتار تھی، اس لئے
سال گذشتہ مین منشی سید محمد قدرت علی صاحب نائب مال کو حکم دیا گیا کہ انتظام غلہ تخم

مطابق قاعدۂ قدیم مہاجنون سے کیا جاے اور سوائن سے زیادہ کوئی نہ لینے پاوے نائب جنا
مال موصوف نے ہماری ان ہدایات کی تعمیل بہت اچھی طرح سے کرکے انتظام معقول کیا
جو موجب ہماری خوشنودی کا ہوا اور اسلئے اون کے لئے خلعت پنج پارچہ تجویز کیا گیا
بقیہ کل اصلاحات کی نسبت بالفعل معین المہام صاحب کو ہدایات کی گئی ہین -

منشی محمد الطاف حسین مہتمم سائر کل جو ایک اہلکار قدیم اس ریاست کے ہین اور سابقاً بھی اس عہدہ پر مامور تھے ، مرف درمیان مین یہان سے چلے گئے تھے ، بزمانہ سرکار خلد نشین و سرکار خلد مکان اپنی کارگزاریون کے صلہ مین اعزاز خلعت و پروانجات خوشنودی سے ممتاز ہوتے رہے ، انہین وجوہ سے نواب عالیجاہ احتشام الملک صاحب بہادر مرحوم نے ہمکو مشورہ دیا تھا کہ یہ اپنے عہدۂ قدیم پر مقرر کئے جائین چنانچہ عرصہ دو سال سے یہ مہتممی سائر کل پر مامور ہین ، اور ہمین معلوم ہوا ہے کہ ان کے حسن انتظام سے آمدنی سائر مین جو بزمانہ مہتممان سابق گھٹ گئی تھی سال حال مین تراسی ہزار کا اضافہ ہوا ہے ، چونکہ ان کی یہ کارگزاری قابل تحسین ہے ، اس لئے باضافہ تنخواہ پچاس روپیہ ماہانہ و خلعت پنج پارچہ مہتمم موصوف کو دیا جانا تجویز ہوا -

باقی مفصل کیفیت صیغہ مال کی ، اور کارروائی کل اہلکاران ریاست کی بعد آنے کاغذات رپورٹ محکمہ جات کے معلوم ہوگی ، چونکہ یہ قاعدہ جدید اس ریاست مین مقرر ہوا ہے غالباً اسی وجہ سے ان رپورٹون کے آنے مین اس قدر توقف ہوا ہے امید ہے کہ آیندہ ایسے توقف سے اہلکاران ریاست محترز رہین گے -

سال گذشتہ مین اپنی رعایا اور مفصلات کی حالت مشاہدہ کرنے کے لئے عین موسم گرما مین ہمنے اپنے نور نظر لخت جگر نواب محمد نصر اللہ خان صاحب بہادر

وصاحبزادہ حافظ محمد عبیداللہ خان صاحب بہادر کو ہر چہار اضلاع کے دورہ کا حکم دیا تھا،
چنانچہ دونون نے بڑی جفاکشی اور بیدار مغزی سے ریاست ورعایا کی حالت ملاحظہ کرکے
دادخواہون کی فریادین بلاواسطہ ہم تک پہونچائین، مستغیثون کے چھ ہزار تین سو قطعہ
عرائض سے عمال مفصل کے ظالمانہ برتاؤ کا اندازہ ہوا، عرائض مذکور پر کافی غور کرکے
فیصلے صادر کیئے گئے، اسکے بعد بہ نظر انتظام ونیز بغرض ملاحظہ حالت مواضعات، و
کاشتکاران ہمنے بذات خاص اضلاع مشرق وجنوب کا دورہ کیا اور دونون صاحبزادگان
ممدوح الیہما کے دورہ کر چکنے کی وجہ سے ہمنے اپنے اس دورہ مین رعایا کو حالت تسکین
مین پایا، اور خدا کے فضل سے اب کی سال فصل بھی اچھی رہی، غرض کہ رعایائے مفصلات
ہر دو اضلاع فی الجملہ مطمئن پائی گئی، اثنائے دورہ مین بوجہ حدوث واشتداد مرض
طاعون اہل شہر مین انتشار وپریشانی پیدا ہوجانے کے باعث سے بضرورت اونکی
تشفی ودلجمعی کے طرح طرح کے احکام تسلی آمیز جاری کیئے گئے، اس کے بعد منشی
محمد ممتاز علی خان صاحب بہادر کو بھی واسطے تسکین ودلاسا رعایائے شہر دورہ سے
بھوپال مین بھیجا، خان بہادر موصوف کے کلمات طمانیت آمیز سے اگرچہ رعایا کو
چندروزہ تشفی حاصل ہوئی، لیکن بعض مفسدین کی افواہ بیہودہ سے رعایا کے قلوب پر پھر بھی
پریشانی وبدحواسی عود کر آئی، آخرالامر خاص اونکی تسکین وانسداد افترا پردازی ہائے
مفسدین کی غرض سے ہم کو اپنے آخری حصہ دورہ کو مختصر کرکے قبل از وقت بھوپال واپس
آنا ہوا، خدا تعالیٰ کا ہزار ہزار شکر ہے کہ اوسنے اپنے بندون پر فضل کیا کہ اب اس
مرض کا یہان نام ونشان بھی باقی نہین ہے اور دعا ہے کہ حافظ حقیقی ہمیشہ اس بلائے
بے درمان سے اپنے بندون کو محفوظ اور مامون رکھے اس جگہ ہمین کرنل ڈاکٹر ویر صاحب بہادر کا

بھی شکریہ کرنا ضرور ہے کہ اونھون نے ہمارے دورہ کے زمانہ مین ہماری رعایا کی تسلّی و تشفی و خبرگیری کو پیش نظر رکھکر اپنے حاذقانہ علاج و ندابیر سے امداد پہونچائی، نیز اپنے شفیق میجر امپی صاحب بہادر پولیٹکل ایجنٹ بھوپال کے بھی ہم شکر گزار ہین کہ اونھون نے بھی ازراہ شفقت و ہمدردی دو چار مرتبہ تشریف لاکر بمعیت ڈاکٹر ویر صاحب بہادر جا بجا ہسپتال طاعون اور مریضان پلیگ کو ملاحظہ فرمایا ڈاکٹر خوشحال داس جوشی اور حکیم سید محمد نور الحسن افسر الاطبا اور مس بلانگ لیڈی ڈاکٹر نے بھی اپنے فرض منصبی کو بخوبی ادا کیا، اور مسٹر کوک مہتمم صفائی نے بھی صفائی شہر مین کامل کوشش کی، جو باعث ہمارے خوشنودی خاطر کا ہوا۔

سرکار خلد نشین اور سرکار خلد مکان کے زمانہ سے پولیس کی چوکیان جو مضافات مین قائم تہین اونکو خان بہادر مولوی عبدالجبار خان صاحب وزیر سابق نے شکست کردیا تہا جسکی وجہ سے واردات ہاے ڈکیتی و سرقہ مویشی کثرت کے ساتہہ ہونے لگی تہین ہمنے پھر حسب دستور قدیم مناسب موقعون پر چوکیان قائم کین جنسے امن قائم ہوا اور سال گذشتہ مین جرائم سنگین نسبتاً بہت کم سرزد ہوئے، اور جو وارداتین ہوئین اونکی گرفتاری و برآمدگی مین آسانی حاصل رہی منشی محمد عبدالقیوم خان کو ہمنے ایک سال کے لئے امتحاناً منتظم پولیس مقرر کیا تہا، جب اونھون نے اپنے حسن انتظام سے اپنے آپ کو اس عہدہ کا اہل ظاہر کیا تو ہمنے اونکی کارگزاری سے خوش ہوکر باضافہ پچیس روپیہ ماہوار اونکو مستقل منتظم پولیس مقرر کردیا، انکی جفاکشی اور لیاقت شناسی سے امید کیجاتی ہے کہ آیندہ اپنی سعی مزید سے ہماری زیادہ خوشنودی اور اپنی بہبودی حاصل کرتے رہین گے، صیغہ پولیس مین اور بہت سی اصلاحین درپیش ہین جو اس

سال مین انشاءاللہ تعالی کیجائین گی۔

اس موقع پر اس امر کا بھی ذکر کرنا ضروری ہے جس سے تمامی ہوا خواہان سلطنت برطانیہ کے دلون کو مسرت بے اندازہ حاصل ہوتی ہے، یعنی مبارک وعظیم الشان دربار کارونیشن ملک معظم شہنشاہ ایڈورڈ ہفتم جو دہلی مین منعقد ہوا تھا اور جسکی شرکت کی عزت افزائی کا اثر اور ڈیوک و ڈچز آف کناٹ اور لارڈ کرزن بہادر وایسرائے کشور ہند اور ہماری معزز مشفقہ لیڈی کرزن صاحبہ کی عنایات واعزاز وافتخار کی مسرت میرے دل پر نقش کالحجر ہے اس سفر دہلی کے منتظم منشی اسرار حسن خان تھے اور ہم نہایت خوش ہین کہ منشی معزز نے نہایت سلیقہ شعاری سے رسد رسانی وغیرہ کا انتظام کیا، ہمین اور ہمارے ہمراہیون کو آسائش اور آرام رہا، نیز محکمۂ باقیات، جو ایک جدید محکمہ ہمنے قائم کیا تھا اوسکی رپورٹ حال کے دیکھنے سے معلوم ہوا کہ منشی اسرار حسن خان کی کارگذاری سے ریاست کو ایک گونہ فائدہ حاصل ہوا، بجلدوی اونکی اس قابل تحسین کارگزاری کا اونکے لئے بھی خلعت پنج پارچہ دیا جانا مناسب متصور ہوا۔

اس سلسلہ مین بعض اہل فوج بھی مستحق تذکرہ ہین، مثلاً حافظ محمد حسن خان صاحب بہادر نصرت جنگ سی آئی ای میر بخشی افواج ریاست بھوپال جو ملازمین دیرینہ ریاست سے ایک ایسے خیر خواہ قدیم ہین جنکی ذات سے ریاست کو فخر ہے اور ایسے رکن ہین جنہون نے اس ریاست مین یکے بعد دیگرے چار بیگمون کی حکومت کو اپنی آنکھون دیکھا ہے ہر عہد مین انکی سلامت روی و وضع داری اور رئیس و ریاست کے ساتھ ان کی خیر خواہی قابل تقلید اور سچی عزت کی مستحق رہی ہے، زمانہ پرآشوب یعنی سنہ ۱۲۷۳ھ مین اونہون نے اپنی شجاعت مردانہ اور وفاداری بےمثل کا ایسا اچھا ثبوت دیا ہے

جو ہمیشہ یادگار زمانہ رہیگا، ہمارے لئے یہ امر باعث فخر ہے کہ برٹش گورنمنٹ بھی اون کو سچی قدر کی نگاہون سے دیکھتی ہے اور معرکہ آرائی زمانہ غدر کے صلہ مین جو خطاب اون کو گورنمنٹ عالیہ سے ملا ہے وہ اون کا حق اور گورنمنٹ عالیہ کی اعلیٰ قدردانی کا نشان ہے دربار خطابات متعلقہ جشن تاجپوشی منعقدہ دہلی مین میر بخشی صاحب بہادر موصوف بکمال عزت افزائی منجانب گورنمنٹ عالیہ مدعو کیئے گئے تھے اونکے اس امتیاز کو بھی اس ریاست نے فخر وعزت کی نظر سے دیکھا، لہذا انکے اوصاف حمیدہ کے اعتراف مین اور اپنی کمال خوشنودی کے اظہار کے طور پر ہم اونکو ایک تحفہ سپاہیانہ اپنے دست خاص سے دینا چاہتے ہین جو بطور نشان اعزاز اونکے نزدیک اونکی خیرخواہی اور دربار کارونیشن کی یادگار رہے۔

اس ریاست کے اسلاف نامور کو ہمیشہ سلطنت برطانیہ کی ہوا خواہی کا فخر حاصل رہا ہے، اور شکر ہے کہ اس صفت مین ہم بھی اپنے بزرگان نیک نام سے کم نہین ہین، ہمارے لئے یہ امر نہایت خوشی کا باعث ہے کہ ہماری والدہ ماجدہ سرکار خلد مکان نے اپنی وفاداری کے عملی ثبوت مین جو رجمنٹ اعانت شاہی کو اس ریاست مین قائم فرمایا تھا اوسکے درحقیقت مفید اور کارآمد ثابت ہونے کا نتیجہ نیک ہمارے عہد حکومت مین ظہور پذیر ہوا اور اس موقع پر ہم اپنی اوس دلی مسرت کا اظہار کیئے بغیر نہین رہ سکتے جو ہمین یہ معلوم کرکے پیدا ہوئی ہے کہ بھوپال کی فوج اعانت شاہی نے جسکے بعض افراد کو جشن تاجپوشی کے موقع پر انگلستان بلائے جانے کی عزت حاصل ہوئی تھی، اپنی شائستگی اور حسن عمل کا نقش اہل انگلستان کے دلون پر جمادیا، اور عظیم الشان دربار دہلی مین نہ صرف اپنی آراستگی

وقواعددانی سے اہل ہند کو معترف کرلیا بلکہ ضروریات دربار مین بھی بکمال تندہی وخلوص قلب گورنمنٹ کو قیمتی امداد پہونچائی اور سوتہ افریقہ مین جو پچاس گھوڑے گورنمنٹ کی اعانت کے لئے بھیجے گئے تھے اور اون کے ساتھ جو جوان اردلی گئے تھے اونھون نے عمدہ خدمات انجام دین جنکی بابت صاحب سکریٹری آف اسٹیٹ فار انڈیا اور ہزاکسیلنسی وائسراے وگورنر جنرل بہادر کشور ہند و ہزاکسیلنسی لارڈ کچنر بہادر سپہ سالار افواج ہند کے اعتراف خدمات کی چٹھیان موصول ہوئین۔

میجر کریم بیگ سردار بہادر کی خدمات کا صلہ خلعت ہفت پارچہ مع تلوار دیاجاتاہے امپریل سروس ٹروپس کے کمانڈنگ کیواسطے ایک سرپند طلائی بھی ہم تجویز کرتے ہین جو اوس شخص کا زیب سر رہیگا جو اس فوج کا کمانڈنگ ہو اور اندنون چونکہ مرزا کریم بیگ اس عہدہ پر ممتاز ہین اسلئے فی الحال اسکے وہ مستحق ہین نیز رجمنٹ کے ذمہ جو قرضہ خزانہ تہا اوسکا نصف حصہ بھی معاف کیاگیا۔

اس جگہ اس امر کا اظہار بھی بےموقع نہ ہوگا کہ رجمنٹ اعانت شاہی تو خدمات گورنمنٹ اور جان نثاری سلطنت برطانیہ کے واسطے بہرحال حاضر ہے لیکن ہمارا مقصد یہ ہے کہ کُل افواج ریاست مین ایسی اصلاحات ضروری کیجائین اور ایسی ترقی نمایان دیجاے کہ وہ بھی مثل رسالہ اعانت شاہی کے آراستہ وپیراستہ ہوکر وقت ضرورت گورنمنٹ عالیہ کے کام مین آنے کے قابل ہوجائے، چنانچہ ہمنے اپنے اس ارادہ کی تکمیل مین ۲ رسالون اور ۲ کمپنیون مین اصلاح ضروری کرکے اونکو فوج اختر امیہ کے لقب سے نامزد کیاہے اس فوج اختر امیہ مین منتخب جوان بھرتی کئے گئے ہین، اوراب سواران اختر امیہ کی تنخواہون مین فی نفر دو روپیہ ماہوار کا اضافہ کیاجاتاہے، امید ہے کہ اسی طرح

باقی اور فوج کی بھی اصلاح و درستی انشاءاللہ رفتہ رفتہ ہو جائیگی ۔

آخر مین ہم سردار بہادر میرزا کریم بیگ و دیگر اعلیٰ و ادنیٰ افسران و عہدہ داران و تمامی سپاہیان فوج وکٹوریہ لانسرز کو اونکی اعلیٰ نیکنامی اور عمدہ کامیابی پر نہایت مسرت کے ساتھ مبارکباد دیتے ہین ، اور اپنی خوشنودی مزاج کا اظہار کر کے آیندہ کیواسطے امید کرتے ہین کہ یہ فوج اس نام آوری کو جو اوس نے حاصل کی ہے نہ صرف قائم رکھیگی بلکہ اسمین ترقی روز افزون پیدا کرنے کی کوشش کرتی رہے گی ، اب یہ اسپیچ اس دعا پر ختم کی جاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ جل شانہ مجھے اور میری اولاد کو مثل میرے بزرگون کے ہمیشہ تاج برطانیہ کی وفاداری اور انصاف پروری و عدل گستری و خبرگیری و ہمدردی رعایا و ملازمین اور اپنی رضا جوئی مین ثابت قدم رکھکر میری ریاست و رعایا کو ہمیشہ سرسبز و مرفہ الحال رکھے ” آمین “



باب (۱۳)

بریجیس جہان بیگم کی ولادت

میری صدر نشینی کے سال سوم کا آغاز نہایت خوش کن واقعات سے ہوا، ۱۷ ربیع الاول کو بوجہ دربار صدر نشینی محل آراستہ و پیراستہ کیا گیا تھا اُسی روز نوید مسرت اور آوازہ نشاط گوش گذار ہوا کہ "انشاء اللہ تعالیٰ کاشانۂ صاحبزادہ محمد عبید اللہ خان میں ولادت باسعادت ہوگی اور حضور کو دادی بننے کی خوشی حاصل ہونے والی ہے"

اس خبر بہجت افزا کے سُننے سے طبیعت میں شگفتگی پیدا ہوگئی، کیونکہ سالہا سال کے تردد ات اور تفکرات سے طبیعت پژمردہ ہو رہی تھی۔

یوں تو عام طور پر طبایع انسانی اس طرح واقع ہوئی ہیں کہ ہر خوشی اچھی معلوم ہوتی ہے لیکن جو مسرت کہ اولاد کے متعلق ہوتی ہے وہ تمام غم و الم کو بھلا دیتی ہے اور پھر جب اولاد کی خوشی ہو تو والدین کی خوشی اور بھی دو بالا ہوتی ہے، غرض وہ دن اور رات ایک قسم کی خوشی و مسرت اور بیم و رجا کی حالت میں گذرا۔

۱۷ تاریخ کو ہی ۱۰ بجے صبح کے وکیل ریاست کی عرضی آئی کہ "میجر ایمپی صاحب پولیٹکل ایجنٹ کسی ضروری و سرکاری کام کے واسطے کل صبح کی گاڑی میں بھوپال تشریف لانے والے ہیں" ۱۸ ربیع الاول کو میجر صاحب موصوف صدر منزل پر تشریف لائے، چونکہ بوجہ قرب وقت ولادت صدر منزل میں مستورات جمع تھیں اسلئے میں نے آفس روم میں جہاں اکثر صاحبان یوروپین سے بھی بوقت ضرورت و عجلت ملاقات کرتی ہوں صاحب موصوف سے ملاقات کی بعد معمولی گفتگو کے میں فرزند کو اطلاع دی

کہ امید ہے کہ آج صاحبزادہ محمد عبیداللہ خان کے محل مین کوئی جدید مہمان آئے، یعنی وہ بھی صاحب اولاد ہون" وہ یہ سنکر خوش ہوے اور مجھکو اوس سے بھی زیادہ مسرت آمیز خبر سنائی جو نہ صرف میرے لئے بلکہ میرے خاندان اور ریاست کے لئے بھی باعث مسرت ہوئی یعنی اونہون نے ہزامپیریل مجسٹی کنگ ایڈورڈ ہفتم قیصر ہند کا دستخطی فرمان مجھکو دیا جو دربارہ شکریہ اوس کاسکیٹ کے تہا جسکو مین نے دربار تاجپوشی منعقدہ دہلی مین اپنے جوش خلوص و وفاداری کے اظہار مین مع ایڈریس مبارکباد کے بذریعہ ہزاکسلنسی لارڈ کرزن وائسرائے ہند اعلیٰحضرت ملک معظم قیصر ہند کی خدمت مین ارسال کیا تھا مین نے اوس مراسلہ گرامی کو اپنے ہاتھہ مین لیکر اپنے اس حصول شرف پر شہنشاہ کا شکریہ دلی خلوص وعقیدت کے ساتھہ ادا کیا، اور صاحب ممدوح سے کہا کہ "چونکہ یہ پہلا اور خاص اعزاز اس ریاست کو حاصل ہوا ہے اسلئے آپ سے مشورہ لیتی ہون کہ جب گورنمنٹ کا خریطہ آتا ہے تو ۱۳ فیر توپون کی سلامی دیجاتی ہے اب شہنشاہ کا خاص دستخطی فرمان ہے توکیون نہ اپنے دلی ارادت کے مطابق خوشی کرون اورکیون نہ ایک سوایک فیر کی سلامی ادا کیجاے؟ میجر صاحب ممدوح نے جواب دیا کہ "یہ آپکی خوشی پر منحصر ہے" چونکہ اونکو تقریب کا حال معلوم ہوگیا تھا اسلئے اونہون نے اسیقدر گفتگو کے بعد اجازت چاہی، اور بعد عطر و پان کے لال کوٹھی تشریف لیگئے

مین اوٹھکر جلد جلد درجہ زیرین مین آرہی تھی وہ نامہ گرامی میرے ہاتھہ مین تھا اور دل خوشی سے بھرا ہوا تھا، اور یہ خیال کررہی تھی کہ اب جاکر غالباً بچہ کی صورت دیکھون گی، اور دنیا مین بعد ظل اللہ العالمین کے ہمارے حضور شہنشاہ کا فرمان گرامی مولود کے سرپر سایہ فگن ہوگا لیکن ابھی ولادت نہین ہوئی تھی اور گویا مولود مسعود کو بھی اسی کا انتظار تھا۔

مس بلانگ لیڈی ڈاکٹر جو ہم لوگون کی طبیعت سے واقف ہوگئی تہین اور نہایت شریف طبیعت اور متین مزاج کی خاتون ہین اور ایک ایسی مہربان لیڈی ہین جنہون نے تمام پبلک کا دل اپنے ہاتھہ مین لے لیا ہے اونہون نے اپنی نیکی طبیعت اور قابلیت سے لیڈی لینسڈون ہسپتال کو اپنے زمانہ مین ایسی

ترقی دی کہ کسی لیڈی ڈاکٹر کے زمانے مین نہین ہوئی تھی، وہ بیمار عورتون کی نہایت دلجوئی کرتین، اور شریف مستورات کے پردہ کا اہتمام حسب رواج ہند بہت خیال کے ساتھہ رکھتین اونکی عمدہ عادات اور خوش اخلاقی کی وجہ سے کسی شریف کو ہسپتال مین اپنی عورتون کو بھیجنے مین عذر نہین تھا وہ بیمار ہو کر چھہ مہینے کے لئے انگلینڈ چلی گئی تھین اونکی جگہ مس ہیک لارن جن کو ڈاکٹری سند حاصل کئے ہوے کچھہ زیادہ عرصہ نہ گذرا تھا انگلستان سے آکر متقرر ہوئی تھین، اور اس جگہ پر ایک ماہ بھی پورا نہوا تھا اسکے علاوہ وہ اُردو بھی نہین جانتی تھین اسوجہ سے مجھے بھی تشویش ہو رہی تھی کیونکہ بجز میرے کوئی اونکو سمجھانے والا نہ تھا جب مین کمرہ ولادت مین داخل ہوئی مس ہیک لارن آگئی تھین وہ نامہ گرامی اوسی طرح میرے ہاتھہ مین تھا کہ صاحبزادی برجیس جہان بیگم پیدا ہوئین اور میرا وہ خیال صحیح نکلا کیونکہ دنیا مین سب سے پہلے مولود مسعود کے سر پر یہی فرمان گرامی سایہ افگن تھا۔

جسوقت پیاری اور معصوم بچی پر میری نظر پڑی آنکھین اوس قرہ باصرہ کے دیکھنے سے ٹھنڈی ہوگئین، اولاد کی محبت یون تو ہر شاہ و گدا کو ہوتی ہے، اور مجھے بھی اس عام قاعدہ فطرت کے مطابق اپنی ساری اولاد کے ساتھہ ہے لیکن اوسیوقت سے اوس مولودہ مسعودہ کے ساتھہ مینے اپنی شفقت کو غیر معمولی پایا، اور گویا ایک غیر محسوس آواز سے سنا کہ "مبارک ہے مولود مبارک ہے" تمام محل مین سرور و انبساط تھا اور ہر طرف سے مبارک و سلامت کی خوش آیند صدائین آرہی تھین، مین نے اوس ودیعت و نعمت الہی پر شکر ادا کیا اور صاحبزادہ عبید اللہ خان کو مبارک باد دی۔

مسلمانون مین جو تعلیم یافتہ ہین وہ پہلے پہل دختر کا پیدا ہونا ایک برکت سمجھتے ہین اس لئے کہ جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے یہان پہلے ہی پہل حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا تولد ہوئی تھین اور اسی نسبت سے کرنل عبید اللہ خان کے محل مین دختر کا تولد ہونا باعث برکت سمجھا گیا۔

اسکے علاوہ گویا یہ ایک سنت تھی جو چار پشت سے خاندان بھوپال مین جاری تھی، وہ

اسکے جاری رکھنے اور عام رواج کے مطابق اپنے سب بھائیون مین بزرگ بنے کے لئے عالم اجسام مین آئین
حسب معمول پانچ فیر سلامی کے قلعہ فتحگڈھ سے سر کئے جانے کا حکم دیا گیا لیکن یہ التزام رکھنے کی
تاکید کی گئی تھی کہ پہلے پولیٹکل ایجنٹ صاحب کی سلامی سر کیجائے اسکے بعد ذرا ٹھہر کر حضور شہنشاہ
کے فرمان گرامی کی تعظیم مین ایک سو ایک فیر سر کئے جائین، پھر پانچ منٹ کے بعد صاحبزادی صاحبہ کی
سلامی سر کیجاوے، غرض نو بجے سے توپین چلنا شروع ہوئین جو نصف گھنٹہ تک اہل بھوپال کو نوید مسرت
سناتی رہین، دفاتر مین ایک یوم کی تعطیل دیے جانے کا اوسی وقت حکم دیا گیا۔

فی الواقع ۱۸ ربیع الاول کی تاریخ میری کتاب زندگی مین ایک نہایت روشن اور سنہری تاریخ ہے،
خدا نے مجھے دو سب سے بڑی خوشیان ایک ہی دن عطا کین، اور ایک ہی وقت مین مجھپر اپنی دو
برکتین نازل فرمائین۔

میرے محل مین صاحبزادی کی ولادت کی بہجت اور صدور فرمان شاہی کی مسرت نے ایک
عجیب سمان پیدا کر دیا تھا ارا کین و خوانین ریاست اور باشندگان شہر اس دوہری مسرت کی
مبارکباد دیون کے لئے صدر منزل پر جوق جوق آتے تھے، اور میری خوشی مین شریک ہونے تھے۔

اور فی الحقیقت ان مسرتون کے اجتماع کے لحاظ سے صاحبزادی صاحبہ کی ولادت کی تاریخ میرے واسطے
اور نہ صرف میرے ہی لئے بلکہ میرے ملک کے لئے بھی باعث مسرت و عزت ہوئی کیونکہ فرمان شاہی سے جسطرح
اعزاز مجھے حاصل ہوا اسی طرح میرے ملک کا بھی افتخار بڑھا۔

حسب قاعدہ ریاست صاحبزادی صاحبہ کی ولادت کی اطلاع فوراً میجر ایل امپی صاحب بہادر
پولیٹکل ایجنٹ و مسٹر بیلی صاحب بہادر ایجنٹ نواب گورنر جنرل بہادر کو دی گئی۔

اس خوشی کے موقع سے ملا عبد الحسین نے بھی جو بوجہ خیانت و جعل حسابات کے ماخوذ تھا فائدہ عظیم
حاصل کیا، اس نے جب اس مسرت کو معلوم کیا تو صدر منزل کے دروازے پر آ کر گریہ و زاری شروع کی

اور مجھسے استدعا کی کہ "سرکار مجھے اپنی والدہ کا قدیم نمکخوار سمجھکر اور نیز اون حالات کو پیش نظر رکھکر اور اس کا خیال فرما کر کہ مین نے آپ کو اور آپ کی اولاد کو گود مین کھلایا ہے اور خدمتین کی ہین اور اگرچہ آپ کے نزدیک نمک حرام ہی کیون نہ ہُون لیکن منصفانہ نظر سے دیکھا جاے تو مین آپ کی والدہ کا نمک حلال ہی کہلاتا تھا خدا کا شکر ہے کہ مجھے تیسری پشت دیکھنے کا موقع ملا، میری پیرانہ سالی اور خدمت پر نظر فرما کر جو کچھہ مجھسے خطائین سرزد ہوئی ہین اور جن کا مین اقبال کرتا ہون وہ اس خوشی مین معاف فرما دی جائین"۔ مین نے اوسکی اس استدعا کو منظور کر کے معاف کر دیا۔

۲۴ ربیع الاول کو صدر منزل مین عقیقہ کیا گیا، اس تاریخ کو بھی تمام دفاتر ملکی و فوجی مین تعطیل رہی، اس تقریب مین جملہ اعیان و ارکان و اخوان ریاست شریک تھے، ۳ بجے صاحبزادی صاحبہ مجلس مین عقیقہ کے لئے لائی گئین، اور یہ مراسم بھی مثل میری پیدائش کے ادا کئے گئے، کمپنی نے سلامی دی اور بینڈ نے خوشی کا ترانہ بجایا، صاحبزادی صاحبہ کے لئے ایک تخت نقرہ پر زرین مسند بچھی ہوئی تھی اور کارچوبی تکیہ لگا ہوا تھا، بیگم آپا جو صاحبزادہ حمید اللہ خان کی کھلائی تھی گود مین لیکر بیٹھی، اور انّو خلیفہ نے سر کے بال اُتارے، اور میری تجویز سے بلحاظ مناسبت سعادت جہان بیگم نام رکھا گیا، اور حسب قاعدہ پانچ قیدی جیل سے رہا کئے گئے، ان مین راؤ مضبوط سنگھ جاگیردار گڑھیا کے دو لڑکے جو سرکار خلد مکان کے زمانے مین ڈکیتی کے جرم مین (۱۰) سال کے لئے سزایاب ہوئے تھے اور دو تین سال کی سزا بھگت چکے تھے، اس دوہری مسرت مین (یعنی ہز مجسٹی کے تمغئی فرمان کے موصول ہونے اور پوتی کی ولادت کی خوشی مین) آزاد کئے گئے، ان کی عرضی بھی بروز ولادت پیش ہوئی تھی، ان دونون کی رہائی مین یہ امر بھی ملحوظ تھا کہ اس طرح شرفا پر ترحم کرنا آیندہ کے لئے اونکے واسطے مفید ہوتا ہے اور اپنا چال چلن درست کر لیتے ہین، لیکن افسوس اون پر اولٹا اثر ہوا جسکو ناظرین آیندہ ابواب مین دیکھین گے۔

انّو خلیفہ کو حسب رواج کنٹھا اور نقرئی کٹوری دی گئی اور چہار صد روپیہ انعام دیا گیا۔

۲۵ ربیع الاول کو ۹ بجے صبح دعوت عقیقہ ہوئی، تمام اراکین و خوانین و معززین ریاست مدعو تھے، پیش صدر منزل جو خیمے اور شامیانے نصب تھے اون میں اون کو کھانا کھلایا گیا۔

مختلف تاریخوں میں اپنے یوروپین احباب کو بھی بذریعہ تار اور خطوط کے اطلاع کی اور اونہوں نے مجھے مبارکباد کی چٹھیاں لکھیں، بالخصوص کرنل بار صاحب بہادر اور مسز بیلی صاحبہ اور کرنل میڈ صاحب بہادر نے اپنی چٹھیوں میں اس ولادت باسعادت پر نہایت خوشی کا اظہار کیا۔

کرنل میڈ صاحب بہادر کو جو اُنس میرے خاندان سے ہے اوسکو ناظرین گذشتہ اوراق میں دیکھ چکے ہیں، اونہوں نے اپنی چٹھی میں مجھکو مبارکباد لکھتے ہوئے حسب ذیل فقرات بھی لکھے جن سے اون کے اُنس و محبت کا اندازہ ہوگا، وہ لکھتے ہیں کہ:۔

"میں اپنے کو خوش نصیب سمجھوں گا اگر میں اون کو دیکھونگا کیونکہ میں نے آپ کے خاندان کی پانچ پشت کو دیکھا ہے یعنے قدسیہ بیگم صاحبہ، سکندر بیگم صاحبہ، شاہجہان بیگم صاحبہ کو آپ کو اور آپ کی اولاد کو، اب اونکے پیدا ہونے سے یہ چھٹی پشت ہوئی، خدا کرے، آپ کی اولاد اور بڑھے اور آپ خوش اور بہرہ مند ہوں"

آنریبل مسز بیلی صاحب بہادر نے بھی اپنی عنایت سے مجھے مبارکباد کی چٹھی میں یہ فقرے تحریر کیا:۔

"پوتی کی ولادت پر کسی فرمانروائے ریاست کو مبارکباد دینے میں مجھے خاص کر تامل ہوتا ہے لیکن جبکہ میں یہ دیکھتا ہوں کہ تاریخ بھوپال میں خاتونان بھوپال نے زمانہ موجودہ و گذشتہ میں ایک نہایت مشہور اور اولوالعزمی کا حصہ لیا ہے، تو اوس وقت میں جناب عالیہ کو یہ اطلاع دیسکتا ہوں کہ مجھکو ابھی میجر امپی سے سنکر کہ صاحبزادہ عبید اللہ خان کے دختر پیدا ہوئی ہے خاص خوشی ہوئی۔ میں امید کرتا ہوں کہ اوس

نئی صاحبزادی اور آپ کے تمام خاندان کو ترقی عمر و مسرت حاصل ہو۔

ربیع الثانی مین شہریار دلہن والدہ صاحبزادی جہان بیگم کی طبیعت ناساز ہو گئی، اور کم و بیش چہ ماہ مین غسل صحت ہوا۔

جن ناظرین نے میری کتاب کی پہلی جلد کو دیکھا ہے اون کو یہ امر اچھی طرح معلوم ہو گا کہ میری عمر کا ایک بڑا حصہ خاندانی رنجون اور غمون مین بسر ہوا ہے، دونون صاحبزادون کا عقد اور اونکی تقریب رخصت جس طور پر اور جیسے غمناک زمانہ مین ہوئی ہے وہ بھی پوشیدہ نہین، اولاد کی شادی کے بعد والدین کو یہ تمنا ہوتی ہے کہ اونکی اولاد بھی اوس مسرت کو دیکھے اور اونکو شفقت والدین کی قدر ہو اور وہ اونکو اچھی تعلیم و تربیت کرکے خوشگوار ثمر حاصل کرین، خدا نے میری تمنا پوری کی ۲۸ سال رنج مین گذارنے کے بعد میری خوشیون کا یہ پہلا زینہ تہا، اور مجھے گویا اپنی حیات مین اپنی اولاد کی تقریب فراخ دلی اور اپنی شان کے مطابق کرنے کا اول موقع تہا، صاحبزادی عزیز جہان بیگم کی ولادت نے میرے اون زخمون پر بھی مرہم رکھا جو میری لڑکیون کی موت کے سبب سے میرے دل پر تھے۔

غرض مین نے اپنی خوشی کو اوسی فراخ دلی کے ساتہہ پورا کیا جیسا کہ نواب سکندر بیگم صاحبہ نے میری تقریب مین کیا تہا۔

مین مشکور ہون کہ میری خوشی مین صادق خلوص اور پورے جوش کے ساتہہ میرے ارا کین و اخوان ریاست، اور عامۂ طبقات رعایا نے شرکت کرکے خواتین اور ارا کین سابق کی تقلید کی تہنیت نامے اور قصائد مبارکباد پیش کئے بندوقین سر کی گئین، سب نے جوڑے لانے کی خواہش کی، اور ایسے اصرار کے ساتہہ کہ اوس سے انکار کرنا مجہپر شاق ہوتا تھا، لیکن مین نے اوسمین اسقدر ترمیم کر دی کہ صرف چند عمائد اور اعزہ کو جوڑے لانے کی اجازت دی اور باقی کو صرف کرتا ٹوپی پیش کرنے کی اور اسی کیساتہ یہ بھی ہدایت کی کہ فضول تکلفات اور نمایش سے احتراز کیا جاے، کیونکہ مین اسکو کسی صورت مین بھی پسند

نہین کرتی لیکن باوجود اسکے بھی کئے مہینون تک جوڑے اور کرتے ٹوپی کا سلسلہ قائم رہا اور ہر روز ایک نہ ایک شخص جوڑا یا کرتا ٹوپی پیش کرتا اور ایوان صدر منزل پر دہوم دہام اور مہمانون کی گہما گہمی رہتی ارکین وخوانین ریاست نے اپنے حوصلون کے مطابق بڑے تکلفات سے جوڑے کئے، بالخصوص منشی ممتاز علیخان معین المہام اور منشی اسرار حسن خان نائب نصیر المہام نے کل ارکین ریاست سے زیادہ تکلف کیا اور آخرالذکر جوڑہ جملہ ارکین ریاست کے جوڑون پر تفوق رکھتا تھا۔

۱۶ ار رجب کو نواب محمد نصر اللہ خان نے اپنی عزیز بھتیجی اور میرے اور نیز اپنے بھائیون اور بھاوج کے لئے اپنی علو شان کے مطابق نہایت تزک و احتشام سے جوڑہ کیا تمام جلوس ریاست سوار اور رجمنٹ اعانت شاہی کے دستے پیدل پلٹن مع بینڈ اور جملہ خوانین و اعیان جوڑون کے ہمراہ تھے۔

قبل جوڑون کی روانگی کے مین عالی منزل مین نواب محمد نصر اللہ خان کے یہان شرکت کیلئے گئی اور تہوڑی دیر ٹھہر کر صدر منزل مین صاحبزادہ محمد عبید اللہ خان کی جانب سے شریک ہونیکے لئے آگئی۔ جوڑہ مع جلوس کے ۵ بجے کے قریب صدر منزل پر پہونچا، تمام ہمراہی موتی محل مین بیٹھے صدر منزل مین خاص خاص لوگ نواب محمد نصر اللہ خان کے ہمراہ آئے، صاحبزادہ محمد عبید اللہ خان کو اور بھتیجی یعنی بر جیس جہان بیگم کو جوڑے پہناے اور بھتیجی کو بیش قیمت زیورات بھی دیے۔

۱۷ ار رجب کو میری اور صاحبزادہ محمد حمید اللہ خان کی طرف سے جوڑے بھیجنے کی تاریخ تھی عالی منزل سے صدر منزل کو جوڑے لاے گئے ۲ بجے تمام کمپنیان، رسالے، بینڈ، اور دوسرے باجے امپریل سروس ٹروپس تاج محل کے روبرو ایستادہ ہوگئے، ۳ بجے تک تمام معززین وارکین اور خوانین ریاست آگئے سب کے جمع ہونے کے بعد ایک پارٹی ہوئی اور چار بجے جوڑہ مع جلوس کے روانہ ہوا، جلوس باشاہی سے کانٹہ افیون پل پختہ اور بدھوارہ سے گذرتا ہوا صدر منزل پر پہونچا۔

سڑکون پر دورویہ پولیس کے جوان مناسب فاصلے پر کھڑے تھے اور ہر ایک جوان کے بعد

ایک ایک سوار رسالہ انتظامیہ کا ایستادہ تھا اون کے پیچھے تماشائی جلوس دیکھنے کے لئے کھڑے تھے۔

سب سے آگے ماہی مراتب کے ہاتھی اور پھر رسالہ امپریل سروس ٹروپس کے سوار تھے اونکے بعد باجون کی سریلی صدائین جلوس کے آمد کی خبر دے رہی تھین۔

باجون کے بعد اخترامیہ کمپنیان، کمپنیون کے بعد مرغیون کے کھانچے اور بکرے جن کے سینگ چاندی سے منڈھے ہوے تھے اور جن پر نفیس جھولین پڑی ہوئی تھین اور میوون کے لدے ہوے بہل تھے اون کے بعد خوان بردار جوڑون کے خوان اوٹھائے ہوے قطار در قطار تھے، خوان بردارون کے پیچھے کچہری کے ہاتھی تھے اور پھر ہمراہیان جلوس ہاتھیون اور بگھیون پر سوار تھے، صدر منزل پر جلوس کے بعد ہمراہیان جلوس موتی محل مین بٹھائے گئے اور پھر وہان سے منتخب اشخاص صدر منزل مین آئے اور حسب مراتب اپنی اپنی جگہ بیٹھے حوض محل کے ارد گرد بینڈ قائم تھا جو نغمہاے مبارکباد بجا رہا تھا۔

جب سب اشخاص بیٹھ گئے تو مین شہ نشین کے اندر آکر بیٹھی اور میری جانب سے جوڑون کی تقسیم شروع کی گئی اول صاحبزادہ محمد عبید اللہ خان نے نواب محمد نصر اللہ خان کو اور پھر نواب محمد نصر اللہ خان نے اپنے دونون بھائیون کو جوڑے پہنائے، پھر منشی منصب علی نے فہرست لیکر ترتیب وار دو دو آدمیون کے نام پکارے اور وہ لوگ میرے سامنے آکر کھڑے ہوے، اور منشی اسرار حسن خان اور کامدار ڈیوڑھی خاص نے اون لوگون کو جوڑے دیے۔

موتی محل مین جن اشخاص کو جوڑے دیے جانے والے تھے اونکو نائب کامدار نے تقسیم کئے جوڑون کی تقسیم ختم ہونے کے بعد پھول پان اور عطر ہوا جسکا انتظام صاحبزادہ محمد عبید اللہ خان کی طرف سے کیا گیا تھا کیونکہ اب یہ سب انہین کے مہمان تھے، میری میزبانی عالی منزل مین ختم ہو چکی تھی۔

دیگر تمام ملازمان مفصلات و شہر کو شیرینی تقسیم کی گئی اور صاحبزادی کے اخراجات کے لئے

حسب قاعدہ ماصہ ۲۵۰ روپیہ ماہوار مقرر کئے گئے ۔

اگرچہ یہ تقریبات ہندوستان کی رسم کے مطابق جسکو چھٹی کہتے ہین ننہال کی جانب سے ہوتی ہین لیکن بھوپال مین ایسی تمام تقریبات خواہ وہ مانکہ کی طرف سے ہون یا سسرال کی طرف سے ہمیشہ ریاست ہی کی طرف سے کی گئی ہین مگر اس موقع پر نواب صاحب مرحوم کے عزیزون نے بھی حسب استطاعت خود ہا اپنی خوشیون کا اظہار کیا ، اور خورشید علی خان وغیرہ نے جلال آباد سے صاحبزادون اور صاحبزادی بربیس جہان بیگم کو جوڑے بھیجے ، اور چندا بیگم صاحبہ نے جو نواب صاحب مرحوم کی ہمشیرہ اور صاحبزادگان سلمہم کی عمہ اور خوشدامن ہین چھٹی کی رسم حسب استطاعت خود ادا کی جن لوگون نے قصائد وقطعات تہنیت پیش کئے اونکو انعام وصلہ دیا گیا ، ڈیوڑھیات کے متوسلین و ملازمین دفتر انشا کو انعام وجوڑے دیے گئے ۔

بالجملہ کل اخراجات تقریب ولادت مین للعالسہ خرچ ہوے ۔



باب (۱۴)

دربار عطائے تمغہ جات کارونیشن

دربار دہلی کے موقع پر اعلیٰ حضرت ملک معظم قیصر ہند کی بارگاہ سے والیان ملک کے معزز ہمراہیون اور دیگر امرا، و شرکاء دربار کو بہ یادگار کارونیشن طلائی و نقرئی تمغون کا عطا ہونا تجویز ہوا تھا چنانچہ وہ تمغے حضور شہنشاہ کی پسند کے مطابق تیار ہو کر تقسیم کئے گئے۔

ریاست بھوپال مین دو تمغے نواب محمد نصر اللہ خان و صاحبزادہ محمد عبید اللہ خان کو نامزد کر کے اور تین تمغے دیگر ارکین ریاست کو جو میرے ہمراہ شریک دربار تھے میری مرضی پر منحصر رکھکر گورنمنٹ آف انڈیا نے بذریعہ صاحب پولیٹکل ایجنٹ بہادر بھیجے، مین نے ان تینون تمغون کو صاحبزادہ محمد حمید اللہ خان منشی ممتاز علی خان معین المہام ریاست اور منشی اسرار حسن خان مہتمم الیصال باقیات کو دینا تجویز کیا، کیونکہ صاحبزادہ موصوف بحیثیت اسکے کہ وہ دربار مین ہز ایکسلنسی کے پیج تھے اور معین المہام بحیثیت اپنے عہدہ کے اور منشی اسرار حسن خان باعتبار اس کے کہ انہون نے سفر دہلی اور کیمپ کے انتظامات مین نہایت عمدگی کے ساتھ خدمات انجام دی تھین اور آرام و آرائش کے سامان مہیا کرنے مین کوشش کی تھی مستحق تمغہ کے تھے۔

ان تمغون کے موصول ہونے سے پہلے حضور ملک معظم کا خاص دستخطی فرمان شاہی جس کا مفصل ذکر باب (۱۲) مین آچکا ہے صادر ہوا تھا اور تمام عمائد اسکا مضمون سننے کے مشتاق تھے، اس لئے مین نے مناسب سمجھا کہ ایک دربار منعقد کیا جاے اور اوسمین صاحب پولیٹکل ایجنٹ بہادر اپنے ہاتھ سے تمغے تقسیم کرین، اور اوس فرمان شاہی کا مضمون سنایا جاے، چنانچہ

تقسیم تمغہ جات کا دربار ایوان صدر منزل مین منعقد ہوا اور میجر ایل امپی صاحب بہادر نے تمغے تقسیم کرتے وقت حسب ذیل تقریر کی :-

"نواب بیگم صاحبہ و صاحبان حاضرین دربار !

مجھکو آج اون تمغون کی تقسیم کا فرحت بخش کام ملا ہے جو گورنمنٹ عالیہ ہند نے بیادگار مجمع عظیم منعقدہ دہلی بخوشی تاجپوشی حضرت شاہ ایڈورڈ ہفتم شاہنشاہ ہند دام ملکہ مقرر کئے ہین۔

قبل اسکے کہ دہلی مین دربار کرنے کا ارادہ بخوبی مصمم کیا گیا تھا نواب بیگم صاحبہ نے بہ ایام سرما گذشتہ حج کے لئے جانے کی تجویز کر لی تھی، مگر جب نواب بیگم صاحبہ کو معلوم ہوا کہ دربار کا انعقاد بالآخر طے ہو گیا تو بیگم صاحبہ نے باوجود اسکے کہ ایسا کرنے سے بیگم صاحبہ کی تجاویز و آسائش ذاتی مین خلل پڑا اپنے مشہور خاندان کی مستمرہ وفاداری کے ساتھ اپنے سفر کا قصد ملتوی کر دیا تھا تاکہ بذات خود شریک ہو کر بتوسط حضور وائسرائے صاحب بہادر پیشگاہ حضرت ملک معظم دام ملکہ مین اپنا پیام مبارکباد گذرانین۔

اگرچہ بیگم صاحبہ نے کبھی شکایت نہین کی تاہم مجھکو اندیشہ ہے کہ نواب بیگم صاحبہ کو لشکر مین سردی سے تکلیف ہوئی ہوگی، اسلئے مجھکو اور بھی خوشی ہوئی کہ بیگم صاحبہ کی معتبر وفاداری کا اعزاز و صلہ ایک خاص خط سے جسپر ملک معظم دام ملکہ نے اپنے دست مبارک سے دستخط کئے ملا ہے، مجھے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ملک معظم دام ملکہ نے اس لطف سے صرف والی ریاست بھوپال کی وفاداری ظاہر نہین کی ہے بلکہ نواب بیگم صاحبہ کو ہندوستان کی معزز مستورات کا بطور پیشوا کے ممتاز فرمایا ہے یہ امر کہ خط ایسے سعید موقع پر پہونچا کہ جسوقت نواب بیگم صاحبہ مکرمہ کے بڑی پوتی پیدا ہوئی اور بھی مبارکبادی کا باعث ہے، اور اس قابل ہے کہ تاریخ بھوپال مین درج کیا جائے ہم مین وہ اشخاص کہ

جو خوش قسمتی سے ایسے اہم موقع پر دہلی مین موجود تھے اپنی تمام عمر اس عظیم اجتماع اقوام کو یاد رکھین گے، جسمین تمام ہندوستان کے بڑے بڑے رؤسا، اور اشخاص صاحب علم اور رسوخ ہی نہین آئے تھے بلکہ سرداران عربستان وفارس ذی شان اور بلوچستان گلگت کے سرداران بہی سلطنت کی دور و دراز سرحد سے ہمارے ملک معظم دام ملکہ کو اعزاز مین جمع ہوے تھے، ان تمغون کے خوش نصیب پانے والون کے پاس اس تاریخی جلسہ کی یادگار ہی پیش نظر نہ رہیگی بلکہ وہ اس قابل ہونگے کہ اپنی اولاد کو بطور ورثہ بے بہا ہمارے حضرت ملک معظم دام ملکہ کی عنایت کی اس اعزازی علامت کو چہوڑین گے، اس اعزاز افزائی پر مین اون کو تہ دل سے مبارک باد دیتا ہون"

صاحب پولیٹکل ایجنٹ بہادر نے تقریر کے بعد بہ لحاظ ترتیب مراتب تمغے تقسیم فرماے اور اس کارروائی کے بعد میری تحریری اپیچ جسمین فرمان شاہی کا ترجمہ بہی ہے نائب میر منشی ریاست نے حاضرین دربار کو سنائی جو سب ذیل ہے

"میجر ایمپی صاحب بہادر و حاضرین دربار!

سب سے پہلے اوس قادر مطلق کی حمد لازم ہے جسنے سلطنت برطانیہ جیسی ماتحت نوازگورنمنٹ کو ہم پر حکمران بنایا، ثانیاً گورنمنٹ عالیہ برطانیہ کا شکریہ ادا کرنا چاہئے جسنے اپنے ماتحت والیان ریاست کو اوس عزت و وقار کے ساتھ ممتاز رکھا جو شاہان سلف کے عہد مین چشم روزگار نے کبھی نہین دیکھا تھا۔

اسکے بعد مجھے حضور ملک معظم شہنشاہ اعظم ایڈورڈ ہفتم شاہ انگلستان و قیصر ہندوستان خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ کی نوازش پر اظہار کمال منت پذیری کرنا ضرور ہے جنہون نے میری اوس ایڈریس کو جو مین نے دربار دہلی مین پیش کیا تہا درجہ قبولیت بخشکر اوسکی رسید مین میرے نام ایک فرمان اپنے دستخط خاص سے مزین فرماکر ارسال فرمایا اور جنہون نے میرے اوس پیشکش کو بکمال الطاف خسروانہ میری عقیدت و وفاداری کا نشان تسلیم فرمایا۔

بھی عزت و افتخار کچھ کم نہ تھا، لیکن اس سے بھی زیادہ میرے واسطے حضور ممدوح کے وہ الفاظ و معانی ہین جنسے کہ مین اس فرمان شاہی مین مخاطب کی گئی ہون، اس موقع پر فرمان موصوف الصدر اور اوسکا ترجمہ پڑھکر سنانا ضرور ہے تاکہ سب جان لین کہ ہمارے فرمانروا وقت کے اخلاق کریمانہ اپنے وفا کیشون کے ساتھہ کس درجہ وسیع ہین اور اپنے ماتحتون پر اونکی شفقت و عاطفت کس قدر موفور ہے "

یہ ترجمہ فرمان شاہی کا ہے مین آپ سب کو پڑھ کر سناتی ہون :-

بیگم صاحبہ عالیہ !

میری تاجپوشی کی تقریب مین جو ایڈریس حضرت نے نہایت مہربانی سے بھیجا تھا مجھے پہونچا، اور آپ کے اس نشان عقیدت و وفاداری کو مین نہایت خوشی سے قبول کرتا ہون -

یقین ہے کہ آن جنابہ صحت و تندرستی سے بخوبی بہرہ ور ہون گی -

مین ہون جناب کا خالص دوست

دستخط خاص حضور ملک معظم ایڈورڈ ہفتم

میرے خیال مین اس سے پہلے ایسا کوئی شفقت آمیز فرمان نہ خاص اس ریاست مین کسی رئیس کے نام آیا، اور نہ یہ امتیاز کسی دوسری ریاست کو حاصل ہوا ہوگا، مین اپنے شفیق مسٹر بیلی صاحب بہادر اور مہربان میجر ایل ایمپی صاحب بہادر کی شکرگزار رہونگی اگر وہ بواسطہ ہائے درمیانی اس امر کے اندازہ صحیح سے حضور شہنشاہ کو بھی مطلع کردین گے کہ مین اس فرمان عزت نشان کی شرف ورود لانے کے افتخار سے کس درجہ محظوظ و

سرور الوقت ہوتی ہون، اسکے ساتھہ ہی یہ بہی امید کرتی ہون کہ صاحبان ممدوح میری اس عرض کو بہی حضور شہنشاہ تک پہونچادینگے کہ حضور کا یہ فرمان مبارک جسوقت میرے ہاتھون تک پہونچا ہے ٹھیک وہی وقت ولادت باسعادت دختر نیک اختر (جسکا نام ہر جبیس جہان بیگم تجویز کیا گیا ہے) میرے منجھلے بیٹے صاحبزادہ محمد عبید اللہ خان کا تھا، گویا کہ دختر موصوفہ حضور کے اس فرمان عالی کے ساتھہ بحکم رب جلیل احتراماً بہیجی گئی تہین، نیز یہ کہ ایسے عجیب اور باشان و شوکت حسن اتفاق کیوجہ سے مین اس لڑکی کو نہایت مبارک بڑی صاحب نصیب اور خوش اقبال خیال کرتی ہون

ان افضال و اکرام پر مستزاد وہ تمغے ہین جو بطور یادگار دربار تاجپوشی منعقدہ دہلی منجانب گورنمنٹ برطانیہ بوفور عنایت و عزت افزائی میری اور میری اولاد اور معزز ہمراہیون کے واسطے بہیجے گئے ہین، اور جنکو اسوقت صاحب کلان بہادر نے منجانب گورنمنٹ عنایت کیا ہے، اس پر بہی مجھے اور ان تمام لوگون کو جنہین تمغے پانے کی عزت حاصل ہوئی ہے حضور شہنشاہ اعظم و گورنمنٹ ہند و ہز اکسلنسی نواب گورنر جنرل بہادر والیسرائے کشور ہند کا شکریہ تہ دل سے ادا کرنا لازم ہے؛ خاتمہ پر دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے اور میری اولاد کو وفاداری تاج برطانیہ مین میرے اسلاف کے قدم بقدم رکھکر حضور شہنشاہ اور حضور شہنشاہ بیگم کی ہر دولت و اقبال مین یوماً فیوماً ترقی دے، اور عنایات شاہانہ میرے حال پر روز افزون رہین، اور اس مولود مسعود کو باین ہمہ فالہائے مبارک تمامی ہواخواہان ریاست و خیر اندیشان سلطنت برطانیہ پر مبارک کرے اور آفات زمانہ سے اپنے حفظ و امان مین رکھکر عمر طبعی و سعادت دارین سے بہرہ کافی مرحمت فرمائے، آمین "

تقریر ختم ہونے پر حسب معمول ہار پان و عطر تقسیم ہوکر دربار برخاست ہوا صاحبزادہ محمد حمید اللہ خان اگرچہ

میرے ساتھہ دربار مین شریک تھے لیکن اون کو اس سلسلہ مین تمغہ نہین دیا گیا مگر چونکہ وہ گرینڈ چیپٹر مین ہز ایکسلنسی لارڈ کرزن صاحب بہادر وایسرائے گورنر جنرل کشور ہند کے پیج تھے اونکو ایک تمغہ عطا ہوا تھا جو شام کے وقت کوٹھی جدید پر ایک خاص جلسہ مین صاحب پولیٹکل ایجنٹ بہادر نے اپنے ہاتھہ سے مرحمت کیا، تمغہ ملنے کے بعد صاحبزادہ موصوف نے جنکی عمر اوسوقت ۷ سال کی تھی اظہار شکریہ کے لئے مندرجہ ذیل دلچسپ اور مختصر تقریر پڑھی :-

"خدا کا شکر کس زبان سے ادا ہو جس نے اتنی چھوٹی سی عمر مین مجھے اتنی بڑی بڑی دو نعمتین بخشین، حضور شہنشاہ کے جشن تاجپوشی کے دربار دہلی مین شریک ہونے کی عزت مجھے حاصل ہوئی جس مین نواب وایسرائے بہادر حضور شہنشاہ کے قائم مقام تھے اون کا پیج آف آنر مین مقرر ہوا اور آج میرے لئے حضور شہنشاہ نے یہ عمدہ تمغہ عنایت فرمایا ہے مین حضور شہنشاہ اور نواب وایسرائے بہادر اور اپنے کرم فرما میجر ایل امپی صاحب بہادر کا نہایت شکرگذار ہون کیا اچھا ہو اگر صاحب کلان بہادر میری اس شکرگذاری کو حضور شہنشاہ اور نواب وایسرائے بہادر تک پہونچا دین"

اونکی عمر اور اس طرح بے جھجک تقریر سے جملہ حاضرین متعجب تھے اور ہر چہار طرف سے صدائے تحسین و آفرین بلند تھی میجر امپی صاحب کی زبان سے بے ساختہ نکلا کہ "یہ خاندانی اثر ہے اور امید ہے کہ یہ عمدہ اسپیکر ہونگے"

باب (۱۵)
صیغۂ جوڈیشل کی اصلاح

اون چند ضروری اصلاحات وانتظامات سے جو گذشتہ ابواب مین مذکور ہین فارغ ہوکر پہلے صیغہ جوڈیشل کی اصلاح کیطرف توجہ کی ۔

رعایا کی دادرسی کا دارمدار صیغۂ جوڈیشل پر ہے اسلئے ضرور تہا کہ اس صیغہ کے عہدے قانون دان اور تجربہ کار اشخاص سے پُر کئے جائین لیکن یکلخت ایسی تبدیلی کو ممکن تہی مگر مناسب نہ تہی اسلئے عہدہ داران صیغہ عدالت سے اون لوگون کو جنپر ایک حد تک اطمینان تہا بدستور قائم رکھکر بعض عہدون مین تبدیلی کی گئی، اور یہ تبدیلی زیادہ تر بالفعل فوجداری عدالتون مین عمل مین آئی ۔

نائب نصیر المہام منشی عنایت حسین خان تہے جو اگرچہ گورنمنٹ انگریزی کے پنشن یافتہ ڈپٹی کلکٹر تہے لیکن بوجہ کبرسنی کے اپنے عہدہ کے فرائض کو پورے طور پر انجام نہین دیسکتے تہے، اور تجربہ قانونی بہی جسکی ایسے عہدے کے لئے ضرورت ہے اونمین نہ تہا، مین نے اونکی جگہ منشی اسرار حسن خان کا انتخاب کیا، کیونکہ وہ یہان سرکار خلدمکان کے زمانے مین منتظم پولیس رہنے کے سبب سے رعایا کے حالات سے بخوبی واقف ہو چکے تہے، اور اب دو برس تک اونہون نے ایصال بقایا کے کام مین جو قابلیتین ظاہر کین اور جو مستعدی دکہلائی اور بحیثیت ممبر اجلاس مشترکہ کے جو فیصلے تحریر کئے اون کے لحاظ سے اور نیز جو خدمات گورنمنٹ انگریزی مین عہدۂ تحصیلداری و ڈپٹی کلکٹری مین اداکی تہین اور جو نیک نامی وہان حاصل کی تہی اوسپر نظر کرتے ہوے مجہے اس عہدہ کے لئے وہی موزون معلوم ہوے، اور اونکا عہدہ نیابت نصیر المہامی پر بہ ترقی تنخواہ چارسو روپیہ کے ۲۵ ربیع الاول ۱۳۲۱ ہجری سے

تقرر کیا گیا۔

مولوی سید نصیر الدین نے بھی جن کے اسقدر خدمات کا ذکر باب ٧ میں کر چکی ہوں یکم رجب کو اپنے عہدہ نصیر المہامی کا چارج لیا۔

صدر المہامی پر جہاں سنگین مقدمات کی سماعت ہوتی ہے اور قانونی مباحث زیادہ پیش آتے ہیں مسٹر محمد سلیمان بیرسٹرایٹ لا کا، اور مجسٹریٹی شہر پر جہاں مستعدی اور انتظامی و قانونی قابلیت کی بھی اشد ضرورت ہے مسٹر جمشید جی بی اے، ایل ایل بی، کا تقرر کیا گیا۔



باب (۱۶)

مجلس مشورہ

سرکار خلد مکان کے عہد حکومت مین اگرچہ ایک مجلس مشورہ قائم تھی اور بہ نفس نفیس سرکار خلد مکان اوسکی صدر انجمن تھین لیکن منشی امتیاز علی خان وزیر سابق اوسکو کچھہ ایسے پیمانہ پر لے آئے تھے جس سے اوسکا عدم وجود برابر ہوگیا تھا اور جو منفعت کہ مجلس مشورہ کے قیام سے حاصل ہونا چاہیے تھی وہ مفقود ہوگئی تھی مولوی عبد الجبار خان کے زمانہ مین تو اوسکا نام و نشان بھی نہ رہا تھا۔

مین جب ضروری انتظامات سے جن کا فوری عمل مین لانا مقدم تہا کسیقدر فارغ ہوئی تو مین نے قوانین نافذہ کی جانب توجہ کی۔

ریاست ہذا مین سب سے پہلے سرکار خلد نشین نے قانون نافذ فرمایا اور ضابطہ مقرر کیا، صیغۂ مال کے لئے "دستور العمل ناظمی" و "دستور العمل تحصیلداری" اوس زمانہ کے مطابق نہایت عمدہ اصول پر مرتب کئے، جو اگرچہ اوسوقت شائع تو نہین ہوے لیکن عمل درآمد اونہین پر تھا اور اوسکی نقول ہر تحصیل و نظامت مین موجود تھین، اسی طرح دستور العمل فوجداری، و دیوانی بھی ترتیب دیے گئے تھے۔

سرکار خلد مکان نے اپنے ابتدائی عہد مین بھی وضع قوانین کیطرف زیادہ توجہ فرمائی اور اوس زمانے کے اخلاق و عادات سے جو تجربے حاصل ہوے تہ اور جو اوس زمانے کی سادہ ضروریات تھین اونکے لحاظ سے عدالت و انصاف کے لئے ایک قانون موسوم بہ تنظیمات شاہجہانی نافذ فرمایا، اور پھر اوس مین حسب ضرورت وسیع ترمیمین ہوتی رہین اور ایک عرصہ تک صیغۂ مال کی کارروائی کا انحصار مذکورہ بالا قوانین پر رہا، لیکن جب وہ عظیم انقلاب جو نواب صدیق حسن خان صاحب اور منشی امتیاز علی خان وزیر کے

ہاتھوں بھوپال کی قسمت میں مقدر تہا شروع ہوا، تو وہ دستور العمل (قانون مالی) مرتبہ سرکار خلد نشین بالکل بالاے طاق رکھدیا گیا، اور پھر ایسی ہدایات اور قوانین وضع کیے گئے جنکی بنا زیادہ تر ایسے اصول پر تھی جو بظاہر نہایت خوشنما اور ریاست کے لئے فائدہ مند تھے لیکن رعایا کے لئے تباہ کن اور شخصی اختیارات کو وسیع کرنے والے تھے، دیوانی و فوجداری میں تنظیمات کے سوا اور کوئی قانون و ضابطہ نہ تہا، البتہ متفرق ہدایتیں جاری تہیں، منشی امتیاز علی خان نے تعزیرات اور ضوابط دیوانی و فوجداری کا اجرا کرایا جو انگریزی ضوابط و قوانین سے ماخوذ تھے۔

مولوی عبد الجبار خان نے باوجود توجہ دلائے جانے کے بجز اسکے کہ چند ہدایتیں جاری کردیں اور کوئی کارروائی قوانین کے متعلق نہیں کی۔

مین نے منجملہ اور ضروریات کے قوانین کی تکمیل و ترمیم بھی ضروری سمجھی کیونکہ ملک کا انتظام اور امن و امان کا قیام دادرسی اور تلافی حقوق کا انحصار مکمل اور عمدہ قوانین ہی پر ہوتا ہے اور نیز بعض اہم امور ایسے ہوتے ہیں جن میں مشورہ کی ضرورت ہوتی ہے، اگرچہ منشی ممتاز علی خان قانون کو پسند نہیں کرتے تھے لیکن میں اوسکی ضرورت کو خوب جانتی تھی اسلئے کہ بے اصول کوئی کام صحیح طریقوں پر نہیں چل سکتا۔

اسمیں شک نہیں کہ قانون شخصی اختیارات کو ضعیف کرتا ہے لیکن رعایا کو اوس سے آزادی و اطمینان کی نعمت ملتی ہے، اسکے علاوہ میں بھی حد سے زیادہ منجاوز حکومت شخصی کو پسند نہیں کرتی اسلئے اس سال ایک مخصوص محکمہ مثل "لیجسلیٹو کونسل" کے قائم کیا، اور اوسکو مجلس مشورہ کے ہی نام سے موسوم رکھا، اوسکی ممبری کے لیئے وہ عہدہ دار منتخب کئے جو باعتبار اپنے عہدے اور قابلیت و تجربات کے ممتاز تھے، مجھے اس موقع پر بڑی دقت پیش آئی کہ ترمیم و تنسیخ اور توضیع قوانین کے وقت میرا مقصود یہ تہا کہ ایک ایسا گروہ مجلس مشورہ کے ممبروں میں ہو جو تعلیم یافتہ اور حالات ملک سے واقفیت تامہ رکھتا ہو تاکہ وہ مجلس مشورہ میں حقوق رعایا کی وکالت کرے اور سرکاری ممبروں کیساتھ

ہر ایک بحث و مباحثہ مین شریک ہو لیکن مجھے بے انتہا افسوس ہوا کہ ایک شخص بھی ایسا نہ مل سکا جو رعایا کی قائم مقامی کے فرائض ادا کر سکے ۔

مین نے طبقہ وکلا عدالت پر نظر ڈالی مگر وہ لوگ بھی ایسے تعلیم یافتہ نہ تھے جن پر کامل اطمینان ہو سکتا تاہم یہ خیال کر کے کہ بمقابلہ دیگر غیر سرکاری اشخاص کے اونکو کچھہ نہ کچھہ رعایا کے خیالات و حالات کا تجربہ ضرور ہوگا اور نیز اونکو روزمرہ قوانین نافذہ سے کام پڑتا رہتا ہے رعایا کی قائم مقامی کے لئے انتخاب کیا اور اون مین سے چند سر برآوردہ وکلا کو نامزد کیا گیا ان نامزد اشخاص مین سے مولوی سید عبد العزیز مرحوم کو جو ممالک متوسط کے وکیل تھے نائب مہتمم مشورہ یعنے سیکرٹری لیجسلیٹو کونسل کے عہدہ پر مامور کیا اور یہ اصول قرار دیا کہ میری روبکاری سے جن قوانین کی ترتیب و ترمیم کا حکم دیا جاے یا جنکی نسبت معین المہام یا نصیر المہام ریاست تحریک کرین یا سیکرٹری کو جن کی ضرورت معلوم ہو اول اونکا مسودہ تیار کیا جاے اور ممبران مجلس کے روبرو پیش ہو کر ایک مختتم کارروائی کے ساتھہ میری روبکاری مین پیش ہون اور میری منظوری کے بعد نافذ کئے جائین ۔

چنانچہ ۱۵ رجمادی الاول ۱۳۲۱ہ ہجری کو مین نے بذریعہ پروانے کے ممبرون کو مقرر کر دیا اور سفر حجاز کے قبل ہی مجلس مشورہ کے اجلاس ایوان صدر منزل کے ایک کمرہ مین منعقد ہونے شروع ہو گئے

باب (۱۷)

مدرسۂ آصفیہ طبیہ

اور

دوکان ادویہ یونانی

ہندوستان مین طب یونانی کے رواج کو صدیان گذر چکی ہین اور اسکا تعلق مسلمانون سے اسطرح ہوگیا ہے کہ وہ مسلمانون ہی کے ایجاد کردہ فنون مین سمجھا جاتا ہے۔

ہندوستان مین اسکو کامل ترقی ہوئی اور ایسے ایسے حاذق اطبا گذرے کہ جن پر زمانہ ہمیشہ ناز کرے گا لیکن جہان مسلمانون نے اور علوم سے بے پروائی اور بدشوقی کی اسیطرح طب یونانی سے بہی کی اور اس زمانہ مین جہانتک دیکھا جاتا ہے طب یونانی کا چراغ حیات گل ہونے کے قریب ہے، میرے خیال مین اگر یہ دوچار طبیب ہندوستان مین نہ ہوتے تو غالباً اتبک یونانی طب کا خاتمہ ہوجاتا، دراصل حکیم اجمل خان صاحب اور حکیم عبدالعزیز صاحب لکھنوی نے اس قریب المرگ علاج کو زندہ رکھنے مین نمایان اور قابل قدر کوشش کی ہے۔

اگرچہ ڈاکٹری نے یورپ کی جدید تحقیقاتون اور سرگرم کوششون سے کمال حاصل کرلیا ہے لیکن پھر بہی ہندوستانیون کی عموماً توجہ یونانی طریقہ علاج ہی کی جانب رہی ہے اور ان کے بڑے حصہ آبادی کا انحصار حیات و ممات یونانی اطبا کے ہی تشخیص و علاج پر ہے۔

طب یونانی کیطرف زیادہ رجوعات کی دو بڑے وجوہ یہ ہین ایک تو قدیم سے یونانی علاج کی عادت ہوگئی ہے، دوسرے بمقابلہ یونانی ادویات کے ڈاکٹری ادویات بالعموم گران ہوتی ہین اسلئے اوربہی غربا، کا دارومدار یونانی علاج پر ہے، اگرچہ گورنمنٹ ہند نے رعایا کی حفظ صحت اور آرام کے واسطے

ملک کے گوشہ گوشہ مین ہر پیمانہ کے ہسپتال جاری کردئے ہین اور اونپر کامل نگرانی ہے لیکن تاہم اگر گورنمنٹ طب یونانی کیطرف بھی توجہ فرماے تو یقیناً اور بھی زیادہ باعث مشکوری ہو ۔

بھوپال مین بھی ایک زمانہ ممتد سے لوگون کو طب یونانی کیطرف رجحان ہے اور یہان کی ہر تحصیل مین سرکاری طور پر ایک ایک طبیب متقرر ہے لیکن اونکی باقاعدہ تعلیم کا انتظام نہ تھا اور نہ قابلیت کا کوئی معیار مقرر تھا ، ایسی حالت مین اون پر کوئی اطمینان نہین کیا جاسکتا تھا ۔

سرجری جو طب کا ایک بڑا جزو ہے وہ طب یونانی سے اسطرح نکالدی گئی ہے گویا کبھی طب مین شامل ہی نہ تھی ، بلکہ صدیان گذر چکی ہین کہ اطبا نے اس کام کو ایک خاص فرقہ کے سپرد کرکے خود سبکدوشی حاصل کرلی ہے یہ لوگ ہر جگہ ہندوستان مین جراح کے نام سے موسوم اور بالعموم حجام کے فرقے سے ہین لیکن نہ کہین اونکی باقاعدہ تعلیم ہی ہوتی ہے اور نہ اصول کے ساتھہ وہ یہ کام سیکھتے ہین ، لہذا اونکے ہاتھون سے اکثر سخت نقصان پہونچ جاتا ہے ، اس موقع پر حکیم اجمل خان صاحب کی اوس توجہ پر جو اونھون نے اس نقصان کے دور کرنے پر کی ہے بے اختیار "جزاک اللہ خیرا" مُنہ سے نکل جاتا ہے ۔

نواب احتشام الملک عالیجاہ مرحوم کو چونکہ طب اور ڈاکٹری سے خاص طور پر دلچسپی تھی وہ ہمیشہ اس نقص کا ذکر کرکے افسوس کیا کرتے تھے اور اسکی اصلاح کی اونکو بڑی فکر تھی لیکن اونکی زندگی نے وفا نہ کی کہ وہ میری صدر نشینی کے بعد طب یونانی کی ترقی کے متعلق کوئی کام کرتے ۔

صاحبزادی آصف جہان بیگم کی دردناک موت کے بعد سے ہی مجکو خیال تھا کہ مین اونکی کوئی دائمی اور مفید یادگار قائم کرون تاکہ اون کا نام ہمیشہ محبت کے ساتھہ لیا جاے ، مین نے اس یادگار کیلئے مختلف تجویزین سوچین اور بالآخر اونکے شدائد و تکلیفات مرض پر نواب صاحب مرحوم کے ارادہ کا خیال کرکے میری راے یہ قرار پائی کہ ایک طبی مدرسہ قائم کیا جاے جس مین طب یونانی کے شائق طالب علم تعلیم حاصل کرین ، اور اوسیکے ساتھہ اوسمین سرجری کی بھی ایک شاخ ہو اور اطبا حجامالات کے لئے

وہان کی تعلیم لازمی کردی جاے، چنانچہ اس سال یہ مدرسہ قائم کیا گیا اور اوسکا افتتاحی جلسہ بصدارت نواب محمد نصر اللہ خان بتاریخ ۱۱ جمادی الآخری ۱۳۲۱ ہجری بروز جمعہ ۵ بجے شام کے منعقد ہوا جس مین جملہ معززین وعمائدین ریاست جمع تھے۔

حکیم سید محمد نور الحسن افسر الاطبا ریاست نے ایک ایڈریس پڑہا جو درج ذیل ہے:-

حامداً و مصلیاً

طب یونانی جو ابھی تھوڑا عرصہ ہوا ترقی وکمال کے اعلیٰ درجہ پر تھی اب ہم اوسکو دیکھتے ہین کہ روز بروز اوسکا تنزل و انحطاط ہوتا جاتا ہے۔ اگر یہی حالت اس طب کی رہی اور اوسکے اسباب تنزل کی طرف غور و توجہ کافی طور پر نہین کی گئی تو بہت تھوڑی مدت مین اوسکی حالت نہایت ابتر و خراب و نازک ہو جائیگی۔ گو اب بھی بڑا یک جزو اسکا جراحی و دستکاری وغیرہ قریب قریب اسی حالت تک پہونچ گیا ہے تاہم لوگون کا رجحان و میلان طبع اس طب بے سروسامان کی طرف نہایت عقیدت کے ساتھ دیکھا جاتا ہے اسلئے کہ یہ طریقہ علاج نہایت سلیم و بے خطر ہے کیونکہ اسمین اکثر پہول پتی جڑی بوٹی و دیگر نباتات و میوہ جات ماکولہ و نیز صرف اغذیہ سے علاج ہوتا ہے اور ادویہ سمیہ و مخدرہ مسکرہ، حادہ کا استعمال بلا ضرورت شدید بالکل نہین کیا جاتا ہے یہانتک کہ جو ادویہ ظاہر بدن پر خارج سے استعمال کی جاتی ہین جیسے ضماد و طلا وغیرہ وہ بھی اکثر سمیت سے خالی ہوتی ہین، اگر مریض غلطی سے بحالت اضطرار و پریشانی ہین اوس خارجی استعمال کی دوا کو کہا بھی جاے تو بھی کسی قسم کی مضرت نہین ہوتی۔ اسی طرح کہانے کی دوا کا حال ہے کہ اگر مقدار خوراک سے زیادہ دو چند سہ چند بھی کہا لے تو بھی کسی طرح کا ضرر و نقصان نہین ہوتا۔

پس اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ طریقہ علاج یونانی نہایت سلیم و بےخطر ہے اور اصول و قواعد علاج و اسباب و علامات امراض نہایت صحیح و مستحکم ہین ۔

یونانی مین اگر نقصان ہے تو اسقدر ہے کہ اطبا، یونانی عمل بالید یعنے دستکاری وغیرہ سے قاصر ہین گو کتب مبسوطہ طب یونانی جراحی و دستکاری وغیرہ کے قواعد سے مملو پڑی ہین مگر اوسپر عمل درآمد نہ ہونے سے اونکا ہونا نہ ہونا برابر ہے ، پس ایسی حالت مین ضرور ہوا کہ جو جو امور متعلقہ دستکاری و جراحی وغیرہ اطبا نے بوجہ عدم توجہی و سہل انگاری کے جراحون کے سپرد کر کے اون پر خود عمل درآمد کرنا چھوڑ دیا ہے اون سب امور کی پھر از سر نو عملی طور پر تعلیم شروع کیجاے اور جو جو آلات متعلقہ تشخیص امراض و سرجری زمانہ حال مین ایجاد ہوے ہین اونکے استعمال کے طریقے سکھلاے جائین تاکہ تشخیص امراض مین دقت نہ ہو ، اور ادویہ مستعملہ ڈاکٹری جو اکثر انہین نباتات و معدنیات مستعملہ یونانی کے ست و جوہر ہین اونکی ماہیت و افعال و خواص و طریقے استعمال کے بتاے جاوین ۔

ان سب امور کی اصلاح و درستی کی طرف جناب نواب احتشام الملک عالیجاہ سلطان دولہا صاحب بہادر مرحوم و مغفور کو بہت کچھہ توجہ و خیال تہا اسلئے کہ نواب صاحب موصوف کے علاوہ اور فنون کے ان دونون فنون مین زمانہ علالت نور نظر لخت جگر جناب نواب آصف جہان بیگم صاحبہ مرحومہ مغفورہ مین بسبب اپنی فراست و ذکاوت و ذہانت خداداد کے ایسی واقفیت حاصل فرمائی تہی کہ کوئی ڈاکٹر و طبیب اون کے سامنے خلاف اصول ڈاکٹری و یونانی ایک حرف زبان سے نہین نکال سکتا تہا ، اسلئے کہ اونکو اکثر امراض کے اسباب و علامات و معالجات و ادویہ یونانی و ڈاکٹری کے افعال و خواص و ماہیت بہت اچھی

طرح پر منضبط و مستحضر تھے ، افسوس صد افسوس کہ بوجہ بدنصیبی ہم لوگوں کے اس قسم کے انتظامات ملکی ومالی وعلمی میں سے ایک انتظام کو بھی پورا نہ کرنے پائے تھے کہ یکایک اس دار فانی سے طرف ملک جاودانی کے رحلت فرمائی اللہ تعالیٰ جنت الفردوس میں اونکا ماویٰ و مثویٰ کرے یہ ارادہ بوجہ اس حادثہ جانکاہ کے ایک مدت تک ملتوی رہا اب حضور سرکار عالیہ دام اقبالہا نے توجہات خسروانہ و تلطفات شاہانہ فرماکر ان سب امور متذکرہ بالا کی تعلیم و دیگر تحقیقات طبیہ کے واسطے ایک مدرسہ "طبیہ آصفیہ" نام سے جناب نواب آصف جہان بیگم صاحبہ مرحومہ مغفورہ کے جاری و قائم فرمایا ہے ، جو ہمیشہ انشاء اللہ تعالیٰ اون کے نام سے یادگار رہے گا اللہ تعالیٰ حضور سرکار عالیہ دام اقبالہا کو اس عالی ہمتی کا ثمرہ نیک دین و دنیا میں ساتھ ترقی دولت و اقبال کے عطا فرمائے ، آمین ثم آمین ۔

اللہ تعالیٰ کی ذات سے امید ہے کہ اس مدرسہ میں تعلیم دونوں فنون ڈاکٹری و یونانی کی بہت اچھی طرح پر ہوگی اور جو مباحث و مسائل مختلف فیہ درمیان ڈاکٹری و یونانی کے ہیں اونکا محاکمہ بھی حتی الامکان عمدہ طور پر کیا جائے گا ۔

اس مدرسہ سے جو طلبہ تعلیم پاکر سند حاصل کرینگے وہ نرے ڈاکٹر یا نرے طبیب نہ ہونگے بلکہ دونوں فنون میں اچھی دستگاہ رکھتے ہونگے ، اللہ تعالیٰ اس ارادہ کو پورا کرے ۔

اس مدرسہ میں واسطے تعلیم ڈاکٹری و یونانی کے مدرسین بتعداد مناسب مقرر کئے گئے ہیں ، حفاظت کتب و آلات و سامان و تنقیح خرچ و دیگر ضروریات مدرسہ کیلئے علیحدہ لوگ ملازم ہیں ، اس مدرسہ کے سرپرست و حامی مدرسہ صاحبزادگان والاشان جناب نواب محمد نصر اللہ خان صاحب بہادر ولیعہد ریاست بھوپال و مولوی حافظ نواب محمد عبید اللہ خان صاحب بہادر و صاحبزادہ محمد حمید اللہ خان صاحب بہادر ہیں ، کہ اُنکو

متعلق مدرسہ کا انصرام و انتظام صاحبزادگان عالی شان کی راے کے موافق روبکاری سرکار عالیہ سے ہوگا۔

ڈاکٹر ویر صاحب سول سرجن سنٹرل انڈیا جو بہت بڑے حاذق و ماہر و تجربہ کار ہین اور جنکی طبیعت کو ادویہ دیسی کے ساتھہ بھی ایک گونہ تعلق و مناسبت ہر وہ بھی وقتاً فوقتاً ہر قسم کی اعانت و اصلاح و درستی قواعد متعلقہ مدرسہ کی باتفاق راے ممبران مدرسہ فرمایا کرینگے، منتظم و نگران اس مدرسہ کے اسسٹنٹ سرجن ہسپتال انگریزی افسر الاطبا ریاست رہینگے، اصول و قواعد متعلقہ طلبہ و کورس تعلیم کے ضوابط وغیرہ جو مرتب ہو رہے ہین اسکے بعد جاری کیئے جائینگے۔

اب مین اس تقریر کو اس دعا پر ختم کرتا ہون کہ اللہ تعالیٰ اس مدرسہ کو سایۂ عاطفت حضور سرکار عالیہ دام اقبالہا و سرپرستی وحمایت صاحبزادگان والا شان مین روزافزون ترقی عطا فرماے، آمین ثم آمین"

اس ایڈریس کے بعد نواب محمد نصر اللہ خان نے حسب ذیل تقریر کی:-

"حاضرین جلسہ!

مین منجانب خود اور نیز اپنے دونون بھائیون کیطرف سے اس ایڈریس کا جواب دینے سے پہلے جناب والدہ ماجدہ دام اقبالہا کا شکریہ ادا کرتا ہون کہ ایسے نیک انجام کام کا افتتاح ہمارے سپرد فرمایا۔ اہین شک نہین ہے کہ سرکار عالیہ کا یہ کام نہایت شکریہ کے قابل ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ اپنی رعایا پر کسقدر مہربان ہین اور انکی صحت و تندرستی کا اونکو بہت بڑا خیال ہے، افسر الاطبا صاحب نے مدرسہ کے اغراض و

اپنی تقریر مین نہایت فصاحت کے ساتھہ بیان کیا ہے، بیشک مشرقی و مغربی طب کی تعلیم کے یکجا ہونے سے ایک ایسا اچھا نتیجہ نکلنے کی امید پائی جاتی ہے کہ جسکی ہندوستان مین بڑی ضرورت سمجھی گئی ہے مین یقین کرتا ہون کہ جو شخص غور کریگا وہ خواہ طب یونانی کے متعلق کیسے ہی خیالات رکھتا ہو مدرسہ آصفیہ کے مقاصد و اغراض کے ساتھہ ضرور ہمدردی کا اظہار کریگا کرنل ویر صاحب نے بھی اس کام مین مدد دینے کا وعدہ کیا ہے جس کا مین شکریہ ادا کرتا ہون افسوس ہے کہ بعض ضروری کامون کے سبب سے اس افتتاحی جلسہ مین وہ شریک نہ ہو سکے جسپر اونھون نے خود اظہار تاسف کیا ہے۔

چونکہ یہ مدرسہ ڈاکٹر خوشحال داس صاحب جوشی اور افسر الاطبا حکیم نور کرن صاحب کی تجویز و رائے سے حسب الحکم سرکار عالیہ بطور یادگار آصف جہان بیگم صاحبہ مرحومہ قائم ہوا ہے، مین امید کرتا ہون کہ یہ دونون نہایت توجہ کے ساتھہ باتفاق یکدیگر ہمیشہ مدرسہ کی نگرانی کو اچھی طرح انجام دین گے، اور کوشش کرین گے کہ یوماً فیوماً مدرسہ کو ترقی ہو، اگرچہ اسوجہ سے کہ یہ مدرسہ ہماری بہن آصف جہان بیگم صاحبہ مرحومہ کی یادگار مین قائم کیا گیا ہے اسبات کے ظاہر کرنے کی کہ مین اور میرے دونون بھائی ہمیشہ مدرسہ کی ترقی کے لئے کوشش کرینگے چندان ضرورت نہ تھی، تاہم مین مدرسہ آصفیہ کی اعانت اور سرپرستی کے وعدہ کے ساتھہ اپنی مختصر اسپیچ کو اس دعا پر ختم کرتا ہون کہ اللہ تعالیٰ سرکار عالیہ کو باین نوازش ہمارے سب کے سر پر قائم رکھے اور عمر و اقبال مین ترقی دے۔

این دعا از من و از جملہ جہان آمین باد "

بعد ازین جلسہ بعد مراسم معمولی کے برخاست ہوا، اسی عرصہ مین میرے سامنے متواتر ایسا نہین آس

امر کی پیش ہوئین کہ بازار مین ادویہ یونانی نہایت خراب و ناقص ملتی ہین۔

اگرچہ خراب ادویہ کے بیچنے والون کے لئے قانون تعزیری موجود ہے، لیکن مین نے مناسب خیال کیا کہ بجاے قانونی سختی کے ایک ایسا طرز عمل اختیار کیا جاے کہ جسمین نرمی و ملاطفت ہو اور خراب ادویہ کے ملنے کی شکایت بھی رفع ہوجاے، مین نے یہ امر مجلس مشورہ مین سپرد کیا، مجلس مشورہ نے بالاتفاق یہ راے پیش کی کہ "ایک دوکان بہ نگرانی افسر الاطبا کھولی جاے اور مبلغ ایک ہزار روپیہ بطور تقاوی کے دیا جاے" مین نے بجاے اسکے کہ حسب تجویز مشورہ روپیہ بطور تقاوی کے دیا جاے اس امر کو مستحسن سمجھا کہ یہ روپیہ بکار وقف رفاہ عام دیدیا جاے اور ایک شخص معتبر اسمین سرمایہ شامل کرکے ایک دوکان جاری کرے، افسر الاطبا اور میر مجلس جماعت انتظامیہ کی نگرانی ادویات اور سرمایہ کے متعلق رہے اور یہ دوکان مدرسہ آصفیہ طبیہ کی ایک شاخ سمجھی جاے، چنانچہ روپیہ دیا گیا اور دوکان جاری ہوئی، اور وہ شکایات جو خراب ادویہ کی بابت تھین رفع ہوگئین اسکے علاوہ یہ فائدہ ہوا کہ دوسرے دوا فروش بھی عمدہ اور ارزان دوائین فروخت کرنے لگے، جس سے اون لوگون کو جو یونانی علاج کے دلدادہ ہین بہت سہولت ہوگئی، اور اب ہر قسم کی عمدہ دوائین مریضون کو دستیاب ہوتی ہین ؞



باب (۱۸)

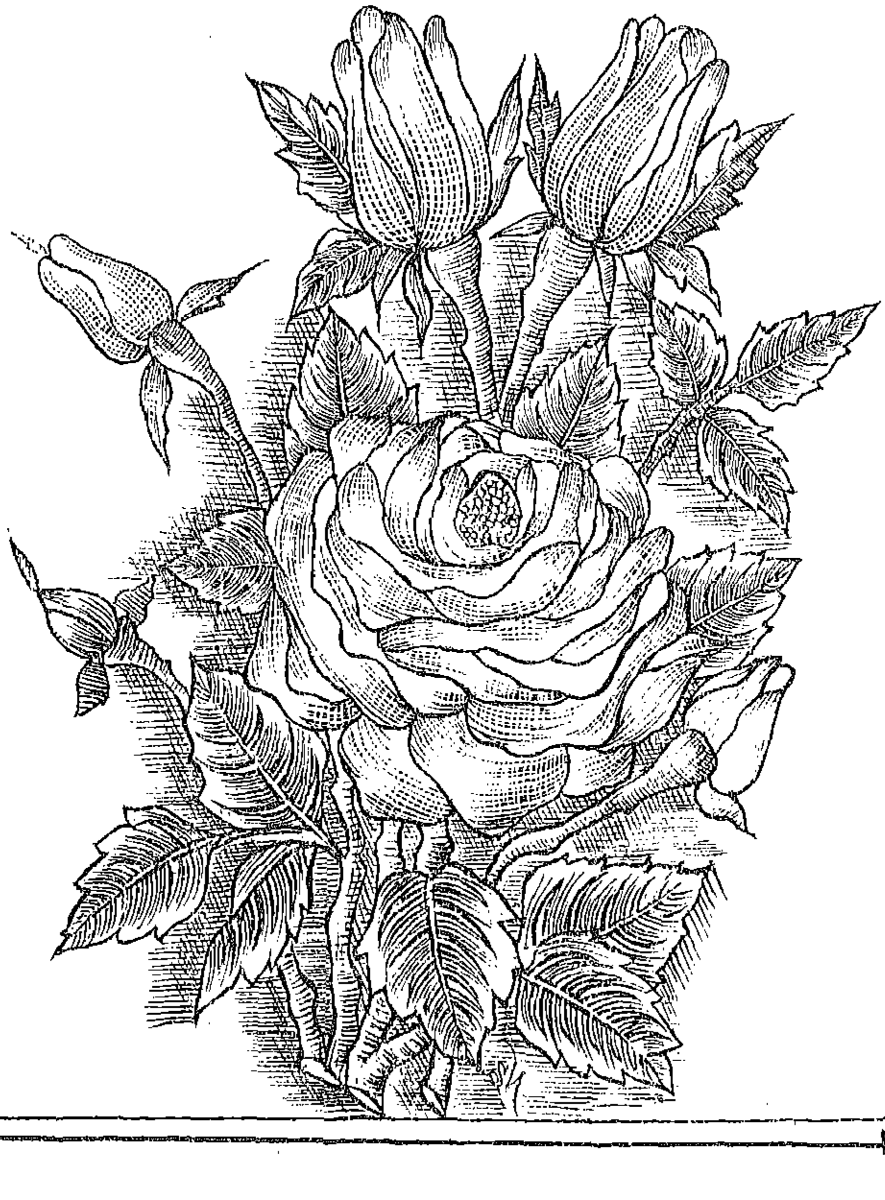
جماعت انتظامیہ

مجھے مسند نشینی کے بعد ہی یہ خیال پیدا ہوا کہ مین اپنی رعایا کو بھی انتظامات ملک مین شریک کر کے اون کو ایک حد تک "لوکل سیلف گورنمنٹ" کے حقوق دون، کیونکہ تجربون نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ جس ملک مین رعایا کو انتظامات مین مداخلت ہوتی ہے اوس مین روز افزون سرسبزی اور ترقی حاصل ہوتی ہے، اور یہ درحقیقت ملک و رعایا کے لئے حکومت کی نہایت عمدہ نعمت و برکت ہے لیکن ایسے حقوق حاصل کرنے کے لئے رعایا کو سب سے بڑی ضرورت اعلیٰ تعلیم اور قابلیت کی ہے اور جب تک تعلیم اور قابلیت نہو ایسے حقوق کا دیا جانا ملک کو خطرہ مین ڈالنا ہے، مینے متذکرہ بالا خیال کیساتھ جب رعایا کی تعلیم و قابلیت پر نظر ڈالی تو مجھے افسوس ہوا کہ مین ایک نعمت جو رعایا کو بخوشی دینے کے لئے آرزومند ہون، نہین دے سکتی، کیونکہ اون مین تعلیم اور قابلیت کا عنصر مفقود پایا، اور ایک شخص بھی نہ دیکھا جو اعلیٰ تعلیم یافتہ ہو اور جس مین قابل اطمینان قابلیت انتظامی موجود ہو، تاہم محض اس خیال سے کہ لوگون کو کام کرنے کی دلچسپی اور شوق پیدا ہونے کی تحریک ہوگی، بلدہ بھوپال مین خاص پابندیون کے ساتھ جس مین نقصانات کا اندیشہ نہ رہے قبل از روانگی حج، ۱۱ رجب سنہ ۱۳۲۱ ہجری کو "جماعت انتظامیہ" کے قائم کرنے کا اعلان کیا، شہر سولہ حلقون مین تقسیم کیا گیا اور ہر حلقہ سے دو ممبر منتخب ہوئے اور ایک قانون موسوم بہ "قانون جماعت انتظامیہ" نافذ کیا جسمین جماعت انتظامیہ کے اختیارات اور ذمہ داریون کی تصریح کی اور اپنی خاص نگرانی رکھی، ممبری کے لئے معززین شہر و وکلاے عدالت، مہاجن، ملازمان ریاست، اور جاگیردارون مین سے ایک ایک شخص کا انتخاب کیا گیا، اور

اس طرح "جماعت انتظامیہ" کا ابتدائی کام شروع ہوگیا۔

جماعت انتظامیہ کی کارروائی اور احکام سرکاری کی اشاعت کے لئے ہفتہ وار مطبع سرکاری سے ایک گزٹ شائع کئے جانے کا انتظام بھی جماعت انتظامیہ کے سپرد کیا گیا، اور گزٹ کا پہلا نمبر ۱۵ رجب سنہ ۱۳۲۱ ہجری مطابق ۷ ار اکتوبر سنہ ۱۹۰۳ عیسوی روز چہارشنبہ کو شائع ہوا۔

سال ہذا بن جب بعد واپسی سفر حجاز میرے سامنے رپورٹ پیش ہوئی اور جو حالات مجھے معلوم ہوئے اون سے مجھے خوشی ہوئی کہ جماعت انتظامیہ نے اپنا کام عمدگی کے ساتھہ انجام دیا جیسی کہ اوس سے ابتدائی حالت کا لحاظ کرکے امید ہوسکتی تھی ॰



باب (۱۹)

مدرسہ سلطانیہ

قبل اسکے کہ مین مدرسہ سلطانیہ کے افتتاح کا ذکر کرون یہ ظاہر کرنا چاہتی ہون کہ مین ہمیشہ مسئلہ تعلیم نسوان پر دلچسپی سے غور کرتی رہتی ہون اور میرا دل مردون کی اوس ناانصافی پر ہمیشہ کڑہتا ہے جو اونہون نے تعلیم نسوان کی بابت برتی ہے۔

یہان اگرچہ تعلیم نسوان سے منافرت نہ تھی اور نہ اونکے لئے لڑکیون کا پڑہانا لکھانا کوئی نئی بات تھی کیونکہ گذشتہ فرمان روا بیگمات ہمیشہ اس امر کی کوشش کرتی تہین لیکن یہان کے لوگون نے صرف قرآن مجید کے پڑہانے پر ہی تعلیم محدود کردی تھی البتہ کسی کسی نے کچہہ کچہہ اُردو پڑھ لی تھی اور اپنے بھائیون اور باپون سے کسیقدر لکھنا بھی سیکھہ لیا تھا مگر اس سے آگے پڑھنا یا اسکول مین جاکر باقاعدہ تعلیم حاصل کرنا اونکے طبائع کے خلاف تھا۔

مین اس طرز تعلیم کے سخت خلاف ہون، اور میری رائے ہے کہ کم اور ادہوری تعلیم بجائے فائدہ کے مضرت رسان ہوتی ہے اور نیز عموماً بغیر مدرسہ کی باقاعدہ تعلیم کے فائدہ حاصل نہین ہوسکتا۔

لڑکیون کو صرف تھوڑی سی اردو پڑہاکر چھوڑ دینا نہایت بُرا ہے جب لڑکیون کی تعلیم شروع کرائی جائے تو اس امر کی کوشش کرنا چاہئے کہ وہ نیم تعلیم یافتہ نہ رہین اور اون کو تمام ضروری معلومات حاصل ہوجائین اونہین خانہ داری کا پورا سلیقہ آجائے اور کم از کم اسقدر دستکاری سیکھہ جائین کہ وہ اپنی آیندہ زندگی مین کسی دوسرے کی محتاج نہ ہون۔

ان تمام امور پر نظر کرکے مینے تجویز کی کہ ایک مدرسہ قائم کیا جائے جس مین میرے مقصد کے

مطابق ضروری تعلیم دیجائے لیکن جب مدرسہ مین لڑکیون کے جانے کے متعلق رعایا کے خیالات کا اندازہ کیا تو سخت دشواری نظر آئی اور کامیابی کی امید موہوم نظر آنے لگی، تاہم مین نے اپنے اس خیال کا اظہار مناسب جانا، چنانچہ بتاریخ بست و یکم رجب ۱۳۳۱ ہجری موتی محل مین ایک جلسہ عمائد و اراکین اور شرفا شہر کا منعقد ہوا جسکے صدر نشین خان بہادر منشی ممتاز علی خان معین المہام ریاست تھے۔

اغراض و مقاصد جلسہ کو سنکر جو لوگ کہ تعلیم کے حامی اور میرے ہم خیال تھے اونھون نے اس تجویز پر نہایت جوش کے ساتھ مشکوری ظاہر کی اور بہت پسند کیا، نہایت بسیط و عمدہ تقریرین کین اور اپنی لڑکیون کو مدرسہ مین بھیجنے پر آمادگی کا اظہار کیا، کچھ لوگون نے مخالفت کی اور کچھ خاموش رہے غرض کہ تجویز کی عمدگی اور میرے اثر حکومت نے مل ملا کر اوسوقت بالاتفاق یہ طے کرا دیا کہ مجوزہ مدرسہ قائم کیا جاے اور لوگ اپنی لڑکیون کو اوسمین تعلیم دلائین۔

مخالفت کرنے والون مین اکثر پردہ کا عذر کرتے تھے لیکن مین نے اوسکے پورے انتظام کا پہلے ہی خیال کر لیا تھا کیونکہ مین پردہ کو مسلمانون کے لئے ازبس ضروری جانتی ہون خواہ وہ کسی ملک مین رہتے ہون اوستانیون کے متعلق مجھے بے انتہا مشکلات کا سامنا تھا، اگر یورو بین معلمات رکھی جائین تو یہ دشواری ہے کہ وہ اُردو نہین جانتین جو بچون کو سمجھا اور پڑھا سکین، اور اگر پڑھانی بھی ہین تو نہ اُردو الفاظ کا تلفظ کر سکتی ہین اور نہ پورا مطلب ادا کرنے پر قادر ہین، یہ دشواری اسی حد تک ختم نہین ہو جاتی بلکہ کوئی ایسا نصاب تعلیم بھی جو مسلمان لڑکیون کے لئے مفید ہو موجود نہین اور نہ کوئی دستور العمل ہی نظر آتا ہے۔

گورنمنٹ نے اپنی کمال عنایت سے جو کچھ کہ ایک شائستہ اور مہربان گورنمنٹ کر سکتی ہے تعلیم نسوان پر توجہ کی زنانہ مدارس قائم کئے اور اون اسکولون کو جو پبلک سرمایہ سے قائم کئے جائین مدد دینے کا وعدہ کیا مگر وہ ہمارے معاشرتی اور مذہبی ضرورتون سے نہ پورے طور پر واقف ہے اور نہ اون ضرورتون کے مطابق گورنمنٹ کا فرض ہے کہ ہمارے لئے سامان مہیا کرے، یہ کام خود تعلیم یافتہ مسلمانون کا ہے کہ

وہ اپنی عورتون کی ضرورتون پر نظر ڈال کر اونکے لئے نصاب مرتب کرین اور اوسمین بھی یہ ضرورت ہے کہ جسقدر ملک مین تعلیم یافتہ عورتین ہون وہ ایک کمیٹی کے ذریعہ سے اون تمام مراتب کو طے کرین جو عورتون کے لئے لازمی طور پر پیش آنے والے ہین، کیونکہ باعتبار جنسیت کے جو اندازہ اون تعلیم یافتہ عورتون کو عام جذبات وخیالات نسوانی کا ہوسکتا ہے وہ مردون کو نہین ہوسکتا ، مین نے تعلیم نسوان اور اوسکی ضرورتون کے متعلق اپنے خیالات کا اظہار ایک دوسری کتاب مین مفصل طور پر کیا ہے جو خدا نے چاہا تو جلد مکمل ہوکر شایع کی جاے گی ۔

اگرچہ نصاب کے نہ ہونے سے مجھے سخت دشواری پیش آئی لیکن کارروائی کے واسطے جماعتین کھول دی گئین اور نصاب تعلیم مین کلام مجید مع ترجمہ اردو ، حساب ، جغرافیہ ، دینیات ، اور انتظام خانہ داری رکھا گیا ، غرض مین نے اپنی تجویز کے مطابق بتاریخ بست و یکم رجب ۱۳۲۱ ہجری تاج محل کے ایک مناسب وموزون قطعہ مین مدرسہ کا افتتاح کیا ، اور مدرسہ سلطانیہ نام رکھا ۔

تاج محل کو جماعت انتظامیہ نے نہایت خوبی کے ساتھ آراستہ کیا تھا ، راستہ مین جابجا جھنڈیان لگائی تھین ، عمائد وارکین اور شرفا شہر مدعو تھے جن کی مردانہ کمرون مین نشست تھی ، معزز مستورات بھی شریک کی گئی تھین ، اور لڑکیان بھی جو مدرسہ مین داخل ہونے والی تھین موجود تھین ۔

مدرسہ جاری ہوتے پر پہلے سال مین (۱۴۰) لڑکیان جنکی عمر دس سال سے زائد نہ تھی داخل ہوئین جن کی تعلیم کے لئے ۳ معلمات ، مغلانی خانم ، نظیر بی ، زینب بی ، مقرر کی گئین ، ان مین سے دو معلمات نے بھوپال ہی مین اپنے گھرون مین تعلیم پائی تھی اور فی الجملہ ہوشیار ہین اور ایک دہلی کی تعلیم یافتہ ہین جو افتتاح مدرسہ کے لئے غنیمت معلوم ہوئین ۔

مولوی سید محمد علی رضوی جو ایک دیندار معمر اور دیرینہ ملازم ریاست ہین ، مدرسہ کے منتظم مقرر کئے گئے ۔

مین نے لڑکیون کے لانے اور لیجانے کے لئے پردہ دار گاڑیان اور حفاظت کے واسطے معتمد اور سن رسیدہ سپاہی متعین کئے۔

یہان مجھے افسوس کے ساتھہ پھر یہ کہنا پڑتا ہے کہ بڑی مشکل یہ ہے کہ ہندوستان مین ایسی مسلمان اوستانیان نہین ملتین کہ جو باقاعدہ تعلیم دے سکین، اور جب تک اوستانیان تیار نہ ہون گی عورتون کی تعلیم نہ فروغ پا سکتی ہے نہ ہمارے حسب ضرورت انتظام ہو سکتا ہے۔ اور نہ کوئی کامیابی ہو سکتی ہے۔



باب (۲۰)

الگزنڈرا نوبلس اسکول

مین سالہاے ماسبق مین بھوپال کی تعلیمی حالت کسیقدر تحریر کر چکی ہون اب ان گذشتہ دو سالون مین مجھے کافی معلومات حاصل ہوئی اور مین نے جس طرح کہ مالی حالت کی طرف توجہ کی اوسیطرح رعایا کی تعلیم و تربیت کے خیال کو بھی پیش نظر رکھا، کیونکہ ریاست کی سرسبزی اور ملک کی ترقی کا سرچشمہ تعلیم ہی ہے اور جو برکتین دوسرے ترقی یافتہ ملکون کو حاصل ہین وہ تعلیم ہی کے اثر سے ہین۔

ناظرین کو میرے افسوس کا اندازہ اس امر سے ہوگا کہ مجھے (٦٦٥٩٦١) آدمیون مین ایک شخص بھی ایسا نہ ملا کہ جو گریجوایٹ یا انڈرگریجوایٹ بھی ہو، حالانکہ ابتدائی و درمیانی تعلیم ختم کرنے کے بعد ہائی ایجوکیشن کے لئے سرکار خلد مکان نے وظائف بھی مقرر کردیے تھے۔

خاص شہر مین گو ہائی اسکول موجود تھا اور تعلیم کے اخراجات فیاضی سے ادا کئے جاتے تھے مگر دو درجن انٹرنس پاس بھی نہ تھے۔

مین نے خصوصیت کے ساتھہ اوس طبقہ پر نظر ڈالی جو جاگیرداران و عمائد کا تھا یا جنکو مناصب بیش قرار تنخواہین دی جاتی تھین لیکن جسطرح رعایا کو تعلیم جدید سے نفرت تھی اسی طرح اوس طبقہ مین بھی منافرت موجود تھی اور اس نفرت کے ساتھہ تعصبات رسم و رواج کی پابندی، نمائشی اور فضول خراجات کی کثرت اس درجہ پر پہونچ گئی تھی کہ اوسنے اخلاق و معاشرت پر نہایت خراب اثر ڈالا تھا۔

بالعموم ریاستون مین برادران ریاست کو از روے حقوق آبائی جو گذارہ وغیرہ ملتا ہے اوسمین رفتہ رفتہ جیسی جیسی کہ قرابت دور ہوتی جاتی ہے کمی واقع ہوتی جاتی ہے اور خاندان کے بڑھنے سے اوس گذارہ یا معاش کی تقسیم

ہوتے ہوتے نوبت یہان تک پہونچتی ہے کہ جسکے مورث اعلیٰ کی ایک لاکھ روپیہ کی آمدنی تھی اب اوسکی پانچ روپیہ ماہانہ آمدنی ہے ، اور کم ہمت لوگ اسی کو غنیمت سمجھتے ہین ، بعض بعض کی حالت تو اس سے بھی بدتر ہو جاتی ہے اور بھیک مانگنے پر نوبت پہونچتی ہے اور وہ اپنے اون بزرگون کے نام کو جو ایک مرتبہ والیان ملک اور جاگیرداروں کے لقب سے ملقب تھے اپنا ذریعہ معاش بناتے ہین فی الحقیقت یہ شرمناک باتین ہین مگر عبرت نہین ہوتی بلکہ مساوات ہوگئی ہے اور کوئی اسپر نظر نہین کرتا ۔

اگر اس عبرت ناک احوال پر کسیکو نظر ہوتی ہے تو گورنمنٹ برطانیہ کو ، اور فی الواقع یہ ہندوستان کی خوش قسمتی ہے ، اور خدا کا شکر ہے کہ اوس احکم الحاکمین نے ہندوستان کو ایسی نیک ، رحم دل اور منصف مزاج گورنمنٹ عطا کی جسکو اپنی رعایا کی بہتری کا ایسا خیال ہے جو خود رعایا کو بھی نہین اُسکو جسطرح کہ اپنی عامہ رعایا کی تعلیم و تربیت کی فکر ہے اور اوسکے لئے ہندوستان مین ذرایع و اسباب مہیا کئے ہین اسیطرح وہ والیان ملک اور دیسی روسا و امراء کی تعلیم و تربیت سے بھی غافل نہین ۔

اگرچہ جانشینان رئیس اوس تعلیم سے مستغنی ہین جو ہندوستان کی یونیورسٹیون مین دیجاتی ہے لیکن اونکو اوس خاص طریقہ کی تعلیم کی اشد ضرورت ہے جو حکمرانی اور انتظامات ملکی و مالی مین اونکو مفید ہو اور جسکے ذریعہ سے وہ بہتر سے بہتر اصول پر حکمرانی و انتظام کرسکین ۔

گورنمنٹ ہند نے اس مطلب کے لئے اکثر جگہ اون روسا و امراء کے واسطے کالج قائم کئے اور تعلیم کی ترغیب دی جسمین گورنمنٹ کو ایک حد تک بڑی کامیابی حاصل ہوئی ، اور یہ کامیابی نہ صرف گورنمنٹ کی ہے بلکہ حقیقتاً اون روسا کی ذات خاص اور اونکے ملک کی کامیابی ہے ۔

لیکن اسوقت تک جو نصاب تعلیم دیکھا گیا ہو وہ صرف انہین لوگون کے لئے مفید ہے جو جانشینان رئیس ہین یا وہ لوگ ہین جنکو اونکے اخراجات اور ضرورتون کے واسطے اونکی جاگیرین کافی ہین ۔

باقی ایسے اشخاص جو ماسوا اپنی جاگیر کے اور ذرایع معاش مہیا کرنا چاہتے ہین وہ اس تعلیم سے

زیادہ تعلیم کے حاجتمند ہین۔

ہز ایکسلنسی لارڈ کرزن ویسراے وگورنر جنرل ہند نے امرا و روسا کی اولاد کی تعلیم و تربیت کے انتظام مین ایک نمایان حصہ لیا اور اونہون نے نہ صرف ایسی درسگاہون کو جنہین وہ تعلیم پائین ترقی دی بلکہ اونکا خیال اس طرف بھی رجوع ہوا کہ روسا و امرا کو فوجی فنون کی بھی تعلیم دیجاے اور اونمین جنگی اسپرٹ قائم رکھی جاے، اور اسکے لئے اونہون نے "کیڈٹ کور" قائم کیا۔

اسمین شک نہین کہ ہز ایکسلنسی لارڈ کرزن کے بیشمار کامون اور اصلاحون مین جو اونہون نے ہندوستان کے فائدہ کے لئے کی ہین روسا و امرا کی تعلیم و تربیت کے کام اور اصلاحین نہایت قابل قدر اہمیت رکھتی ہین، اور خصوصا کیڈٹ کور کا قائم کرنا تو اونکی سب سے بڑی اور بہتر یادگار ہے اور جو اس امر کا ثبوت ہے کہ گورنمنٹ کا یہ مقصود ہے کہ اگر روسا و امرا اسول لائن سے گھبراتے ہین تو ملٹری ہی کی تعلیم حاصل کرین مگر یہان کے جاگیردار اور اخوان ریاست نہ متذکرہ بالا مدرسون سے فائدہ اوٹھانے کی صلاحیت رکھتے تھے، اور نہ عام تعلیم سے ہی اون مین مستفید ہونے کا رجحان تھا، پس مین بعض وقت اس طبقہ کی اصلاح سے مایوس ہو جاتی تھی، لیکن عزم بالجزم تھا مین نے ارادہ کر لیا کہ اس طبقہ کی تعلیم و تربیت کا خاص طور پر انتظام کیا جاے اور اونکے امتیازی خیالات کو بدستور قائم رکھا جاے مینے اونکے لئے ایک علیحدہ اسکول کی بنیاد ڈالی اور مناسب خیال کیا کہ اوسی اسکول مین اپنے خلف اصغر صاحبزادہ محمد حمید اللہ خان کو بھی تعلیم دلاؤن تاکہ عمائد و جاگیرداران ریاست کے سامنے ایک مثال ہو اور اوس مثال سے اونکو شوق پیدا ہو ورنہ بہت ممکن تھا کہ "ڈیلی کالج اندور یا میو کالج اجمیر یا چیفس کالج لاہور" مین بھیجکر تعلیم دلاتی۔

مین نے ہمیشہ یہ اصول رکھا ہے کہ مجھے جب کسی مفید کام کی طرف رعایا و اخوان اور ارکین ریاست کو توجہ دلانا مقصود ہوتا ہے تو مین خود اپنے آپ کو یا اپنی اولاد کو مثال بنا کر پیش کرتی ہون۔

جب مین نے دیکھا کہ رعایا و اخوان اور ارکین تعلیم اور فوجی تربیت سے متنفر ہین تو صاحبزادہ محمد عبید اللہ خان کو تربیت فوجی کیلئے اور صاحبزادہ محمد حمید اللہ خان کو تعلیمی شوق اور علمی محنت و ضرورت کے لئے مثال بنایا۔

مین نے اس تجویز کے مطابق سفر حجاز سے پہلے ہی اس اسکول کی بنیاد قائم کئے جانے کا حکم دیا اور اس اسکول کو بہ یادگار اپنے اوس خلوص و محبت کے جو مجھے عالیجناب شہنشاہ بیگم ملکہ الگزنڈرا کی ذات گرامی سے ہے اونکے اسم گرامی کے ساتھ موسوم کیا اور "الگزنڈرا نوبلس اسکول" نام رکھا، یہان اس نام سے بادی النظر مین یہ ایک بات پیدا ہوتی ہے کہ الگزنڈرا اسکول نامی مدرسہ مین لڑکون کی تعلیم کے عوض اگر لڑکیون کی تعلیم ہوتی تو ایک مناسب وجہ ہم جنسی کی صورت مین تھی، لیکن مین نے اسلئے اس اسکول کا نام ملکہ سے منسوب کیا کہ تعلیم کی بنیاد والدہ سے ہی ہوتی ہے۔

اس مدرسہ کا نقشہ سر سوئٹن جیکب، کے، سی، آئی، ای، انجنیر جیپور نے سنڈیمن کوئٹہ کے نمونہ پر تیار کیا جسکی تعمیر کا تخمینہ یک لک (۱۵۳۶۶۱) روپیہ کا ہوا۔

اسکول کے لئے بہ مشورہ مسٹر کوک انجنیر ریاست و میجر ایمپی صاحب بہادر پولیٹکل ایجنٹ و ارکین ریاست لیڈی لینسڈون ہسپتال کے متصل اور سٹرک اسٹیشن کے بالمقابل جگہ تجویز کی گئی، معزز یوروپین اور عمائد و ارکین کے لیے انوٹیشن کارڈ جاری کئے گئے۔

۱۷ اکتوبر سنہ ۱۹۰۳ء مطابق ۲۵ رجب سنہ ۱۳۲۱ ہجری کو فونڈیشن کی رسم ادا ہونی قرار پائی، اس موقع پر مین نے آنریبل مسٹر بیلی صاحب ایجنٹ گورنر جنرل بہادر سنٹرل انڈیا، اور میجر ایل ایمپی پولیٹکل ایجنٹ بہادر سیہور کو بھی مدعو کیا، تمام مہمان سنگ بنیاد رکھنے کے وقت موجود تھے لیکن آنریبل مسٹر بیلی کسی مجبوری سے شریک نہ ہوسکے۔

جماعت انتظامیہ نے راستہ کو خوشنما جھنڈیون اور پھریرون سے آراستہ کیا تھا، شامیانے

جو مہمانون کی نشست کے لئے نصب کئے گئے تھے اونمین بھی نہایت خوبی کے ساتھہ آرائش کیگئی تھی اور جابجا قرینہ سے امپیریل سروس ٹروپس اور "رسالہ اختر امیہ" کے سوار اور انفنٹری کے جوان استادہ تھے شامیانون کے سامنے بینڈ بھی ایسی مفید عمارت کے سنگ بنیاد رکھے جانے پر اپنے ترانون سے اظہار مسرت کر رہا تھا، سنگ بنیاد رکھنے سے پہلے مین نے حاضرین جلسہ کو مخاطب کر کے حسب ذیل تقریر کی :-

تقریر

"لیڈی صاحبات و صاحبان عالی الشان و جملہ حاضرین جلسہ

خداے عزوجل کا انعام ہے کہ اوسنے ہمکو ایسے علم دوست گورنمنٹ کے سایہ عاطفت مین رکھا ہے جسے ہماری تعلیم و تربیت کا بہت خیال ہے، اور جس نے اعلی تعلیم کے فوائد ہمارے ذہن نشین کر کے علم کا اس درجہ شوق ہمارے دلون مین پیدا کر دیا ہے کہ اس نعمت غیر مترقبہ کی حرص ہر شخص کے دل مین اثر پذیر ہے اوسی پرتو کا اثر ہے کہ مجھے بھی اپنی رعایا کی تعلیم و تربیت کی فکر شب و روز رہتی ہے، اگرچہ میری صدر نشینی کو قلیل زمانہ گذرا اور زیادہ وقت میرا انتظامات ملکی مین صرف ہوا تاہم تربیت و تعلیم کے خیال کو پیش نظر رکھکر مین نے واسطے تعلیم رفاہ عام ایک مدرسہ جدید "طبیہ" کہ جسمین ڈاکٹری و طب یونانی پڑہائی جاتی ہے از نام "مدرسہ آصفیہ" کھولدیا ہے، اور دوسرا مدرسہ نسوان واسطے تعلیم دختران شرفا و امرا از نام "مدرسہ سلطانیہ" قائم کیا ہے، عام لوگون کی تعلیم کے واسطے سابق سے متعدد مدرسے قائم ہین جنکے نصاب تعلیم و ترقی کا مجھے ہمیشہ خیال رہتا ہے تاہم خاندان رئیس و اولاد جاگیرداران ریاست کو عمدہ و اعلی طریق پر تعلیم دینے کے لئے ایک "نوبلس سکول" ہونے کی اشد ضرورت معلوم ہوئی جسکا نام اپنی ملکہ عالیہ شہنشاہ بیگم کوئن الگزنڈرا دام اقبالہا کے نام نامی پر

"کوئین الگزنڈرا اسکول" تجویز ہوا ہے جس کے بنیادی پتھر قائم کرنے کا آج یہ جلسہ ہے۔
مین امید کرتی ہون کہ کوئین الگزنڈرا اسکول جسمین علوم مغربی بشمول دینیات درس دئے جائین گے انشاءاللہ تعالیٰ اپنی طرز تعلیم کی جہت سے مشہور زمانہ ہوگا۔

اس تقریر کو مین میجر امپی صاحب بہادر پولیٹکل ایجنٹ بھوپال وغیرہ و دیگر صاحبان و صاحبات کا شکریہ ادا کئے بغیر ختم نہین کر سکتی جنہون نے میری خاطر سے اس مبارک جلسہ کی تقریب مین شرکت گوارا فرمائی، نیز سر سوئٹن جیکب صاحب کا شکریہ مجھے ادا کرنا چاہئے جنہون نے اس عمارت کا نقشہ بہت اچھا بنا کر تیار کر دیا۔

اب مین اپنی اسپیچ اس دعا پر ختم کرتی ہون کہ خدا تعالیٰ ہمارے شہنشاہ ایڈورڈ ہفتم قیصر ہند و انگلینڈ و شہنشاہ بیگم کوئین الگزنڈرا کی عمر و اقبال مین ترقی روزافزون فرمائے اور ہماری عادل گورنمنٹ تا ابد ہمارے سر پر قائم رہے۔

اب مجھے صرف اسقدر کہنا باقی ہے کہ سنگ بنیاد میرے سامنے لایا جاوے اور رسماً مین اوسے ہاتھ لگا دون، اور میری طرف سے میجر ایل امپی صاحب بہادر سنگ بنیاد کو اپنے دست مبارک سے قائم فرمائین۔

تقریر ختم ہونے کے بعد ایک چرخی کے ذریعہ سے مین نے سنگ بنیاد اوتارا، اور صاحب پولیٹکل ایجنٹ بہادر کے سامنے نقرئی کنی، ہتوڑہ اور کڑھائی پیش کی گئی اونہون نے اوس پتھر کو نصب کیا، اس رسم کے انجام پانے پر پھول پان کی تقسیم کے بعد جلسہ ختم ہوا اور صاحبان یورپین و لیڈیز ایک روز میرے مہمان رہ کر دوسرے روز رخصت ہوئے۔

باب (۲۱)

سفرحجاز

سفر حجاز کے متعلق اگرچہ میں نے ایک مفصل اور مبسوط سفرنامہ علیحدہ مرتب کیا ہے لیکن اپنی اس کتاب کا سلسلہ قائم رکھنے کے لئے میں مناسب سمجھتی ہوں کہ اس مقدس سفر کا ذکر اس موقع پر بھی مختصر لکھوں ناظرین جانتے ہیں کہ سفر حجاز کے جذبات شوق کب سے میرے دل میں موجزن تھے اور کیسی کچھ تمنا خاک پاک یثرب وبطحیٰ کی زیارت کی تھی، گذشتہ سال میں میرا قصد مصمم ہوگیا تھا لیکن دربار تاجپوشی کے انعقاد کے باعث میں نے اس سال کے لئے ملتوی کر دیا تھا۔

امپریل گورنمنٹ سے مجھے سفر کی اجازت مل چکی تھی اب صرف انتظامات سفر ہونے باقی تھے، چنانچہ ہز ایکسیلنسی لارڈ کرزن اور میجر بیلی ایجنٹ نواب گورنر جنرل سنٹرل انڈیا اور میجر ایل ایمپی پولیٹکل ایجنٹ بھوپال کی مہربانی اور عنایات سے نہایت عمدہ طور پر یہ انتظامات مکمل ہوگئے اور دولت عثمانیہ سے تمام ضروری امور متعلق حفاظت قافلہ طے کر لئے گئے۔

میں نے صاحبزادہ عبیداللہ خان کو حسب ذیل شقہ لکھا:۔

شقہ

"انشاءاللہ العزیز قریب ترہم بتقریب زیارت حرمین شریفین روانہ ہونے والے ہیں اگر آن عزیز کا قصد بھی ہمارے ساتھ چلنے کا ہو تو اپنی ڈیوڑھی کے ملازمان کی فرد مع اُنہی جنکو ہمراہ لے چلنا مقصود خاطر ہو تحریر کرکے بھیجدو تاکہ اونکی سواری وبھتہ وغیرہ کا حساب مرتب کیا جاوے" مورخہ ۲۷ رجمادی الاول ۱۳۲۱ھ ہجری"

دوران سفر مین انتظام ریاست کے متعلق نواب محمد نصر اللہ خان کو اونکی آسانی و سہولت اور عمدہ طور پر کام کرنے اور نیکنامی کی غرض سے ایک دستور العمل شرح و بسط کے ساتھہ مرتب کرکے دیا تاکہ وہ میری عدم موجودگی مین اوسپر عمل کرین۔

اس ریاست مین یہ پہلا موقع تھا کہ رئیس ریاست نے اپنی غیر موجودگی کے زمانے مین اسقدر وسیع اختیارات اپنے ولیعہد کے سپرد کئے ہون اور حقیقتہً یہ ایک بڑی آزمائش کا وقت تھا اسلئے یہ ضرور تھا کہ مین اونکو ہر ایک صیغہ اور ہر ایک کارروائی کے لئے مفصل ہدایتین کرون تاکہ وہ اوسپر عمل پذیر ہون جو دستور العمل کہ مین نے اونکے لئے مرتب کیا تھا اوسکو اگرچہ سفر نامہ حجاز مین لکھہ چکی ہون لیکن میری اس کتاب مین بھی اوسکا درج ہونا ضرور ہے اسلئے یہان اوسکی نقل کیجاتی ہے :۔

نقل دستور العمل

"چونکہ بضرورت زیارت حرمین شریفین زادہما اللہ تعالی شرفاً و تعظیماً سفر میمنت طراز ملک حجاز ہمکو درپیش ہے اور انشاء اللہ تعالی اوائل ماہ نومبر ۱۹۰۳ء مطابق شہر شعبان ۱۳۲۱ھ مین ہم بھوپال سے روانہ ہونگے بنا برعلیہ بعد روانگی تا مراجعت ہمارے مہام ریاست کے اجرا کے لئے ایک ضابطہ مقرر ہونا قرین مصلحت ہے اسلئے حسب ذیل دستور العمل قائم کیا جاتا ہے :۔

ہدایت ابتدا و انتہاے نفاذ | **دفعہ ۱**۔ اس دستور العمل کا نفاذ ہماری تاریخ روانگی سے تاریخ واپسی تک رہیگا۔

تعمیلات حسب منشاء دستور العمل | **دفعہ ۲**۔ نواب محمد نصر اللہ خان صاحب بہادر و صاحبزادہ حافظ محمد عبید اللہ خان صاحب بہادر اگر ہمارے ہمراہ نہ گئے اور خان بہادر منشی ممتاز علی خان

صاحب بہادر معین المہام ریاست اور نصیر المہام صاحب بہادر ریاست اس دستور العمل کے مطابق امور مرجوعہ متعلقہ ریاست کو جو جس سے متعلق ہوگا انجام دین گے اور حافظ محمد حسن خان صاحب بہادر نصرت جنگ میر بخشی افواج ریاست اور سیٹھ ہیمراج مہتمم خزانہ ریاست اور اہالی دفتر انشا تحریرات متعلقہ خود بحسب منشاء دستور العمل ہذا انجام دیتے رہین گے۔

اختیارات نواب محمد نصر اللہ خان صاحب بہادر | **دفعہ ۳**- نواب محمد نصر اللہ خان صاحب بہادر حسب تصریح مندرجہ ہدایت ذیل ریاست کا کام کرین گے۔

(الف) جملہ محکمہ جات ریاست سے جس طرح اب تک تحریرات اطلاعی و استصوابی وغیرہ ہماری منظوری کے لئے دفتر انشا مین آتی ہین بدستور آتی رہین گی اور اونپر حسب معمول احکام سررشتہ اور احکام درمیانی و استصوابی مقدمات جہان تک کہ مطابق عملدرآمد و منشاء قوانین مجاریہ کے ہون، نواب محمد نصر اللہ خان صاحب بہادر کے دستخط سے جاری ہوتے رہین گے۔

(ب) عزل و نصب و رخصت و عوض و تعطل و تبادل و ترقی و تنزل ملازمان ریاست کے احکام جو ہماری روبکاری سے صادر ہوتے ہین وہ بحالت ضرورت انتظام فوری کے نواب محمد نصر اللہ خان صاحب بہادر کے حکم و دستخط سے جاری ہوتے رہین گے اور ہر ایسا حکم ہماری واپسی تک کے لئے عارضی متصور ہوگا، اور جب تک کہ ہماری منظوری اوسکی بابت صادر نہ ہو مستقل نہ سمجھا جائے گا، بعد ہماری مراجعت کے تمام ایسے احکام کا ایک نقشہ مفصل محکمہ بخشیگری روبکاری سے ہماری روبکاری مین پیش کیا جائے بعد غور و خوض کے جو حکم ہم مناسب سمجھین گے صادر کرینگے، سالانہ اور پنشن او وظائف مین کوئی تخفیف یا جدید اضافہ ہماری واپسی تک نہ کیا جائیگا۔

(ج) حسب قواعد مروجہ جو عرائض اپیل دفتر انشا مین پیش ہون وہ نواب محمد نصر اللہ خان صاحب بہادر کے حکم سے اگر بنا راضی حکم یا فیصلہ معین المہامی ہون تو محکمہ نصیر المہامی مین اور اگر بنا راضی حکم یا فیصلہ نصیر المہامی ہون تو محکمہ معین المہامی مین واسطے کارروائی حسب قواعد مجریہ حال کے بھیجی جائین گی محکمہ جات مذکورسے جب تک اونپر تجاویز لکھکر آئینگی انشاء اللہ العزیز اوسوقت تک ہم سفر حجاز سے واپس آجائین گے، فیصلہ اور حکم اخیر اونکا ہم صادر کرین گے جو اپیل جدید دائر ہو اوسکی اطلاع ذریعہ عرضی ہمکو بھیجی جاے، تجربہ سے ثابت ہو چکا ہے کہ مکہ معظمہ سے ہندوستان تک ڈاک پہونچنے مین ایک مہینہ کا عرصہ صرف ہوتا ہے

(د) جو مقدمات مالی و دیوانی و فوجداری بصیغہ اپیل یا نگرانی و مقدمہ گردن زدنی واسطے صدور حکم آخر ہمارے کے دفتر انشا مین پہونچین خواہ از قسم مقدمات متذکرہ مندرجہ "ج" دفعہ ہذا ہون (یا ہماری روانگی سے پہلے دائر یا مرتب ہو چکے ہون) منجملہ اونکے اگر کوئی مقدمہ ایسا ہو کہ ہماری واپسی تک بلا حکم اخیر اوسکا ملتوی رہنا باعث ہرج فریقین یا کسی اور نقصان پر محتمل ہو یا قصاص کا مقدمہ ہو، اوسکا حکم اخیر نواب محمد نصر اللہ خان صاحب بہادر ارکان ذیل کے اتفاق راے سے حسب تفصیل فقرات نمبر ا و ۲ و ۳ صادر کرین گے۔

(۱) مقدمات مالی مین نصیر المہام صاحب بہادر ریاست و منشی اسرار حسن خان صاحب نائب نصیر المہام۔

(۲) مقدمات دیوانی و فوجداری مین خان بہادر منشی محمد ممتاز علی خان صاحب بہادر معین المہام و منشی سید قدرت علی صاحب نائب مال۔

(۳) مقدمات قصاص مین خان بہادر منشی محمد ممتاز علی خان صاحب بہادر

معین المہام ریاست و نصیر المہام صاحب بہادر ریاست و حافظ محمد حسن خان صاحب بہادر
نصرت جنگ میر بخشی افواج ریاست و مولوی عبد الحق صاحب قاضی ریاست و مولوی
محمد یحییٰ صاحب مفتی ریاست شریک کئے جائیں گے ۔

(**تشریح**) ہر ایسا فیصلہ باستثنا ء فیصلہ قصاص تابع اپیل رہیگا اور اوسکی
ناراضی سے اپیل ہماری روبکاری مین تاریخ مراجعت ہماری سے تین مہینے تک دائر
ہو سکیگا ، اور جب قصاص کی تجویز حسب صوابدید اصحاب متذکرہ فقرہ (۳) قرار
پا چکے تو قبل اسکے کہ حکم قصاص تجویز کیا جاے ذریعہ ٹیلیگرام کے ہمکو اطلاع دیجاے
ہندوستان سے مکہ شریف تک تین روز مین تار کے اخبار پہونچتے ہین ، ہمارے
پاس سے کم سے کم ایک ہفتہ اور زیادہ سے زیادہ ایک عشرہ کے اندر جواب پہونچے گا جب
ہماری اجازت حاصل کر لی جاے اوسوقت حکم قصاص و تاریخ قصاص تحریر و نافذ کیا جا

(۵) پولس کے متعلق اگر کوئی معاملہ اہم درپیش ہو تو نواب محمد نصر اللہ خان صاحب بہادر کے
مشورہ سے اوسکے متعلق نصیر المہام صاحب بہادر ہدایت نافذ کرین گے ۔

(۶) جب کبھی تعاقب یا گرفتاری دسر کوبی مجرمان سرقہ و غارت گری وغیرہ کیلئے فوجی جمعیت
بھیجنے کی ضرورت پیش آئے تو نواب محمد نصر اللہ خان صاحب بہادر حسب صوابدید
و مشورہ میر بخشی صاحب بہادر نصرت جنگ و معین المہام صاحب بہادر و نصیر المہام صاحب بہادر
حکم مناسب دین گے ۔

(۷) اخراجات غیر معمولی کے لئے جو متعلق رفاہ عام یا ضروریات رعایا و ریاست کے
ہون نواب محمد نصر اللہ خان صاحب بہادر کو مبلغ دو ہزار روپیہ ماہوار تک خزانہ ریاست
سے دلا دینے کا اختیار رہے ۔

(ح) اگر کسی ملازم سرکاری کی نسبت ضرورت کسی تحقیقات کی لاحق ہو تو نصیر المہام صاحب بہادر
مطابق قاعدہ ریاست اسکے درخواست حصول اجازت تحقیقات مقدمہ کی بھیجین گے
اور پھر نواب محمد نصر اللہ خان صاحب بہادر حکم اجازت تحقیقات صادر کرینگے لیکن
کسی ملازم مشاہرہ دار زائد از بست و پنجروپیہ کے نسبت تجویز سزا ہمارے زمانہ غیبت مین
بغیر ہماری خاص منظوری کے نہ ہوگی بلکہ اگر ضرورت ہوگی تو ایسے ملازم ضمانت معتبر پر
ہماری واپسی یا منظوری تک سزا سے محفوظ رہین گے۔

تعمیل احکام گورنمنٹ عالیہ

دفعہ ۴۴ ۔ جملہ ارا کین وکارپردازان ریاست کو لازم ہے کہ
اپنی اپنی متعلقہ تعمیلات احکام گورنمنٹ عالیہ حسب ذیل فوری عمل مین لاتے رہین ۔
(الف) تحریرات متعلقہ صیغہ مال ایجنٹی و وکالت سے معین المہام صاحب بہادر کے
پاس جو آئین گی وہ اونکی تعمیل خود یا بواسطہ اپنے افسران ماتحت کے کرتے رہین گے
(ب) اسیطرح صیغہ دیوانی و فوجداری و پولس و معاملات انتظامی کی تحریرات
محکمہ ایجنٹی و وکالت سے نصیر المہام صاحب بہادر کے پاس جو آئین گی اونکی تعمیل
و ترسیل جواب کی کارروائی حسب مذکورہ بالا (الف) دفعہ ہذا محکمہ نصیر المہامی سے
متعلق رہے گی ۔
(ج) اگر کسی حکم کی تعمیل مین کوئی دقت معلوم ہو یا کوئی ہرج یا نقصان سرکار
متصور ہو تو قبل از تعمیل اوسکی اطلاع بمشورہ نواب محمد نصر اللہ خان صاحب بہادر
وصاحبزادہ حافظ محمد عبید اللہ خان صاحب بہادر گورنمنٹ عالیہ اور نیز ہمکو ذریعہ تار
کرنا لازم ہے بعد اوسکے جیسا تصفیہ قرار پائے مطابق اوسکے عمل کیا جائے کم و بیش
ایک ہفتہ یا عشرہ کی مدت مین جواب اوسکا ذریعہ تار پہونچ جائے گا۔

مستثنیات اختیارات متعلق سفر

دفعہ ۵ ۔ باستثناے مقدمات قصاص جن مین اکثر فوری کارروائی کی ضرورت ہوتی ہے، اور باستثناے مقدمات حسب منشاء مد (د) دفعہ ۳ جملہ مقدمات مالی و عدالتی حسب قاعدہ مرتب ہو کر دفتر انشا مین بانتظار ہماری واپسی کے محفوظ رکھے جائین گے، اور جن مالی کاغذات مثل جمع و خرچ محکمہ دفتر حضور و چٹھیات زائد تکدمہ وغیرہ پر ہمارا صاد ہونا لازمی ہے وہ بھی بدستور محفوظ رکھے جائین گے صرف اونکی نگرانی و تشخیص جن افسران سے متعلق ہے وہ بدستور کرتے رہین گے اور نیز کوئی ایسا جدید معتمم بالشان حکم جو کسی نتیجہ اہم کی طرف منجر ہو بغیر معلوم کرنے کسی ضرورت شدید یا مصلحت یا صوابدید کے جاری نہ کیا جائیگا۔

مستثنیات اختیارات مالی

دفعہ ۶ ۔ انتظام تحصیل مالگذاری وبقایا و دیگر کارروائی متعلقہ معین المہام صاحب بہادر اور اونکے نائب صاحب اور ناظمان اضلاع و تحصیلداران پرگنات و مہتمم سائر کل اپنے اپنے حد اختیاری بدستور انجام دیتے رہین گے، الا

(الف) کوئی جدید جاگیر یا معافی کی کارروائی ہمارے غیبت مین نہ ہوگی، البتہ جاگیرات و معافیات موجودہ کے متعلق بحالت فوتی وغیرہ جاگیردار یا معافیدار مثل مرتب کیجاوے گی، اور جسقدر مثلین اب زیر تکمیل ہین یا جس قدر امثلہ ترتیب پا کر صاد کی دفتر حضور مین ہین ایسی تمام مثلین بعد تکمیل مراتب ضابطہ ہماری معاودت تک دفتر انشا مین بانتظار صدور حکم اخیر ہمارے کے رکھی رہین گی۔

(ب) تقسیم پٹہ جات کی ہمارے زمانہ سفر مین ضرورت نہ ہوگی، کیونکہ پنجسالہ بندوبست ہم پورا کر چکے ہین، اگر بوجہ فوتی یا فراری یا سقوط ضمانت مالگذاری وغیرہ

کے جدید انتظام کی ضرورت محسوس ہوا ور مقدمہ واسطے منظوری اور صدور حکم اخیر کے دفتر انشا رمین پہونچے تو ہماری مراجعت تک ملتوی رکھا جاے ، کسواسطے کہ جو زمانہ ہمارے اس سفر مین گذرنے والا ہے وہ تردد آبادی کا وقت نہ ہوگا ، علاوہ اسکے تحصیلداران پرگنات حسب دستور نگرانی بخوبی رکھین گے ۔

(ج) صیغۂ جنگل کا انتظام بھی ہم پورا کر چکے ہین اور اوسکے متعلق معین المہام صاحب بہادر بھی ہماری منظوری حاصل کر چکے ہین ، اسلئے اس صیغہ کے انتظام مین بھی ہماری مراجعت کے قبل کسی جدید انتظام کی ضرورت پیش آنے کی امید نہین ہے ، تاہم اگر کوئی جدید ضرورت ناشی ہو تو اوسکا فیصلہ ہماری واپسی پر موقوف رکھا جاے ۔

(د) ٹھیکہ جات متفرقہ کی منظوریان متعلقہ سال روان و سال آیندہ جسقدر کہ ضروری تھین ہم طے کر چکے ہین ، اور اونکی منظوری کا زمانہ جو آیندہ آنے والا ہے وہی ہوگا ، جو انشاء اللہ تعالیٰ ہماری مراجعت کا ہے اونکا بھی انتظام انشاء اللہ تعالیٰ ہم واپس آکر بذات خود کرینگے ، باقی ٹھیکہ جات اختیاری افسران ماتحت تا حد اختیار خود حا بدستور دیتے رہین گے ۔

پولس | دفعہ ۷ - پولس کا انتظام ملازمانی و قائمی چوکیات وغیرہ بھی ہم پورا کر چکے ہین ، منتظم پولس بدستور اپنی خدمات مفوضہ کو انجام دیتے رہین گے ، اور نصیر المہام صاحب بہادر ریاست بدستور صیغہ پولس کی نگرانی کرتے رہین گے ، اور وقتاً فوقتاً حسب اقتضاء ضرورت ہدایات اور احکام اختیاری خود جاری کرتے رہین گے ، اگر کوئی معاملہ اہم پیش ہو تو نواب محمد نصر اللہ خان صاحب بہادر کے مشورہ سے اوسکے متعلق نصیر المہام صاحب بہادر ہدایت نافذ کرینگے منتظمی پولس سے جو رپورٹین نصیر المہامی مین آوینگی اونپر نصیر المہامی سے جو احکام صادر ہوتے ہین وہ ہوتے رہینگے

فوج — **دفعہ ۸** حافظ محمد حسن خان صاحب بہادر نصرت جنگ میر بخشی افواج ریاست، رسالہ اختشامیہ و رجمنٹ اعانت شاہی و رسالجات و پیادہ جات اختر ہیئہ سرخ وردی وانتظامیہ وغیرہ جملہ فوج کی نگرانی و نگہداشت حسب دستور رکھیں گے اور جب کبھی تعاقب یا گرفتاری و سرکوبی مجرمان سرقہ و غارتگری وغیرہ کے لئے فوجی جمیعت بھیجنے کی ضرورت پیش آئے تو میر بخشی صاحب بہادر حسب مشورہ و صوابدید نواب محمد نصراللہ خان صاحب بہادر و صاحبزادہ حافظ محمد عبیداللہ خان صاحب بہادر و معین المہام صاحب بہادر ریاست و نصیر المہام صاحب بہادر ریاست کاربند ہونگے۔

خزانہ — **دفعہ ۹** مہتمم خزانہ ریاست مصارف معمولی و تنخواہ کے مطابق حسب دستور خزانہ ریاست سے دیتے رہیں گے اور اخراجات غیر معمولی کے لئے جو متعلق رفاہ عام یا ضروریات رعایا و ریاست کے ہوں نواب محمد نصراللہ خان صاحب بہادر کے حکم سے مبلغ دو ہزار روپیہ ماہوار تک اور معین المہام صاحب بہادر و نصیر المہام صاحب بہادر کے حکم سے مبلغ پانچ پانصد روپیہ ماہوار تک دینے کی مہتمم خزانہ ریاست کو اجازت ہے اس سے زیادہ روپیہ دینا خزانچی کو جائز نہیں ہے۔

انتظام ڈاک — **دفعہ ۱۰** منشی احمد حسن خان میر منشی ریاست تمامی مراسلات و لفافہ وغیرہ محکمہ جات و ملازمان ریاست و دفتر انشا کے جو ہمارے پاس بھیجنے کے واسطے دفتر انشا میں پہونچیں انکو اپنی نگرانی میں بند کرا کے ہفتہ میں ایک مرتبہ وکیل ریاست کے پاس بھیجا کریں، اور وکیل ریاست تھیلی مذکور کو صاحب کلان بہادر کی خدمت میں پیش کیا کریں، تاکہ صاحب موصوف ہمارے پاس روانہ کردیا کریں، اور اس حساب سے یہ تھیلی روانہ کی جائے کہ صاحب کلان بہادر کو جہاز ڈاک میں وقت پر پہونچا دینے میں

تاخیر و دشواری نہ ہو۔

صاحبزادہ حافظ محمد عبیداللہ خان صاحب بہادر | **دفعہ ۱۱**۔ اگر صاحبزادہ حافظ محمد عبیداللہ خان صاحب بہادر کسی امر اتفاقی کیوجہ سے ہمارے ہم سفر نہ ہو سکے اور بھوپال مین مقیم رہے تو جملہ معاملات مشورہ طلب مین نواب محمد نصراللہ خان صاحب بہادر کیساتھ صاحبزادہ صاحب بہادر موصوف بھی برابر شریک مشورہ رہین گے اور صیغہ دیوانی کے مقدمات و یادداشت ہاے اپیل جو بنا راضی حکم یا فیصلہ نصیر المہامی کے دفتر انشا مین پیش ہونگی اونکا تعلق حسب منشا دفعہ ہا (ج) و (د) دفعہ سوم بجاے نواب محمد نصراللہ خان صاحب بہادر کے صاحبزادہ صاحب بہادر موصوف سے رہیگا ، اور نیز احکام سشتہ صیغہ دیوانی متعلقہ روبکاری ہماری اور احکام بحالی و برطرفی و تعطل و تنزل و ترقی و تبدل و رخصت و عوض ملازمان علاقہ جملہ فوج کے اونکی منظوری و دستخط سے نافذ ہونگے ، ایسے احکام بھی پابند شرائط متذکرہ دفعہ سوم فقرات آخرالذکر ما (ب) مندرجہ دستورالعمل ہذا رہین گے۔

ہدایت عام | **دفعہ ۱۲**۔ انتظامی کارپردازان ریاست و مہتممان عدالت ہاے دیوانی و فوجداری و مال و پولس بدستور اپنے اختیارات جو حسب قوانین مجریہ اون کو حاصل ہین ، مابعد تحریر اس دستورالعمل کے اور قبل از نفاذ و روانگی ہمارے کے حاصل نہو اونکو عمل مین لاتے رہین گے ، اور انفصال خصومات رعایا و برایا اور انتظام ملک اور اہتمام امور مرجوعہ و لاحقہ مین بکمال مستعدی و خیرخواہی و نیک نیتی سرگرم رہین گے۔

یورپین مہمانان | **دفعہ ۱۳**۔ آمد و رفت صاحبان والاشان و دیگر یوروپین مہمانان کی تحریرات متعلق اطلاع یا اجازت بدستور دفتر انشا مین آوینگی اور اون پر نواب محمد نصراللہ خان صاحب بہادر دربارہ مہمان داری احکام ضابطہ بنام مہتمم کوٹھیات

و مہتمم کارخانہ جات وغیرہ انتظام قیام و طعام و بندوبست سواری و باربرداری وغیرہ کے جاری کراتے رہیں گے ۔

ہندوستانی مہمان

دفعہ ۱۴۴ - ہمارے سفر کے زمانہ میں کوئی ہندوستانی مہمان سرکار نہ کیا جاوے گا ، باستثنا اون کے جنکے لئے کوئی تحریر محکمہ ایجنسی یا گورنمنٹ عالیہ کیطرف سے آوے ، المرقوم غرہ جمادی الاول ۱۳۲۱ھ ہجری = بست وششم جولائی ۱۹۰۳ء "

مینے اپنے زمانہ عدت میں دو وصیت نامے مرتب کئے تھے ایک عام اور ایک خاص کیونکہ اول تو نواب اعتضام الملک عالیجاہ بہادر کی مرگ مفاجات نے بے ثباتی دنیا کا نقشہ میری آنکھوں کے سامنے کھینچ دیا تھا فی الواقع جو انسان چشم بصیرت رکھتا ہے وہ انسانی زندگی کو مثل حباب کے سمجھتا ہے اور دنیا کو ایک مسافرخانہ جانتا ہے اور حیات دنیا کو ایک لہو و لعب سمجھکر زندگی آخرت کو ہی مقصود آفرینش سمجھتا ہے وَمَا هٰذِهِ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا اِلَّا لَهْوٌ وَّلَعِبٌ وَاِنَّ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ لَهِيَ الْحَيَوَانُ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ لیکن بالخصوص ایسے امورات سے جنکا ظاہرا وہم و گمان بھی نہ ہو قلب انسانی خاص طور پر اثر پذیر ہوتا ہے اور ایک عجیب عبرت پیدا ہوتی ہے اگر ایسے موقع پر عبرت اور اثر پیدا نہ ہو تو اوسکو انسانیت سے بہت بعید سمجھنا چاہیے ، دوم حدیث نبوی صلعم ہے کہ "جو شخص بغیر وصیت کئے ہوئے مرے گا وہ حشر کے روز گونگا اوٹھے گا" اسلئے مسلمانوں کے لئے وصیت ایک ضروری چیز ہے خواہ وہ دو ہی لفظ ہوں ۔

وصیت نامہ عام پر وزیر ریاست و قاضی صاحب و مفتی صاحب ریاست کے دستخط ثبت کرائے اور وصیت نامہ خاص میرے پاس محفوظ رہا ۔

اس سفر کے موقع پر وصیت نامہ عام نواب نصراللہ خان ، صاحبزادہ محمد عبیداللہ خان ، صاحبزادہ محمد حمیداللہ خان ، قاضی صاحب ، اور مفتی صاحب ریاست کے سپرد کیا ، اور وصیت نامہ خاص اپنے ایک معتمد کو تفویض کر کے ہدایت کی کہ جب ہم واپس آئیں گے تو تم سے لے لیں گے ورنہ نواب نصراللہ خان کو

دیا ہینا۔

گورنمنٹ ہند نے اپنی مہربانی سے میجر آر سی میکوارٹ صاحب بہادر، ایم، بی، ایس، سی، انڈین میڈیکل سروس کو ساحل حجاز تک میرا رفیق سفر مقرر کیا اور نیز قواعد قرنطینہ میں بھی رعایت ملحوظ رکھی قانون مابین الاقوام کی رو سے ہمیں قرنطینہ کرنا تو ضرور ہوا، مگر بجائے بمبئی کے بھوپال میں اور بجائے کامران کی پورٹ سعید میں قرنطینہ قرار پایا۔

میں نے انتظام جہاز کے لئے پہلے اپنے چند آدمیوں کو بمبئی بھیجا لیکن اونکے جوابات سے معلوم ہوا کہ جہاز کم از کم لاکھ ڈیڑھ لاکھ تک ملیگا، میجر امپی صاحب بہادر پولیٹکل ایجنٹ کو میری خواہش پر گورنمنٹ نے اجازت دیدی تھی کہ انتظام جہاز وغیرہ میرے لئے کر دیں، چنانچہ وہ بمبئی تشریف لے گئے اور کپتان گوڈرج صاحب بہادر سے ملے جو بوجہ اپنے عہدہ کے کل جہازوں کے حالات سے واقف تھے اور نہایت کفایت کے ساتھ انتظام کیا، بمبئی سے واپس آکر مجھسے ملاقات کی اور جہاز کا نام "اکبر" بتا کر فرمایا کہ مجھے یقین ہے کہ آپ جہاز کا نام سنکر خوش ہوئی ہونگی کیونکہ آپ جہاں جاتی ہیں وہ "اللہ اکبر" کا گھر ہے، میں نے کہا "بیشک یہ نیک فال ہے اور انشاءاللہ مجھکو امید ہے کہ "حج اکبر" ہی نصیب ہو جسکو مسلمان ایک بڑی برکت اور رحمت سمجھتے ہیں"

اسکے بعد صاحبزادہ محمد عبید اللہ خان اور منشی اسرار حسن خان جہاز کو دیکھنے اور ضروری اشیاء سفر کا انتظام کرنے بمبئی گئے، اور وہاں کل انتظامات مکمل کئے۔

اگرچہ جس دن سے عنان حکومت میرے ہاتھوں میں آئی تھی میں نے کوئی کام ایسا نہیں کیا جسپر پہلے غور نہ کر لیا ہو اور غور کرنے کے بعد بھی رعایا کے لئے مفید نہ پایا ہو، میں نے رعایا کو کامل انصاف حاصل ہونے اور ہر قسم کی آسانیاں بہم پہونچانے کے لئے اپنے اوپر ایسی تکلیفیں برداشت کیں جو ایک عزیز کسی عزیز کی سخت بیماری سے بیچین ہو کر برداشت کرتا ہے لیکن چونکہ میں انسان ہوں اور میری

حکومت شخصی ہے اور یہ بھی ظاہر ہے کہ ایسے حکمران پر جسکی حکومت شخصی ہو بمقابلہ ایسے فرمانروا کے جو پارلیمنٹ کی مدد سے فرمان روائی کرتا ہو حکومت اور حقوق رعایا کی ذمہ داریان بہت زیادہ ہوتی ہین میرے ضمیر نے مجھے ہدایت کی کہ قبل اسکے کہ محترم سرزمین اور مقدس گھر مین قدم رکھون مین اپنی رعایا سے اپنی فروگذاشتون کی معافی طلب کرلون اسلئے ۲۴ رجب ۱۳۲۱ ہجری کو مسجد آصفی مین رخصت کے وقت رعایا کے خاص خاص قائم مقامون سے زبانی معافی مانگی اور عہدہ داران ریاست کو نرمی اور انصاف سے پیش آنے کی بہ تاکید ہدایت کی، اسوقت ایک عجیب شور گریہ وزاری مسجد آصفیہ مین برپا تھا ہر شخص نہایت عاجزی سے معافی چاہتا تھا، اور خود بھی معاف کرتا تھا، اور چونکہ تمام رعایا کا ایک جگہ جمع ہونا ناممکن تھا اسلئے تحریری طور پر بھی استدعاء معافی کے اعلان شائع کئے گئے۔

قرنطینہ کے دو کیمپ قائم کئے تھے ایک عام اہل قافلہ کے لئے دیپ مین جو بھوپال سے (۱۴) میل پر واقع ہے اور جہان ریلوے اسٹیشن بھی ہے، دوسرا کیمپ میرے اور خاص خاص ہمراہیون کے لئے باغ حیات افزا و نشاط افزا مین تھا، ۲۷ رجب کو مین خود مع ایک سو آدمیون کے داخل قرنطینہ ہوئی۔

۱۴ شعبان = ۱۴ اکتوبر کو اسپشل ٹرین بموجب قواعد قرنطینہ صاف ہو کر بھوپال اوجین لائن پر میرے باغ کے قریب کھڑی ہوئی اور مین ۱۲ بجے شب کو مع ہمراہیان کے رعایا و اعزا کو خداحافظ کہکر سوار ہوگئی، دیپ سے دیگر اہل قافلہ کی گاڑیان بھی جوڑی گئین ۱۶ شعبان = ۱۶ اکتوبر کو ۸ بجے صبح کے اسپشل بمبئی کے واڑی بندر پر داخل ہوا۔

نواب محمد نصراللہ خان جو مجھسے ایک روز پہلے بمبئی چلے گئے تھے اور میجر ایل امپی صاحب بہادر پولٹکل ایجنٹ بھوپال و سکریٹری گورنمنٹ بمبئی، کپتان گوڈرج صاحب بہادر، اور دیگر یوروپین جنٹلمین اور اکثر ہندوستانی معززین میرے استقبال کو موجود تھے، گارڈ آف آنر نے سلامی ادا کی اور قلعہ سے توپین

سوار ہوئین ، جہاز ایک پلیٹ فارم سے ملا ہوا کھڑا تھا اوسیوقت ریل سے اوترکر ہم سب جہاز پر سوار ہو گئے ۔

۱۲ بجے جہاز مذکور پلیٹ فارم سے ہٹکر پھاٹک کے قریب پہونچا ۴ بجے نواب محمد نصر اللہ خان مجھسے رخصت ہوے اور آبدیدہ کنارے پر کھڑے دیکھتے رہے ، جو لوگ رخصت کرنے آئے تھے وہ بھی اسیطرح اونکے پاس کھڑے تھے ، ۵ بجے شام کو جہاز نے لنگر اوٹھایا ہم سب نے بِسْمِ اللّٰهِ مَجْرٖىهَا وَمُرْسٰهَا پڑہا ۔

بر جیس جہان بیگم اوسوقت (۵) مہینے کی تہین اونکو سپرد بخدا کیا ، نواب محمد نصر اللہ خان منشی اسرار حسن خان ، منشی ممتاز علی خان ، مولوی نصیر الدین اور لیڈی ڈاکٹر کو تاکید نگرانی کی کی اور ہدایت کی کہ ہمیشہ اونکی خیریت بھیجتی رہین ، اگرچہ مجھکو اس عزیز بچی سے ایک خاص اُنس تہا اور اوسوقت اوسکی جدائی سے نہایت بے قرار تھی لیکن چونکہ صاحبزادہ محمد عبید اللہ خان اور شہر یار دولہن کا بھی بہت خیال تہا اور ان دونون عزیزون نے میری خدمت اور میری تنہائی کے خیال سے اپنے لخت جگر کو یہان چھوڑنا گوارا کرکے میرے ساتھہ جانا پسند کیا تہا ، اسلئے مین نہایت ضبط کرتی تھی ۔

غرض جہاز ۱۵ منٹ مین ساحل بمبئی سے دور چلا گیا اور بتدریج ساحل کا نظارہ آنکھون سے دور ہو گیا ، خدا کا شکر ہے کہ اگرچہ مجھکو یہ پہلا ہی موقع بحری سفر کا تہا لیکن دوران سر وغیرہ کی تکلیف نہین ہوئی البتہ صاحبزادہ محمد عبید اللہ خان کو اور اکثر دوسرے ہمراہیان کو بہت تکلیف رہی ۔

۱۴ شعبان = ۱۲ نومبر کو جہاز نے بندر ابوسعید پر جو جدہ کے سامنے واقع ہے ۱۱ بجے لنگر کیا دوسرے دن میجر ڈیوی صاحب بہادر برٹش کانسل نے جہاز پر آکر مجھسے ملاقات کی اور بیان کیا کہ چونکہ اہل جہاز کی صحت قابل اطمینان ہے اسلئے باب عالی سے معافی قرنطینہ کی بذریعہ تار استدعا کی گئی ہے ، سات دن کے بعد ۸ بجے رات کو صاحب ممدوح کی چٹھی میجر میکوارٹ صاحب بہادر کے نام باطلاع معافی قرنطینہ آئی ، جہاز پر ہی علی بمنی صاحب گورنر جدہ مع فایق بے صاحب نائب گورنر و میڈیکل افسر اور بن باشی صاحب افسر فوج ،

میری ملاقات کو آئے ، اور بوساطت وائس کانسل[1] ہند اونسے گفتگو ہوئی اونہون نے نہایت اخلاق کے ساتھہ خیریت وحالات سفر دریافت کئے اور کہا کہ "سلطان المعظم نے آپ کو بحفاظت پہونچا دینے کی نسبت تاکید کی ہے اور دو ضرب توپ اور سات سو عساکر ترک آپ کے ہمراہ رکاب رہنے کا حکم دیا ہے لیکن چونکہ فوج کی روانگی بحساب ایام قرنطینہ ہوئی ہے اور اب قرنطینہ معاف ہوگیا اسلئے جدہ اور ینبوع کی فوج ہمراہ لی جائیگی۔

صاحبزادہ محمد عبید اللہ خان و صاحبزادہ محمد حمید اللہ خان نے میری طرف سے گورنر جدہ سے ملاقات بازدید کی اور یہان سے پچاس آدمی براہ جدہ مکہ معظمہ روانہ کردیے گئے ، ۲۹ شعبان = ۲ نومبر کو جمعہ کے دن بندر بوسعید سے ہمارا جہاز روانہ ہوا اور دوسرے دن ۱۲ بجے ینبوع البحر پر پہونچا سعادت لو مصطفیٰ افندی گورنر ینبوع نے مع گارڈ آف آنر کے ساحل پر استقبال کیا مین ایک پردہ دار کشتی مین جو ہماری جہاز کے کپتان نے تیار کی تھی سوار ہوکر ساحل پر اوتری ، ترکی توپخانہ نے ۲۱ فیر سر کئے اور گارڈ آف آنر نے سلامی دی پھر حسب دستور سلطنت میرے سامنے فوج کا جائزہ (ریویو) ہوا ، میجر میکوارٹ صاحب بہادر اور صاحبزادہ محمد عبید اللہ خان کے سامنے فوج صف بہ صف ایستادہ تھی ، مین جھروکے مین بیٹھی ہوئی دیکھ رہی تھی ، میجر میکوارٹ صاحب بہادر نے ایک اسپیچ کی جسکا ماحصل یہ تھا کہ :-

"ٹرکش گورنمنٹ جسقدر بیگم صاحبہ کو آسائش پہونچائیگی وہ باعث سرت واتحاد دونون سلطنتون کا ہوگا"

ترکی افسرون نے اوس کے جواب مین نہایت جوش کے ساتھہ اطمینان دلایا ، ۷ رمضان المبارک کو

[1] جدہ مین گورنمنٹ برطانیہ کی طرف سے مسلمان وائس قونصل کا تقرر محض اس لیے ہوتا ہے کہ وہ اون مسلمانون کو جو رعایا برطانیہ ہین اور حج و زیارت کے لئے جاتے ہین کامل ہمدردی کے ساتھہ مدد دے لیکن مجھے افسوس ہے کہ خان بہادر ڈاکٹر محمد حسین سے عام شکایت پائی گئی اور عموماً اون کو شریف مکہ کی اغراض کا معین و مددگار سمجھا جاتا تھا اور جو تکلیفات شریف و شیوخ مکہ سے زائرین کو پہونچتی تھین اون مین وائس قونصل کی بھی شرکت سمجھی جاتی تھی میرے ساتھہ بھی چند موقع پر تکلیف دہ برتاؤ کیا گیا جو سفرنامہ حجاز سے بخوبی معلوم ہوسکتا ہے۔

١٢ بجے دن کے ینبوع سے قافلہ کی روانگی قرار پائی، میجر بیکوارٹ صاحب بہادر مع اپنی میم صاحبہ کے جدہ واپس گئے، رخصت کے وقت ٹرکی فوج کے کمانڈنگ افیسر نے فوج کو مخاطب کرکے تقریر کی جس کا خلاصہ حسب ذیل ہے:۔

"اے میرے بچو! بیگم بھوپال مسلمان ہین اور حج و زیارت کے لئے تمہاری سرزمین مین آئی ہین اس لئے جہانتک تمسے ہوسکے اونکی حفاظت اور فرمان برداری کرو اور یہی تمہارے سلطان کا حکم ہے، دیکھو ذراسی فروگذاشت تمہارے آقا کی ناراضی اور تمہاری قوم کی بدنامی ہوگی"

اسکے بعد قافلہ روانہ ہوا، میرے تخت روان کے گرد بھوپال کی فوجی جمعیت رہتی تھی، اور اوسکے چاروں طرف ترکی سپاہ ہوتی تھی چار چار پانچ پانچ منٹ کے بعد ترکی بگل بجتے تھے اور منزل پر قیام کے وقت قافلہ کے گرد ایک حلقہ کے طور پر فوج اسطرح اپنا پہرہ قائم کرتی تھی کہ ہر دس قدم کے فاصلہ پر ایک ترک سپاہی بندوق مع کارتوسون کے لئے ہوے قافلہ کی طرف پشت کرکے کھڑا ہوتا تھا اور ۹ بجے شب کو توپ کے ایک فیر سے باہر جانے اور اندر آنے کی ممانعت کردی جاتی تھی۔

تیسری منزل مقام بیر حمرہ پر ۹ رمضان کو چند بدؤن نے قافلہ پر پہاڑی کی آڑ سے گولیون کے فیر کئے اور ایک خط کے ذریعہ سے اطلاع دی کہ اس مزاحمت سے اونکا مقصود روپیہ حاصل کرنا ہے درصورت روپیہ نہ دینے کے مزاحمت اور غارتگری کی دہمکی تھی، صاحبزادہ محمد عبیداللہ خان نے مجسے اسکا ذکر کیا، میری راے تھی کہ "جان کا صدقہ مال ہے کچھہ روپیہ دیدیا جاے" مگر اونکی مردانہ ہمت اور استقلال نے اسطرح روپیہ دینا گوارا نہ کیا اونہون نے حلمی افندی سے جو ہماری محافظ فوج کے کمانڈنگ افیسر تھے، میرے اطمینان کے لئے راے لی اونہون نے بھی یہی مشورہ دیا کہ ایک پیسہ نہین دینا چاہئے، رات نہایت خطرہ مین گذری اور فوجی احتیاطین نہایت سختی سے رکھی گئین، بحمداللہ کوئی خطرہ پیش نہین آیا۔

چونکہ یہ مقامات بسبب کوہستانی ہونے کے نہایت سخت وخطرناک تھے اسلئے جب ۱۰ رمضان کو قافلہ یہان سے روانہ ہوا تو فوج کی ترتیب بدل دی گئی اور زیادہ ہوشیاری و ستعدی سے کام لیا گیا قافلہ کو فوج نے اپنے بیچ مین لے لیا تھا اور میرے تخت روان کی محافظت بہت زیادہ کیجاتی تہی آگے آگے ہراول کا دستہ تہا جو پہاڑون پر چڑھکر راستہ کو دیکھہ بہال کر جھنڈیان ہلاتا اوس کے اشارہ پر قافلہ آگے کو بڑھتا تہا ایک بجے دن کے جیفہ کی گہاٹی پر پہلے کچہہ بدو چڑہتے ہوے نظر آئے اور پھر گولیان برسنے لگین صاحبزادہ محمد عبید اللہ خان کے قریب سے ایک گولی نکلی اور میرے تخت روان پر سے بہی کئی گولیان نکل گئین، فوجی گارد نہایت تیزی کے ساتھہ اوس پہاڑی پر پہونچا مگر بدو بہاگ گئے تھے، جب یہ خطرہ رفع ہوگیا اور مجھے اطلاع دی گئی تو مین نے سلطان المعظم حلمی افندی اور اپنی حافظ سپاہ کا شکریہ ادا کیا، حلمی افندی صاحب نے میرے شکریہ کے جواب مین کہا کہ :-

"آپ ایک معزز خاتون اور بیگم بھوپال ماتحت برٹش گورنمنٹ ہین جنکی حفاظت کا ہم کو باب عالی سے بار بار سخت حکم ہوا ہے مجھکو ہمیشہ اپنا خانہ زاد اور سپاہیون کو اپنی اولاد تصور فرمایئے یہ ہمیشہ حضور کی حفاظت مین اسطرح سرگرم رہینگے جیسے حضور کی فوج ہندوستان مین خدمت کرتی تہی"

اس پرخطر راستہ کو طے کرنے کے بعد قریب مغرب مقام بیر عباس پر قیام کیا۔

۱۱ رمضان کو جب منزل قریب رہ گئی تو معلوم ہوا کہ مدینہ منورہ سے ایک ترکی افسر مع توپخانہ اور تین سو سپاہیون کے استقبال کے لئے آرہے ہین صاحبزادہ عبید اللہ خان نے مع اور دو عہدہ دارونکے آگے بڑہکر اونسے ملاقات کی باہمی مشورہ سے فوج اس منزل کے قریب ہی ٹھہر گئی اور توپخانہ قائم کر دیا گیا جسوقت میری سواری وہان پہونچی ۲۱ فیر سلامی کے سر ہوے اور عشاء کے بعد ہمارا قافلہ منزل بیر درویش پر مقیم ہوا۔

۱۲ رمضان کو قافلہ کوچ کر کے جب بیر علی پر پہونچا تو معلوم ہوا کہ یہان کے پہاڑون پر سے سواد

مدینہ طیبہ نظر آتا ہے اکثر اہل قافلہ وفورشوق سے بے تاب ہوکر پہاڑون پرچڑھ گئے اس میدان مین ایک نئی اور عجیب قسم کی بھینی بھینی خوشبو آرہی تھی جو دماغون کو معطر کررہی تھی اوردلون کو فرحت بخشتی تھی۔

بیرعلی سے آگے بڑھ کر سواد مدینہ طیبہ صاف دکھائی دینے لگا اوس وقت جو جذبات کہ میرے دل مین پیدا ہورہے تھے اوسمین ایک خاص کیفیت اور سرور روحانی تہا مین بے اختیار دلی جوش اور خلوص کے ساتھہ درود پڑھتی تھی اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ اور یہی حالت تمام قافلہ کی تھی۔

۹ بجے شب کو قافلہ نے بیر عروہ پر قیام کیا، جہان سے بلدہ طیبہ صرف دو میل ہے اکابر وعمائد مدینہ منورہ ہمارے استقبال کے لئے موجود تھے۔

صاحبزادہ عبیداللہ خان کو انتظار کی تاب نہ رہی وہ اوسی وقت جوش وشوق سے حرم محترم نبوی (صلی اللہ علیہ وسلم) مین سلام کے لئے چلے گئے، اور قریباً چار گھنٹہ بعد زیارت وسلام سے فارغ ہوکر واپس آئے۔

اس منزل پر فوج مین انتظام نہایت سختی کے ساتہہ تھا اور ہر سپاہی معمول سے زیادہ مستعد نظر آتا تھا صبح کے وقت شیخ الحرم کے داماد بطور استقبال آئے اور مجھسے ملاقات کی اثنائے گفتگو مین اونہون نے مجھے مطلع کیا کہ سلطان المعظم نے بار بار تار دئے ہین کہ بیگم صاحبہ بھوپال کی خاطر ومدارات مین کوئی دقیقہ اوٹھا نہ رکھا جائے مین نے شکریہ ادا کیا، ۹ بجے مین روانہ ہوئی۔

راستہ مین ہمارے قافلہ کے دیکھنے کے لئے جوق جوق آدمی چلے آرہے تھے، تمام ترکی فوج میری سواری کے جلو مین تھی، بینڈ اور غلامون کا باجہ فوجی

نغمہ بجا رہا تھا، باب عنبریہ کے باہر عزت لوحسن مظفر پاشا گورنر مدینہ طیبہ اور خزانہ دار حرم شریف نے فوجی توپخانہ اور بینڈ کے ساتھہ استقبال کیا اور ۲۱ فیر سلامی کے سر کئے یہان پر ایک خیمہ مین جو پہلے سے نصب ہوچکا تھا مین نے مع صاحبزادہ محمد عبید اللہ خان و محمد حمید اللہ خان سلمہم کے اکابر مدینہ منورہ سے ملاقات کی اس موقع پر مین نے اپنی تقریر مین حضرت سلطان المعظم خلد اللہ ملکہ کی اون الطاف و عنایات کا شکریہ ادا کیا جو میرے اعزاز و احترام اور میری حفاظت و آسائش کے متعلق مبذول فرمائے تھے، نیز ہز اکسیلنسی گورنر مدینہ حضرت شیخ الحرم اور دیگر مشائخ و اکابر کا اور نیز جملہ افسران اعلی و ماتحت اور عساکر عثمانیہ کا جنہون نے میرے ساتھہ اخلاق و مدارات کا برتاؤ رکھا تھا اور میری حفاظت مین سرگرمی ظاہر کی تھی اظہار شکریہ کیا، مین نے اپنی تقریر مین عساکر عثمانیہ کی دلیری و بہادری اور مستعدی و سرگرمی کی بھی تعریف کی جو اونہون نے میرے سفر مین ظاہر کی تھی۔

اس تقریر کے بعد مین بسواری تخت روان شہر مین داخل ہوئی دروازہ مسجد نبوی صلعم پر صلوۃ و سلام پڑھکر اوس مکان مین جو میرے لئے تجویز ہوا تھا مقیم ہوئی مگر چونکہ یہ مکان حرم محترم سے دور تھا اسلئے شیخ الحرم عثمان پاشا کی معرفت دوسرا مکان حرم شریف کے پاس لے لیا گیا۔

چوتھے دن روضۂ مبارک پر حاضر ہوکر ارکان زیارت ادا کئے اور پھر جب تک وہان قیام رہا نماز عشا حرم شریف مین جاکر ادا کرتی رہی میرے لئے شیخ الحرم نے مسجد نبوی صلعم مین ایک جگہ مخصوص کر دی تھی زمانہ قیام مدینہ مین شیخ الحرم اور دیگر اکابر اور متوسلین سلطنت ٹرکی نے دعوتین کین اور معزز مستورات سے ملاقاتین ہوئین یہان دعوتون کا طریقہ مثل یوروپین طرز کے تھا جسکو مین اپنے سفرنامہ مین تفصیلاً لکھہ چکی ہون، نواب محمد نصر اللہ خان کی فرمائش کے بموجب نجد سے عمدہ اور اعلی النسل گھوڑے منگائے گئے، دوران قیام مین مینے اپنے سفر مکہ معظمہ کے متعلق بھی غور کرکے کہ کونسا راستہ اختیار کیا جائے یہ فیصلہ کیا کہ بجائے ینبوع اور جدہ کے سلطانی راستہ سے شامی قافلہ کے ہمراہ مکہ معظمہ جاؤن شیخ الحرم بھی اسی راستہ کو اچھا سمجھتے تھے، میرے اس

ارادہ کی اطلاع باقاعدہ سلطان المعظم کو دیگئی سلطان المعظم نے عبدالرحمن پاشا محافظ محمل شریف کو میری حفاظت وغیرہ کے متعلق بذریعہ تار حکم دیا اور ہمراہ رہنے کے لئے کافی فوج کا انتظام کیا کیونکہ زمانہ قیام مدینہ منورہ مین بدؤن کے بعض سردارون نے روپیہ حاصل کرنے کے لئے دہمکیان دی تہین۔

۲۷ رذی قعدہ کو محمل شریف کی روانگی کا دن مقرر تہا، ۱۲ رذی قعدہ کو مینے اپنے قافلہ کے دو حصے کرکے ایک حصہ کو براہ ینبوع وجدہ مکہ معظمہ روانہ کردیا۔

۲۷ رذیقعدہ کو عبدالرحمن پاشا مدینہ منورہ مین داخل ہوے اور مجہسے ملنے آئے اوسی دن حرم نبوی پر سلام والوداع کے لئے حاضر ہوے اور بعد نماز عصر ہمارا قافلہ شامی قافلہ کے ساتہہ شریک ہوکر مدینہ منورہ سے روانہ ہوا اور شب کے ۸ بجے بیر علی پر پہونچکر قیام کیا ہم نے احرام حج مدینہ منورہ سے ہی باندہ لیا تہا ورنہ عموماً مدینہ منورہ سے جو حج کو جاتے ہین رابق پر احرام باندہتے ہین اور براہ جدہ جانے والے کوہ یلملم سے۔

عبدالرحمن پاشا بہت مہربانی کرتے اور ہماری حفاظت مین نہایت کوشش فرماتے تھے انہونے اپنا خیمہ میرے قیام کے لئے دیا چونکہ ہمارے خیمہ جات ساتہہ تہے مین نے شکرگزاری کے ساتہہ انکار کیا تاہم اخلاقاً ومصلحتاً اونکی یہی راے تہی کہ مین اونکے خیمہ مین قیام کرون روانگی کے وقت اگرچہ کافی فوج ہمراہ تہی لیکن بدؤن کی ضد سے اطمینان نہ تہا تین منزل تک کوئی خطرہ ظہور پذیر نہ ہوا چوتھی منزل پر مقام خاص اور بیر حسان کے مابین خطرہ پیش آیا یکایک پہاڑ کی چوٹیون پر سے گولیان برسنی شروع ہوئین ہماری محافظ فوج نے نہایت مستعدی ودلیری کے ساتہہ مقابلہ کیا اور ایک سمت سے جہان پر کہ زد ٹہیک پڑتی تہی ترکی توپخانے نے گولے برسائے بدؤن کے لئے پہاڑون کی قدرتی آڑ موجود تہی دو گھنٹے تک وہ مقابلہ کرتے رہے سلیمان آغا یوزباشی شہید ہوے اور چند بدو بھی مارے گئے بالآخر فوج نے جو پہاڑ پر چڑہ گئی تھی اون کو منتشر کردیا عبدالرحمن پاشا نے احتیاطاً اپنے تخت روان پر مجہے سوار کرادیا تہا کیونکہ بدؤن کی زد ہمارے ہی قافلہ اور میرے ہی تخت روان پر تہی، خدا کے فضل سے قافلہ سب محفوظ رہا اور ۱۲ رذیحجہ کو ۱۲ بجے مکہ معظمہ مین امن کیساتہ

ہم داخل ہوئے۔

ہز ایکسلنسی احمد راتب پاشا والیِ حجاز اور ہز ہائینس عون الرفیق پاشا شریف مکہ نے مع فوج اور بینڈ وغیرہ کے مقام شہدا تک استقبال کیا اور سلامی سر کیگئی۔

صاحبزادہ محمد عبید اللہ خان نے دوسرے دن میری طرف سے اونسے ملاقات کی اثنائے قیام مین شریف اعظم اونکی بی بی، عبد الرحمن پاشا گورنر دمشق، گورنر حجاز، شیخ محمد صالح شیبی (کلید بردار حرم محترم) وغیرہ میری ملاقات کو آئے، اور مین نے شریف صاحب اور گورنر صاحب حجاز سے ملاقات بازدید کی یہان اکثر عرائض بھوپال کی بطلب خیریت موصول ہوئین جنکا جواب دیا گیا۔

۸ر ذیحجہ کو عرفات کو روانہ ہوئی ۹ ذیحجہ کو حج ادا کیا ۱۲ ذیحجہ کی شام تک منا اور مزدلفہ مین مناسک حج ادا کرنے کے بعد مکہ معظمہ واپس آئی۔

حج کے متعلق مین اس موقع پر کوئی تفصیلی بحث نہین کرنا چاہتی کیونکہ مین اوسکو اپنے سفرنامے کی جلد اول مین لکھہ چکی ہون البتہ مختصراً حقیقت حج بیان کرنا نا موزون نہ ہوگا۔

مذہب اسلام تکمیل توحید کے لئے دنیا مین آیا ہے اور جسقدر انبیا علیہم السلام گذرے ہین وہ بھی اشاعت و تبلیغ توحید کے لئے ہی مبعوث ہوئے تھے اسلام اون تمام انبیا کی تصدیق اور اون کے مقدس احکام و ہدایت کی تعلیم کرتا ہے۔

لیکن مذہب اسلام کو حضرت ابراہیم علیٰ نبینا و علیہم السلام کے ساتھہ ایک گہرا اور خاص تعلق ہے اور اسی تعلق کی بنا پر اسکو ملت ابراہیمی بھی کہتے ہین حضرت ابراہیم علیٰ نبینا و علیہ السلام نے جس اعلیٰ اور عمدہ طور پر خدا کو پہچانا، اور جسطرح ستارے چاند سورج کی چمک دمک دیکھنے اور اونکو خدا سمجھنے اور پھر اونکے غائب ہونے کے بعد اپنے دل کی رہبری اور نور فطرت کی روشنی مین بے اختیار ہو کر کہا اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِي فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِيفًا وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِينَ اوسکا ذکر با لوضاحت کلام پاک مین

موجود ہے اونہون نے توجہ کار ساز پاکر خداے واحد ذوالجلال کی وحدانیت کی تبلیغ شروع کردی اور اوسکی عبادت و دعا کے طریقے بھی بتلاے اونہون نے حضرت آدم علی نبینا وعلیہم السلام کے بناے ہوے گھر کو جو خداوند کریم کے نام پر بنایا گیا تھا اور زمانہ کے امتداد اور طوفان نوح کے صدمات سے اوسکا وجود نہ رہا تھا از سرِ نو تعمیر کیا، اوسیوقت سے حج کا طریقہ جاری ہوا جو باوجود صدیان گزرنے اور پھر دنیا کے مطلع پر شرک و جہل کی بدلی چھاجانے کے بھی جاری رہا گو اوسمین بعض اصول تغیر پذیر ہو گئے۔

سنہ ۱ عام الفیل یا سنہ ۵۷۱ عیسوی مین جب حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوے جو حضرت ابرہیم علی نبینا وعلیہم السلام کی تسروین پشت مین تھے تو آپ نے بھی اپنے جد گرامی کے طریقہ کی پیروی فرمائی اور حج کا جو مقصود کہ حضرت ابرہیم علی نبینا وعلیہم السلام نے قرار دیا تھا آپ کے زمانہ مین بھی قرار دیا گیا اور بعض دیگر عمدہ اصول اضافہ کئے گئے اور اوسکو باعتبار دینی و دنیوی منافع کے ہر مسلمان پر فرض قرار دیا گیا تمام ارکان حج مین ابراہیمی طریقہ کی ہی عبادت و دعا ہے حتی کہ لباس بھی وہی ہوتا ہے جو اوس زمانہ مین استعمال ہوتا تھا، اطراف دنیا سے جہان جہان مسلمان آباد ہین اوسی موسم مین وہان جمع ہوتے ہین اور اونہین ایام مین ارکان حج ادا کرتے ہین جو اوسوقت سے مقرر ہین۔

حضرت ابراہیم حضرت ہاجرہ اور حضرت اسمٰعیل علی نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام کے تاریخی واقعات کیساتھ جب ارکان حج پر نظر ڈالی جاتی ہے تو ایک خاص اثر خدا پر توکل، صبر و استقلال اور رضا بہ قضاء اللہ کا ہوتا ہے اسکے علاوہ مختلف ممالک سے جوق جوق آدمیون کا جمع ہونا فوائد معاشرت و تمدن کے لئے بھی نہایت نتیجہ خیز ہے پھر جب صدہا ممالک کے باشندے جو زبان و لباس عادات و خصائل اور صورت و مراتب مین باہم دگر مختلف ہوتے ہین ایک ہی جگہ ایک ایسے لباس مین جسمین کوئی امتیازی بات نہین ہوتی بلا تفریق مدارج جمع ہوکر اوس خداے ذوالجلال کی عبادت کرتے ہین تو وہ روحانی تربیت کیلئے ایک ایسا افضل سے افضل عملی طریقہ ہو جاتا ہے جسکی مثال نہین مل سکتی اور یہ نظارہ بجاے خود انسان کے دل و دماغ پر ایسا اثر کرتا ہے جو سیکڑون وعظون

اور پند و نصائح سے بھی نہین ہوسکتا غرض حج سے فارغ ہونیکے بعد ہمارا قافلہ ۲۲ ذیحجہ کو جدہ روانہ ہوا، ہز ایکسیلنسی احمد راتب پاشا نے واپسی کے وقت جدہ تک حفاظت کا معقول انتظام کر دیا تھا خدا کا فضل تھا کہ قافلہ کو کسی قسم کی تکلیف نہین ہوئی، ۲۳ ذیحجہ کو بخیر و عافیت قافلہ داخل جدہ ہوا، جہاز اکبر بندر پر تیار تھا بفور داخل ہونے جدہ کے مین مع شہر یار دلہن اور دونون صاحبزادون کے اوسی پردہ دار کشتی پر سوار ہو کر جہاز پر آگئی اور جدہ مین داخلہ کی اطلاع بذریعہ تار عبد الرحمن پاشا علی پاشا ہز ایکسیلنسی احمد راتب پاشا و شریف صاحب مکہ مکرمہ کو معرفت برٹش کونسل دی گئی۔

۲۵ ذیحجہ ۱۳۲۱ھ = ۱۳ مارچ روز یکشنبہ کو بعد عصر کے جہاز نے لنگر اوٹھایا، پہلے میرا ارادہ براہ ینبوع و جدہ مکہ معظمہ جانے کا تھا اسلئے ینبوع اور جدہ کے بحری سفر کے لئے بھرہ نامی جہاز تجویز کیا گیا تھا لیکن جب بوجہ وقوع امور متذکرہ بالا محمل شریف کے ساتھ روانگی کی رائے قرار پائی تو تنسیخ معاہدہ بھرہ کی بابت ہز ہائینس خدیو مصر نے جو کچھ مہربانی فرمائی تھی بیٹے یہان آکر بذریعہ برٹش کونسل و سکاٹ شکریہ ادا کیا۔

۷ محرم ۱۳۲۲ ہجری = ۲۵ مارچ کی شب کو ہمارا جہاز داخل بمبئی ہوا، میجر ایل امپی صاحب بہادر پولیٹکل ایجنٹ، نواب محمد نصر اللہ خان مع ہز ہائینس جہان بیگم و نیز دیگر ارکین و متوسلین کے بمبئی مین استقبال کے لئے موجود تھے۔

سب سے پہلے میجر امپی صاحب بہادر میرے جہاز پر پہونچے اونہون نے واپسی سفر اور حج کی مبارکباد دی اور حالات سفر دریافت کرتے رہے، اونہون نے پوچھا کہ نواب محمد نصر اللہ خان صاحب ابھی تک نہین آئے وہ مجھکو ملے تھے اور کہتے تھے کہ مین جہاز پر جاؤن گا تھوڑی دیر بعد منشی اسرار حسن خان بھی ہز ہائینس جہان بیگم کو لیکر آئے، ہز ہائینس جہان بیگم کو بیٹے نہایت تندرست اور قوی پایا اور جسقدر فکر اس سفر مین اونکی طرف سے رہتی تھی اوسیقدر اونکو دیکھکر اطمینان ہوا، سفر حجاز مین ماسوا خیالات انتظام

اور آفت طاعون کی جو بھوپال مین پھیلی ہوئی تھی زیادہ تر خیال برجیس جہان بیگم اور نواب محمد نصر اللہ خان کا رہتا تھا ، میری عدم موجودگی مین میجر ایچی صاحب بہادر برجیس جہان بیگم کو اکثر جاکر دیکھتے رہتے تھے ، اب مجھے برجیس جہان بیگم کو دیکھکر تو اطمینان ہوگیا تھا لیکن نواب محمد نصر اللہ خان کے دیکھنے کے لئے چشم منتظر انتظار کررہی تھی ۔

۸ بجے شب کو نواب محمد نصر اللہ خان جہاز پر آکر مجھسے ملے مختصر کیفیت سفر اون سے بیان کی شب کو وہ میرے نزدیک ہی جہاز پر ٹھہر گئے ، او ر تینون بھائی باتون مین مشغول رہے ، اونگلی پک جانے سے مجھے سخت تکلیف تھی اسلئے نیند نہین آتی تھی رات کا نصف حصہ انہین عزیزون کی باتون مین بسر ہوگیا اور پھر سب نے آرام کیا ۔

۸ر محرم کی صبح کو جہاز بندر پر لایا گیا اور ہم بخیریت ساحل پر اوترے داخلہ کے وقت گارڈ آف آنر نے پلیٹ فارم پر سلامی دی اور توپخانہ سے شلک سلامی سر ہوئی ۔

اوسی تاریخ کو صرف چالیس آدمیون کو اپنی ہمراہی کے واسطے رکھکر باقی کو بذریعہ اسپشل ٹرین صاحبزادہ حاجی محمد عبید اللہ خان کے ہمراہ بھوپال روانہ کیا اور مین نے "مظفر ہال" مین قیام کیا نواب محمد نصر اللہ خان بھی بمبئی مین میرے پاس مقیم رہے ۔

دوران قیام مین بمبئی مدرسہ نسوان اور کارخانہ پارچہ بافی کا ملاحظہ کیا اور دیگر قابل دید انسٹیٹیوٹ اور عجائبات کی سیر کی ہز ہائینس مہاراجہ بڑودہ سے بھی ملاقات ہوئی ۔

۱۶ر محرم ۱۳۲۲ ہجری = ۳ر اپریل روز یکشنبہ کو مین اسپشل ٹرین مین بمبئی سے سوار ہوکر ۱۷ر محرم = ۴ر اپریل کو دوشنبہ کے دن (۳) بجے داخل بھوپال ہوئی ، ریاست کے ویٹنگ روم مین ٹھہر کر ارکین و خواتین سے ملاقات کی ، میری واپسی پر نواب محمد نصر اللہ خان نے نہایت شان و شوکت اور تزک و احتشام کے ساتھ استقبال کا انتظام کیا تھا ، یون تو تمام شہر مین صفائی ، آئینہ بندی ،

اور روشنی کا اہتمام وسیع پیمانہ پر تھا، جا بجا بہار تھی دروازے سجائے تھے اور سڑکوں پر دورویہ جھنڈیاں نصب تھیں، گر صدر منزل، شوکت محل، ہمایوں منزل کے احاطوں میں خاص طور پر بہت زیادہ اور اعلیٰ نفاست کے ساتھ آرائش تھی، فوجی جلوس اور کل ماہی مراتب وغیرہ بھی تھا توپخانے سے سلامی کی توپیں سر ہوئیں، رعایا پر ایا جوش و شوق میں اسٹیشن سے شہر تک رہگزر اور کوٹھوں پر کھڑی ہوئی تھی ہر شخص کے چہرہ پر بشاشت و خوشی چھائی ہوئی تھی یہ روشنی وغیرہ ریاست کی جانب سے تھی دوسرے روز نواب محمد نصر اللہ خان نے اپنی طرف سے صدر منزل اور شوکت محل پر روشنی کرائی اور بڑے تکلف سے ہماری دعوت کی۔

۲۷ محرم کو تبرکات حرمین شریفین فوجی جلوس و استقبال کے ساتھ لائے گئے، اور اوسی دن آتشبازی وغیرہ بھی سر ہوئی غرض کہ یہ مبارک سفر (۵) ماہ (۱۰) دن میں ختم ہوا اور خداوند کریم نے مجھے ایک اہم فرض سے بخیر و خوبی سبکدوش فرمایا۔ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ٭



باب (۲۲)

فائن آرٹس

مصوری کی مشق

مجھے آرٹس کی طرف بچپن ہی سے دلچسپی تھی مگر چونکہ اوس زمانہ مین کسیکو اس طرف توجہ نہ تھی اور صنعتی تعلیم معمولی دستکاری تک محدود تھی جو زیادہ تر کپڑے پر کی جاتی تھی لہذا مجھکو بھی اسی معمولی دستکاری کی تعلیم دی گئی مگر فائن آرٹس کا شوق میرے دل مین تھا اور مین چاہتی تھی کہ مجھے امور و مہمات ریاست سے کچھ فرصت ملے تو مین اپنا وقت آرٹس کے حاصل کرنے مین گذارون۔

اثناء سفر حجاز مین مسز میکوارٹ نے جو جدہ تک میری ہم سفر تھین اور آرٹس سے کچھ واقف تھین ایک جہاز کی تصویر جو واٹر کلر کی تھی میرے سامنے بنائی مجھے چونکہ شوق تھا مین نے غور و خوض کے ساتھ اوس تصویر کیطرف توجہ کی اور ضروری باتین دریافت کر کے بحری سفر اسی مشغلہ مین بسر کرنے لگی ینبوع تک مسز میکوارٹ ہمراہ تھین اسکے بعد وہ انگلینڈ چلی گئین اور مین نے سرزمین حجاز پر قدم رکھا اب مجھے ایک حد تک مہارت ہوگئی تھی مین نے مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کی تصویرین واٹر کلر کی تیار کین عدن کے پہاڑون کی تصویرین کھینچین اور جا بجا جو منظر اچھا معلوم ہوا اوسکا چربہ اوتارا۔

واپسی مین جب مین نے بمبئی مین قیام کیا تو وہان کے عجائبات تعلیم گاہون اور صنعت و حرفت کے کارخانون کے ملاحظہ مین آرٹس کیطرف بہت توجہ کی مینے چاہا کہ یہان کوئی لیڈی جو ماہر فن ہو میسر آجائے لیکن خاطرخواہ کوئی لیڈی میسر نہ آئی البتہ مس دہن بائی صاحبہ جو ایک پارسی لیڈی ہین اور آرٹس مین ید طولی رکھتی ہین میرے ہمراہ بھوپال آئین اور میری مہمان رہین دن رات یہی شغلہ رہا تھوڑے عرصہ کے بعد وہ چلی گئین اور مین بغیر کسی کی مدد کے تصویرین تیار کرنے لگی*

باب (۲۳)

ولادت صاحبزادہ محمد حبیب اللہ خان

جس دن میرا قیام مدینہ منورہ مین ہوا یہان بھوپال مین ۹ بجے شب کو بتاریخ ۱۲ رمضان ۱۳۲۱ھ مطابق ۳ دسمبر ۱۹۰۳ء نواب محمد نصر اللہ خان کے محل مین فرزند دلبند کی ولادت باسعادت ہوئی حسب معمول صبح قلعہ فتحگڈھ سے ۵ فیر سلامی کے سر کئے گئے اہل فوج نے شوکت محل کے دروازہ پر آکر اظہار خوشی ومسرت کے لئے بندوقین سر کین اور ارکین واعیان ریاست نے حاضر ہو کر نواب صاحب کو مبارکباد دی، مجھے بذریعہ ٹیلیگرام مدینہ منورہ مین ولادت کی اطلاع دی گئی اور مولود مسعود کے نام تجویز کرنے کی خواہش کی گئی چونکہ مدینہ منورہ تک تار نہین تہا اسلئے جدہ سے بذریعہ شتر سوار کے جسکو برٹش کونسل نے بھیجا تہا دس دن مین اطلاع پہونچی۔

مدینۃ الرسول مین جو مسلمانون کے دلون پر ایک خاص کیفیت طاری ہوتی ہے وہ ایک ایسی وجدانی کیفیت ہے جو تحریر مین نہین آسکتی ایسی حالت مین اس خوشخبری نے میرے دل پر عجب اثر پیدا کیا مین نے مولود مسعود کی ترقی عمر و اقبال کی دعا کی اور اس خوشی مین نقل بادام اور خرمے کے خوان حرم محترم مین بہیجے، صاحبزادہ محمد عبید اللہ خان اور صاحبزادہ محمد حمید اللہ خان بھتیجہ پیدا ہونے کی خبر سنکر باغ باغ تھے سب نے نواب محمد نصر اللہ خان کو مبارکباد کے تار روانہ کئے جو بذریعہ سانڈنی سوار کے بحری اسٹیشن جدہ پر بہیجے گئے قافلہ کے ارکین و متوسلین اور ملازمین نے جمع ہو کر مجھے مبارکباد دی مین نے اوسوقت کی مناسبت سے "محمد حبیب اللہ خان" نام تجویز کیا کیونکہ جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی حبیب اللہ کے نام سے مخاطب کیا جاتا ہے اور اس مولود مسعود کی خبر بھی مجھے اوسی رسول پاک کے

مقدس وطن میں پہونچی تھی اس نام کے رکھے جانے کی اطلاع بھی بذریعہ ٹیلیگرام کی گئی۔

چودھوین روز حسب منشا، میان ولایت علی خان جو مولود مسعود کے نانا ہین رسم عقیقہ سادگی سے ادا کی گئی اور چونکہ بوجہ سلسلۂ ٹیلیگرام نہ ہونیکے مدینہ منورہ سے ہندوستان کو تار بہت دیر مین پہونچتا ہے اسلئے میرے مجوزہ نام کی اطلاع عقیقہ کے وقت تک نہ پہونچی تھی اور چونکہ عقیقہ کے وقت نام لیا جانا ضرور ہے لہذا وقت عقیقہ[1] مولود کا نام "عبداللہ" رکھدیا مگر جب میرا تار پہونچا جو ولادت سے سترہ روز بعد موصول ہوا تھا تو میرا مجوزہ نام حبیب اللہ خان قرار پایا، عقیقہ کے علاوہ دیگر تمام مراسم کا ادا کیا جانا اور خوشیون کا اظہار میری واپسی پر ملتوی رہا۔

مین ۱۷ محرم سنہ ۱۳۲۲ ہجری کو سفر حجاز سے واپس آکر داخل بھوپال ہوئی اور مولود مسعود کو دیکھا سچ ہے کہ خاندانی خوشیان بھی کیسی عجیب ہوتی ہین اور کسطرح روح کو تازہ اور دل کو شگفتہ کرتی ہین مین نہین بیان کرسکتی کہ دونون صاحبزادون کی اولاد کی بہار نے کس قدر میرے دل کو مسرور کیا خدا کا شکر ہے کہ اوسنے اپنے فضل وکرم سے پوتی اور پوتے کی دونعمتین عطا فرمائین، بھوپال کی فرمانروا بیگمات مین مین ہی ایک ایسی فرمان روا ہون جسکو خداوند کریم نے اولاد نرینہ عطا کی اور جس کو خاندان مین اوس نے برکت دی ہین اس دنیا ے ظاہری مین اپنے آپ کو بہت خوش نصیب سمجھتی ہون کیونکہ اوس کے الطاف سے اَلْمَالُ وَالْبَنُوْنَ زِيْنَةُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا کی مصداق ہون اور مین ہمیشہ خداے عزوجل سے مثل حضرت سلیمان علیہ السلام کے دعا کرتی ہون رَبِّ اَوْزِعْنِيْٓ اَنْ اَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِيْٓ اَنْعَمْتَ عَلَيَّ وَعَلٰى وَالِدَيَّ وَاَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضٰهُ وَاَصْلِحْ لِيْ فِيْ ذُرِّيَّتِيْ ۚ اِنِّيْ تُبْتُ اِلَيْكَ وَاِنِّيْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ۝ اور اوسکے حضور مین ملتجی رہتی ہون کہ وہ زندہ رہین اور اون مین ہر ایک صالح ہو اور وہ میرے لئے باقیات صالحات ہون

[1] عقیقہ مذہب اسلام مین واجب ہی اور اس واجب کے ادا کرنیکی فضیلت بدرجہ اولیٰ (۷) روز اور بدرجہ اوسط (۱۴) اور بدرجہ کمتر (۲۱) روز اور بدرجہ انتہائی (۴۰) روز ہی۔ یون اختیار ہی کہ جب دل چاہے کیا جاے لیکن بہرصورت عقیقہ کرنا لازمی امر ہی۔ فرزند کے لئے دو بکرے اور دختر کے لئے ایک ذبح ہوتا ہی۔ اور مولود کے بالون کے برابر چاندی تول کر خیرات کی جاتی ہی۔

اسلئے کہ وَالْبٰقِيٰتُ الصّٰلِحٰتُ خَيْرٌ عِنْدَ رَبِّكَ ثَوَابًا وَّخَيْرٌ اَمَلًا

چونکہ تقریبات میرے آنے پر ملتوی کردی گئی تھیں اسلئے جب میں آگئی تو وہ سلسلہ شروع ہوا، تمام اراکین وخوانین اور رعایا نے حج وزیارت حرمین شریفین اور حبیب اللہ خان کی ولادت کی مبارکباد دی، ان میں تہنیت نامے اور قصائد پیش ہوے اور سب لوگوں کیطرف سے جوڑوں کے پیش کرنیکی خواہش کیگئی میں نے وہی طریقہ اور وہی پیمانہ رکھا جو صاحبزادی بر جیس جہان بیگم کی ولادت میں تھا۔

۱۱ ربیع الاول کو صاحبزادہ محمد عبید اللہ خان کیطرف سے جوڑہ ویسی ہی دہوم دہام سے ہوا جیسا کہ نواب محمد نصر اللہ خان نے اپنی بھتیجی کا کیا تہا، ۱۲ ربیع الاول کو دعوت عقیقہ کی گئی، ۱۸ ربیع الاول کو میری اور صاحبزادہ محمد حمید اللہ خان کیطرف سے جوڑہ کیا گیا۔

ان تمام تقریبات کا انتظام اور طریقہ مثل تقریبات صاحبزادی برجیس جہان بیگم کے تھا البتہ چند امور میں فرق تہا جو جنس اناث وذکور میں قدرتی تفاوت سے ہونا چاہیئے تہا لیکن تمام داد ودہش اور انعامات وغیرہ کی مقدار میں پوری مساوات تھی۔

۱۷ ربیع الاول ۱۳۲۲ ہجری سے ماہوار ۲۵ مولود مسعود کے اخراجات کے لئے مقرر کئے گئے اردلی اور سلامی ادا کئے جانے کے متعلق احکام جاری ہوے۔



باب (۲۴)

صاحبزادہ محمد حمید اللہ خان کی تعلیم و تربیت

جیساکہ مین گذشتہ اوراق مین تحریر کرچکی ہون بوجہ نہ سپرد ہونے کسی کام ریاست کے مجھکو بہت فرصت تھی مین نے اپنی اولاد کی تربیت اپنے ہی ذمہ لے لی تھی، جب صاحبزادہ محمد حمید اللہ خان چار سال چار ماہ چار یوم کے ہوے جو زمانہ کہ مسلمانون مین بالعموم آغاز تعلیم کا ہے تو اونکی تعلیم و تربیت بھی خاص طور پر اون اصولون کے ساتھہ جو بچون کی عمدہ تربیت و تعلیم کے لئے ضروری ہین مینے شروع کی اور جسطرح کہ امیرون کے بچے اناؤن اور آیاؤن کے سپرد کردیے جاتے ہین مینے اپنی کسی اولاد کو بھی سپرد نہین کیا کیونکہ مسلمانون مین اوسوقت توکیا ابھی تک بھی کوئی ایسی تعلیم یافتہ عورت جو بچون کی تعلیم و تربیت کرسکے اور اوسپر کامل بھروسہ ہوسکے موجود نہین ہے۔

یہ تقریب بھی ویسی ہی کیگئی جسطرح کہ ہمارے یہان اور تقریبات ہوتی تھین صرف اپنی ڈیوڑھی کے متوسلین کو شیرینی وغیرہ تقسیم کردی گئی۔

طرز تعلیم کے متعلق ہماری راے یہ تھی کہ قدیم و جدید طریقون کو ملاکر ایک طرز اختیار کیا جاے لیکن ایسے اوستاد و اتالیق جو اس طرز پر تعلیم دے سکین نہ ملسکتے تھے، باوجودیکہ دونون صاحبزادون کی تعلیم کے لئے اوستاد و علما مقرر تھے اور ہمکو اونکی قابلیت مین کسی طرح کا کلام نہ تھا، لیکن ہمکو اسکی ہی امید نہ تھی کہ یہان کے علما اور اوستاد ہماری طبیعتون کے موافق بغیر ہماری نگرانی کے طرز جدید پر تعلیم دینگے لہذا مینے اور نواب صاحب مرحوم نے ان کو صرف اوستادون پر ہی نہین چھوڑا بلکہ خود بھی تعلیم و تربیت اور نگرانی کی اسکے علاوہ صاحبزادہ محمد عبید اللہ خان کے متعلق یہ تجربہ بھی ہوچکا تھا کہ جو عمدہ تعلیم انکو خود نواب صاحب

اختشام الملک عالیجاہ بہادر مرحوم سی حاصل ہوئی وہ اوستادون سے حاصل نہ ہوسکی، حتی کہ کلام مجید کا زیادہ حصہ بھی نواب صاحب ممدوح ہی نے باوجودیکہ وہ حافظ نہ تھے حفظ کرایا۔

سب سے پہلے جو کتاب صاحبزادہ حمید اللہ خان کو شروع کرائی گئی وہ قاعدہ بغدادی تھا اسکے ساتھ ضروری مسائل روزہ نماز اور ارکان دین کی زبانی تعلیم دی اور یہی اصول مینے ابتدا اُن بڑے صاحبزادون کیلئے بھی اختیار کئے تھے۔

اس تعلیم کے علاوہ سب سے زیادہ خیال جس تعلیم کا رکھا گیا وہ اخلاقی تعلیم تھی کیونکہ اسی عمر سے شایستگی اخلاق پیدا کرنیکی سخت ضرورت ہوتی ہے تقریباً ایک سال کے عرصہ مین اونھون نے قاعدہ بغدادی وغیرہ کو ختم کیا اوسکے بعد قرآن مجید شروع کرایا گیا، اوسکے ساتھہ ساتھہ اُردو کی پہلی کتاب مطبوعہ لاہور بھی اونکے سلسلہ درس مین رکھی گئی قرآن مجید اور اُردو کی تعلیم مین نے خود ہی دینا شروع کی لیکن اب بلحاظ اپنی کم فرصتی کے درسی کتابون کی خواندگی کا وقت آجانے سے ایک اوستاد کی امداد کی ضرورت معلوم ہوئی، اس امداد کے لئے مینے منشی عبدالرؤف خان وکیل ریاست کے والد مولوی محمد حسین خان کو منتخب کیا کیونکہ وہ نہایت نیک آدمی تھے طلباء کو فارسی کی درسی کتابون کے مطالب سمجھانے کا بہت اچھا ملکہ تھا، صاحبزادہ عبید اللہ خان کے مدرس فارسی رہ چکے تھے طریقہ تعلیم اون کا نہایت عمدہ تھا اور صاحبزادہ موصوف کو تین سال مین اونھون نے فارسی کی تعلیم دی تھی۔

صاحبزادہ حمید اللہ خان درس کے علاوہ خوشنویسی کی مشق کبھی کبھی اپنے بڑے بھائیون کے اوستادون سے کیا کرتے تھے نواب اختشام الملک بہادر نے میری صدر نشینی کے بعد انگریزی شروع کرادی تھی اور اوسکے لئے پنڈت دیو دت کو تجویز کیا تھا اوسوقت وہ قرآن مجید کے بیس پارے پڑھ چکے تھے، اس عرصہ مین نواب اختشام الملک کا انتقال ہوگیا امور ریاست مین وزیروزہ میری مصروفیتین بڑھتی جاتی تھین اونکا قرآن مجید ختم ہوچکا تھا لفظی ترجمہ پڑھتے تھے، مین نے مناسب سمجھا کہ اب اونکی

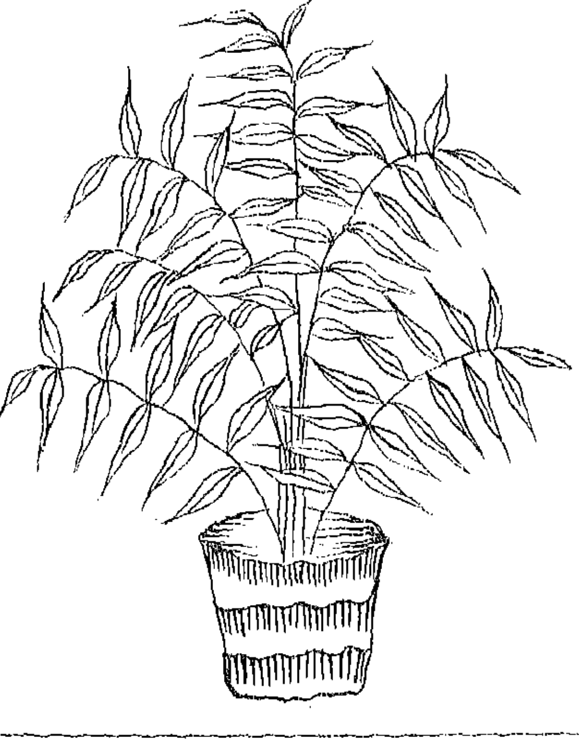
باقاعدہ تعلیم شروع کیجاے لہذا منشی لیاقت علی، ایم اے، جو میور سنٹرل کالج الہ آباد کے گریجوایٹ ہین تعلیم انگریزی کے لئے مقرر کئے گئے، اون کے ذمہ انگریزی کے علاوہ اُردو اور حساب کی تعلیم بھی رکھی لیکن مین اپنی نگرانی بھی رکھتی تھی اور جب ذرا فرصت ملتی اون کے سبقون کو سن لیا کرتی تھی، سواری نشانہ بازی وہ اپنے بھائیون کے ساتھہ سیکھہ گئے، دینیات مین علاوہ اون ضروری معلومات کے جنکا مین نے ذکر کیا ہے کلام مجید کا ترجمہ لازمی قرار دیا کیونکہ ایسی عمر مین قرآن مجید کو ترجمہ کے ساتھہ پڑہانا بہت مفید ہوتا ہے اوس سے دلی نیکی پیدا ہوتی ہے اور عقائد راسخ ہو جاتے ہین، اول اول ترجمہ مین خود پڑہاتی تھی لیکن امور ریاست کے انصرام اور نواب احتشام الملک کے انتقال کی وجہ سے مین سخت عدیم الفرصت ہو گئی مجبوراً مولوی عبدالکریم کو مقرر کیا لیکن پھر سفر حجاز مین ترجمہ کا درس مین خود ہی دیتی رہی اسی طرح کُل چار پارون کا ترجمہ پڑہا یا گیا۔

بھوپال واپس آنے کے بعد سلسلہ ٹوٹ گیا اور ترجمہ ناتمام رہا گو اب بھی وہ کبھی کبھی خود اپنے شوق سے پڑہ لیتے ہین لیکن جس طور پر کہ میرا مقصد تہا اور تعلیمی مصروفیت کیوجہ سے پورا نہین ہوا تاہم مجھے اونکے شوق اور پاس ادب مذہبی سے امید ہے کہ وہ میرے مقصد کے مطابق خود ترجمہ ختم کر لینگے۔

منشی لیاقت علی اگرچہ تعلیم انگریزی دیتے تھے مگر مین نے حمید اللہ خان پر اون کا عمدہ اثر نہین دیکھا، اور نیز مجھکو ضروریات زمانہ کے مطابق تعلیم کا زیادہ خیال تہا اسلئے مین نے اونکی آیندہ طرز تعلیم کے متعلق غور کرنا شروع کیا اسی زمانہ مین ہز ایکسیلنسی لارڈ کرزن صاحب بہادر کا خریطہ آیا جسمین اونہون نے رؤسا ہند کے بچون کی تعلیم کی بابت مشورہ طلب کیا تہا مین نے اس مسئلہ پر غور کرکے اونکو جواب تحریر کیا اور صاحبزادہ حمید اللہ خان کے متعلق پہلے میری رائے ہوئی کہ میو کالج مین داخل کر دون مگر بوجہ کمسنی داخل کرنا مناسب نہ جانا۔

ڈیلی کالج اندور کی حالت متنزلزل ہو رہی تہی اور قریب تہا کہ یہ کالج جس سے رؤسا سنٹرل انڈیا کو کم وبیش قابل شکر گزاری فوائد حاصل ہوے تھے اور جو اون کے محسن میجر ڈیلی کی یادگار تہا ٹوٹ جا

لیکن رؤسا کی توجہ اوسکے استحکام کی جانب مبذول ہوئی اور اوسکے قائم رکھنے مین سعی بلیغ شروع کی اس لحاظ سے اونکو ڈیلی کالج مین بھیجنا زیادہ موزون تھا اور یقین تھا کہ بمقابلہ پرائیویٹ تعلیم کے کالج مین رہکر عمدہ تعلیم حاصل کر سکتے ہین مگر جیسا کہ اونکی تعلیم کا مجکو خیال تھا اوسی طرح بھوپال کے جاگیردارون اور اخوان ریاست کی اولاد کی بھی تعلیم مرکوز خاطر تھی اور اونکے لئے ایک مثال قائم کرنا نہایت ضرور تھا لہذا مین نے اپنے انگریز دوستون کی وساطت سے ایک یوروپین اوستاد کی تلاش کی میجر مینرس اسمتھ صاحب کے ذریعہ سے مسٹر ہین کی نسبت اطلاع ملی مگر اس عرصہ مین مسٹر مینرس اسمتھ صاحب کا تبادلہ نیپال ہو گیا، اون کے بعد پھر میجر ڈ صاحب آئے بعد چندے اونکی بھی بدلی ہو گئی، اور لوارڈ صاحب تشریف لائے چونکہ مجکو صاحبزادہ حمید اللہ خان کی تعلیم کی بہت فکر تھی جملہ پولیٹکل ایجنٹ صاحبان سے اسکا تذکرہ و مشورہ رہتا تھا چنانچہ کرنل لوارڈ صاحب نے مسٹر لوئس کی سفارش کی مسٹر لوئس سے خط و کتابت کی گئی لیکن اس اثنا مین میو کالج مین ملازم ہو گئے میجر مینرس اسمتھ صاحب نے مسٹر سی ایچ ہین، ایم، اے (آکسن) کی درخواست بھیجی اونکا تقرر منظور کیا گیا، اور اب ایک یوروپین اوستاد کے ذریعہ سے صاحبزادہ حمید اللہ خان کی تعلیم بھوپال مین شروع کی گئی ٭



باب (۲۵)

ہز اکسلنسی لارڈ کرزن سے ملاقات

سفر حجاز سے واپسی کے بعد مجھے موقع نہیں ملا کہ مین کلکتہ وغیرہ جا کر ہز اکسلنسی ویسرائے و گورنر جنرل ہند سے ملاقات کر سکون لیکن اسی اثنا مین مجھے معلوم ہوا کہ ہز اکسلنسی لارڈ کرزن انگلینڈ کو رخصت پر جانے والے ہین، اور ۲۹ راپریل ۱۹۰۲ء؁ کو اونکا اسپشل اسٹیشن بھوپال سے گزریگا، اسلئے مین نے اسٹیشن ہی پر ملاقات کا انتظام کیا -

اسٹیشن پر بینڈ اور رسالہ اختر امیہ اور رجمنٹ اعانت شاہی اور انفنٹری موجود تھی، اسٹیٹ ویٹنگ روم کے قریب ریاست کا پھریرا اوڑ رہا تھا، بانا تی فرش اور خوشنما گملون سے اسٹیشن کی آرائش کیگئی تھی، جماعت انتظامیہ نے اسٹیشن کے بیرونی حصہ کو جھنڈیون اور پھریرین سے آراستہ کیا تھا، میرے ہمراہ نصر اللہ خان، عبید اللہ خان اور حمید اللہ خان سلمہم اللہ تعالیٰ معین المہام نصیر المہام نائب معین المہام، نائب نصیر المہام اسٹیشن پر موجود تھے، ویٹنگ روم کے دونون طرف پردہ دار قناتین کھڑی تھین -

۳ بجے اسپشل ٹرین داخل بھوپال ہوئی اور ہز اکسلنسی کا سیلون قناتون کے سامنے ٹھیرا، فوج اور بینڈ نے سلامی ادا کی اور قلعہ فتحگڈھ سے ۳۱ فیر سلامی کے سر ہوے -

ہز اکسلنسی نے سیلون سے اوتر کر مجھسے مصافحہ کیا میرے پاس حمید اللہ خان کھڑے تھے اونکی طرف ہز اکسلنسی نے عنایت آمیز اشارہ کرکے فرمایا کہ "دس از یائی بیچ" پھر ویٹنگ روم مین تشریف لاکر قریب نصف گھنٹہ تک نہایت اخلاق و عنایات سے گفتگو فرما کر جانب بمبئی روانہ ہوے، چونکہ مین حج سے واپس آئی ہوئی تھی اسلئے ہماری گفتگو مین زیادہ تر واقعات سفر حج کا حصہ تھا ؁

باب (۲۶)

متفرق انتظامات سال سوم

۱ - سال سوم مین بندوبست پنج سالہ کی تکمیل ہوئی اور پانچ لاکھ پچپن ہزار چارسو تہتر روپیہ تیرہ آنہ کی رعایت مستاجرون کے ساتھہ کی گئی -

۲ - پولس کے انتظام مین جدید اصلاحین ہوئین اور مفصلات کے تھانون مین زائد کانسٹبلون کا اضافہ ہوا ، اس سے قبل بغرض امداد پولس دو فوجی کمپنیان مقرر کیگئی تھین اور چونکہ ضرورت محسوس ہورہی تھی کہ بغرض تحفظ جان ومال رعایا پولس زیادہ کی جاے اسلئے اونہین دونون کمپنیون کی مستقل جمعیت (۲۲۰۰) دوہزار دوسو نفر کی پولس مین شامل کردی گئی اور اخراجات ایک لاکھہ اکیانوے ہزار دوسو ارسٹھہ روپیہ رہے اس انتظام سے انسداد جرائم مین کامیابی ہوئی اور بمقابلہ پہلے کے جرائم مین بہت کمی واقع ہوگئی جابجا چوکیات کی تعمیر کے لئے تیس ہزار صرفہ منظور کیا گیا -

۳ - صیغہ جنگل مین باوجودیکہ بہت زیادہ مصارف ہوے لیکن کوئی ترقی وکامیابی نہ ہوئی حتی کہ اخراجات کے لئے بھی اوسکی آمدنی مکتفی نہ ہوئی -

۴ - سرکار خلد نشین کے زمانہ سے شہر کی لڑکیون کے لئے ابتدائی تعلیم اور صنعت کا ایک مدرسہ موسوم بہ "وکٹوریہ گرل اسکول" جاری تھا جو ایک یوروپین لیڈی مس بیٹرس اور اونکی نائب تارا بائی کی نگرانی مین تھا ، اسمین کارپیٹ اور اُون کا کام سکھایا جاتا تھا ، کیونکہ اوس زمانہ مین یہی کام تھا ، جو انگلستان سے آکر ہندوستان مین زنانہ دستکاری مین داخل ہوا تھا اور اسکی اوسوقت بہت قدر تھی ، بعد وفات سرکار خلد نشین کے سرکار خلد مکان نے بھی ایک "آصفیہ اسکول" بلقیس جہان بیگم مرحومہ

کی یادگار مین مدرسہ بلقیسی کے نام سے قائم کیا تھا اور ان اسکولون پر اونکی بہت توجہ تھی لیکن وزرا کے زمانہ مین جہان اور انحطاط ہوے وہان ان مدارس مین بھی تنزل ہوا، مین نے اپنی صدر نشینی کے بعد جب معاینہ کیا تو عملہ بہت زیادہ تھا مگر طالبات کُل ۱۸ تھین، اسکا مجھے بہت افسوس ہوا اور مختلف تدابیران مدرسون کی ترقی کی عمل مین لائی گئین۔

۵۔ اس سال بھی جب کہ میرا قصد سفر حجاز کا تھا میری موجودگی مین طاعون کا شیوع ہوا جس سے رعایا کو سخت پریشانی ہوئی، چونکہ اس مصیبت کا سامنا گزشتہ سال ہوچکا تھا اسلئے انسداد تدابیر سے وہ وحشت نہ ہوئی جو پہلے تھی سرکاری طور پر ہر ایک کام نہایت وسیع پیمانہ پر تھا، باشندگان شہر نے مکانات (ڈس انفکٹ) کرائے بعض لوگون نے ٹیکہ بھی لگوایا، مینوسپل ممبرون نے شہر کی صفائی کے انتظامات مین پوری کوشش کی نواب محمد نصراللہ خان نے نہایت قابلیت اور محنت سے رعایا کے اطمینان و آرام کے لئے انتظام کیا، اور خود بھی ٹیکہ لگایا میجر ایمپی صاحب بہادر پولیٹکل ایجنٹ اور ڈاکٹر کرنل ویر صاحب بہادر نے بھی اپنے ٹیکہ لیا جس سے اکثر اشخاص رعایا کو ہمت اور ترغیب پیدا ہوئی۔

۶۔ ریاست ہذا مین گھاس کثرت سے اور عمدہ پیدا ہوتی ہے لیکن پہلے اس سے کوئی فائدہ نہین اوٹھایا جاتا تھا اس مرتبہ انتظام کیا گیا اور باقاعدہ "گراس فارم" کے انتظام کی تعلیم پانےکیلئے دو آدمی انبالہ بھیجے گئے۔

۷۔ علاوہ امپیریل سروس کے ریاست کی فوج جیسا کہ مین اس کتاب کے پہلے ابواب مین درج کرچکی ہون کچھ اچھی تربیت یافتہ اور قواعددان نہ تھی اور دوسرے صیغون کی طرح وہ بھی اصلاح کی محتاج تھی اس سال اصلاح و ترقی فوج کی خاص تدابیر عمل مین لائی گئین، سب سے پہلے اصلاح سوارون کی کیگئی جو رسالہ کہ سرخ وردی کے نام سے مشہور تھا اوسکو دو حصون پر منقسم کرکے رسالہ احترامیہ اور رسالہ انتظامیہ نام رکھا گیا اور (۱۳۵۱۴-۱۴) کے اخراجات سے وردی وغیرہ کی تجدید کی گئی، اور رسالہ احترامیہ کی

تنخواہ مین دو روپیہ فی سوار اضافہ کیا گیا۔

۸۔ واٹرورک کا بائلر چونکہ بسبب کہنہ ہوجانے کے خراب ہوگیا تھا اوس کی تجدید کے لیے ارا کین دولت نے بوجہ دولت خواہی یہ تجویز پیش کی کہ اوسکی قیمت رعایا سے بہ طور ٹکس وصول کیجائے جسطرح کہ واٹرورکس کے ٹیکس کا طریق کل ممالک مین رائج ہے اور اس ٹیکس کے لیے سب سے زیادہ اصرار مسٹر کوک انجنیر ریاست کا تھا جنکو میری جدہ مکرمہ نواب قدسیہ بیگم صاحبہ مرحومہ نے خاص واٹرورک کے لئے ملازم رکھا تھا، اور اب ایک قدیم ملازم اس ریاست مین ہو گئے تھے اونکی عمر کے ۴۰ سال یہان گذر چکے تھے اونہون نے یہان کا ہر رنگ اپنی آنکھون سے دیکھا تھا چونکہ خزانہ کی حالت بھی اونکے پیش نظر تھی اس لئے محض بوجہ خیر اہی اونکا یہ اصرار تھا لیکن مین نے منظور نہ کیا اور مبلغ (۱۲ ار ۸ ۶ ۷ ۵ ۳ ۲) قیمت بائلر ریاست سے دیگئی

۹۔ مفصلات کی سڑکون اور ڈاک بنگلون کی تعمیر اور مرمت کے لئے (۹-۲-۳ ۶ ۶ ۷ ۲) کا سالانہ تکرمہ مقرر تھا لیکن سال حال مین (۳۲۲۱۸) صرف کیا گیا، اور کل خرچ تعمیرات مفصلات پر (۹-۱۵-۵۲ ۹۶۵۲) ہوا

۱۰۔ دو سال کے تجربہ سے جہان اور ابتریان معلوم ہوئین وہان یہ بھی ظاہر ہوگیا کہ تہذیب دفاتر کی بھی اشد ضرورت ہے، چنانچہ اسی سال اس طرف بھی توجہ کی اور محکمات بخشی گری روبکاری وحساب کے دفاتر کی اصلاح عمل مین آئی۔

۱۱۔ بھوپالی پیسونکا نرخ معین نہ تھا اور ہمیشہ گھٹتا بڑھتا رہتا تھا جس سے نہ صرف غربا کو تکلیف ہوتی تھی بلکہ تجارت پیشہ اشخاص کو بھی نقصان پہونچتا تھا، اسکی طرف توجہ کی اور ایک نرخ معین کردیا گیا۔

۱۲۔ مین نے پہلے ذکر کیا ہے کہ ریاست مین مقابلتہً صیغۂ جوڈیشل کسقدر قابل اطمینان تھا لیکن اوسمین پھر بھی بہت سی اصلاحات کی ضرورت نظر آتی تھی اور رعایا کو وہ کامل اطمینان جو عدالتہائے انصاف پر ہونا چاہیئے حاصل نہ تھا اور مجھے ضرورت محسوس ہورہی تھی کہ مین خود عدالتہائے انصاف کی کارروائیون کی جانچ کرون اسکے علاوہ بعد فیصلہ وزارت میری روبکاری مین فریق ناکامیاب کیطرف سے

اپیل کے طور پر بکثرت درخواستین پیش ہوتی تھین اور نیز بلحاظ تقسیم اون اختیارات کے جو مین نے وزارت شکست کرنے کے بعد معین المہام و نصیر المہام ریاست کو دیئے تھے یہ ضروری اور مناسب سمجھا کہ ان ہر دو محکمہ کا اپیل میرے روبرو پیش ہو تاکہ جو رعایا محکمات ماتحت کے فیصلے سے ناراض ہو اوسکا اطمینان بھی ہو جاے اور مجھے اونکی کارروائیونکی جانچ کا بخوبی موقع ملے اور نیز عہدہ داران ماتحت عدل و انصاف کا پورا خیال رکھین ۔

اگرچہ کبھی کوئی شخص یہ نہین کرسکتا کہ مدعی و مدعا علیہ کو راضی رکھہ سکے مگر جب اولی الامر اسپر خاص توجہ کرتا ہے اور اپنا فرض منصبی جس سے عدل مراد ہے کامل طور پر ادا کرتا ہے تو اوسکی رعایا کا ہر متنفس خوش رہتا ہے۔ مین ہمیشہ اس امر کی کوشش کرتی ہون اور ہر وقت اوس سب سے بڑے احکم الحاکمین سے دعا ہی ہوکہ وہ مجھے اپنے اس حکم کی اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِیْتَآءِ ذِی الْقُرْبٰی وَیَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ وَالْبَغْیِ ۚ تعمیل مین کامیاب بناے ۔

۱۳ ۔ بعض تنازعات جنکی تصریح قوانین نافذہ دیوانی و فوجداری مین ہے ایسے ہین کہ وہ ازروے شرع اسلام فیصل ہوتے ہین اور اونکا تعلق قاضی صاحب اور مفتی صاحب ریاست سے ہے لیکن اکثر اوقات دونون صاحبون کی اختلاف راے سے فیصلہ مین سخت دقت واقع ہوتی تھی اور مقدمات کا فیصلہ عدالت کی راے سے ہوتا تھا جس سے وہ مقصود جو اس طرز عمل کے جاری کرنے سے تھا فوت ہوجاتا تھا اسلئے ایک مجلس علما بہ صرف (۱۱۶۴۴۴) روپیہ اور قائم کیگئی جسمین بصورت اختلاف قاضی صاحب و مفتی صاحب کو مقدمات فتوی طلب کو حصول راے کے لئے بھیجا جاے اور مقدمات کا آخر فیصلہ کثرت راے کے ساتھہ ہوا کرے ۔

۱۴ ۔ اگرچہ سال ہذا کا ایک چوتھائی حصہ میرا سفر حجاز مین گذرا لیکن میری مصروفیتون کا اندازہ اس سے ہوسکتا ہے کہ مین نے جو احکام صادر کیئے اون کی تعداد ۳۱۲۱۳ تھی ۔

باب (۲۷)

خطاب جی سی آئی ای کا حصول اعزاز

اس سال ہز امپیریل مجسٹی کنگ ایڈورڈ ہفتم قیصر ہند نے بہ الطاف خسروانہ اپنی سالگرہ کی تقریب ہمایوں پر خطاب "نائٹ گرینڈ کمانڈر آف انڈین امپائر" (رئیس والا و اعظم اعلیٰ طبقہ سلطنت ہند) سے مجھکو ممتاز فرمایا، اور گورنمنٹ گزٹ غیر معمولی مورخہ ۲۴ جون ۱۹۰۵ء میں اس خطاب کا اعلان کیا گیا۔ ہز اکسلنسی لارڈ کرزن ویسراے و گورنر جنرل ہند نے بذریعہ پیغام تار برقی مجھکو اس حصول اعزاز کی مبارکباد دی۔

میں نے بھی ہز اکسلنسی وایسراے کی خدمت میں باظہار شکرگذاری یہ ٹیلیگرام ارسال کیا کہ:-

"جس اعزاز عطا ہونے کی یور اکسلنسی مجھکو مبارکباد دیتے ہیں اوسکو میں صدق دل کے ساتھ قبول کر کے شکریہ ادا کرتی ہوں اور درخواست کرتی ہوں کہ میری مؤدبانہ شکرگذاری حضور شہنشاہ کی خدمت میں پہونچائی جاے، جنہوں نے بکمال الطاف و انصاف یہ عزت عطا فرمائی، میں ہمیشہ اس اعزاز کی دل سے قدر کرونگی"

مجھے اس موقع پر اپنے اون تمام یوروپین عنایت فرماؤں اور ہندوستانی دوستوں اور متوسلین کے اظہارت کو بیان کر کے اونکا شکریہ ادا کرنا چاہئے جنہوں نے مجھے اس خطاب کے حصول پر بذریعہ خطوط اور تاروں کے مبارکباد دی اور میری خوشی میں شریک ہوے بالخصوص مسٹر ڈین فارن سکریٹری جنرل ٹیسن صاحب بہادر، میجر ڈیلی صاحب بہادر ایجنٹ گورنر جنرل سنٹرل انڈیا، میجر مینرز اسمتھ صاحب بہادر پولیٹکل ایجنٹ سیہور، ہز ہائنس مہاراجہ صاحب بہادر سیندھیا، ہز ہائنس نواب صاحب لوہارو، کرنل بار صاحب بہادر رزیڈنٹ حیدرآباد، مسٹر رابرٹسن صاحب بہادر رزیڈنٹ میسور، میجر میڈ صاحب بہادر رزیڈنٹ بڑودہ، مسٹر جان لینگ صاحب بہادر، کرنل ویر صاحب سول سرجن سیہور کا جنہوں نے

تارون اور عنایت آمیز خطوط کے ذریعہ سے مبارکباد دی اور اپنی دلی شادمانی کا اظہار کیا خاص طور پر شکریہ لازم ہے، مسٹر کنکیڈ، میجر ایم، پی، اور میجر میکوارٹ (رفیق سفر حجاز) نے انگلستان سے مجھے مبارکباد لکھی۔

آنریبل مسٹر بیلی صاحب بہادر نے بوجہ اسکے کہ وہ سنٹرل انڈیا مین ایک عرصہ سے تھے اور حالات ریاست سے پوری واقفیت رکھتے تھے اونکو بھوپال سے دلی تعلق اور مجھسے خصوصیت ہوگئی تھی علاوہ تار کے ایک خط کے ذریعہ سے بھی مبارکباد دی جس سے اونکی مسرت اور خیالات کا اندازہ ہو سکتا ہے، وہ لکھتے ہین کہ

"شب گذشتہ کو مین نے اپنی جانب سے مبارکباد کا تار آپ کو دیا ہے لیکن تاہم مین آپکو آج صبح یہ چند سطرین بذات خود لکھتا ہون کہ مجھکو کس قدر خوشی ہوئی کہ حضور شہنشاہ نے آپ کو "جی، سی، آئی، ای" کا خطاب مرحمت فرمایا، مجھکو یقین ہے کہ آپ کا خیال بھی میرے موافق ہوگا کہ تین سال تک برابر کامیابی کے ساتھہ حکمرانی کرنے کے بعد ایسا ایک خطاب پانا زیادہ تر خوشی کی بات ہے بہ نسبت اسکے کہ کوئی خطاب آپ کو صرف آپ کے مرتبہ اعلیٰ کے لحاظ سے اس سے پیشتر مل جاتا کیونکہ اب جو خطاب آپ کو ملا ہے اس سے صاف ظاہر طور پر بالخصوص حضور شہنشاہ کی قدردانی ظاہر ہوتی ہے، نیز گورنمنٹ آف انڈیا کی جانب سے بھی آپ کی حکمرانی اور کام کی قدردانی ظاہر ہو رہی ہے جو آپ نے بحیثیت ایک حکمران رئیس کے کیا ہے۔

مجھکو یہ بیان کرنے کی ضرورت نہین ہے کہ مین نے وقتاً فوقتاً آپ کے کام اور جان فشانی کے حالات کی کس خوشی کے ساتھہ حضور والیسرائے کی خدمت مین اطلاع دی ہے اور مین خوب جانتا ہون کہ اگر مین حضور والیسرائے کی خدمت مین یہ اطلاعات نہ پہونچاتا تو بھی آپ کی یہ کارگزاری حضور والیسرائے کی نظر سے نہ بچ سکتی۔

گذشتہ بارہ مہینہ کے عرصہ مین آپ کا سفر مکہ کو جانا اور واپس آنا اور نیز پوتے یا پوتی کی ولادت سے مسرور ہونا یہ وہ تمام واقعات ہین جنکی نسبت مین کہہ سکتا ہون کہ نہایت مسرت کے باعث ہوے ہین اور مین دل سے دعا کرتا ہون کہ اللہ تعالیٰ آپ کو اور آپکے خاندان اور ریاست کو سالہا سال تک ایسی ہی خوشیان اور برکتین عطا فرمائے، مجھکو امید ہے کہ خود اپنی زبان سے بھی مجھے مبارکباد عرض کرنے کا موقع حاصل ہوگا۔

باب (۲۸)

دربار عطاے منصب کرنیلی

مین نے اپنے دونون فرزندون کو زمانہ حال کی ضروری اور مروجہ تعلیم دی تھی لیکن اونکی طبیعتون مین سپاہیانہ فنون کی جانب ایک خاص میلان تہا کیونکہ اول تو قومی اثر پھر آبائی ورثہ اور ملکی آب وہوا کی تاثیر اور اوسپر وہ تربیت جو اونکو اپنے دلیر باپ سے حاصل ہوئی تھی اون کے میلان خاطر کی بڑہانے کا مجموعہ اسباب تھا مگر باوجود اس شوق کے بلحاظ مصلحت نواب محمد نصر اللہ خان کو سول کامون کیطرف زیادہ متوجہ کیا اور صاحبزادہ محمد عبید اللہ خان کو "کیڈٹ کور" مین داخل کرنے کا ارادہ ہوا کیونکہ ابتدا سے ہی اونکا زیادہ تر انہماک کے ساتھہ رجحان طبع فوجی کامون کی طرف تہا نیز مجھکو کرنل میڈ صاحب بہادر نے بھی مشورہ دیا تہا مگر چند مجبوریان ایسی تھین جنہون نے مجھے اس ارادہ کے پورا کرنے مین مجبور رکھا۔

لیکن یہ خیال میرے دل سے کبھی نہین جاتا تہا اور اپنے کرم فرما کے مشورہ پر ہر ہر طرح غور کرتی تھی، سفر حجاز کی واپسی پر گورنمنٹ ہند کا ایک خریطہ متعلق "امپریل سروس ٹروپس" وصول ہوا جس سے مجھکو یہ خیال ہوا کہ امپریل سروس ٹروپس کا کام اونکے سپرد کیا جائے تاکہ وہ سلطنت برطانیہ کی فوجی خدمت کے قابل ہوکر اوسکے دشمنون کے مقابلہ مین اپنی خاندانی وفاداری کا اظہار کرسکین اس کے علاوہ چونکہ بعض شکایات کیوجہ سے بھی خاص نگرانی کی ضرورت محسوس ہوتی تہی اسلئے یہ خیال تہا کہ ایسا شخص نگران وافسر ہو جسمین خود سپاہیانہ اوصاف بھی موجود ہون اور اوسپر اس طرح اطمینان ہوسکے کہ گویا مین خود دیکھہ رہی ہون۔

مین نے ان امور کی انجام دہی کے لئے صاحبزادہ محمد عبید اللہ خان کا انتخاب کیا اور اس عہدہ مین

اوریہی اندازہ ہوچکا تہا کہ اونکی طبیعت فوجی کام کو کسقدر پسند کرتی تھی اور سفر حجاز کے اثنا مین جو شورش بدؤن نے کی تھی اور جو مقابلہ اون سے پیش آیا تہا اوس سے میرا اندازہ اوریہی قوی ہوگیا غرض مین نے اس کا تذکرہ اپنے دوست میجر بیلی صاحب بہادر ایجنٹ گورنر جنرل سنٹرل انڈیا، اور میجر مینیرس اسمتہ صاحب بہادر پولیٹکل ایجنٹ بہوپال سے کیا، اور باضابطہ خط وکتابت کی اونہون نے ہز اکسلنسی ویسرائے کے روبرو اس خواہش کا اظہار فرمایا۔

ہز اکسلنسی لارڈ کرزن انگلینڈ تشریف لے گئے تھے اور ہز اکسلنسی لارڈ امپٹل گورنر مدراس قائم مقام ویسرائے گورنر جنرل تھے ہز اکسلنسی نے میری تجویز سے مسرت کے ساتہہ اتفاق کیا، اور اوسکو منظور فرمایا۔

بموجب چٹھی آنریبل مسٹر بیلی صاحب بہادر مورخہ ۲۴ اگست ۱۹۰۴ء صاحبزادہ محمد عبید اللہ خان امپریل سروس ٹروپس کیولری بہوپال کے آنریری کرنل مقرر کئے گئے۔

مجھے اس تقرر سے بہت خوشی اور اطمینان ہوا اسلئے مین نے اظہار خوشی اور نئے کرنل کی حوصلہ افزائی کے لئے ایک جلسہ منعقد کرنا تجویز کیا جسمین صاحب ایجنٹ گورنر جنرل بہادر سنٹرل انڈیا و صاحب پولیٹکل ایجنٹ بہادر سیہور اور سنٹرل انڈیا کے چند خاص خاص فوجی افسرون، اور ارکین وخوانین ریاست کو مدعو کیا، اور ۱۵ ستمبر کو تاریخ جلسہ قرار دی۔

۱۵ ستمبر سے پہلے میجر مینیرس اسمتہ صاحب بہادر جنرل بٹین صاحب بہادر انسپکٹر جنرل امپریل سروس ٹروپس، میجر اسٹفورتہہ صاحب انسپکٹنگ افسر اور دیگر صاحبان یوروپین اور لیڈیز تشریف لے آئے تہے یہ سب یوروپین مہمان تعداد مین ۲۶ تھے۔

۱۵ ستمبر کو آنریبل میجر بیلی صاحب بہادر پنجاب میل ٹرین سے صبح ۸ بجے داخل بہوپال ہوئے اگرچہ آمد پرائیوٹ تہی لیکن معین المہام اور نصیر المہام استقبال کے لئے موجود تھے۔

ایک کمپنی اور ایک رسالہ سواران اختر امیہ اور امپریل سروس ٹروپس کی اردلی بہی موجود تہی

قلعہ فتحگڈہ سے سلامی سر ہوئی ہر دو اراکین مذکور الصدر کوٹھی جدید تک ہمراہ گئے وہان بھی حسب معمول گارڈ آف آنر نے سلامی ادا کی۔

۱۰ بجے منشی اسرار حسن خان نائب نصیر المہام و بخشی محمد فرید اللہ خان قائم مقام میر بخشی افواج ریاست کوٹھی جدید تک معین المہام اور نصیر المہام پل پختہ تک ریسیو کرنے گئے۔

۱۱ بجے صاحب ممدوح وجملہ صاحبان یوروپین اور لیڈیز صدر منزل مین تشریف لائے دروازہ پر صاحبزادہ محمد عبید اللہ خان اور صاحبزادہ محمد حمید اللہ خان نے اور صحن چبوترہ کے زینہ تک نواب محمد نصر اللہ خان نے استقبال کیا، گارڈ آف آنر اور بینڈ نے سلامی ادا کی، دالان دربار مین مجھسے ملاقات ہوئی، اور قلعہ فتحگڈہ سے سلامی کی توپین سر ہوئین۔

دربار کا انتظام منشی اسرار حسن خان نے نہایت عمدہ سلیقہ اور تکلف سے کیا تھا اور نواب محمد نصر اللہ خان اوسکی نگرانی کرتے تھے۔

شہ نشین کے محرابی در مین لیڈیز کی کرسیان تھین اور دالان اول کی شرقی سہ دری مین پس چلمن میری نشست تھی، میرے دست راست پر اول لائن مین یوروپین مہمان اور دوسری لائن مین عہدہ داران امپیریل سروس ٹروپس بھوپال تھے، دست چپ پر نواب محمد نصر اللہ خان، صاحبزادہ محمد عبید اللہ خان، صاحبزادہ محمد حمید اللہ خان و معین المہام و نصیر المہام اور اخوان واراکین ریاست تھے۔

مین نے پہلے آنریبل مسٹر بیلی صاحب بہادر کی مزاج پرسی کی اور اونکی شرکت و تشریف آوری کا شکریہ ادا کرکے حسب ذیل اسپیچ کی:۔

"حاضرین دربار!

آج یہ جلسہ اوس خوشی کے اظہار مین ہے کہ ہماری قدر شناس گورنمنٹ نے حسب خواہش ہمارے جو ہم نے نہایت خلوص دل اور بڑے جوش و وفاداری سے بوساطت اپنے

معزز کرم فرما آنریبل مسٹر بیلی صاحب بہادر بحضور ویسرائے کشور ہند پیش کی تھی بطیب خاطر منظور فرما کر اجازت دی کہ ریاست ہذا کے امپیریل سروس ٹروپس کا عہدہ کرنیلی ہمارے منجھلے فرزند صاحبزادہ (حافظ حاجی) محمد عبید اللہ خان (صاحب بہادر) کو جو فطرتاً اسکے لئے موزون تھے دیا جاے، اور ساتھہ اوسکے نہایت اطمینان بخش الفاظ مین اسکی بابت اظہار مسرت فرمایا۔

اگرچہ امپیریل سروس ٹروپس یعنے وکٹوریہ لانسرز ریاست ہذا کا آغاز ہماری والدہ مغفورہ سرکار خلد مکان کے عہد مین ہوا تھا لیکن بوجہ نہ ہونے اولاد نرینہ کے اونکو اس افتخار کا موقع نہ ملا، الحمد للہ کہ یہ افتخار ہماری قسمت مین تھا جو آج ہمنے اپنے لخت جگر کو جان نثاری گورنمنٹ کے لئے نذر کر کے حاصل کیا، خداے عزوجل ہمیشہ اون کو وفاداری اور جان نثاری گورنمنٹ مین ثابت قدم رکھے۔

مین اپنی گورنمنٹ عالیہ کا کہانتک شکریہ ادا کرون، اولاً ہماری تحریک پر ہمارے فرزند اکبر نواب محمد نصر اللہ خان (صاحب بہادر) کو ہمارا جانشین آئندہ کا ہونا اور خطاب نوابی عطا فرما کر مجھکو ممنون کرم فرمایا، اور اس تجویز ثانی پر صاحبزادہ موصوف کو افتخار کرنیلی عطا کرنے کی اجازت دیکر ہمیشہ کے لئے مرہون منت و مشکور فرمایا، اس موقع پر مین اپنا فرض سمجھتی ہون کہ اول اپنے معزز کرم فرما آنریبل مسٹر بیلی صاحب بہادر اور اپنے شفیق میجر مینرس اسمتہ صاحب بہادر کی اوس مہربانی کا اظہار کرون جو اونہونے اس میری خواہش کو نہایت مناسب اور موزون طریقہ سے گورنمنٹ مین پہونچانے اور منظوری حاصل کرنے مین فرمائی، اور میری اس مسرت اور اعزاز کے باعث ہوے، دوم تکلیف گوارا فرما کر جسطرح تقریب شادی ہر دو فرزندان مین اپنی شرکت سے اعزاز بخشا تھا

ویسی ہی اس موقع پر شریک خوشی ہو کر مجھکو ہمیشہ کے لئے ممنون منت فرمایا ہین اپنے مہربان جنرل جٹبین صاحب بہادر کے بھی اس خلوص کو نہ بھولون گی جنہون نے اپنی شرکت سے میری خوشی کو دوبالا فرمایا ، اب مین اس تقریب کی تکمیل کے لئے ایک قبضہ شمشیر جو نشان فوجی اور شجاعت کا زیور اور جسکا صاحبزادہ صاحب موصوف کو دیا جانا تجویز ہوا ہے حکم دیتی ہون کہ میری جانب سے نواب محمد نصر اللہ خان (صاحب بہادر) اپنے چھوٹے بھائی کی جو دنیا مین قوت یازو سمجھا جاتا ہے کمر مین باندھکر مسرت حاصل کرین،

مجھکو خدا کے فضل سے امید ہے کہ اس طریقہ سے یہ تینون صاحبزادگان (بہادر) ایک دوسرے کے معاون اور مددگار رہین گے صاحبزادہ صاحب بہادر موصوف آج سے بخطاب "کرنل امپیریل سروس ٹروپس وکٹوریہ لانسرز" منفرد اور مخاطب کئے گئے آیندہ امپیریل سروس ٹروپس کے تمام معاملات اونکے ذریعہ سے طے ہوا کرینگے ، خدا تعالی سے امید ہے کہ وہ اپنے فرائض کو بخوش اسلوبی انجام دیکر تاج برطانیہ کی سچی وفاداری کا فخر حاصل کرینگے۔

آخر مین جملہ حاضرین جلسہ کا شکر ادا کر کے مین اس دعا پر اپنی تقریر کو ختم کرتی ہون خداوند کریم ہماری گورنمنٹ عالیہ کے دولت و اقبال مین اور اعزاز روز افزون ترقی فرماے"

میری اسپیچ ختم کرنے کے بعد میان اقبال محمد خان محتشم اردلی خاص نے ایک شمشیر جسکا میان و قبضہ طلائی و مرصع تھا نواب محمد نصر اللہ خان کے سامنے پیش کی اونہون نے اپنے ہاتھ سے صاحبزادہ موصوف کے زیب کمر کی اور حکم تقرر عہدہ کر تسلی اونکے سپرد کیا۔

اس رسم کے ادا ہونے پر کرنل محمد عبید اللہ خان نے نہایت متانت و جوش کے ساتھ مندرجہ ذیل تقریر کی :-

"یور ہائینس، آنریبل مسٹر بیلی صاحب بہادر لیڈیز اینڈ جنٹلمین!

مین حضور عالیہ کی اس عزت افزائی کا شکریہ کہان تک ادا کرون کہ حضور نے عہدہ کرنیلی امپیریل سروس ٹروپس پر میر التقرر فرما کر مجھکو زمرۂ جان نثاران تاج برطانیہ مین داخل ہونے کا شرف بخشا اور جو تلوار بطور نشان اعزاز حضور ممدوحہ نے مجھکو عطا فرمائی ہے اوسکو میرے برادر معظم نواب محمد نصر اللہ خان (صاحب بہادر) نے اپنے دست مبارک سے مجھکو عطا فرما کر میری عزت کو دوبالا کر دیا میری زبان قاصر ہے کہ نواب صاحب ممدوح کی اس شفقت کا شکریہ ادا کر سکون۔

جناب آنریبل مسٹر بیلی صاحب بہادر و جناب میجر مینرس اسمتھ صاحب بہادر کا مین تہ دل سے مشکور ہون کہ صاحبان والاشان نے شریک دربار ہو کر عزت پر عزت بخشی، اس موقع پر مجھکو جنرل بیٹین صاحب بہادر کا بھی شکریہ ادا کرنا لازم ہے کہ صاحب بہادر ممدوح الصدر نے جنکی ماتحتی مین سپرد کر دیا گیا ہون شریک جلسہ ہو کر ماتحت نوازی فرمائی مین یقین کرتا ہون کہ صاحب بہادر موصوف اور میجر اسٹیفورتھ صاحب بہادر ہر کام مین میری معاونت فرماتے رہینگے یہ پہلا موقع ہے کہ خاندان ریاست سے میر التقرر خدمات شاہی کے سلسلہ مین ہوا ہے۔

خدائے تعالیٰ ہمیشہ مجھکو مثل میرے اسلاف کے تاج برطانیہ کی وفاداری و جان نثاری مین نیکنام فرمائے، آخر کلام مین، مین تمام لیڈیز اینڈ جنٹلمین کا شکریہ ادا کرتا ہون کہ جنہون نے اس جلسہ کی شرکت سے میری عزت افزائی فرمائی اور دعا کرتا ہون کہ ہمارے شہنشاہ ایڈورڈ ہفتم اور ہر ہائینس نواب سلطان جہان بیگم صاحبہ کی عمر دراز و اقبال با وقار ہو۔

اس تقریر کے ختم پر یہ استدعا ہے کہ اس موقع خاص پر مجھکو سرفروشان تاج برطانیہ کی لائن مین بیٹھنے کی اجازت دیجائے"

بعد اختتام تقریر کرنیل صاحب بہادر کو جنرل بیٹین صاحب بہادر کے پاس جگہ دی گئی اور گویا وہ باضابطہ سلسلہ افسران

افواج انگلشیہ مین داخل ہوے، قلعہ سے انتواپ سلامی سر ہوئین۔

۴ بجے شام کو میدان پریڈ پر ریویو وجمخانہ قرار پایا تھا مگر بوجہ کثرت بارش ملتوی رہا، شب کو کوٹھی جدید پر ڈنر تھا، مین حسب معمول گئی اور پہلے ہزامپیریل مجسٹی کنگ ایڈورڈ قیصر ہند اور شہنشاہ بیگم کے جام صحت نوش کئے جانے کی تحریک کی، اوسکے بعد مین نے اپنی تقریر مندرجہ ذیل مین آنریبل مسٹر بیلی صاحب بہادر و جنرل ہیٹن صاحب بہادر کا جام صحت تجویز کیا۔

"صاحبان والاشان بہادر! لیڈیز اینڈ جنٹلمین !!

آج مجھکو اپنے معزز مہمانون کی مہمانی سے دلی مسرت حاصل ہوئی ہے، اوسکا تقریر مین لانا مشکل نہین بلکہ ناممکن ہے، افسوس کہ بارش نے کسیقدر بے لطفی پیدا کی لیکن اس باران رحمت سے جو فائدہ مخلوق کو پہونچا وہ ہمارے افسوس کو فرو کرنے والا ہے، ہمکو خدا کی ذات سے امید ہے کہ آیندہ کسی موقع پر ہمارے خاص دوست دوبارہ جمع ہوکر ہماری ناتمام آرزوؤن کو پورا فرماکر ہماری دلی مسرت کا باعث ہونگے، اب مین بعد اظہار شکریہ اپنے معزز مہمانون سے استدعا کرتی ہون کہ آنریبل مسٹر بیلی صاحب بہادر و جنرل ہیٹسن صاحب بہادر جنہون نے اسقدر تکلیف گوارا فرماکر میری دعوت مین شریک ہوکر مجھکو مشکور فرمایا ہے ان کا جام صحت نوش فرماکر مجھکو ممنون فرمائین"

میری تقریر کے بعد ہر دو صاحبان ممدوح نے میرا جام صحت تجویز کیا، اور آنریبل مسٹر بیلی صاحب بہادر نے حسب ذیل تقریر کی:۔

تھوڑا عرصہ ہوا کہ حضور سرکار عالیہ نے مجھسے اسبات کی جانچ کرنے کے واسطے کہا کہ آیا تقرری مجوزہ حضور سرکار عالیہ قابل منظوری گورنمنٹ ہند ہے یا نہین؟ مجھکو یقین تھا کہ جو جواب اس امر دریافت طلب کا ہونا چاہئے اوس مین التوا ہونیکی ضرورت نہین ہے، یہ

نہایت خوشی کی بات ہے کہ میرے پاس حضور وایسرائے کی چٹھی آئی جسمین حضور موصوف نے مجھکو حضور سرکار عالیہ کی خدمت مین اپنی اخلاقی منظوری نسبت درخواست مذکورہ و نیز اپنے مقاصد کی جسکی روسے یہ درخواست ہوئی تھی پیش کرنے کی ہدایت فرمائی رؤسا بھوپال گورنمنٹ انگریزی کے ساتھہ خیرخواہی کے موقع مین سب سے اول رہے اور اس خاندان ریاست مین ایکسوبیس سال سے ایسے مصالح خیرخواہی کے سینہ بسینہ چلے آتے ہین اور نتیجہ شرکت بھوپال کا تحریک اعانت شاہی مین یہ عمدہ رجمنٹ بھوپال وکٹوریہ لانسرز ہے ، گورنمنٹ ہند کی ابتدا سے یہ امید اور خواہش تھی کہ رؤسا بذات خاص اپنی قائم کی ہوئی رجمنٹ اعانت شاہی مین شریک ہون ، ہر شخص کو علم ہے کہ ریاست بھوپال کی بہت زمانے سے زیر حکومت لائق بیگمات کے سرسبز ہوتی چلی آئی ، اور یہ محض جنسیت کے لحاظ سے تھا کہ سرکار عالیہ بیگم صاحبہ سابق ، اور حضور سرکار عالیہ اپنی فوج کی کمان کرنے سے باز رہین ، جو کارروائی کہ حضور سرکار عالیہ نے اختیار کی ہے اوس سے حضور سرکار عالیہ کی خیرخواہی و جان نثاری نسبت سلطنت برطانیہ ظاہر ہے ، اور حضور سرکار عالیہ نے اپنے صاحبزادہ کو موقع حاصل کرنے ایسے امتیاز کا دیا ہے جو کہ فرزندان خاندان رؤسا کے لئے کھلا ہوا ہے "

آنریبل مسٹر بیلی کی تقریر کے بعد جنرل بٹین صاحب بہادر نے ایک طولانی تقریر کی جو باعتبار واقعات و فصاحت کے نہایت دلچسپ تھی اور حاضرین نے اوس کو بڑی توجہ اور شوق کے ساتھہ سُنا۔

اسپیچ بریگیڈیر جنرل بٹین صاحب بہادر سی، بی، انسپکٹر جنرل امپیریل سروس ٹروپس

یور ہائینس مسٹر بیلی صاحب بہادر، لیڈی صاحبات و صاحبان !

مین آپ سے کچھہ کہنے کے واسطے اوٹھنے مین جھجکتا ہون لیکن میرا مدعا اوس قصہ سے ہے

جو خاندان بھوپال کے متعلق ہے اور کچھ مضائقہ نہین خواہ کیسے ہی بری طرح سے مین اوس قصہ کو بیان کرون مین جانتا ہون کہ وہ ضرور آپ کے دلون مین سچی ہمدردی پیدا کریگا، واسطے اون گرم جوشانہ وفاداری کے جو برٹش تاج کی جانب اس ریاست کے رؤسا اور بیگمات نے دکھائی اور جو اونکے تعلقات کی رہنمائی زائد از صد سال کر رہی ہے ۔

میرے ساتھ صفحہ تاریخ کے ورق سنہ ۱۷۷۸ء تک کے اولٹیے اور کرنل گوڈارڈ صاحب بہادر کی چھوٹی سی فوج کی حالت پر غور کیجیے جو بنگالہ سے بمبئی کو جانے کی کوشش کر رہی تھی ۔

غنیم کے لشکر مرہٹون سے ملے ہوے چارون طرف سے گھیرے ہوے تھے کرنل صاحب بہادر موصوف کی فوج کوچ کرتے کرتے تھک گئی تھی اور اجناس اور بار برداری کے سبب سے سخت مجبور و پریشان تھی اگر ریاست بھوپال کی خالص دوستی اور فیاضانہ امداد نہ ہوتی تو کرنل گوڈارڈ صاحب بہادر اور اونکی فوج ہرگز اپنا عزم پورا نہ کر سکتی، الغرض جبکہ نواب وزیر محمد خان صاحب بہادر نے انگریزی فوج کو آرام دیا، اور سر براہ پہونچایا، تو نواب صاحب بہادر کو بھی اس بات کا علم ہو گیا تھا کہ اونکو ایک دن اپنے دشمنون سے سابقہ پڑیگا۔

یہ میرے لئے بڑے فخر کی بات ہے کہ مین اوس برٹش جنرل سے رشتہ رکھتا ہون جو تیس سال کے بعد پنڈارے لوٹیرون کے فساد کو دکن مین روکنے کے واسطے بھوپال کے نزدیک لڑے اور نواب وزیر محمد خان صاحب بہادر اور برٹش کے مابین اتحاد قائم کرنے کے سبب سے پہلے محرک ہوے

جب سر ہیری کالور صاحب بہادر کی تصویر ایک پورانے آئرش گھر مین دیکھی تھی جو اوس بہادر کے مہربانی آمیز آفتاب سے جلی ہوئی اور سخت چہرہ کو بتا رہی تھی کہ تلوار کمر سے لٹک رہی ہے اور ایک عہد نامہ ہاتھ مین ہے، مجھکو بالکل خیال نہ تھا کہ مین بھی ایک دن اوسی معزز اور بھاری عہدہ پر ہونگا، جو مجھکو اب حاصل ہوا ہے، اور مین اس رشتہ اتحاد کو جسکی بنا اونھون نے

استقدر عرصہ دراز گذرا ڈالی تہی مربوط و مستحکم کرنے کے واسطے دل وجان سے کوشش کر رہا ہون اوس زمانہ مین رؤساے ہند کی نسبت پرانی جان کمپنی کا عمل بالکل لارڈ کورنوالس صاحب بہادر کی پالیسی کے موافق تہا کہ مداخلت نکی جاے اسوجہ سے رئیس اور جنرل دونون افسوس کے ساتہہ علحدہ ہوے اور کوئی معاہدہ دوستانہ ۱۸۱۸ء تک نہین ہوا۔ جو جھنڈا بیگم صاحبہ مرحومہ کو ۱۸۷۷ء کے دہلی دربار مین لارڈ لٹن صاحب بہادر والیسراے ہند نے دیا تہا اوسکے متن مین بیگم صاحبہ کی استدعا کے مطابق ایک برج کی شکل بنادی گئی تھی۔

لیڈی صاحبات وصاحبان! وہ برج قلعہ فتحگڈہ کی یادگار ہے جسکی دیوارون نے اکثر اس خاندان کو معدوم ہونے سے بچایا ہے اس مکان کے برآمدہ سے جسمین اسوقت ہم سب ہین باہر دیکہئے اوس خوشنما باغ اور موجزن تالاب کے آگے شہر کے پرے اوپر کو بالکل مغرب کی جانب شفق کی روشنی مین وہ قلعہ کھڑا دکھائی دے رہا ہے اور جس کو دور سے نظر آنے والے وہ بڑے برج روشنی شفق مین چمک رہے ہین۔

برابر نو مہینہ تک نواب وزیر محمد خان صاحب مع اپنے دس ہزار رفقا کے اس قلعہ پر سے ساٹھہ ہزار محاصرہ کرنے والے کی ہر کوشش کا جواب دیتے رہے، اور اوسکے ہر حملہ کو جو یکے بعد دیگرے سخت سے سخت ہوتا تہا روکتے رہے۔

یہانتک کہ برٹش مداخلت سے محاصرہ کرنے والونکا کیمپ اوکھڑ گیا قلعہ فتحگڈہ کو بچالینے کے بعد سالہا سال تک ہر دربار اور کیمپ مین ہندوستان کے نواب وزیر محمد خان صاحب بہادر کی دانائی و بہادری وسپہگری کا چرچا رہا، ہر قصبہ کے وہ ہیرو بناے گئے اور اونکا نام کارنامہ مسلمانان مین بطور گیت کے آیا۔

افسوس ایسی سخت مصیبتون کے بعد نواب وزیر محمد خان صاحب بہادر کے صاحبزادہ کی حکومت بہت ہی مختصر ہوئی، مینے نواب نظر محمد خان کا نام سرجان مالکم کی کتاب مین دیکھا ہے وہ لکھتے ہین کہ :-

"یہ عزت اور سچائی اور انصاف کی طرف مائل تھے اور اپنی زندگی کا ہر گذشتہ کار ہائے بہبودی رعایا اور انتظام ریاست مین صرف کرتے تھے"

کیا کوئی صاحب اس سے اچھا کتابہ چاہتے ہین، اب مین بیگمات ریاست کے کارہائے شجاعت کی طرف متوجہ ہوتا ہون۔

لیڈی صاحبات بہ مہربانی یاد رکھا جاے کہ اس قصہ مین مینے اپنی طرف سے مردونکا ذکر عورتون سے پہلے نہین کیا ہے، بلکہ یہ ایک سلسلہ تاریخ کا رکھا ہوا ہے، زمانہ غدر کے نہایت نازک وقت مین بھوپال کی قسمتون پر وہ بڑی کوئن سکندر بیگم صاحبہ حکومت کرتی تھین، اوس پرآشوب وقت مین وہ اپنے خاندان کی مشہور وفاداریون کے مطابق بالکل سچی رہین اور ایسی سخت اور حرص دلانے والی حالتون مین بھی اونہون نے اس طرح اپنی سچائی اور عزت و وفاداری کو برقرار رکھا جو بہت کم لوگون کے خیال مین آسکتا ہے۔

چنانچہ ان خدمتون کے صلہ مین بافزائش عزت ملک کی منظوری دیگئی اور رولران ہراون رائٹ (یعنے وہ اس ملک کی حاکم) تسلیم کی گئین، جب ۱۸۶۸ء عیسوی مین سکندر بیگم صاحبہ نے رحلت کی اونکی دختر شاہجہان بیگم صاحبہ اونکی جانشین ہوئین اور اونکے بعد ابھی حال مین آپ اونکی جانشین ہوئین، اور آپنے نہایت استقلال سے اچھی ریاست داری کرکے اور بے لغزش وفاداری دکھاکے ریاست کی نیکنامی کو قائم رکھا، آپ نے سفر مکہ معظمہ و مدینہ منورہ کے اثناے راہ مین دیکھا ہوگا کہ بدنظمی کا کیا نتیجہ

ہوتا ہے، نیز ایسے ایک ملک مین جہان ریل، پختہ سڑک، اور دیگر تہذیب کی معمولی آسائیشین نہین ہین، بلکہ جہان جان ومال دونون ہمیشہ خطرہ مین رہتے ہین، حضور نے سفر کرکے خوب اچھی طرح معلوم کیا ہوگا کہ "پیکس برٹانیکا" (یعنے حفاظت بازوی برطانیہ) کے سبب سے اس ملک مین کیسے خلاف قیاس فائدے حاصل ہین۔

اس ملک کی امداد وامن کی غرض سے شاہجہان بیگم صاحبہ نے سنہ ۱۸۸۹ء مین شمالی ومغربی سرحد کی حفاظت کے واسطے اس فوج کا اوفر کیا تھا، لیکن سنہ ۱۹۰۹ء مین وکٹوریہ لانسرز کی ترتیب دی گئی اور امپیریل سروس کور کی جماعت قائم ہوئی۔

غالباً حضور یہ معلوم کرکے خوش ہونگی کہ اوس رجمنٹ کے لوگ روز بروز شایستہ ہوتے جاتے ہین، اور پچھلی مرتبہ مین دیکھکر بہت خوش ہوا تھا کہ ایک اعلیٰ درجہ کے رنگ روٹونکی جماعت حضور کے ملک کی تیار ہوئی۔

امسال مین یہ اطلاع دیتا ہون کہ اون لوگون نے مسکٹری مین بڑی ترقی کی ہے اور سگنل کے کام مین یہ رسالہ ایسا ہوگیا ہے کہ انڈین آرمی (یعنی گورہ فوج ہند) کے اعلیٰ درجہ کی رجمٹون کے مقابلہ مین یہ رسالہ اپنا نام رکھہ سکتا ہے، آج صبح کو حضور نے اپنے صاحبزادہ کو کرنل کمانڈنٹ مقرر فرمایا، اور مین حضور کو یقین دلاتا ہون کہ یہ تقرری بہت ہی دلپسند ہوئی۔

ہم سب کو معلوم کرکے بڑی خوشی ہوئی کہ اس تقرری سے آپ کی خواہش یہ ہے کہ رجمنٹ کے ساتھہ آپ کا تعلق قریب تر ہو جاے، ہم حضور سے عرض کرتے ہین کہ اس رجمنٹ کو ریاست کے ہر ممکن کامون مین لایا جاے۔

اس رجمنٹ سے وقتاً فوقتاً ریاست کا کام لینے سے افسران اور لوگون کو اظہار قابلیت کا

موقع ملیگا کہ وہ اسطرح اپنے کام کو سنبھالتے اور ذمہ داریون کو اوٹھاتے ہین، نیز اِس صورت مین ریاست کی بے ضابطہ فوج مین بہی کمی ہوجائیگی اور آپ کا فوجی صرفہ بہی ہلکا ہوجائیگا۔

امپیریل سروس کے واسطے فوج ریاستون سے لینے کی تجویز اس غرض سے نہین نکالی گئی کہ اوس فوج سے برٹش فوج ہند مین ایزادی ہوجائیگی، گو یہ بات بہی دلپسند ہو، لیکن امید یہ کی گئی تہی کہ اس تجویز سے رُوسا کے بچے اور خاندان ہاے شرفا کو اپنے اظہار جوان مردی کی راہ ملیگی اور وہ لوگ خدمت سپہگری کر سکین گے جس سپہگری کے ذریعہ سے اون کے اکثر آبا و اجداد نے دولت لازوال نیکنامی حاصل کی تہی۔

پس حضور کا صاحبزادہ عبید اللہ خان صاحب بہادر کو وکٹوریہ لانسرز کا کمانڈنٹ نامزد فرمانا نہایت دلخواہ بات ہوئی، اور حضور نے گویا اُس تجویز کی اصلی منشا کے مطابق کام کیا، جسکی بابت امید کیجاتی ہے کہ دیگر رُوسا بہی اسکی اتباع کرین گے۔

اہل روم کی پورانی مثل ہے کہ "اگر تم امن چاہو تو لڑائی کے واسطے تیار رہو" اون لوگون کو ہمیشہ یاد رکہنا چاہئے جو امپیریل سروس کی فوج رکہتے ہین، تاکہ یہ یاد اون کو بالکل تیار رہنے کی تحریک کر سکے۔

حال مین تبت پر بہیجر ٹرانسپورٹ کو بہیجنے کے واسطے جو کوچ کا سامان عجلت کے ساتہہ کیا گیا اوس سے ملک ہند کو معلوم ہوگیا کہ بعض ریاستین بوقت ضرورت مدد دینے کی کسقدر قابلیت رکہتی ہین، نیز بیکانیر کے کیمل کور نے شمالی لینڈ مین خدمت کر کے جنرل سر چارلس ایگرٹن صاحب بہادر کیطرف سے جو لقب (بیش بہا) کا پایا اور اعلیٰ تعریف اپنی شایستگی اور اخلاق کی بابت حاصل کی، اوس سے زمانہ پر ظاہر

ہوگیا ہوگا کہ رؤسا ہند نے جو وعدہ کئے تھے وہ بیکار نہ تھے اور اونکی باربرداریان بہی بہت اچہی مدد دینے والی ہین -

آخر مین مین حضور کا شکریہ ادا کرتا ہون کہ حضور نے مجھکو ایسے ایک موقع پر حاضر ہونے کا موقع دیا جو موقع اوس فوج کے واسطے عظیم تہا جسکی شرکت کرنا میری عزت کا باعث ہے

جنرل ہیٹین کی اسپیچ ختم ہونے پر حسب دستور عطر اور پہول پان کی رسم ادا کر کے مین محل کو واپس آئی ، اور اوسی شب کو آنریبل مسٹر بیلی صاحب بہادر ایجنٹ نواب گورنر جنرل اور اوسکے دوسرے روز شب کو جنرل ہیٹین صاحب بہادر اور دیگر معزز مہمانان یوروپین رخصت ہوگئے ۔



باب (۲۹)

مدرسۂ فوجی اور اوسکی ضرورت

تاریخ بھوپال کا گذشتہ دور جو ١١٢٠ھ ہجری سے شروع ہو کر ١٢٨٥ھ ہجری پر ختم ہوتا ہے، یعنے سردار دوست محمد خان (بانیٔ ریاست) کی آمد سے سرکار خلد نشین تک تمام تر جنگی واقعات سے مملو ہے اور جو شہرت و عزت کہ بھوپال نے حاصل کی وہ انہین کارنامون کی بدولت ہے۔

اس ١٦٥ سال کے عرصہ مین فرمان روایان بھوپال کو مخالفین سے کبھی اطمینان نہین ہوا، اور ہمیشہ حملہ یا مدافعت کی فکر رہی لیکن ہر ایک میدان جنگ مین مخالفین کے دلون پر فوج بھوپال کی بہادری کا ایک نیا سکہ قائم ہوا اور اکثر کامیابی اور فتحمندی کا سہرا انہین کے سر رہا۔

سب سے آخری زمانہ جو بدامنی اور خطرہ کا تھا وہ ١٨٥٧ء کا غدر تھا اوسوقت ریاست پر سرکار خلد نشین حکمران تھین، ایسے پر آشوب زمانہ مین ایک عورت کا فرمان روا ہونا کبھی اطمینان اور ریاست کے استقلال کی ضمانت نہین ہو سکتی، مگر اونمین اپنے اسلاف کا خون جوش زن تھا، فوج مین بھی جنگی عنصر جو بھوپال کے لئے مایہ الامتیاز تھا بدستور موجود تھا، اونھون نے اس بدامنی پر بھی فتح پائی اور ثابت کردیا کہ فطرت نے جنس اناث کو اگرچہ فرائض منزلی کے ادا کرنے کو پیدا کیا ہے، لیکن بعض بعض مین وہ خصوصیات پیدا کردی ہین کہ وہ فرائض تمدنی و انتظامی کے ادا کرنے مین بھی مردون سے کم نہین رہین۔

١٨٥٧ء کے ختم ہونے پر اب ملک مین امن وامان کا دور دورہ ہوا، بالخصوص ریاست ہائے ہند کو تو وہ اطمینان حاصل ہوگیا ہے کہ جسکی نظیر کسی زمانہ سلف مین نہین ملتی اور برٹش اقتدار و حکومت کی بدولت اونکو وہ آزادی اور بے فکری حاصل ہوئی جو روے زمین پر کسی حکمران کو نہین ہو سکتی۔

سرکار خلد نشین اپنی زندگی کو پورا کرکے اپنا ترکہ اوس سے بہت زیادہ جو اونہون نے اپنے مورث سے حاصل کیا تہا اپنی آیندہ جانشین کے لئے چھوڑ گئین لیکن مجھے افسوس ہے کہ اوس جنگجو قوم کی نسل نے جسکی زمانہ سابق کی بہادریان کبہی فراموش نہین ہوسکتین اس امن وامان سے فائدہ اوٹھانے کے لئے خردمندی سے کام نہین لیا اور اپنے جوہر کو تہ خاک کردیا، اونکین آرام طلبی، بیکاری، سستی سرایت کرگئی اور دن رات گپ اوڑانا اور کاہلی مین بسر کرنا اپنا مقصود زندگی سمجھا جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ جنگی صیغون مین بہی اونکو غیر ملکیون کے لئے جگہ خالی کرنی پڑی۔

جسوقت عنان حکومت میرے ہاتھہ مین آئی اور مین نے اس مسئلہ پر غور کرنا شروع کیا تو مین نہین لکہہ سکتی کہ کسقدر سخت تکلیف ہوئی مین نے جب ملک کی حالت کو دیکہا تو یہ پایا کہ نہ اون مین سول کا شوق ہے نہ ملیٹری کا اوسوقت یہ خیال کیا کہ سول کے لئے تو زیادہ تعلیم و قابلیت کی ضرورت ہی لیکن ملیٹری مین تہوڑی توجہ سے اگر ذرا بہی جوہر شجاعت باقی ہے تو جلد کامیابی ہوسکتی ہی سب سے پہلے جیسا کہ پچہلے بابون مین تحریر ہوچکا ہے مین نے اپنے فرزند دوم کرنل عبید اللہ خان کو فوجی مشاغل مین مصروف کیا اور فوج کی ذمہ داری اون پر عائد کی اور چند دیگر معزز خاندانون کے نوجوانون کو سلسلۂ فوج مین داخل کیا اور ہر طرح سے اونکی حوصلہ افزائی کی گئی اسی کے ساتھہ ہی ایک مدرسہ فوجی رائڈنگ اسکول کی ستمبر سنہ ۱۹۰۴ء = سنہ ۱۳۲۲ھ مین بنا ڈالی تا کہ شرفاء و معززین کے لڑکے جنکی صحت اور جنکے قوی تربیت فوجی کے قابل ہون اوسمین تعلیم پائین، اور جب وہ یہان سے کامیاب ہوکر نکلین تو اونکو فوج مین عہدہ ملازمت دی جاسے۔

لیکن ابہی اوسمین کوئی بات ایسی نہین ہوئی ہے جو قابل ذکر ہو حالانکہ عرصہ پانچ سال کا ہوگیا لیکن اہل بہوپال کی سستی و کاہلی سے اسوقت تک فوجی تعلیم کو رونق نہین ہوئی، البتہ اب امید ہے کہ کرنل عبید اللہ خان کی توجہ نتیجہ خیز ہو۔

باب (۳۰)

اندور مین مسٹر بیلی کی مہمان نوازی

۱۵ اگست سنہ ۱۹۱۰ء کو آنریبل مسٹر بیلی ایجنٹ گورنر جنرل سنٹرل انڈیا نے مجھے چٹھی لکھی کہ مین اندور مین اونکی دعوت منظور کرون اور اپنے ہمراہ صاحبزادی برجیس جہان بیگم کو بھی ضرور لاون، ۱۸ اگست کو مین نے شکریہ کے ساتھہ دعوت منظور کی اور اول ہفتہ نومبر مین یہ دعوت قرار پائی۔

آنریبل مسٹر بیلی نے بڑے شوق اور خلوص اور محبت سے مدعو کیا تھا مسز بیلی کو بھی میرے آنے کی بے انتہا مسرت تھی خود مجھکو بھی اس دعوت مین جانیکی خوشی تھی لیکن محمد حبیب اللہ خان کی علالت سے اندیشہ ہوگیا تھا کہ شاید مین نہ جاسکون اور وہ شوق و خوشی مبدل بہ افسوس ہوجاے کیونکہ صاحبزادہ صاحب کو مرض نمونیا ہوگیا تھا، مسز بلانگ (جواب مسز گرانٹ ہین) اور ڈاکٹر گرانٹ صاحب نے بڑی توجہ سے علاج کیا خدا کے فضل سے اونکو علالت سے افاقہ ہوگیا اور مجھے چند روزہ سفر کے لئے اطمینان حاصل ہوا، ۵ نومبر کو مین مع نصر اللہ خان، عبید اللہ خان، حمید اللہ خان، برجیس جہان اور مختصر اسٹاف کے روانہ ہوکر ۶ نومبر کو اندور مین داخل ہوئی، اسٹیشن پر آنریبل مسٹر بیلی صاحب استقبال کے لئے تشریف فرما تھے، اور اون کے ساتھہ رزیڈنسی کے اور دوسرے یوروپین افسر بھی تھے، اون سب صاحبون نے بڑے جوش اور اشتیاق کے ساتھہ خیر مقدم کیا گارڈ آف آنر نے سلامی دی اور توپخانہ رزیڈنسی سے ۱۹ فیر سلامی سر کئے گئے۔

ہمارے قیام کے لئے کیلی صاحب بہادر فرسٹ اسسٹنٹ (جواب مسٹر بیلی صاحب کے داماد ہین) کا بنگلہ تجویز کیا گیا تھا، آنریبل مسٹر بیلی اور مسز بیلی نے ایسی اچھی طرح میزبانی کی جو مجھے ہمیشہ یاد رہیگی،

مین نے اندور کے دلچسپ مقامات کی سیر کی اور ہر وقت سیر مین مسز بیلی میرے ہمراہ رہین۔

۸ر نومبر کو آنریبل مسٹر بیلی نے ایک شاندار ڈنر دیا ریزیڈنسی کے تمام یوروپین افسر اور لیڈیز جمع تھے، ڈنر کے بعد پہلے ملک معظم کا جام صحت بڑے جوش و خلوص کے ساتھہ نوش کیا گیا، اور پھر معزز میزبان نے غیر معمولی فصاحت اور جذبات دلی کے ساتھہ حسب ذیل اسپیچ کی :-

لیڈیز! اینڈ جنٹلمین!

عالیجناب حضور شہنشاہ دام ملکہم کی جام نوشی صحت کرنے مین ابھی آپ میرے شریک ہو چکے ہین، اور مجھکو یقین ہے کہ آپ سب مجھسے اس امر مین اتفاق کرینگے کہ اب مین جنکے جام نوشی صحت کی تحریک کرنا چاہتا ہون اونسے اچھی تحریک اب کیکی اسکے بعد نہین ہوسکتی یعنے ہر ہائنیس بیگم صاحبہ بھوپال کی صحت کی تحریک کرتا ہون، جو حضور شہنشاہ دام ملکہم کی رؤساء ماتحت ہند مین ایک نہایت وفادار رئیسہ ہین۔

مین چند موقعون پر ہر ہائنیس کی جام نوشی صحت کرنے کی عزت حاصل کر چکا ہون اور اونکے جام نوشی صحت کرنے کا کام ایسا ہے جسکو مین نہایت خوشی سے کرتا ہون، کیونکہ جیسا کہ میرا تجربہ ہے اوسی طرح ہر شخص کو جسکو ہر ہائنیس کی شناسائی کی عزت حاصل ہے یہ تجربہ ہے کہ جسقدر حالات اوس شخص کو ہر ہائنیس کے معلوم ہوتے جائینگے اوسیقدر اوس شخص کے دلمین ہر ہائنیس کی جانب سے دو طرح پر عزت بڑھتی جائیگی، ایک اس بات کی کہ اوس شخص کو معلوم ہوگا کہ یہ ایک ایسی عالیشان لیڈی ہین کہ جن مین تمام اوصاف حمیدہ جو مستورات کے واسطے زیبا ہین بھرے ہوے ہین، اور دوسری عزت اس بات سے ہوگی کہ وہ بحیثیت رئیس کے ایسی ہین جو قابلیت اور محنت مین اپنے مقابلہ کے جملہ رؤسا سے کسیطرح کم نہین حالانکہ مردون کو محاورہ مین زیادہ قوی کہا جاتا ہے جسکی کہ میری راے مین کافی وجہ نہین ہے

برٹش کراؤن کے ساتھہ رؤساے بھوپال نے جیسی وفاداریان کی ہین وہ اسقدر مشہور ہین کہ اونکا تذکرہ کرنا زیادہ گوئی معلوم ہوتی ہے لیکن وہ قصہ ہی ایسا ہے کہ جسکے اعادہ سے معلوم نہین ہوتا کہ اوسکی تکرار بار بار ہو رہی ہے ۔

اس قصہ کی ابتدا ان اونہین تاریخون سے ہے جبکہ پہلے پہل ہند مین برٹش سلطنت قائم ہو چلی تھی اور اورنگ زیب کے زمانہ مین ہر ہائینس کے جد امجد دوست محمد خان نے اپنے واسطے اوس زمانہ کے مطابق بھوپال اور اوسکے نواح مین ایک عملداری قائم کی اونکے انتقال کے بعد جسقدر ملک اونکے زیر حکم تھا سب مین بہت سے انقلاب واقع ہوے چنانچہ سو برس سے زیادہ زمانہ کے بعد اونکے طاقتور ہمسایون نے گویا اونکے تمام ملک کو دبا لیا اسکے بعد وزیر محمد خان کا زمانہ آیا جو دوست محمد خان کے پڑپوتے تھے اونہون نے حملہ کرنا شروع کر دیا اور اپنے بہت سے نکلے ہوے ملک فتحمندی کے ساتھہ واپس لئے سنہ ۱۸۰۹ء مین وزیر محمد خان نے انگریزون سے اتحاد کرنا چاہا لیکن چونکہ اوسوقت برٹش پالیسی ریاستون کے واسطے یہ تھی کہ اونکے امور مین مداخلت نہ کیجاے اسلئے اتحاد کرنے سے انکار کیا گیا اور وزیر محمد خان کو اپنے دشمنون کے ساتھہ تنہا لڑنا پڑا اونکو دشمنون نے او نکو نو مہینہ تک محصور رکھا اوسکے بعد مجبوراً ناکامیابی کے ساتھہ واپس چلے گئے اور دانشمندی کے ساتھہ حکومت چلنے لگی ، اور جب سنہ ۱۸۱۷ء مین برٹش گورنمنٹ نے پنڈارونکی سرکوبی کا عزم کیا تو وہی اتحاد کی شکل اب قائم ہوئی جس اتحاد سے پہلے انکار کیا گیا تھا اوسکے دوسرے سال مین ایک باقاعدہ معاہدہ مرتب ہوا جسکی رو سے برٹش گورنمنٹ اور بھوپال دونون ایک دوسرے سے مضبوطی کے ساتھہ متحد ہو گئے ، اوسوقت جو جو شرطین ہوئین اون پر دونون جانب سے ثابت قدمی رہی نواب نظر محمد خان جنسے عہد نامہ ہوا تھا

عہدنامہ کے مرتب ہونے کے بعد ہی انتقال کر گئے لیکن اونکی پالیسی پر آجتک نہایت سرگرم وفاداری کے ساتھہ قابل قابل مستورات حکام نے جو یکے بعد دیگرے مسند نشین ہوتی گئیں عملدرآمد رکھا، اور نام قدسیہ بیگم صاحبہ، سکندر بیگم صاحبہ، شاہجہان بیگم صاحبہ کا اور اسوقت سلطان جہان بیگم صاحبہ کا تمام سلطنت مین وفاداری اور اطاعت کے سبب سے ایک گہری بات ہوگئی ہے، غدر کے پر آشوب وقت مین گورنمنٹ کراؤن کا کوئی ثابت قدم اور قابل قدر دوست انکی نانی یعنے سکندر بیگم صاحبہ مرحومہ سے بڑھکر نہین تھا اور اب ہر ہائینس اونکے بعد ہوئین اور ہم سب امید کرتے ہین کہ ہر ہائینس مدتوں سلامت رہکر اپنے جدامجد کے قدم بقدم اتباع کرین چنانچہ اوس روز آپ سب کو معلوم ہوگا کہ ہر ہائینس نے اپنی وفاداری کے اظہار مین اعانت شاہی کی حرب مین تعداد فوج بڑہانی کا (نسبت اوس تعداد کے جو اسوقت ریاست کی جانب سے موجود ہے) اوفر فرمایا، نیز اپنے فرزند دوم صاحبزادہ عبیداللہ خان صاحب بہادر کو امپیریل سروس ٹروپس کا کرنل کمانڈنٹ مقرر فرمایا، جن صاحبزادہ کا ہم یہان آج کی شب نواب محمد نصراللہ خان صاحب بہادر کے ساتھہ (جنہون نے چند روز ہوئے اپنی والدہ کے ملک معظمہ کو جانے سے اونکی نیابت مین ریاست کا انتظام قابلیت اور کامیابی کیساتھہ کیا تھا) خیر مقدم کرتے ہین۔

اب یہان تجویز یک جام نوشی کو ہم آپ سب کے ہاتھہ پر چھوڑتے ہین کیونکہ ہم جانتے ہین کہ اسکی تحریک کرنے کے واسطے مجھے کہنے کی ضرورت نہین ہے۔

لیکن آج شب کو ہر ہائینس کو اپنا مہمان بنا کر اسقدر فخر و مسرت ہوئی ہے کہ جس کے اظہار کرنے کے واسطے مین کسی طرح رک نہین سکتا، یہ موقع عجیب ضرور ہے کیونکہ ہر ہائینس کا صرف یہ پہلا ہی مرتبہ اندور کو آنا نہین ہوا ہے بلکہ کل ریاست بہوپال مین سے انکی یہ پہلی مرتبہ

تشریف آوری ہے البتہ رؤسا بھوپال کو صرف کبھی سنٹرل انڈیا ایجنسی کے ہیڈ کوارٹر کے اندر سے گذرتے ہوئے ٹھہرنے کا اتفاق ہوا ہے۔

عرصہ سے میری اور مسز بیلی صاحبہ کی یہی تمنا تھی کہ ہر ہائینس ہم سب کو اپنی تشریف آوری سے عزت بخشیں، اگرچہ ہم اونکی تشریف آوری کی قدردانی ہر ایک وقت پر کرتے ہین لیکن اسوقت ہم خصوصاً بڑی قدر کر رہے ہین کیونکہ وہ ایسے وقت آئی ہین جبکہ اونکو آنے مین علاوہ ذاتی تکلیفات کے اپنے پیارے پوتے کیطرف سے جو اندنون سخت علیل ہو گیا تھا، بڑے تردد ات اور فکرمندی سے بالکل اطمینان نہین ہوا تھا خوشی کی بات ہے کہ اب وہ پریشانی رفع ہو گئی اور ہر طرح پر امید کیجا سکتی ہے کہ اب بفضلہ تعالیٰ خیریت ہے لیکن ہر ہائینس کے اسوقت کے آنے نے اونکی دیگر باتون سے زیادہ اس بات کو جو ہر ہائینس کی نہایت مضبوط سے مضبوط اور نہایت اعلیٰ خصوصیات مین سے ہے نہایت زور کیساتھ نمایان کر دیا کہ ہر ہائینس جس بات کا ایک مرتبہ وعدہ کر لیتی ہین اوسکو ایفا کرنی مین اونکا ارادہ کبھی لغزش نہین کرتا۔

آخر مین مجھکو صرف یہ کہنا ہے کہ مجھے امید ہے کہ ہر ہائینس کی تشریف آوری ہو سب پہلی ہے آخری نہ ہو نیز یہ اطمینان دلاتا ہون کہ ہندوستان مین کوئی جگہ ایسی نہین ہے جہان اونکے تشریف لیجانے پر اندور سے زیادہ اخلاق کے ساتھ اونکا خیر مقدم کیا جائیگا۔

لیڈی صاحبات و صاحبان! ہر ہائینس نواب سلطان جہان بیگم صاحبہ بھوپال کی جام نوشی صحت کی جاے"

خلیق اور معزز مہمان کی اس دلچسپ اور فصیح تقریر اور جام نوشی صحت کے بعد مین نے مندرجہ ذیل تقریر کی:-

لیڈیز! اینڈ جنٹلمین!

اسوقت جو خوشی مجھکو ہے ناممکن ہے کہ اوسکی تفصیل تحریر و تقریر کے ذریعہ سے ادا ہو سکے، اور یہ بہی قریب قریب ناممکن معلوم ہوتا ہے کہ مین اپنے معزز میزبان آنریبل مسٹر بیلی صاحب بہادر کی اون مہربانیون کو تقریر مین لاسکون جو شروع زمانہ تشریف آوری سے اسوقت تک میرے حال پر مبذول رہی ہین یہ اون مہربانیون کی کشش ہی کہ جنہون نے مجھے اسوقت یہان کھینچ بلایا ہے۔

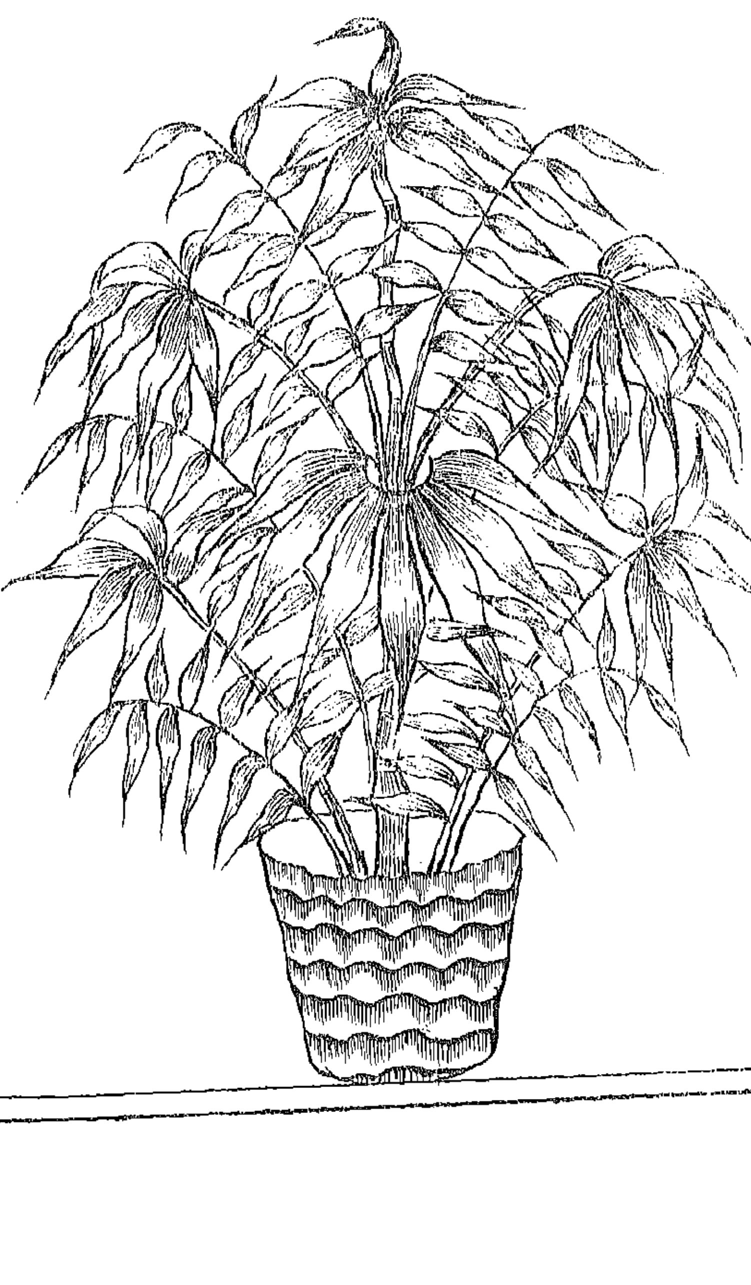
جن الفاظ مین میرے معزز کرم فرمانے میری اور میرے اسلاف کی وفاداریون اور میری ذاتی خدمات کا تذکرہ فرمایا ہے وہ مجھے بیحد مسرور کرنے والا ہے جسکے شکریہ کیواسطے مجھے اسوقت موزون الفاظ نہین ملتے، خوش نصیبی ریاست بھوپال سے تمام ماضیہ جنیٹ گورنر جنرل صاحبان بہی ہر ایک طریقہ سے مہربانی اور قدردانی فرماتے رہے ہین لیکن چونکہ میرا عہد حکومت میرے قدرشناس آنریبل مسٹر بیلی صاحب بہادر کے زمانہ مین شروع ہوا ہے، اسلئے مجھے انکی قدرافزائیون سے زیادہ واقف ہونے کا موقع ملا ہے اسوقت جس دوستانہ طریقہ سے مجھے میرے صادق دوست آنریبل مسٹر بیلی صاحب بہادر و مسز بیلی صاحبہ نے مہمان رکھا جسطرح خلوص سے میری خدمات وعقیدتمندی اور اور میرے اسلاف کی وفاداریون کا اپنی تقریر مین اظہار کیا وہ مجھے بلاشبہ ہمیشہ کے لئے اونکی یاد دلانے کا ذریعہ رہیگا۔

یہان پر مین اپنے مہربان کی تقریر کے جواب مین ظاہر کرنا چاہتی ہون کہ بلاشک مجھے پھر ویسی خوشیون کے جلسے مین شرکت کا موقع اپنے دوست کے خیال کے مطابق ملیگا جو آیندہ اس سے زیادہ میری حوصلہ افزائی کا باعث ہوگا۔

مین اپنی تقریر کو ختم کرکے خداوندکریم سے دعا کرتی ہون کہ اللہ تعالی ہمیشہ ہمارے

شہنشاہ ایڈورڈ ہفتم کے اقبال دحکومت مین روزافزون ترقی کرتا رہے، اوراب اس امر کی تحریک کرتی ہون کہ حاضرین جلسہ ہمارے سچے کرم فرما آنریبل مسٹر ہیلی ومسز ہیلی کا جام صحت نوش فرما کر مجھے ممنون ومشکور فرمائین۔

۹ نومبر کو اندور سے روانہ ہوکر بھوپال واپس آئی اگرچہ واپسی پرائیوٹ تھی لیکن آنریبل مسٹر ہیلی اور دیگر احباب نے اسٹیشن تک مشایعت کی اورمین اس خوشگوار مہمان داری کی پرلطف یادگار لیکر اندور سے روانہ ہوئی، حقیقتہً جب تک ہم اندور مین رہے ہمارا وقت نہایت مسرت مین گذرا، آنریبل مسٹر ہیلی اور مسز ہیلی نے کوئی دقیقہ ہمارے آرام وآسائش اور اعزاز مہمان داری مین باقی نہین رکھا۔



باب (۳۱)

سفر بمبئی

ہز اکسلنسی لارڈ کرزن جب انگلستان سے توسیع میعاد کے بعد ہندوستان واپس آئے تو اکثر رؤسا و والیان ملک اونکے خیر مقدم کے لئے بمبئی گئے تھے میرا بھی ارادہ ہوا کہ بمبئی مین جاکر خیر مقدم مین شرکت کرون مین نے اپنے اس ارادہ کی اطلاع باضابطہ صاحب ایجنٹ گورنر جنرل سنٹرل انڈیا کو دی اور بعد خط و کتابت کے یہ قرار پایا کہ ۷ر دسمبر ۱۹۰۴ء کو روانگی ہو اور اسٹیشن کھنڈوہ سے صاحب ممدوح بھی ہمارے ساتھ ہو جائین۔

تاریخ مذکورہ کو مین مع صاحب پولٹیکل ایجنٹ بہادر، نواب محمد نصر اللہ خان، کرنل محمد عبید اللہ خان، صاحبزادہ محمد حمید اللہ خان اور مختصر اسٹاف کے پنجاب میل سے روانہ ہوئی لیکن کھنڈوہ پہونچکر معلوم ہوا کہ صاحب ایجنٹ گورنر جنرل ٹرین کے دیر مین پہونچنے کے سبب سے پہلے ہی روانہ ہو چکے ہین۔

جمعہ کو ہز اکسلنسی لارڈ کرزن کے آنے کا دن تھا، رؤسا و والیان ملک، ہز اکسلنسی گورنر بمبئی، اور دیگر یورپین حکام پرنسس ڈاک پر خیر مقدم اور استقبال کے لئے جمع تھے، چونکہ "گودی" پر جگہ تنگ اور اژدہام زیادہ تھا اسلئے بخیال میری تکلیف کے میرا وہان موجود ہونا ضروری نہ سمجھا گیا مگر تینون صاحبزادے میری طرف سے موجود تھے، جن مین کرنل محمد عبید اللہ خان اپنی رجمنٹ کے فل ڈریس مین تھے۔

ہز اکسلنسی ویسرائے نے جہاز سے اوترکر تمام حاضرین سے ملاقات کی اور کرنل صاحب کی طرف اشارہ کرکے میجر میئرس اسمتھ بہادر پولٹیکل ایجنٹ سے مسرت کیساتھ دریافت کیا کہ یہی ہر ہائینس کے دوسرے فرزند ہین جو کرنل مقرر ہوئے ہین

دوسرے دن ۱۱ بجے مین نے ہز اکسلنسی سے گورنمنٹ ہوس مین ملاقات کی، ہز اکسلنسی ویسرائے کی ملاقات کے بعد ہز اکسلنسی لارڈ لیمنگٹن گورنر بمبئی اور اونکی لیڈی صاحبہ سے ملنے کی مسرت حاصل کی اور اونکے یہان

سلہ سفر حجاز سے واپسی پر ارادہ تھا کہ مین لارڈ لیمنگٹن سے ملون اور اونکی گورنمنٹ سے جو جو آرام و آسائش مجھے بمبئی مین حاصل ہوئے تھے اونکا

(ملاحظہ ہو صفحہ آیندہ)

جلسہ ایٹ ہوم مین بھی شریک ہوئی وہان لارڈ کرزن صاحب نے نہایت مہربانی کے ساتھہ مجھسے گفتگو کی۔

بمبئی مین آنریبل میجر میڈ صاحب بہادر بھی تشریف فرما تھے ایک عرصہ کے بعد اونسے بھی ملاقات ہوئی،

پندرہ دن بمبئی مین قیام کرکے ۲۴ر دسمبر سنہ ۱۹۰۶ء مطابق ۱۶ر شوال سنہ ۱۳۲۴ ہجری کو بھوپال واپس آئی ؛

(حاشیہ صفحہ گذشتہ) شکریہ ادا کرون لیکن چونکہ اوسوقت ہز ایکسلنسی گورنر صاحب بہادر پونہ مین تھے اسلئے نہ مل سکی تھی۔



باب (۳۳)

سالانہ مینوور

اس سال افواج سنٹرل انڈیا کا سالانہ مینوور بمقام کہیپ پا سیلانہ قرار پایا تہا چونکہ امپیریل سروس ٹروپس
کرنل محمد عبید اللہ خان کے زیر کمان تہا اسلئے اونہین اپنے ٹروپس کو لیکر مینوور مین شریک ہونا ضرور تہا۔
وہ اگرچہ بچپن ہی سے جفاکشی کے عادی ہین اور ہمیشہ اونکے دلمین اپنے نامور اسلاف کی طرح
بہادرانہ کامون کا حوصلہ ہے ، لیکن یہ اونکے لئے پہلا ہی موقع تہا کہ وہ اپنے اس مذاق مین تجربہ بہی
حاصل کرین اور اس مینوور مین جہان عساکر برطانیہ ونیز دیگر قرب و جوار کی ریاستون کے افسران فوجی بہی
شریک ہونے والے تہے اوس کیولری کو جسکے وہ کمانڈنگ افیسر مقرر کئے گئے تہے اپنے زیر کمان لیکر
اوصاف سپاہیانہ کو ظاہر کرین اور اون تمام اصول حرب سے عملی طور پر واقف ہو جائین ، جن پر آیندہ
اونکے کار مفوضہ کی تکمیل اور ترقی کا انحصار ہے۔

اسی زمانہ مین ہز ہائینس مہاراجہ صاحب بہادر فریدکوٹ اپنے یہان پر اتہلیٹک میٹنگ کا جلسہ منعقد
کرنے والے تہے اور اونکے یہان امپیریل سروس ٹروپس کی چہاؤنی کا افتتاح ہونے والا تہا اونہون نے ریاست
بہوپال کے امپیریل سروس ٹروپس کو بہی مدعو کیا اور حسب ذیل خریطہ بہیجا :-

ترجمہ خریطہ ہز ہائینس مہاراجہ صاحب بہادر فریدکوٹ

از راج محل ریاست مورخہ ۲۵ نومبر سنہ ۱۹۱۱ء

یور ہائینس !

مین یہ اطلاع دینے کی مسرت حاصل کرتا ہون کہ ریاست فریدکوٹ مین اپنے

اپنی امپیریل سروس ٹروپس کے واسطے چھاؤنی بنائی ہے اور اوس چھاؤنی کا افتتاح جنوری ۱۹۰۸ء مین ہز آنر لفٹنٹ گورنر صاحب بہادر پنجاب فرمائین گے، چنانچہ جنرل بٹین صاحب بہادر انسپکٹر جنرل امپیریل سروس ٹروپس نے نہایت مہربانی سے میری استدعا پر سال دوم کی اتھلیٹک میٹنگ کا جلسہ اوسیوقت منعقد فرمانے کا وعدہ فرمایا ہے۔

مین امید کرتا ہون کہ یور ہائینس بھی اپنی ریاست کی امپیریل سروس ٹروپس کو اس جلسہ مین شریک ہوکر مقابلہ کرنے کی اجازت فرماکر میری ریاست مین اونکے بھیجنے کا شرف عطا فرماوینگی۔

شرح کپٹیشن وغیرہ کے کپتان، آئی، ڈی، بانٹ صاحب انسپکٹنگ افسر امپیریل سروس سفر مینا نے مرتب کیا ہے، کیونکہ وہ مجھکو اس کام مین مدد دے رہے ہین اور وہ آپکی ریاست کے انسپکٹنگ افسر کی معرفت تمام ضروری باتون کی اطلاع دینگے۔

امید ہے کہ میرا خریطہ یور ہائینس کو بحالت صحت مین پہونچیگا،،

لیکن چونکہ رجمنٹ جانے سے مجبور تھی ہین نے جواب مین مندرجہ ذیل خریطہ لکھا:۔

خریطہ موسومہ مہاراجہ صاحب بہادر ریاست فریدکوٹ

یور ہائینس!

آپ کا مہربانی نامہ مورخہ ۲۵ر نومبر ۱۹۰۷ء موصول ہوکر باعث مسرت ہوا حسب ایما آن شفیق امپیریل سروس ٹروپس بھوپال کو جلسہ اتھلیٹک میٹنگ مین حصول عزت شرکت کی اجازت مین بہت خوشی سے دیتی لیکن مجھے سخت افسوس ہے کہ جس ماہ مین

جلسہ مذکور فرید کوٹ مین منعقد ہوگا وہی زمانہ رجمنٹ وکٹوریہ لانسرز کے کیمپ سیلانہ جانے کا ہے اور ہنگام انعقاد جلسہ مذکور رجمنٹ بھوپال کیمپ سیلانہ مین ہوگی جسکے لئے وہ روانہ ہوچکی ہے اور اس بناء پر میجر اسٹیفورتھ صاحب بہادر انسپکٹنگ افیسر رجمنٹ کی راے سے اس باب مین مجھے اطلاع ملی ہے کہ بوجہ روانگی کیمپ سیلانہ رجمنٹ حاضری فرید کوٹ سے معذور رہیگی۔

مین اخلاص کے ساتھہ آپ کو تقریب افتتاح چھاؤنی امپیریل سروس ٹروپس و جلسہ اتھلیٹک میٹنگ کی مبارکباد دیکر امید کرتی ہون کہ آپ بعافیت ہونگے "

سنہ ۱۹۰۵ع مین جب کہ موسم سرما عین شباب پر تھا ۲ر جنوری کو صاحبزادہ کرنل عبید اللہ خان بہادر امپیریل سروس ٹروپس کو لیکر کیمپ سیلانہ کو روانہ ہوے۔

روانگی کے دن صبح (۷) بجے کرنل صاحب اپنی تمام رجمنٹ کو صدر منزل پر میرے ملاحظہ کے لئے لائے اور خود بھی ایک فوجی افسر کی حیثیت مین میرے سامنے حاضر ہوے، مین بھی خدا حافظ کہنے کیواسطے اپنے آفس روم مین کھڑی ہوئی تھی، نواب محمد نصر اللہ خان و صاحبزادہ محمد حمید اللہ خان اور تمام افسران ریاست حسب دستور خدا حافظ کہنے کو موجود تھے رعایا بھی جوق جوق ہر چہار سمت سے امپیریل سروس ٹروپس کے دیکھنے کو آرہی تھی اور سڑکون پر ایستادہ تھی۔

مین نے اونکو اور رجمنٹ کو خدا حافظ کہا، بینڈ نے اوسوقت مارچ پاسٹ بجایا اور رجمنٹ نے ۷ بجے کوچ کیا۔

بھوپال سے روانہ ہوکر پہلا مقام پھندا مین، اور دوسرا سیہور مین تھا، میجر میرس اسمتھ صاحب بہادر پولیٹکل ایجنٹ نے اس مقام پر کرنل صاحب کو نہایت خلوص و محبت کے ساتھہ بریک فاسٹ دیا، نواب محمد نصر اللہ خان اور صاحبزادہ محمد حمید اللہ خان بھی مدعو تھے دونون صاحبزادگان سلمہم بھوپال سے

موٹر کار پر سوار ہو کر گئے اور شام تک ہکرا اور دعوت میں شریک ہو کر واپس آئے صبح رجمنٹ سیہور سے روانہ ہو کر آشٹہ میٹ واڑہ وغیرہ کوچ و مقام کرتی ہوئی ایک ہفتہ میں داخل اندور ہوئی، آنریبل مسٹر بیلی صاحب بہادر ایجنٹ گورنر جنرل سنٹرل انڈیا نے نہایت تپاک کے ساتھہ کرنل محمد عبید اللہ خان کا خیر مقدم کیا اور کمال مہربانی سے اپنے پاس رزیڈنسی میں مہمان رکہا۔

صاحب محتشم الیہ چونکہ ایک عرصہ سے ہندوستان میں تھے اور اونکو ہندوستان کے طرز معاشرت اور جذبات و خیالات سے بخوبی آگاہی تہی اور وہ اس سے بہی واقف تہے کہ مجھکو اپنی اولاد سے کس قدر غیر معمولی انس[1] ہے۔

اسلئے اونہون نے اندور سے رجمنٹ کی روانگی پر مجھے مطمئن کرنے کے لئے ایک چٹھی بہی لکہی جس سے اونکی وہ محبت و عنایت و توجہ ظاہر ہوتی تھی جو اونکو میری ذات اور امپیریل سروس ٹروپس بہوپال کیساتھہ ہے اونہون نے تحریر فرمایا کہ:۔

"بہ مہربانی اس تحریر کو ایک چٹھی نہ تصور کیا جاے جس کا جواب لکہنا ضروری ہو کیونکہ صرف یہ چند سطرین ہین جنکے ذریعہ سے مین آپ کو اطلاع دیتا ہون کہ آج صبح کو کرنل صاحب مئو روانہ ہوے وہ نہایت تندرست اور مسرور معلوم ہوتے تھے جب وہ یہان سے روانہ ہوے اون کے یہان ہمارے پاس رہنے سے بڑی خوشی ہوئی مجھے امید ہے کہ وہ اس مختصر قیام سے مسرور ہوے ہونگے آج صبح کو مین نے وکٹوریہ لانسرز کو روانہ ہوتے دیکہا اور جوانوں کی صورت اور گھوڑون کی ہیئت دیکھکر مسرور ہوا"

آنریبل مسٹر بیلی صاحب بہادر کا ایسا برتاؤ نہ صرف بہوپال کیساتھہ ہے بلکہ کل روساء سنٹرل انڈیا کیساتھہ وہ اسیطرح خلاق و مہربانی کا

---

[1] باوجود اسقدر انس کے اون معاملات مین جو اولاد کی تعلیم و تربیت یا نیکنامی و بہتری سے متعلق ہون مین ہمیشہ سے سخت ہون مگر تاہم شفقت مادری ایک ایسی چیز ہے جسکے اثرات ظاہر ہوے بغیر نہین رہ سکتے، مین نے دیکہا ہے کہ جب یوروپین احباب بچے کو ہندوستان سے انگلستان تعلیم کیلئے بہیجتے ہین تو اونکی جدائی سے لیڈیز آبدیدہ ہو جاتی ہین حالانکہ ہمارے یوروپین دوست تعلیم و تربیت کے بے انتہا دلدادہ ہین ۱۲

ثبوت دیتے رہے اور ہمیشہ دوستانہ عنایت کرتے رہے، کرنل صاحب بہادر نے بھی حسب الحکم و فوالصدر کی مہمان نوازی اور محبت کے مفصل حالات سے مجھے اطلاع دی آنریبل مسٹر بیلی صاحب بہادر کی چٹھی کے جواب میں مینے صاحب ممدوح کو خط لکھا اور اونکی اس شفقت و مہربانی اور عمدہ راے کا شکریہ ادا کیا۔

رجمنٹ نے کیمپ پیلانہ مین نہایت عمدہ کام کیا اور کرنل محمد عبید اللہ خان نے بھی اپنی محنت و قابلیت سے ثابت کردیا کہ جو خیالات اونکے عہدہ کرنیلی پر مامور کرتے وقت قائم ہوے تھے وہ بے شبہ صحیح تھے، خدا کا شکر ہے کہ اونہون نے اپنی محنت و توجہ سے اپنے آپ کو مثل دوسرے انگریزی عہدہ داران افواج کے صرف نمائشی نہین رکھا بلکہ اونہون نے ثابت کردیا کہ وہ ہر صورت مین اوس منصب کے لئے موزون ہین۔

اس مینوور مین جنرل سر مور کری صاحب بہادر خود بحیثیت امپائر شریک تھے جنرل اور کرنل کبوینا کیولری بریگیڈ کے کمانڈنگ اور کپتان الوڈ اسسٹنٹ انسپکٹنگ افیسر امپیریل سروس ٹروپس بھی موجود تھے اور یہ تمام برٹش افیسر کرنل محمد عبید اللہ خان کے ساتھہ بے انتہا مہربانی کا برتاو کرتے تھے اگرچہ مجھے مینوور سے برابر اطلاعین ملتی تہین لیکن سردی کے سخت موسم اور اونکی غیر معمولی مستعدی کا لحاظ کر کے اکثر یہ خیال ہوتا تھا کہ مبادا وہ محنت کرنے مین بے احتیاطی کرین جس کا اثر اونکی صحت پر پہونچے۔

جسوقت چند آدمی بیمار ہو کر آئے مین نے کپتان الوڈ صاحب بہادر اسسٹنٹ انسپکٹنگ افیسر امپیریل سروس ٹروپس کو جو مینوور مین فوج کے ساتھہ تھے اور ایک مہربان نیک دل افسر تھے اور کرنل محمد عبید اللہ خان کے ساتھہ نہایت خلوص و محبت سے پیش آتے تھے ایک چٹھی لکھی جسمین کرنل صاحب بہادر کی نگہداشت کی خواہش کی تھی۔

اونہون نے میری چٹھی کے جواب مین جو چٹھی لکھی اوس سے مجھے بہت کچھہ اطمینان ہوا اور سب سے زیادہ خوشی اس امر کی ہوئی کہ اول ہی مرتبہ کرنل محمد عبید اللہ خان نے اپنی مردانہ ہمت اور دلیرانہ مستعدی

ولیاقت سے جو عمدہ اثر برٹش افسرون کے دلون مین پیدا کیا ہے وہ کیسا اچھا اور عمدہ ہے، کپتان صاحب کی چٹھی حسب ذیل ہے :-

"آپ کی چٹھی پاکر مین کمال مسرور ہوا یہان بھی بڑی سخت سردی ہے ایسی سردی تھی کہ صبح کو ڈول مین پانی ڈیڑھ انچ جم جاتا مجھکو اندیشہ ہے کہ ایسی سخت سردی پڑنے اور نیزا دلے گرنے سے فصل کو بڑا نقصان ہوا ہوگا، رعایا کے حال پر افسوس آتا ہے کیونکہ اون لوگون کو گیہون اور چنے کی فصل اچھی ہونے کی امید تھی۔

آپ سن کر خوش ہونگی کہ کرنل صاحب بہادر بہت اچھی طرح ہین، واقعی بات یہ ہے کہ وہ لفظ تکان کو نہین جانتے وہ خوب محنت کرتے ہین اور کئے کئے گھنٹے تک دور دور تک سوار ہو کر جاتے ہین اور رجمنٹ اور بریگیڈون کی قواعد وغیرہ مین خوب دلچسپی لیتے ہین، چونکہ وہ خود ایک شایق اور اچھے شکاری ہین اسوجہ سے دو زمانہ موجودہ کی جنگ گاہ کی ترکیبون اور کرتبون کو بہت جلد سمجھ لیتے ہین۔

مین ایسا قابل شاگرد اور ایک نیک دوست (جو آپ کے صاحبزادے سے مراد ہے) پاکر بہت خوش ہون میرے خیال مین آپ کو سُنکے تعجب ہوگا کہ اس قلیل عرصہ مین اونہون نے کسقدر علم حاصل کیا ہے اور مجھکو یقین ہے کہ آپ کے صاحبزادے کے ایسے کرنل اور افسر ہونے سے آپ کی رجمنٹ مین وہ صرف ایک نمائشی صورت کے طور پر نہون گے، مین دیکھتا ہون کہ صاحبزادے موصوف اپنی احتیاط آپ کرتے ہین آپ نے اوسے سنا ہوگا کہ اوسوقت سے پیشتر جیساکہ پہلے خیال تھا بھوپال کو واپس جائین گے اور مجھکو امید ہے کہ آپ اون کو واپس پاکر مسرور ہونگی۔

بھوپال لانسرز کے سب لوگ اچھی طرح ہین صرف دو یا تین آدمی بیمار ہو کر نا قابل قواعد ہوے گھوڑون کو بہت کام کرنا پڑا۔

جب رجمنٹ مینوور سے فارغ ہو کر جانب بھوپال روانہ ہوئی جنرل سر ہور کری صاحب بہادر نہایت خوش تھے اونہون نے مارچ پاسٹ کے وقت اپنی راے نہایت تعریفی الفاظ مین ظاہر کی اور رجمنٹ کو میدان جنگ مین جانے کی قابلیت کا اعتراف کیا نیز اونہون نے خاص طور پر کرنل صاحب کی بھی تعریف کی

اور سپاہیون کے سامنے اونکو بطور ایک عمدہ مثال کے پیش کیا ۔

۲۳ رفروری کو ۸ بجے صبح رجمنٹ داخل بھوپال ہوئی بہ سبب تقریب عید الضحی اسکے کچھ دن پہلے راستے سے جدا ہوکر کرنل محمد عبید اللہ خان بھوپال آگئے تھے لیکن رجمنٹ کو داخل ہونے سے قبل ویسکے ساتھ شامل ہونکو چلے گئے داخلہ کے دن نواب محمد نصر اللہ خان اور صاحبزادہ محمد حمید اللہ خان نے اپنے عزیز بھائی کا مع جملہ افسران ملکی وفوجی استقبال وخیر مقدم کیا ، قلعہ فتحگڈہ سے (۵) فیر سلامی جو کرنل عبید اللہ خان کے بہ حیثیت اولاد رئیس ہونے کے مقرر ہین حسب معمول سر کئے گئے ۔

ساڑھے آٹھہ بجے رجمنٹ جس طرح کہ روانہ ہوئی تھی اوسی طرح صدر منزل کے سامنے آئی اور مین نے نہایت مسرت کے ساتھہ "خوش آمدید" کہا اور اوسوقت اوسکے فوٹو لئے گئے ۔

چند دنون کے بعد ایک اور چٹھی کپتان الوڈ صاحب بہادر نے مجھے لکھی جسمین علاوہ امپیریل سروس ٹروپس کی تعریف کے کمپنی اور توپخانہ اور میرے باڈی گارڈ کی تعریف تھی اور نیز اوسمین کرنل محمد عبید اللہ خان کے متعلق بھی اپنے عمدہ خیالات کا اظہار کیا ہے جسکی نقل حسب ذیل ہے :-

ترجمہ چٹھی مرسلہ کپتان الوڈ صاحب بہادر مورخہ ۲ رمارچ ۱۹۰۶ء

مائی ڈیر فرینڈ ! چار پانچ روز کے واسطے مجھکو اندور جانا ضرور ہے اور مین آج روانہ ہوؤنگا لیکن روانگی کے پیشتر مین یور ہائینس کا شکریہ ادا کرتا ہون واسطے توپخانہ اور کمپنی اور باڈی گارڈ کے جنہون نے شریک ہوکر وکٹوریہ لانسرز کی تعلیم مین اچھی طرح مدد دی نیز مین خواہش کرتا ہون کہ تمام فوجی لوگون نے جیسی زندہ دلی اور جوش سیکھنے مین ظاہر کیا اور جیسی رغبت کے ساتھہ اونھون نے کام کیا اوسکی بابت اپنی دلی قدر دانی ظاہر کرون ، یور ہائینس کے باڈی گارڈ نے روزانہ قواعد مین شریک ہونے کا یا نگہبانی کرنے کا کام کیا ،

اور جب اونکو میسوو ین بلایا گیا تو اونہون نے ویسی ہی مستعدی اور دلیری سے کام کیا کمپنی اور توپخانہ نے بہی نہایت شوق سے کام کیا، اور اگرچہ وکٹوریہ لانسرز کو عملی سبق دینے کا ذریعہ بہی کمپنی اور توپخانہ تہا تاہم مین یقین کرتا ہون کہ کمپنی اور توپخانہ نے بہی بہت سا کام اپنے فن کا سیکہا، مزید برآن مین نہایت خوشی کے ساتہہ اوس نظیر کو بیان کرتا ہون جو کہ صاحبزادہ کرنل عبید اللہ خان صاحب بہادر نے دکہائی ہے، اور وہ ایک ایسی نظیر ہے جسکو ہر افسر اور ہر فوجی آدمی نے محسوس کیا ہوگا۔

بہرحال یہ کہ اونکو تعلیم دینے مین ہمیشہ مجہہ کو بڑی مسرت ہوئی ہے کیونکہ اونہون نے اپنے کو ایک نہایت قابل شاگرد ظاہر کیا اور اپنا ذہن لڑا کر بہت جلد ہر کام کو سیکہا اور سیکہنے مین صاف ذکاوت دکہائی اونہون نے مجہکو ایسی مدد دی جو قیاس سے باہر ہے مین جانتا ہون کہ آپ کی امپیریل سروس لانسرز کے عہدہ کرنل انچیف کے کام مین اونکا بہت بیش بہا وقت صرف ہوتا ہے، کیونکہ یہ ایک ایسا عہدہ ہے جسکو حاصل کر کے اونہون نے برائے نام ایک بیرفرش بننا نہین چاہا لیکن مین یقین کرتا ہون کہ اونہون نے معلوم کیا ہوگا کہ لڑائی بہی ایک فن ہے اور مثل دیگر فنون کے انسان کا ذاتی جو تجربہ محنتی تعلیم اور مشق سے صاف اور پکا ہو جاتا ہے مجہے یقین ہے کہ اونہون نے اوس فن پر نظر غور ڈالکر جس فن کو اونہون نے اپنی خوشی سے اختیار کیا ہے یہ نتیجہ ضرور نکالا ہوگا کہ اونکا وقت بیکار ضایع نہین ہوا بلکہ جیسا کام ہوا اور جو کچہہ اونہون نے سیکہا اوسکی اطلاع خوشی سے اونہون نے یور ہائینس کو دی ہوگی۔

آپ کا صادق

دستخط - برٹرام - پی - الوڈ

باب (۳۳)

گوالیار بینوور

ہز ہائنیس مہاراجہ صاحب بہادر گوالیار جو خود اپنی فوج کے کمانڈر انچیف ہین اور فوجی کامون مین دلچسپی رکھتے ہین اونہون نے فروری ۱۹۰۵ء مین اپنی ریاست کی افواج کا بمقام سیپری (گوالیار) بینوور کیا اور بذریعہ ٹیلیگرام ۱۲ فروری ۱۹۰۵ء خواہش کی کہ مین صاحبزادہ کرنل عبید اللہ خان کو اجازت دون کہ وہ بھی اونکے مہمان بنکر بینوور مین شریک ہون۔

مین نے نہایت خوشی کے ساتھ اونکو اجازت دی اور ہز ہائنیس کو بذریعۂ تار مطلع کیا، کرنل عبید اللہ خان ۱۶ فروری کو بھوپال سے روانہ ہوے اور بینوور مین شریک رہے۔

ہز ہائنیس مہاراجہ صاحب بہادر نے اون کی نہایت خوش اخلاقی سے مہانداری کی اور اوس یگانگت و محبت کو تازہ کیا جو سرکار خلد نشین اور مہاراجہ جیواجی راؤ سیندھیہ کے زمانہ مین قائم ہوئی تھی ؀

باب (۳۴)

ولادت صاحبزادہ وحید الظفر خان

۲۱ ذی الحجہ ۱۳۲۲ھ = ۲۶ فروری ۱۹۰۵ء شب یکشنبہ بعد تین بجے کے کرنل محمد عبید اللہ خان کے محل میں صاحبزادہ پیدا ہوا، خدا نے اونکو یہ دوسری نعمت تولد فرزند کی عطا فرمائی قلعہ فتحگڈھ سے اتواپ سلامی سر ہوئین دفاتر مین حسب معمول ایک دن کی تعطیل دی گئی، کرنل عبید اللہ خان گوالیار مینوورین تھے اونکو اور نیز یورپین احباب کو بذریعہ تار کے اطلاع دی گئی لیکن کرنل صاحب کو تار نہ ملا کیونکہ وہ کیمپ سے بذریعہ موٹر کار روانہ ہو چکے تھے۔ گنا تک موٹر کار مین سفر کیا اور پھر میل ٹرین سے روانہ ہو کر شب کو ۹ بجے داخل بھوپال ہوئے میجر مینرس اسمتھ صاحب بہادر پولیٹکل ایجنٹ، اور میجر ڈیلی صاحب بہادر ایجنٹ گورنر جنرل سنٹرل انڈیا و ہز ہائینس مہاراجہ صاحب بہادر سیندھیا نے بذریعہ تار پیغام مبارکباد ارسال کئے۔

یہ بھی ایک اتفاقی امر ہے کہ صاحبزادہ وحید الظفر خان کی پیدائش کو ۵ گھنٹہ گذرے تھے کہ جنرل سمور گرگ میری ملاقات کو تشریف لائے، اونہون نے وحید الظفر خان کو اپنی گود مین لیکر بڑی شفقت و مہربانی کیساتھ فرمایا کہ اس وقت کرنل کی اولاد کو ایک جنرل اپنی گود مین لے رہا ہے امید ہے کہ یہ بھی برٹش خدمات کو دلیری سے ادا کر کے بڑی ناموری حاصل کرے گا۔

جنس ذکور مین جنرل صاحب موصوف پہلے شخص ہین جنہون نے خاندان رئیس کے ایک نوزائیدہ بچہ کو آغوش محبت مین لیکر اوسکے مستقبل کے لئے ایسی امید قائم کی۔

ساتوین روز عقیقہ کیا گیا، اور میری تجویز سے "صاحبزادہ محمد وحید الظفر خان" نام رکھا گیا، ۲۹ محرم ۱۳۲۳ہجری کو میری جانب سے اور ۲۲ صفر سنہ مذکور کو نواب محمد نصر اللہ خان کی

جانب سے اوسی شان وشوکت کے ساتھہ جوڑے کئے گئے جیسا کہ گذشتہ تقریبات ولادت مین فصل ذکر ہو چکا ہے۔

عام طور پر جوڑون کے پیش کرنے کی خواہش ہوئی لیکن مین نے منظور نہین کیا البتہ مدرسہ سلطانیہ اور مدرسہ وکٹوریہ کی معلمات اور طالبات کو محض اسلئے اجازت دی کہ اونکی دستکاری کا امتحان ہو اور اونکا حوصلہ بڑھے ، چنانچہ اونہون نے جوڑے پیش کئے جنپر اپنی دستکاری دکھلائی تھی جو اون کی تعلیم کے لحاظ سے اچھی تھی مین نے اونکی حوصلہ افزائی کی اور دونون مدرسون کی لڑکیون اور اوستانیون کو انعام دیا ۔



باب (۳۵)

اسٹیشن اٹارسی پر لیڈی کرزن کی ملاقات

لیڈی کرزن جنکا نام ہندوستان کے زمرۂ اناث مین ہمیشہ عزت و محبت کے ساتھہ یادگار رہے گا سنہ ۱۹۰۴ء مین انگلستان جاکر علیل ہوگئی تہین اونکی بیماری سے اگرچہ عام طور پر افسوس تہا لیکن اونکے خاص دوستون کے حلقہ مین نہایت انتشار پیدا ہوگیا تھا وہ میرے ساتھہ زمانہ ولیعہدی سے ہی مخلصانہ عنایت کرتی تہین اور میرے دوستون مین وہ نہایت ممتاز دوست تہین اون کی علالت کی اطلاع سے مجھے سخت بیچینی تھی اور مین اونکے حالات برابر معلوم کرتی رہتی تہی، باری خداوند کریم کے فضل و کرم سے اونکو صحت ہوگئی اور اونکے ہندوستان آنے کی اطلاع ملی۔

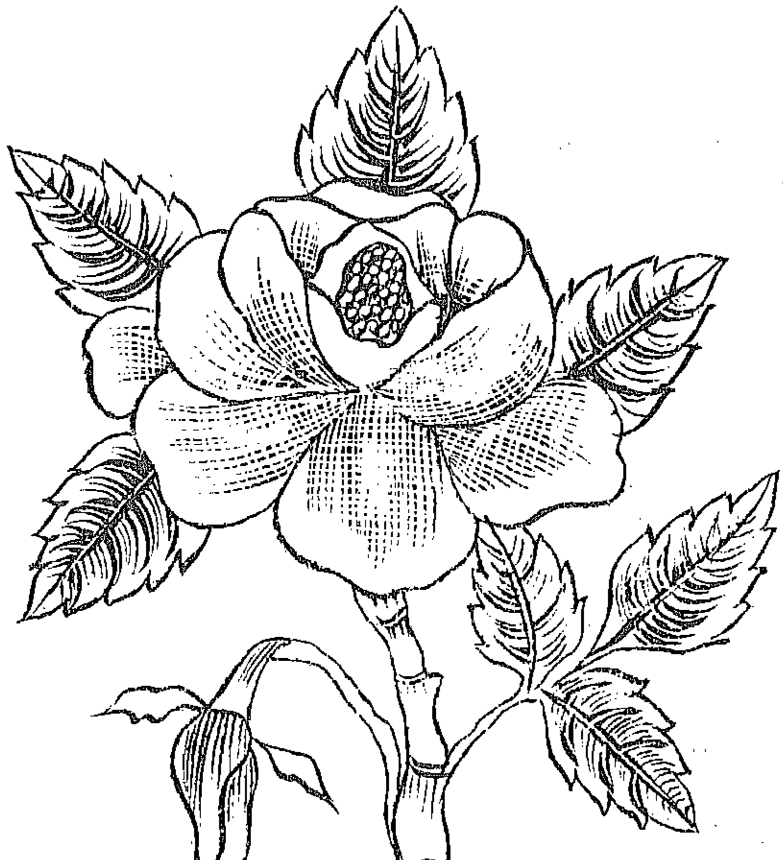
مجھے اونکی صحت یابی کی بے انتہا خوشی تھی اور دل کا تقاضا تھا کہ مین اون سے خود ملکر صحت یابی پر مبارکباد دون، پہلے میرا قصد تھا کہ کلکتہ یا شملہ اونسے ملنے جاؤن لیکن چند وجوہ سے یہ ارادہ ملتوی ہوگیا اور یہ قرار پایا کہ جب وہ بمبئی سے روانہ ہون تو مین اٹارسی جنکشن پر اون سے ملون۔

لیڈی صاحبہ موصوفہ جس دن داخل بمبئی ہوئین اوسی دن مین نے اونکو خیر مقدم اور صحت پانے کی مبارکباد کا تار دیا اور جب کہ ۴ مارچ سنہ ۱۹۰۵ء کو اونکا اسپشل اٹارسی سے گذرنے والا تہا مین بہی بہوپال سے بذریعہ اسپشل ٹرین مع صاحب پولیٹکل ایجنٹ بہادر و نصیر المہام ریاست روانہ ہوئی، ایک بجے لیڈی صاحبہ موصوفہ کا اسپشل اٹارسی اسٹیشن پر داخل ہوا ویٹنگ روم مین میری اور اونکی بڑی گرمجوشی کے ساتھہ ملاقات ہوئی وہ چہرے سے بالکل توانا معلوم ہوتی تھین اور بیماری کا مطلق اثر باقی نہ رہا تہا لیکن رنگت مین بڑی تبدیلی ہوگئی تہی اونکو حالت تندرستی مین دیکھنے سے مجھے

بہت خوشی ہوئی، اونہون نے بھی میری مبارکباد اور ملنے کا خاص طور پر شکریہ ادا کیا، یہ ملاقات تقریباً (۲۰) منٹ تک رہی اور مین اون سے ملنے کے بعد اوسی دن بہوپال واپس آگئی۔

اس موقع پر مین اپنے اوس دلی افسوس اور صدمہ کو ظاہر کئے بغیر نہین رہ سکتی جو جناب ممدوحہ کی وفات سے مجھکو ہوا۔

بےشبہ لیڈی کرزن اون ممتاز خاتونون مین سے تہین جو ہندوستان کے ساتہہ نیکی اور محبت کرنے مین مشہور ہین وہ جب تک ہندوستان مین رہین ہمیشہ اپنی نیک طبعی اور ہمدردی کا ثبوت دیتی رہین اونہون نے ہندوستان کے زمانۂ قیام مین عام ہر دل عزیزی حاصل کرلی تہی، وہ ہر طبقہ مین اعزاز و محبت کی نظرون سے دیکھی جاتی تہین، اگرچہ لارڈ کرزن کے جانے کے بعد لیڈی کرزن کو ہندوستان سے کوئی تعلق باقی نہین رہا تہا لیکن اونکے انتقال سے عام طور پر ایک صدمہ پہونچا۔



باب (۳۶)

سیہور مین دعوت

میجر مینرس اسمتھ صاحب بہادر پولیٹکل ایجنٹ تعلق وسیع رکھتے تھے اون کی خاتون محترمہ مسز مینرس اسمتھ مین بھی نہایت اخلاص اور بڑی محبت تھی اونکی صاحبزادیون کی بھی پیاری پیاری باتین بے انتہا دل خوش کن تھین جب سے وہ سیہور ایجنسی مین آئے تھے اونسے اور اونکی فیملی سے مجھے خاص خصوصیت ہوگئی تھی۔

میرے اندور سے واپس آنے کے بعد اون دونون کی خواہش تھی کہ مین مع نصر اللہ خان، عبید اللہ خان اور حمید اللہ خان سیہور مین اون کی دعوت قبول کرون چنانچہ مین نے اونکی دعوت قبول کی اور ۱۱ مارچ سنہ ۱۹۰۵ء کو سیہور جانا قرار پایا اوسی زمانہ مین مس برتھا اور مسز مینرس اسمتھ صاحبہ کے بھائی مسٹر جی، پی، رکن بھی آئے ہوئے تھے۔

۱۱ مارچ کو ۷ بجے صبح کو مین بگھی مین روانہ ہوئی، صاحبزادہ حمید اللہ خان میرے ساتھ تھے، ایجنسی کی کوٹھی کے قریب ہمارے لئے خیمہ جات نصب کئے گئے تھے جن مین ہمارا قیام تھا۔

محمد نصر اللہ خان، کرنل عبید اللہ خان پیر کے دن پہونچے اور اوسی دن میجر مینرس اسمتھ نے ہم کو ایک مکلف اور شاندار گارڈن پارٹی بھی دی، میجر مینرس اسمتھ اور مس برتھا کو ہماری مہمانی پر بے انتہا مسرت تھی اور ہمارے آرام اور خاطرداری مین ہر وقت مصروف رہتے تھے مین اور اون کو وہی مسرت حاصل تھی جو دلی دوستون اور بامحبت عزیزون کو ایسے موقع پر ہوتی ہے۔

مسٹر جی، پی، رکن سے بھی ملاقات ہوئی مس ایڈا صاحبہ نہایت خلیق لیڈی تھین اور اسیطرح کرنل رکن بھی بڑے نیک اور با اخلاق تھے ہمارے ساتھ وہ دونون بھی بڑی الفت اور خلوص سے پیش آئی مس ایڈا رکن نے خاص طور پر اپنی طرف سے ٹی پارٹی دی غرض چار دن تک وہان قیام رہا اور یہ دن اسیطرح تفریح و خوشی مین بسر ہوے ✤

باب (۳۷)

میجر میتھرس اسمتھ کا تبادلہ

سیہور بین ہی معلوم ہو گیا تہا کہ میجر میتھرس اسمتھ بہادر عارضی طور پر رزیڈنٹ نیپال مقرر ہو گئے اگرچہ اونکی ترقی سے مجھے مسرت ہوئی مگر اون کے جانے سے سخت افسوس ہوا اور اون کو بھی یہان سے جانے کا رنج تہا کیونکہ اونکو معلوم تہا کہ بہت روز تک ایجنٹی بھوپال پر قیام کرینگے لیکن یکایک رزیڈنٹ نیپال کی علالت کیوجہ سے اونکو روانگی کا حکم ملا مین نے الوداعی دعوت کے لئے بھوپال بلایا، احمدآباد مین بریک فاسٹ دیا، اوس زمانہ مین تعمیر جاری تہی صرف قصر سلطانی جو میرا اسکونتی محل ہے تیار ہو گیا تہا باغ ضیاء الابصار مین نہ کوئی روش تھی اور نہ پہولونکا کوئی تختہ تہا حتیٰ کہ سایہ دار درخت تک نہ تھے البتہ پہاڑ کے چہوٹے چہوٹے صحرائی درخت یا نیم کے دو ایک پودے تہے ۔

بریک فاسٹ کے لئے میدان مین خیمہ نصب تہا جو پہولون اور خوشنما درختون کے گملون سے سجا دیا گیا تہا مگر قدرتی منظر نے جو مغرب و جنوب کی جانب وسیع میدان و تالاب او پہاڑون کے سلسلہ سے پیدا ہو گیا ہے خاص دلچسپی پیدا کر دی تھی ۔

میجر میتھرس اسمتھ اور مسز اسمتھ نے نہایت خوشی کے ساتھ اس جگہ پر بریک فاسٹ منظور کیا تہا کیونکہ وہ قدرتی نظارہ جو باغ ضیاء الابصار کے لئے اتفاقیہ حاصل ہو گیا ہے بھوپال کی کسی اور سرکاری عمارت کو حاصل نہیں اور یہ دونون مہمان مناظر قدرت کے بھی نہایت شایق تھے اسکے علاوہ اونکو اس قیام سے اپنی یادگار بھی قائم کرنی مد نظر تھی کیونکہ محلات و باغات مین یون تو اکثر دعوتین اور جلسے ہوتے رہتے ہین ، لیکن ایسی ابتدائی حالت کے جلسے بطور یادگار ہمیشہ تازہ رہا کرتے ہین گو یہ جلسہ الوداعی رنج کا جلسہ تہا مگر

اوسوقت کا لطف تہوڑی دیر کے لئے اوس رنج پر غالب آگیا تہا۔

ہرسہ صاحبزادگان سلمہم اور مسٹر کوک سابق انجینیر ریاست کے خاندان کے ممبر بہی شریک تہے، بچون کی چہل پہل اور اونکا اوس میدان مین چہل قدمی کرنا اور قدرتی بہار کو دیکہکر خوش ہونا حقیقتاً ایک عجیب لطف دے رہا تہا۔

شام کو چار بجے پولو ہوا، اور پولو گراونڈ پر نواب محمد نصر اللہ خان اور کرنل محمد عبید اللہ خان نے ٹی پارٹی دی، اور میجر مینرس اسمتہ صاحب "گڈ بائی" کہکر ہم سب سے رخصت ہوے اور ۲۸ مارچ کو وہ نیپال روانہ ہوگئے۔



باب (۳۸)

ولادت صاحبزادہ رفیق اللہ خان

۲ ربیع الاول ۱۳۲۳؁ ہجری = ۸ مئی ۱۹۰۵؁ء روز دوشنبہ قبل طلوع آفتاب نواب محمد نصر اللہ خان کے محل مین دوسرے صاحبزادے پیدا ہوئے۔

ہندوستان مین یہ ایک رسم ہے کہ بڑے بھائی کے یہان فرزند تولد ہونے پر چھوٹے بھائی بندوقون کے فیر کرنے سے خوشی کا اظہار کرتے ہین اور اوس خوشی کے وقت جو تحفہ کہ بزرگ چھوٹون کو دیتے ہین وہ "نیگ" کہلاتا ہے، چونکہ حبیب اللہ خان کی ولادت کے وقت کرنل عبید اللہ خان اور حمید اللہ خان میرے ہمراہ سفر حجاز مین تھے اسلئے وہ اس طور پر اظہار خوشی نہ کرسکے، اب اس موقع پر علی الصباح دونون صاحبزادون نے بھتیجے کی ولادت کی خوشی مین شوکت محل پر جاکر بندوقین سر کین،

نواب محمد نصر اللہ خان نے کرنل محمد عبید اللہ خان کو گھوڑا اور صاحبزادہ محمد حمید اللہ خان کو روگ رائفل "نیگ" مین دیا۔

ساتوین روز عقیقہ ہوا، اور میری تجویز سے "محمد رفیق اللہ خان" نام رکھا گیا، ۲۳ جمادی الثانی بروز جمعہ میری طرف سے اور یکم رجب ۱۳۲۳؁ ہجری بروز جمعہ کرنل محمد عبید اللہ خان کی طرف سے جوڑے ہوئے اور ان جوڑون کا جلوس اور اہتمام اوسی طریق پر کیا گیا جیسا کہ پہلے تقریبون مین کیا گیا تھا،

باب (۳۹)

تعمیر احمد آباد

جسطرح سردار دوست محمد خان نے حکومت بھوپال کی بنیاد ڈالی اسیطرح شہر بھوپال کی بنیاد بھی اونہین کے ہاتھون سے قائم ہوئی نواح بھوپال مین کامل تسلط ہو جانے کے بعد اونہون نے موضع جگدیش پور کو اپنا مستقر حکومت قرار دیا اور ایک قلعہ بنوایا جس مین عمدہ عمدہ عمارتین بنوائین لیکن یہ معلوم ہوتا ہے کہ اسلام نگر جنگی حالات کے لحاظ سے محفوظ جگہ نہ تھی اسلئے بھوپال مین جو اوسوقت اگرچہ ایک قریہ کی حیثیت رکھتا تھا لیکن چارون طرف پہاڑون کی وجہ سے محفوظ تہا اپنا مستقر حکومت منتقل کیا اور قلعہ فتحگڈہ اور شہرپناہ بنا کر اوسکو آباد کیا جو بعد کو خونریز لڑائیون کے موقع پر نہایت امن کی جگہ ثابت ہوئی یہ قلعہ اور فصیل شہر ہمیشہ اون بہادرون کی یاد کو تازہ رکھے گی جنہون نے اپنی قومی عزت و حکومت کی محافظت مین اپنا خون بہایا۔

سردار دوست محمد خان کے بعد سے اکثر فرمان روا اپنے اپنے دور حکومت مین اپنے مذاق کے مطابق شہر کی ترقی مین کوشان رہے اور ہمیشہ آبادی ترقی پذیر رہی نواب جہانگیر محمد خان نے جو سرکار خلد نشین کے شوہر تھے فصیل شہر سے قریباً ایک میل کے فاصلہ پر ایک چھاونی قائم کی اور اپنے نام سے موسوم کر کے "جہانگیر آباد" نام رکھا چھاونی ہونے کیوجہ سے اوسکی آبادی مین خوب ترقی ہوئی، اور اب وہان دوسری سرکاری عمارتون کے سبب سے جو یوروپین مہمانون کے قیام کے لئے اور فوج کی سکونت کے لئے بلڈنگین وغیرہ تیار کی گئی ہین اور بھی رونق بڑھ گئی ہے، سرکار خلد نشین نے اپنے عہد معدلت مہد مین شہر کی سڑکون اور آبادی کی اصلاح کی، اور موتی محل اور موتی مسجد کی شاندار عمارتین تعمیر کرائین۔

سرکار خلد مکان جب صدر نشین ہوئین تو اونہون نے سلسلہ عمارات مین اضافہ کیا لیکن اونکی بہت زیادہ توجہ بیرون شہر جانب شمال آباد کرنے کی طرف مبذول رہی اور ایک وسیع رقبہ زمین پسند کرکے اوسکا نام شاہجہان آباد رکہا جہان مسلسل مکانات عمارتین اور محلات تیار کرائے جنمین تاج محل، عالی منزل وغیرہ مشہور عمارتین ہین اور اونکے اوس شوق کی مظہر ہین جو اونہین تعمیر سے تہا۔

جب مین صدر نشین ہوئی تو اگرچہ شہر و شاہجہان آباد مین عمارتین موجود تہین اور خود میرا محل صدر منزل میرے مذاق کے موافق بنا ہوا تہا لیکن چونکہ شہر کی آبادی گنجان تہی اور شاہجہان آباد کے محلات ور قطعات کچہہ تو اصول حفظان صحت کے خلاف تہے اور کچہہ وہان بہی آبادی زیادہ ہوگئی تہی اسلئے صاف ہوا میسر ہونے کے واسطے ضرورت محسوس ہوئی کہ موجودہ مذاق کے مطابق کسی ایسے موقع پر کوئی عمارت تیار کراؤن جو کشادہ جگہ پر ہو تازہ ہوا بہی میسر ہوتی رہے اور چہل قدمی وہواخوری کے لئے بہی دقت نہ ہو۔

مین نے اس عمارت کے لئے مولوی ضیاء الدین صاحب کی ٹیکری پسند کی یہ جگہ شہر سے ۲/۱ ۱ میل کے فاصلہ پر لب آب واقع ہے، نواب احتشام الملک عالیجاہ بہادر مرحوم کو یہ مقام بہت پسند تہا کیونکہ باعتبار آب وہوا کے نہایت صحت بخش اور تفریح کی جگہ ہے نواب صاحب مرحوم اکثر ہواخوری کیلئے بہی یہان آتے تہے اس لحاظ سے اس جگہ سے موزون جگہ کوئی دوسری نہ تہی اس خیال کے مطابق مین نے یہان عمارات تیار ہونے کا حکم دیا اور اس جدید سلسلۂ عمارت کا نام نواب احتشام الملک بہادر مرحوم کے نام سے موسوم کرکے "احمد آباد" رکہا، انتظام آب رسانی کے لئے جدید انجن اور پمپ نصب کیا گیا، "قصر سلطانی" کے سامنے "باغیچہ ضیاء الابصار" تیار کرایا، اور ایک وسیع میدان محل کو خوش منظر بنانے کے لئے چہوڑا گیا، اپنے اسٹاف اور دفتر و بکاری و شاگرد پیشہ اشخاص کے لئے بہی بنگلہ جات و مکانات بنانے کی منظوری دی، غرض ان نئی عمارتون کا ایک حصہ ۱۳۲۳ ہجری مین تیار ہوگیا، اور مین نے دورہ ضلع مغرب سے واپس آکر اون مین قیام کیا۔

ان عمارات کی تیاری مین علاوہ اون خیالات کے جو اوپر ظاہر کیے ہین یہ امر بھی پیش نظر تھا
کہ شہر کی سرکاری عمارتین نواب محمد نصر اللہ خان کے اور شاہجہان آباد کی عمارات کرنل عبید اللہ خان
کے تصرف مین رہین گی اور یہ عمارتین صاحبزادہ حمید اللہ خان کے واسطے کار آمد ہون گی، نیز
ان کی تعمیر شہر کی آبادی مین وسعت اور غربا کی روزی بامشقت کا باعث ہوگی ؛



باب (۴۰)

متفرق انتظامات سال چہارم

بابت ۲۳-۱۳۲۴ھ ۱۹۰۵ء

۱- سرکار قدسیہ بیگم صاحبہ مرحومہ کے انتقال کے بعد جاگیر شامل خالصہ کی گئی اور جو سامان و اسباب اونکی ڈیوڑہی کا تہا وہ توڈیوڑہی خاص مین داخل ہوا جسکا مفصل ذکر تزک سلطانی مین مندرج ہے لیکن ابہی تک مستاجران دیہات جاگیر کے ذمہ کثیر المقدار رقم بقایا مین موجود تہی -

اصولاً و شرعاً ریاست کا مال داخل ریاست کردیا جاتا ہے اور ڈیوڑہی کا مال وارث کو ملتا ہے خواہ ایک وارث ہو یا کئی وارث ہون اسلیئے یہ رقم بہی جو زر نقد کی حیثیت رکہتی ہے وارث پر منتقل ہوتی ہے چونکہ سرکار قدسیہ بیگم مرحومہ کی وارث صرف سرکار خلد مکان تہین لہذا اونہون نے باستحقاق وراثت اس رقم کی وصولی شیخ محمد حسن مہتمم تحقیقات ردبکاری کو تفویض کی لیکن (۲۰) سال گزر گئے سرکار خلد مکان کا بہی انتقال ہوگیا اور اس عرصہ مین یہ کام اختتام کو نہ پہونچا، جب مین صدر نشین ہوئی تو سرکار خلد مکان کی ڈیوڑہی کی جائداد بلا شرکت احدے وراثتاً میری طرف منتقل ہوئی -

سالہا سال سے یہ عجیب اتفاق پیش آرہا ہے کہ وارث ریاست ہی تنہا ڈیوڑہی کا بہی مالک ہوتا ہے چار پشتین گذر گئین نہ اور کوئی بہن ہوئی نہ کوئی بہائی ہوا جو مطابق احکام شرعی وارث ہوتا، اور جائداد متروکہ کی تقسیم ہوتی، غرض اس کام کے اختتام کی بہی سخت ضرورت تہی کیونکہ از روے اصول حکومت بقایا کا پڑا رہنا اور امور متنازعہ کا فیصلہ نہ ہونا خلاف سیاست ہے اسلیئے پہلے مین نے بذات خود اوس پر توجہ کی مگر چونکہ کاروبار ریاست کی کثرت اور دوسرے انتظامات بہت زیادہ توجہ طلب تہے

اسلئے ان مقدمات کو نواب محمد نصر اللہ خان کے سپرد کیا تاکہ یہ سلسلہ ختم ہوجاے اور اونکو کامون مین مالی اور انتظامی تجربات حاصل ہون، نیز یہ ہدایت کی کہ وہ تحقیقات کے بعد تجاویز لکھکر میری منظوری کیلئے بھیجا کرین چنانچہ اونہون نے منجملہ (٢٢١٧) امثلہ کے جو اسوقت تک مرتب ہوئی تہین (١٩٨١) مثلون پر تجویزین لکھکر میرے پاس بھیجین ان تجویزون سے (١٨٦٥) تجویزین مین نے بجنسہ منظور کین اور (١١٦) تجویزون سے اختلاف کرکے ہدایت کے ساتھہ مزید کارروائی کے لئے واپس کین۔

اس بقایا کو (٢٠) سال سے زائد کا عرصہ گزر چکا تہا اکثر باقیدار فوت و نادار ہوگئے تہے اسلئے ڈیوڑھی کو بجز کاغذات کی صفائی و معلومات کے کچھہ زیادہ فائدہ نہ ہوا منجملہ رقم بقایا مبلغ لاکھ روپیہ نقد و موازی الماس کے مبلغ یک لاکھ روپیہ نقد و موازی الماس وصول ہوا مبلغ لاکھ روپیہ و موازی الماس بسبب فوتی و ناداری و عدم استطاعت ولاپتہ ہونے باقیداران کے معاف ہوے بقیہ رقم وجنس زیر تحقیق رہی۔

٢- چونکہ بندوبست پنج سالہ کی کارروائی سال گذشتہ مین ختم ہوچکی تھی اسلئے آیندہ بندوبست کے لئے اس سال مین ضروری تجاویز پر غور شروع کیا گیا اور کاغذات کی جانچ و پرتال کی کارروائی کی گئی۔

٣- سال ہذا مین وصول مالگذاری بمقابلہ سال گذشتہ کے عمدہ طور پر ہوئی اور اکیس لاکھہ نوے ہزار تین سو تر سٹھہ نو آنے کے مطالبہ مین صرف چون ہزار دو سو چوہتر روپیہ ایک آنہ باقی رہا لیکن اس وصولی مین پچاس ہزار پچانوے روپیہ ایک آنہ تین پائی بقایاے سال گذشتہ کا بھی شامل ہے اگرچہ سال گذشتہ کی جو رقم بقایا واجب الوصول تھی اوسکا چوتھا حصہ بھی وصول نہین ہوا لیکن گذشتہ حالات کے دیکھتے ہوے جو کچھہ کہ وصول ہوا وہ قابل اطمینان ہے۔

رقبہ زیر کاشت مین (١٣٠١٧) بیگہ کی بیشی ہوئی جسکا منافع اس سال کاشتکارون کے لئے

چھوڑ دیا گیا اور اسکے علاوہ سلسلہ تحقیقات بقایای مالیہ ریاست مین بھی تہتر ہزار دو سو ستاسی روپیہ معاف کئے گئے ، نیز دو لاکھ روپیہ زر نذرانہ بندوبست سرسری جو ستاجرون سے حسب رواج ریاست واجب الوصول تھا اور جسکو خوشی کے ساتھ وہ لوگ دینے پر آمادہ تھے مین نے معاف کر دیا کیونکہ رعایا کی حالت اسکی مقتضی نہ تھی کہ اوس سے نذرانہ قبول کیا جاتا ۔

۴ ۔ اصلاحات صیغہ پولس مین جو میرے زمانہ صدر نشینی مین ہوئین اس سال مین نے مونٹڈ پولس کا اضافہ کیا اور (۳۵۳) آدمیون کی جمعیت فوج ریاست سے نکال کر پولس مین شامل کی گئی جس سے ہر ۹۱ ، ۲ میل مربع اور ہر دو سو تراسی اشخاص کے لئے ایک پولس مین کی نسبت ہو گئی ، چار سو بندوقین پولس کو دیگئین اور نئی وردی جدید وضع کی ۱۹ ہزار روپیہ مین تیار کرائی گئی غرض ایک لاکھ اونہتر ہزار روپیہ پولس کی جدید اصلاحات مین صرف ہوا اسی کے ساتھ قواعد و ضوابط کی پابندی کا کامل طور پر لحاظ رکھا گیا اور اس سال پولس کی حالت مین ہر اعتبار سے ایک نمایان ترقی ظاہر ہوئی ، کپتان عبدالقیوم خان نے اصلاح پولس مین نہایت سرگرمی کے ساتھ کوشش کی اور ایک حد تک اوسمین بڑی کامیابی حاصل کی بے شک اصلاح پولس کے متعلق اون کی خدمات نہایت قابل قدر ہین کیونکہ ہر کام کی اصلاح مین ابتداءً ہی سخت مشکلون کا سامنا ہوتا ہے ۔

۵ ۔ تھمپ امپریشن کی تعلیم کے لئے دو آدمیون کو اندور بھیجا گیا اور بعد فراغت تعلیم اون کو پولس مین جگہ دی گئی ۔

۶ ۔ ریاست مین جو جنگل کا بڑا رقبہ اس قسم کا ہے کہ اگر اوسکا انتظام قرار واقعی عمل مین آتا تو اوس سے بہت منفعت حاصل ہوتی لیکن اوسپر کوئی توجہ نہین کی گئی جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ گذشتہ سالون مین باوجود اصلاحات کے آمدنی خرچ کے لئے بھی مکتفی نہ ہوئی ، سال حال مین اوسپر خاص توجہ کیگئی قانون جنگل جو سرکار خلد مکان کے زمانہ مین مرتب ہو چکا تھا جدید اصلاحات و ترمیمات کے لئے جن کی ضرورتین اب

محسوس ہوئین مجلس مشورہ مین بھیجا گیا اور بعد غور و بحث پاس ہوکر نافذ ہوا، کاشت کارون کو اجازت دی گئی کہ جو درخت اونکی اراضی مقبوضہ مین واقع ہون اونکو اپنے استعمال و ضروریات کے لئے وہ کاٹ سکتے ہین۔

۷۔ عمارتی اخراجات مین اس سال (۹۱۰۰۸ روپیہ ۷ر۶ پائی) اور مفصلات کی سڑکون اور ڈاک بنگلون پر (۱۶۸۲۴) روپیہ صرف کئے گئے۔

۸۔ انگریزی تعلیم کی جانب سے جو بے پروائی بھوپال مین تھی وہ اگرچہ بدستور موجود ہے لیکن تاہم روزمرہ کی تاکیدون اور ہدایتون سے اوسمین کسیقدر کمی آگئی جس کا نتیجہ بھی ظاہر ہوا، اور بمقابلہ ۱۹۰۱ء سنہ ۱۳۱۸ھ (۱۱۷۷) طلبا مدارس مین زیادہ داخل ہوے، اور مدرسہ انگریزی کے طالب علمون کی تعداد (۲۲۵) تک پہونچ گئی پانچ طالب علم کلکتہ یونیورسٹی کے امتحان انٹرنس مین شریک ہوے جسمین تین کامیاب ہوے۔

اگرچہ اس کامیابی سے مجھے اطمینان ضرور ہوا مگر یہ امر باعث افسوس ہی رہا کہ ان مین خاص بھوپال کا کوئی طالب علم نہ تہا۔

ہائی اسکول بزمانہ مولوی عبدالجبار خان وزیر ریاست کلکتہ یونیورسٹی سے (افلیٹ) ملحق کردیا گیا تہا لیکن کلکتہ یونیورسٹی کی تعلیم بھوپال کے طالب علمون کے لئے موزون نہ تھی اور اونکی فیسین بہت زیادہ بڑھ گئی تھین اسلئے مین نے مناسب سمجھا کہ بجائے کلکتہ یونیورسٹی کے الہ آباد یونیورسٹی سے الحاق کیا جاے چنانچہ اس سال الہ آباد یونیورسٹی سے ملحق کیا گیا۔

بہ سفارش مولوی عبدالجبار خان وزیر ریاست مولوی لطف الرحمن سررشتہ تعلیم کے افسر مقرر کئے گئے تھے مگر چونکہ وہ بھی تعلیم جدید سے بے بہرہ تھے اسلئے اونکی ذات سے کامیابی کی توقع نہ تھی اور نہ وہ عمدہ نگرانی ہی کر سکتے تھے اسلئے ضرور تہا کہ ایک ایسا شخص افسر مدارس مقرر کیا جاے جو عربی فارسی کی بھی قابلیت رکہتا ہو اور انگریزی مین بھی تعلیم یافتہ ہو، اور بغیر ایسے شخص کے جو مقصود کہ افسر تعلیم کے تقرر سے ہوتا ہے کبھی حاصل

نہین ہوسکتا، لہذا اونکی جگہ مولوی عبدالغفور شہباز کا جن مین وہ اوصاف مجتمع تھے تقرر عمل مین آیا۔

۹۔ دفتر انشاء فرمان روائے بھوپال کا دفتر و بکاری ہے اور بمقابلہ دیگر دفاتر کے اس دفتر کا کام ہمیشہ کثرت سے رہتا ہے خصوصاً میری ابتدائی سال حکومت سے اس دفتر کے کام مین اور بھی زیادتی ہوگئی جیسا کہ میری کتاب کے مطالعہ سے اندازہ ہوگا، اور اس تعداد سے بھی ظاہر ہوسکتا ہے کہ صرف اس سال جو احکامات کہ مین نے صادر کئے وہ (۱۸۰۸۱۵) کی تعداد مین تھے مگر کوئی دستور العمل اس دفتر کا موجود نہ تھا اور اس دفتر پر ہی کیا منحصر ہے کسی دفتر کے لئے بھی نہ تھا، اور یہ ایک صاف امر ہے کہ جب تک کہ دفاتر کی تہذیب نہو ہمیشہ دفتر ابتر حالت مین رہتا ہے، اسلئے میرے حکم سے ایک قانون موسوم بہ دستور العمل دفتر انشاء مرتب ہوا، اور اس دستور العمل کو چند ترمیمات کے ساتھ کُل دفاتر ریاست سے متعلق کئے جانے کا حکم دیا۔

۱۰۔ منشی ممتاز علی خان معین المہام ریاست کی میعاد خدمات ختم ہونے کے بعد مولوی نظام الدین حسن کو جن کا ذکر باب (۷) مین آچکا ہے عہدہ معین المہامی کے لئے مین نے انتخاب کیا، اور بعد ضروری خط و کتابت کے ۱۲ ستمبر سنہ ۱۹۱۵ء = سنہ ۱۳۳۳ھ کو اونکی خدمات دو سال کے لئے ہوم ڈپارٹمنٹ سرکار سے مین منتقل ہوئین، اور ۱۶ ستمبر سنہ ۱۹۱۵ء کو اونہون نے معین المہامی کا چارج لیا۔



باب (۴۱)

مدرسہ صنعت و حرفت اناث

وہ جاہل اور بے ہنر عورتین جو وارث و والی کے نہ ہونے سے اپنے اور اپنے بچون کے گذارہ کے لئے محتاج ہوکر اپنی زندگی بے انتہا مصیبتون مین بسر کرتی ہین در اصل بہت زیادہ قابل رحم ہوتی ہین اور ایسی عورتین اوس طبقہ مین بکثرت پائی جاتی ہین جنکے مردون کا دار و مدار محنت و مزدوری یا ملازمت پر ہوتا ہے -

ظاہر ہے کہ مردون کے مرنے یا ناقابل کار ہو جانے کے بعد کثیر العیالی کے سبب کوئی اور ذریعہ روزی کمانے کا باقی نہین رہتا اسلئے مجبوراً گرسنگی اور فاقہ کشی برداشت کرنی پڑتی ہے جس کا نتیجہ ہوتا ہے کہ بنی نوع انسان کی ایک تعداد کثیر یا تو جرائم پیشہ ہو جاتی ہے یا فاقہ کشی کی مصیبتین اوسکو موت کے کنارے کھینچکر ڈالدیتی ہین -

بھوپال مین بھی اس قسم کی بے ہنر عورتون کی کمی نہ تھی لیکن اون پر وہ مصیبتین نہ تھین جو عام طور پر دوسری جگہ پائی جاتی ہین اور اوسکی وجہ صرف زنانہ حکومت کی فیاضی اور بالخصوص نواب قدسیہ بیگم اور والدۂ سرکار خلد مکان کی وہ اعلیٰ اور مشہور فیاضی و رحمدلی تھی جسکی یاد ہمیشہ باقی رہیگی مگر فقر و فاقہ کو کسی فیاض کی فیاضی نہین روک سکتی اور نہ داد و دہش وہ اصلی مصیبتین جو افلاس کا نتیجہ ہین دور کر سکتی ہے کیونکہ اس قسم کی فیاضی اور داد و دہش سے لوگ اپنے آپ کو خود نکما اور اپاہج بنا لیتے ہین اور معاش کا بار خزانہ پر ڈالنا چاہتے ہین اور یہی سبب تھا کہ مین نے ریاست مین ایک بڑا گروہ اس قسم کی عورتون کا پایا، اسلئے مجھے سخت ضرورت محسوس ہوئی کہ مین اور اصلاحات کے ساتھ اس طبقہ کی بھی اصلاح

کرون تاکہ آئے دن کی مصیبتون مین کچھہ تو کمی ہو۔

مین نے بھوپال کی ایسی عورتون کے لئے ایک ایسا مدرسہ جس مین ضروریات روزمرہ مین کام آنے والی چیزون کی صنعتی تعلیم دیجاے قائم کرنا تجویز کیا تاکہ وہ اوسمین صنعت و حرفت سیکھہ کر کچھہ نہ کچھہ اپنی مدد کرسکین۔

میری اس تجویز پر تمام عہدہ دارون اور چند عمائد نے اپنی شکرگزاری اور مسرت کا اظہار کیا اور خواہش کی کہ وہ خود بھی اس خیر جاریہ مین شریک ہون اور اس مدرسہ کو چندہ سے قائم کیا جاے اسمین شک نہین کہ جسطرح ایک حکومت کا فرض ہے کہ وہ رعایا کی ضروریات تعلیم و صنعت وغیرہ مین فراخ دلی کے ساتھہ روپیہ صرف کرے اوسی طرح عامہ خلائق کا بھی فرض ہے کہ وہ حکومت کی مدد کرے اور غربا کو اپنی اوس دولت مین سے جو خدا نے اوسکو دی ہے حصہ دے مین نے اس خواہش کو منظور کیا اور ایک جلسہ ایوان شوکت محل کے سامنے شامیانون مین بہ صدارت مولوی نظام الدین حسن، بی، اے، بی ایل، معین المہام ریاست منعقد ہوا۔

اس جلسہ مین تمام عمائد و مہاجن، اراکین، جاگیردار، وکلا، عہدہ دار، اور دیگر معززین شریک تھے بعض اشخاص نے تقریرین کین۔

حاضرین جلسہ نے مدرسہ کی امداد کے لئے کچھہ یک مشت اور کچھہ ماہوار رقمون کا دینا منظور کیا اور تاریخ افتتاح مدرسہ تک سولہ سو (۱۶۰۰) روپیہ نقد چندہ وصول اور قریباً سو (۱۰۰) روپیہ ماہانہ معین ہوگیا صاحبزادہ حمید اللہ خان نے پچاس روپیہ اور مین نے ایک سو روپیہ خزانہ ریاست اور پچاس روپیہ ڈیوڑھی خاص سے ماہانہ مقرر کیا، ۲۳ رمئی ۱۹۰۵ء = ۱۷ ربیع الاول ۱۳۲۳ھ کو ہوا محل مین جو ایک وسیع اور پردہ دار عمارت ہے شام کو مدرسہ کا افتتاح ہوا۔

جلسہ کا اہتمام مولوی نظام الدین حسن معین المہام ریاست نے کیا تھا، نواب محمد نصر اللہ خان

کرنل محمد عبید اللہ خان، صاحبزادہ حمید اللہ خان اور دیگر ارکین و خوانین ریاست کو مدعو کیا، اور مجھسے بھی درخواست کی کہ مدرسہ کا افتتاح کرون۔

اگرچہ میرا ارادہ افتتاح کرنے کا تھا لیکن چونکہ دن کے پہلے حصہ مین مجھے بسبب دربار سالگرہ صدرنشینی کے زیادہ کام کرنا پڑا تھا اسلئے تکان کے باعث مین خود شریک نہ ہوسکی۔

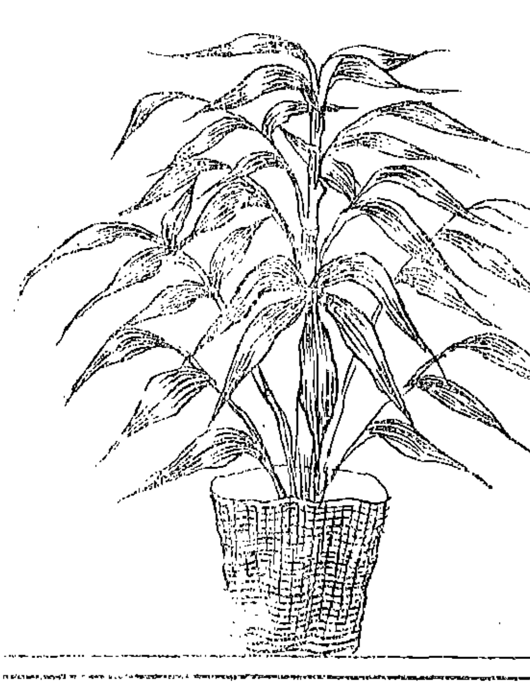
بلحاظ نوعیت جلسہ میری طرف سے صاحبزادی حبیب جہان بیگم بطور میرے قائم مقام کے شریک ہوئین کرنل عبید اللہ خان، صاحبزادہ محمد حمید اللہ خان اور تمام ارکین و خوانین وعمائد ریاست شریک جلسہ ہوئے چونکہ نواب محمد نصر اللہ خان کسی وجہ سے شریک جلسہ نہو سکے اسلئے کرنل محمد عبید اللہ خان سے صدارت جلسہ کی استدعا کی گئی، معین المہام صاحب نے مختصر الفاظ مین حاضرین کا خیر مقدم کیا مولوی ظفر حسین اور ظفر عمر فضل سکریٹری نے مدرسہ کی ضرورت و حالت پر تقریرین کین اونکے بعد کرنل عبید اللہ خان نے بحیثیت صدر انجمن کہا کہ:۔

" حاضرین مجلس! مجھے نہایت فخر اور خوشی ہے کہ اس مفید اور کارآمد مدرسہ کے "
" افتتاح کرنیکی عزت حضور سرکار عالیہ نے مجھے عطا فرمائی مجھے یقین ہے کہ حاضرین جلسہ "
" اوس دلچسپی اور توجہ سے بخوبی واقف ہین جو سرکار عالیہ کو تعلیم اور خاصکر تعلیم اناث "
" کے ساتھ ہے اور یہ پہلا ہی اسکول نہین ہے جو عورتون کی بہبودی کے خیال سے کھولا "
" جاتا ہے بلکہ ایک اور مدرسہ موسوم بہ "مدرسہ سلطانیہ" حضور ممدوحہ جاری کرچکی ہین جو "
" نہایت کامیابی سے چل رہا ہے۔ "
" سرکار عالیہ آج بنفس نفیس تشریف لاکر اس مدرسہ کا افتتاح فرماتین لیکن بوجہ "
" اسکے کہ آج ہی صدرنشینی کا روز ہے سرکار عالیہ تشریف نہ لاسکین۔ "
" مین نہایت خوشی کے ساتھ مدرسہ صنعت و حرفت اناث کا افتتاح کرتا ہون "

" اور امید رکھتا ہون کہ جس نیک نیتی اور عمدہ خیال کے ساتھہ اسکی بنیاد ڈالی گئی ہے "
" اوسکے لحاظ سے اس مدرسہ مین روزافزون ترقی ہوگی اور ایک دن یہ مدرسہ بہت "
" مفید اور کارآمد ثابت ہوگا ، اس مدرسہ کا منشا ، بیکس بیواؤن اور مفلس عورتون کو "
" ذریعۂ معاش سکھانا اور اونکی تکلیف کو رفع کرنا ہے ، پس مین امید رکھتا ہون "
" کہ آپ صاحبان اس مدرسہ کے کامون مین نہایت جوش اور سرگرمی کے ساتھہ "
" حصہ لین گے اور اوسکی ترقی وبہبودی مین کوشان رہین گے ۔ "

اس تقریر کے بعد عطر ، پان ، شیرینی تقسیم ہوکر جلسہ ختم ہوا ، مدرسہ کے لئے اگرچہ آنریری کارکن مقرر کردئے گئے ہین لیکن اوسکی نگرانی مین نے خود اپنے ذمہ رکھی اور کام سکھانے کے لئے واقفکار عورتون کا تقرر کیا ۔

داخل ہونے والی عورتون کے لئے چار سے چھ روپیہ ماہوار تک تنخواہ مقرر کی ، بھوپال مین یہ پہلی مثال رفاہ عام کے کام کی ہے جو پبلک چندہ سے قائم ہوئی ؎



باب (۴۲)

شادی کتخدائی صاحبزادہ محمد حمید اللہ خان

۱۹۰۵ء ۲۴-۱۳۲۳ھ مین مجھے خیال پیدا ہوا کہ مین حمید اللہ خان کی شادی کتخدائی کردون، اور اونکی دلہن کی خود تعلیم و تربیت کرون اگرچہ مین کم سنی کی شادیون کو پسند نہین کرتی اور مین جانتی ہون کہ یہ امر طبی اصول اور معاشرتی تجربات کے خلاف ہے لیکن اسی کے ساتھ چونکہ میرا دلی مقصود تہا کہ مین ایسی بہو پاؤن جسمین زمانۂ حال کی وہ قابلیت موجود ہو جو اعلیٰ درجہ کی مسلمان خاتون کے لئے ضروری ہے۔

مگر جب مین مسلمانون مین تعلیم نسوان کی طرف نظر ڈالتی تہی تو مجھے اوس عرصہ تک بہی جب تک کہ حمید اللہ خان شادی کے قابل ہون ایسی لڑکی کے ملنے سے مایوسی ہوتی تہی، میرے خاندان مین کوئی ایسی لڑکی نہ تہی جسکو مین اس ازدواج کے لئے منتخب کرتی، اسلئے بہوپال سے باہر مین نے تلاش کی، اور بالآخر میرا خیال اون ممتاز افغانی قبائل کی طرف مائل ہوا جو انگریزی علاقہ مین رہتے ہین اور گورنمنٹ کے نزدیک وفادار اور قابل اعتماد ہین، میجر میبرس اسمتہ صاحب بہادر پولیٹکل ایجنٹ اور آنریبل مسٹر ڈیلی صاحب بہادر کے روبرو بہی یہ تجویز پیش کی اور اون سے خواہش کی کہ کسی افغان خاندان کی لڑکی تلاش کی جاے جو نجیب الطرفین ہو اور جس کا خاندان گورنمنٹ کا مطیع اور وفادار ہو اور نیز مرتبہ و وقار بہی رکہتا ہو۔

صاحبان موصوف نے میری اس تجویز کو پسند کیا اور کرنل ڈین صاحب چیف کمشنر ممالک مغربی و شمالی سرحدی سے اس کوشش مین امداد کے لئے تحریک کی اونہون نے براہ مہربانی امداد دینا منظور کیا اور اونکی عنایت سے چند افغانی خانوادون کے شجرے بہی حاصل ہوگئے۔

یہان سے کپتان محمد حسین خان قندہاری کو جو ایک عرصہ سے سلسلۂ ملازمت ریاست مین داخل ہین اور

سرحدی قبائل سے ذاتی واقفیت رکہتے ہین اپنا معتمد بناکر پشاور بہیجا تاکہ اون خاندانون کے معاشرتی اور اخلاقی حالات سے مجہے اطلاع دین اور نیز اپنی ہندوستانی ✲ صاحبات کو اونکے ہمراہ کیا تاکہ وہ لڑکی کی صورت و شباہت سے مطلع کرین کچہہ عرصہ کی تلاش وکوشش کے بعد اونہون نے چند افغانی خاندانون کے حالات سے مجہے اطلاع دی جنمین اون خاندانون مین شہزادہ جہانگیر کا خاندان اور دیگر چند خاندان انتخاب کئے۔

یہان پر مین قوم افغان کے ایک دستور کو جس سے خاندان اور قبیلے قائم ہوتے ہین اور دولہا اور دلہن کے خاندانون کا تذکرہ درج کرنا مناسب سمجہتی ہون۔

افغان قوم مین بالعموم یہ قاعدہ ہے کہ قوم مین خاص طور پر جو نامور شخص ہوتا ہے اوسکی اولاد کا جداگانہ قبیلہ اوسکے نام سے منسوب ہوکر قائم ہوجاتا ہے، خاندان فرمان روایان بہوپال قوم کرلارڑ سے ہے جو افغانستان مین مشہور قوم ہے اور یہی خاندان نواب احتشام الملک مرحوم کا ہے لیکن قوم کے لوگ "ورک زی" کہلاتے ہین، بہوپال کا خاندان میرازی خیل کے لقب ✲ سے موسوم ہے، کچہہ نسلون کے بعد ورک زیون مین ایک "میرزئی" مشہور ہوا اور قبیلہ اوسی نام سے موسوم ہوگیا؛ نواب وزیر محمد خان کا خاندان بہی عرصہ تک اسی قبیلہ سے منسوب رہا لیکن جب نواب صاحب بہادر نے ایک خاص شہرت و ناموری حاصل کی تو پہر اونکے نام سے قبیلہ مشہور ہوگیا اور اونکا خاندان "وزیر خیل" کہلایا جانے لگا، اسیطرح جلال آباد کی جو ورک زئی قوم تہی وہ پہر فاطمہ خیل کے نام سے منسوب ہوئی، اور بعدہٗ "جلال خیل" ہوگئی، اور آخرکار اوسمین سے محمد یار خیل، نامدار خیل، دیندار خیل، کی شاخین پہوٹین۔

میرے والد نواب باقی محمد خان صاحب بہادر خاندان مشتی خیل سے تہے مگر اونکی اولاد اونہین کے نام منسوب ہوکر باقی خیل کے لقب سے موسوم ہے۔

اسی طرح شاہ شجاع دُرّانی (فرمان روائے کابل) کی اولاد شہزادہ خیل اور اونکی بہائی (وزیر سلطنت)

✲ یہ حالات مفصلاً صولت افغانی مین درج ہین۔

کی وزیر خیل کہلاتی ہے۔

شہزادہ جہانگیر بن شاہزادہ کامران شاہ شجاع الملک کے پوتے ہین، یہ خاندان سنہ ۱۸۳۲ء سے بظل حمایت سلطنت برطانیہ ہندوستان مین قیام پذیر ہے، شاہ شجاع الملک کے ساتھہ جو ہمدردی اور امداد سلطنت برطانیہ نے کی ہے وہ تاریخ افغانستان مین بصراحت پائی جاتی ہے اور اوسوقت سے جب کہ شاہ شجاع پہلی مرتبہ جالندہر مین آکر مقیم ہوے اونکا خاندان سلطنت برطانیہ کی حمایت مین آگیا اور ابہی تک اس خاندان کے ساتھہ مراعات و اعزاز کا برتاؤ ہے اور یہ خاندان بہی دل وجان سے اپنی محسن سلطنت کا مشکور و وفادار ہے۔

خود شہزادہ جہانگیر رسالہ انگلش گارڈ مین رسالدار میجر تھے اونہون نے اپنے ایام ملازمت کو نیکنامی کے ساتھہ ختم کرکے پنشن حاصل کی اور علاوہ پنشن کے گورنمنٹ پنجاب نے ضلع لاہور مین اراضی نہری عنایتاً عطا فرمائی، اب وہ اپنی زندگی اعزاز و افتخار کے ساتھہ بسر کرتے ہین اور شہر پشاور کے آنریری مجسٹریٹ بہی ہین، اونکے فرزند شہزادہ ہمایون جو دلہن کے باپ تھے عالم شباب مین اپنے اداے فرائض مین ڈاکوؤن کے ہاتھہ سے جان بحق ہوے۔

دولہن کی والدہ کے ماموں مشہور و معروف کرنل محمد اسلم خان سی، ایم، جی، اور کنگ ایمپرر کے ---، ڈی، سی اور خیبر رائفلس کے افسر ہین جنکی وفاداری اور جنگی قابلیتین مسلمہ ہین، گذشتہ سرحدی جنگ مین اونکو ہندوانگلینڈ مین عام شہرت نصیب ہوئی، اور جشن تاج پوشی سنہ ۱۹۰۲ء مین ملک معظم کے خاص مہمان کی حیثیت سے لندن مین مدعو تھے، اور خطاب نوابی سے بہی ممتاز ہین، غرض دولہن کا سلسلۂ نسب باپ کیطرف سے شہزادہ خیل اور مان کیطرف سے وزیر خیل ہے۔

اسی تذکرہ مین ایک عجیب اتفاق کا بیان بہی ناموزون نہ ہوگا جو اس باب مین دلچسپی سے دیکہا جاے گا۔

ایک عرصہ دراز گزرا کہ آنریبل میجر ڈین صاحب بہادر نے سرکار خلد مکان سے شہزادہ کامران کی

سفارش کی تھی، سرکار خلد مکان نے باوجودیکہ اوسوقت کوئی جگہ خالی نہ تھی محض اونکی عالی نسبی اور اپنی ہمدردی قومی کیوجہ سے فوراً بلا کر بلا خدمت تنخواہ مقرر کردی اور عہدہ خالی ہونے پر جگہ دی گئی ۔

شاہزادہ کامران کی بیگم بھی ہمراہ تھین وہ اکثر محل مین آتی جاتی تھین اور مجھسے بہت محبت کرتی تھین شہزادہ ہمایون بھی ساتھہ تھے اور وہ بھی فوج ریاست مین ملازم ہوگئے تھے، مین نے ایک دن اتفاقاً بیگم صاحبہ موصوفہ سے دریافت کیا کہ آپ کی پوتیان اور نواسیان بھی ہین؟ اونھون نے اثبات مین جواب دیا اور کہا کہ "ایک پوتی کی دو لڑکیان پانچ اور تین سال کی ہین" یہ سنکر میری زبان سے بے ساختہ نکل گیا کہ "کیا اچھا ہو کہ میری اولاد کا آپ کے خاندان مین رشتہ ہوجاوے کیونکہ ابھی تک ہماری ننہال مین لوگون نے سیجز اپنی شاخ کے کسی اور شاخ کا خیال نہین رکھا" اس بات کے جواب مین اونھون نے کہا کہ "ازین چہ بہتر" یہ ایک تذکرہ تھا جو ہوگیا مگر اوسی زمانہ مین ان خاندان کے متعلق یہ قصہ پیش آیا کہ شہزادہ کامران کی ایک ناکتخدا پوتی جنکی عمر ۱۳ سال کی تھی بھوپال مین موجود تھین میان عالمگیر محمد خان کی پہلی بیوی کا انتقال ہوچکا تھا سرکار خلد مکان اوس لڑکی کو انکے لئے چاہتی تھین اور بیگم صاحبہ موصوفہ پر اپنی اس خواہش کا اظہار بھی کردیا تھا لیکن اونھون نے کوئی جواب نہ دیا اور پہلے میان عالمگیر محمد خان کی نجابت طرفین کے متعلق تحقیقات کر لینا مناسب جانا اور نہایت مخفی طریقہ سے لوگون سے دریافت حال شروع کی مجھے بھی چونکہ وہ اپنا دوست سمجھتی تھین اس حقیقت سے آگاہ کیا اور مشورہ چاہا۔

میری لئے دراصل یہ نہایت نازک موقع تھا اسلئے کہ ایک نجیب الطرفین خاتون مجھپر اعتماد کر کے ایک ایسے معاملہ مین جسکا اثر ایک بڑے خاندان پر ہمیشہ کے لئے پڑتا ہے مشورہ لیتی اور حقیقت حال دریافت کرتی تھین اگر مین صحیح صحیح حالات کو اون سے پوشیدہ کر کے اپنے ضمیر کے خلاف اونکو مشورہ دیتی تو خود مجھے اپنے ضمیر سے حجاب آجاتا، اسکے علاوہ مین نہایت ناپسند کرتی ہون کہ کسی عمدہ نسل مین کوئی خرابی پیدا ہوجاوے، اسلئے جو کچھ میان عالمگیر محمد خان کی نسبت مجھے معلوم تھا مین نے اونپر ظاہر کردیا۔

بالآخر اس قرابت سے بیگم صاحبہ نے انکار کیا اور وہ انکار سرکار خلد مکان کی ناراضی کا باعث ہوا،
شہزادہ کامران اور اونکی بیگم صاحبہ اس ناراضی کو سمجھ گئین اور چونکہ وہ سب عقلمند تھے اور نہین چاہتے تھے کہ
یہان رہکر سرکار خلد مکان کی ناراضی کو بڑہائین لہذا چند عذرات پیش کر کے شہزادہ کامران نے ملازمت
ترک کی اور مع اپنے خاندان کے دہلی چلے گئے دہلی مین کچھہ دنون بعد شہزادہ کامران کا انتقال ہوگیا اور اونکی
بیگم صاحبہ نے پشاور مین بود و باش اختیار کی۔

کم و بیش اس قصہ کو (۲۵) سال گذرگئے، اور جو کلمات اتفاقیہ منہ سے نکلے تھے، اور جنکا خیال و گمان
بھی نہ رہا تھا، اونکی نسبت تقدیر ایزدی ہی تھی کہ وہ صورت واقعہ مین آئین اور شہزادہ کامران کے
خاندان مین میری اولاد کی قرابت ہوا اسلئے یہ اسباب پیدا ہو گئے۔

کپتان محمد حسین خان نے حسب الحکم میرے اس خاندان کا منشا دریافت کر کے اور اون کو
نیم راضی پاکر مجھے اطلاع کی، مین نے بذریعہ آنریبل مسٹر ڈین صاحب بہادر چیف کمشنر مزید حالات دریافت
کئے صاحب بہادر ممدوح الشان نے شہزادہ جہانگیر کا حسب و نسب اور بھی تفصیلاً لکھکر بھیجا اور اون کے
ذاتی و خاندانی حالات کی بہت تعریف لکھی۔

جب ان امور سے اطمینان ہو گیا تو مین نے آنریبل مسٹر ڈیلی صاحب بہادر اور صاحب
پولیٹکل ایجنٹ بہادر کو مطلع کر کے شاہزادہ جہانگیر کو حسب دستور پیغام دیا شاہزادہ جہانگیر نے منظور
کر لیا اور جملہ مراتب شادی طے ہو گئے۔

۱۷ جمادی الثانی ۱۳۲۳ ہجری = ۱۵ اگست سنہ ۱۹۰۵ء روز پنجشنبہ کو ایک انتظامی پارٹی پہلے
سے پشاور روانہ کی گئی۔

اس پارٹی کے ارکین خان بہادر مولوی نصیر الدین احمد، خان بہادر منشی اسرار حسن خان،
اور منشی سید منصب علی تھے۔

صاحب پولیٹکل ایجنٹ بہادر نے صاحب کمشنر بہادر اور چیف سیکریٹری کو تعارفی چٹھیاں تحریر کردین تاکہ صاحبان ممدوح سے ضروری امداد مل سکے ۔

یہ پارٹی پشاور پہونچکر مفتی فدا محمد خان صاحب بیرسٹرایٹ لا کی کوٹھی پر مقیم ہوئی اور ۱۶؍ رجب ۱۳۲۳ھ مطابق ۱۶؍ ستمبر ۱۹۰۵ء تاریخ عقد قرار پائی مفتی صاحب موصوف نے ہرطرح مدد دی اور اونکی تجویز ورائے سے برات کے قیام کے لئے چھاونی مین دو بنگلے کرایہ سے لئے گئے ۔

منشی اسرارحسن خان کی کنٹونمنٹ مجسٹریٹ سے ملاقات تھی اور مسٹر گرس اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ پولس سے بھی سابقہ مراسم تھے اسوجہ سے اونکو انتظامات مین بڑی آسانی ہوئی اور نیز اونکے وسیع خلق اعلیٰ درجہ کی ملنساری اور فراست کیوجہ سے کسی امر مین دقت نہ اوٹھانی پڑی برات داخل ہونے کے قبل بنگلے آراستہ کر لئے گئے تھے اور تمام انتظامات مکمل ہوگئے تھے ۔

برات پہونچنے سے پیشتر مولوی نصیرالدین اور منشی اسرارحسن خان نے اپنی جانب سے یوروپین اصحاب اور ہندوستانی احباب کی دعوتین کین اور ہر ایک معاملہ کو بڑی خوش اسلوبی کے ساتھ انجام دیا ۔

۲۴؍ جمادی الثانی = ۲۶؍ اگست کو دوسری پارٹی جس مین میان اقبال محمد خان مختشم اردلی، کپتان عبدالمجید ملٹری سکریٹری ، حافظ عبدالرحمن مہتمم کارخانہ جات ریاست تھے پنجاب میل سے پشاور روانہ ہوئی ۔

۲۷ جمادی الثانی = ۲۹؍ اگست کو تیسری پارٹی روانہ کی گئی اس پارٹی کے ساتھ دولہن کے زیورات جو ہمراہ بیاہ مین دیئے جاتے ہین اور نیز ساچق کے جوڑے وغیرہ اور دیگر سامان ضروری مثل مسند وتکیہ ، پردہ فینس وجل وشامیانہ ، بگھی اور گھوڑے روانہ کئے گئے ۔

شہریار دولہن بیگم کرنل عبیداللہ خان کو اپنے بھائی کی مہندی لانے کا بڑا ارمان تھا کیونکہ

بوجہ عمزاد ہونے کے یہ دولہا کی بہن بھی ہین اور یہ رسم بہنون کی ہی جانب سے ادا ہوتی ہے ماموں زاد بہنون کو بھی مہندی لانے کی آرزو تھی لیکن برات جانے مین صرف ایک دن باقی تھا اور ہر مہندی کے لئے جدا جدا انتظام کرنا ہوتا اسلئے یہ قرار پایا کہ ماموں زاد بہنین بھی شہر یار دلہن صاحبہ کے ساتھ مہندی لائین، کیونکہ اونہون نے بڑے دہوم دہام سے انتظام کیا تھا، اسمین یہ بھی متصور تھا کہ انتظامات مین طوالت نہ ہو فضول اخراجات سے بچین، اور وقت کی قلت سے کسی کی آرزو باقی نہ رہجاے۔

پھر جب کو رات کے وقت یہ مہندی نہایت دہوم دہام اور سلیقہ سے صدر منزل پر آئی، آگے پیچھے جلوس واحتشام تھا وسط مین ایک چاندی کا تخت اور اوسپر ایک کارچوبی شامیانہ لگا ہوا شامیانہ مین فرشی جہاڑ روشن تھے اور تخت پر ایک نقرئی چوکی دولہا کی نشست کیلئے تھی، اوسپر گاؤ تکیہ طلائی ونقرئی جھبون سے کسا ہوا تھا اور طشت زرین مین مہندی رکھی ہوئی تھی بیند بج رہا تھا اخوان ریاست وارکین دولت مہندی کے ہمراہ تھے اس مہندی کے پیچھے اور تمام بہنون کی مہندیون کے طشت اور چوکیون کی قطار تھی۔

رات کے وقت روشنی منقشی شامیانہ اور اس جلوس نے ایک عجیب وپر لطف بہار پیدا کردی تھی، تمام راستہ ایک نہایت دلچسپ منظر بنگیا تھا، یہ جلوس ہمایون منزل سے چلکر کاٹ کر صدر منزل پر آیا یہان بیبیان پہلے ہی آگئی تھین، حمید اللہ خان اندر طلب کئے گئے مگر مرد کو چونکہ شرعاً مہندی لگانا ممنوع ہے اسلئے اعزا کی خاطر ومسرت کے لحاظ سے صرف ایک اونگلی پر مہندی رکھدی گئی اور دولہا کو مالیدہ کہلایا گیا اندر باہر پھول پان تقسیم ہوے۔

۱۷ رجب = ۲۱ ستمبر کو برات کی بذریعہ اسپشل ٹرین کے جسمین اسٹیٹ سیلون بھی شامل کئے گئے روانگی قرار پائی۔

نواب محمد نصر اللہ خان کا ارادہ ہمراہ جانے کا نہ تھا اونکو بھی مناسب معلوم ہوا کہ وہ میرے ہمراہ

سانچی تک جاکر نوشاہ اور دولہن کا استقبال کرین مگر بھی اونکے جانے پر اصرار نہ تھا کیونکہ تقریبات کوئی اٹیل کام نہین تہین۔

براتیون مین کرنل عبید اللہ خان ، میان حسین محمد خان ، میان ولایت علی خان ، میان عبد الصمد اسسٹنٹ نائب مال ، میان محمود علی خان ، سردار بہادر میجر مرزا کریم بیگ ، منشی احمد حسن علی ، منشی افسر الاطبا حکیم سید نور الحسن اور دیگر معتمدین و اراکین ریاست تھے ۔

ایک گارڈ کمپنی اختر امیہ ، ایک گارڈ سپاہیان رجمنٹ اور دیگر عملہ ضروری و خدام وغیرہ ہمیت مین تھے ، علاوہ خدام صاحبزادگان کے اور خدام کے لئے بھی جو براتیون کے ہمراہ تھے سرکاری طور پر وردیان طیار کرائی گئی تھین ۔

برات کی روانگی کا وقت ۹ بجے دن کا تھا تمام باراتی تیار ہوکر اسٹیشن پر جمع ہوگئے ، نوشاہ اور کرنل عبید اللہ خان کو مین نے مسرت آمیز دعاؤن کے ساتھ صدر منزل پر خدا حافظ کہا اور وہ اسٹیشن کو سدہارے وہان گارڈ آف آنر اور بینڈ موجود تھا نوشاہ کے پہونچنے پر بینڈ نے خوشی کا ترانہ بجایا اور گارڈ آف آنر نے سلامی دی ۔

۹ بجے اسپشل ٹرین روانہ ہوئی قلعہ سے پانچ فیر سلامی کے سر ہوئے سید حامد حسین خلف میر جعفر حسین انجنیر نہر نے اسٹیشن جہانسی پر برات کو نہایت تکلف کے ساتھ "ٹی پارٹی" دی ۔

۴ رجب = ۴ ستمبر کو برات پشاور[1] مین داخل ہوئی مشاہیر و معززین شہر نے شاندار استقبال کیا صاحب چیف کمشنر بہادر نے نہایت اخلاق و مہربانی سے مدد دی ، اسٹیشن پر بینڈ اور گارڈ آف آنر موجود تھا اور اردلی مین سواران فوج متعین تھے ، بارات چھاونی کے بنگلون مین جو پہلے کرایہ پر لئے گئے تھے مقیم ہوئی تاریخ معینہ پر سادگی کیساتھ دلہن کے گھر گئی اور کرنل محمد عبید اللہ خان کی ولایت مین جنکو مین نے اپنی جانب سے ولی شرعی

[1] مولوی نصیر الدین صاحب کا یہ استقلال قابل یادگار و ہزار تحسین ہے کہ جب برات پشاور مین پہونچ رہی تہی تو اونکے مکان سے اونکے نوجوان لخت جگر کے انتقال کا تار موصول ہوا لیکن اونہون نے کسی سے اوسکا ذکر تک نہ کیا اور کسی طرح اوس صدمہ کو ظاہر نہونے دیا جو ایسی خبر سنکر فطرتاً ہوتا ہے اور یہ محض اسلئے کہ اپنے آقا کے فرزند کی تقریب کے وقت کسی قسم کی افسردگی نہونے پائے ۔

مقرر کیا تہا عقد ہوا اور اونہون نے اپنی بہاوج کو یاقوت کے بندی جو نہایت قیمتی تھے مُنہ دکھائی مین دیے۔

دوسرے روز دعوت ولیمہ کی گئی اور جملہ صاحبان یوروپین پشاور کو ایک ڈنر دیا گیا جن مین بعض خاص خاص ہندوستانی اصحاب بہی مدعو تھے اس دعوت کے بعد دلہن کے یہان بہی سب کی دعوت ہوئی۔

۱۰ رجب کو اسپشل ٹرین مین برات پشاور سے بھوپال واپس روانہ ہوکر ۱۱ رجب کو ۱۰ بجے دن کے سانچی مین داخل ہوئی۔

چونکہ مین نے یہ ارادہ کر لیا تہا کہ سانچی مین برات ٹھہرا کر اور خود اوسمین شریک ہوکر بھوپال آؤن اسلئے سانچی مین بہی برات کے استقبال وقیام کا انتظام ایک عظیم پیمانہ پر کیا گیا تہا۔

ڈاک بنگلہ سے جانب شمال میدان مین خیام نصب کئے گئے تھے رسالہ اعترامیہ مع بینڈ و رجنٹ شاہیہ ورجمنٹ کا ایک ایک گارڈ اور دو ضرب توپ اپنی جلو مین برات کے لئے موجود تھے۔

روشنی کا انتظام مسٹر کوک انجنیر ریاست کے سپرد تہا انتظام رسد ناظمان مشرق وشمال اور تحصیلدار دیوانگنج و کوتوال شہر نے کیا تہا، نواب محمد نصر اللہ خان چونکہ برات مین نہین گئے تہے اسلئے ان انتظامات پر اونکی نگرانی رکہی گئی تھی، ۱۱ رجب کو ۸ بجے صبح مین بہی بذریعہ اسپشل ٹرین مع اخوان وارکین ریاست سانچی پہونچ گئی تھی۔

برات کے داخل ہونے پر گارڈ آف آنر نے سلامی ادا کی بینڈ نے ترانہ مسرت بجایا پالکی مین دلہن اور گھوڑے پر نوشاہ سوار ہوکر کیمپ آئے، ہمراہی مستورات، پالکیون اور بگھیون مین سوار ہوئین باقی کل ہمراہی پیادہ تھے، کیونکہ اسٹیشن اور کیمپ مین کچھ فاصلہ نہ تہا دلہن میرے پاس ڈاک بنگلہ مین اُتاری گیئین، مین نے بُندی یاقوت اور انگشتری رونمائی مین دی۔

ہمراہیون نے چاشت کا کہانا کہایا، صاحبان یوروپین اور لیڈیز کے لئے جو میرے ہمراہ گئے تھے انگریزی قسم کا کہانا تیار کرایا گیا تہا۔

کرنل محمد عبید اللہ خان ایک دو گھنٹہ کے بعد اجازت طلب کر کے بھوپال انتظام جلوس و بارات دیکھنے کے واسطے آگئے۔

شام کو ۵ بجے کل بارات سانچی سے روانہ ہو کر بھوپال پہونچی، اسٹیشن پر مولوی نظام الدین حسن معین المہام اور دیگر اراکین و عہدہ داران و خوانین نے استقبال کیا، جمعیت فوج موجودہ بھوپال نے سلامی ادا کی، قلعہ فتحگڈہ سے بھی سلامی سر ہوئی اور بینڈ نے مبارکباد ادا کی۔

لوارڈ صاحب بہادر پولیٹکل ایجنٹ مع اپنی میم صاحبہ کے اسٹیشن پر موجود تھے، مسز لوارڈ نے دلہن کو مروارید کا ایک پن رونمائی میں دیا۔

پلیٹ فارم اور مسافرخانہ نہایت عمدہ طور پر سجایا گیا تھا قسم قسم کے پھولدار درختوں کے گملے جابجا رکھے ہوئے تھے، دیوار و در پھلواری سے آراستہ تھے قرینہ سے کرسیاں بچھی ہوئی تھیں سراے سکندری کی چھت پر بھی نشست کا انتظام تھا، ان مقامات کو چند حصوں پر منقسم کر دیا گیا تھا ملازمان و عہدہ داران اخوان و ارکان اور دیگر مہمانوں کی نشست کا انتظام بہ لحاظ مراتب تھا۔

حاضرین و ہمراہیان برات کو عطر و پان اور پھول تقسیم کیے گئے، اور دلہن مع مستورات ٹرین سے اوتر کر فوراً محل میں آگئی۔

صدر منزل میں پہلے سے تمام اراکین و خوانین کی مستورات اور عزیز و قریب بیبیاں جمع تھیں، قیصر دلہن اور شہر یار دلہن میزبان تھیں استقبال اور بٹھانے کا انتظام مسز اسکل تھارپ مہتممہ مدرسہ بلقیسی کے سپرد تھا۔

پونے سات بجے شام کو اسٹیشن سے بارات کا جلوس روانہ ہوا، اسٹیشن سے شہر تک روشنی کی گئی تھی، اور پانچ عارضی دروازے تیار کئے گئے تھے، اور ہر دروازہ کے بعد ایک ایک آرائشی دروازہ سبز پتوں اور بیلوں کا نہایت خوشنما طور پر بنایا گیا تھا، بارش کے احتمال سے اور کسی قسم کی

آرائشی اون دروازون پر نہین کی گئی تھی، اور صرف یہ سبز دروازے ہی اس موسم مین ایک دلچسپ نظارہ بنے ہوے تھے، محلات سرکاری کے سامنے خاص طور پر نہایت اہتمام کے ساتھہ روشنی تھی، اور تمام بڑے دروازے آراستہ پیراستہ کئے گئے تھے۔

ریلوے اسٹیشن سے صدر منزل تک دورویہ پولیس اور ناکون پر مونٹڈ پولیس ایستادہ تھی بادشاہ کا جلوس حسب ذیل ترتیب سے تہا۔

(۱) مونٹڈ پولیس کے دو ٹرپ و نیز کمانڈر "منتظم پولیس" سب سے آگے تھے۔

(۲) جوانان بیڑہ مع ولایتی باجہ۔

(۳) کمپنی قلعہ شہر پناہ۔

(۴) کمپنی ڈیوڑہی خاص مع بینڈ۔

(۵) کمپنی انتظامیہ

(۶) احتسامیہ ٹروپس

(۷) کمپنی احتسامیہ۔

(۸) سواران توپخانہ بلا توپ۔

(۹) رجمنٹ وکٹوریہ لانسرز۔

(۱۰) ماہی مراتب۔

(۱۱) کوتل گھوڑے مع ساز و یراق۔

(۱۲) گارڈ آف آنر۔

(۱۳) بینڈ ریاست۔

(۱۴) رسالہ احتسامیہ۔

اس جلوس کے بعد دلہن کی پالکی تھی پالکی کے بعد نوشاہ ہاتھی پر سوار تھے جنکے آگے چار چوبدار مرصع عصا لئے ہوئے تھے ہاتھی کے پیچھے ایک گاڑی مین نواب محمد نصر اللہ خان و کرنل عبید اللہ خان سوار تھے اونکے بعد ایک ترپ وکٹوریہ لانسرز کا تھا، ان کے بعد معین المہام صاحب و نصیر المہام صاحب اور دیگر عہدہ داران و اہل بارات کی گاڑیان تھین، راستہ مین جابجا آتشبازی کے گولے سر کئے جاتے اور نوشاہ کی سواری کے آگے مہتابین روشن کیجاتی تھین، متعدد مقامون پر مہتابون کے درخت نصب کئے گئے تھے جو نوشاہ کے پہونچنے پر روشن کر دیے جاتے تھے، صدر منزل اور شوکت محل کے سامنے عمدہ اور اعلیٰ قسم کی آتشبازی چھوڑی گئی جو بڑودہ کے مشہور آتشباز جمال اور دیگر آتشبازان بھوپال نے تیار کی تھی۔

یوروپین مہمانان سیہور نے کمرہ بالائے باب سلطانی، اور یوروپین لیڈیون نے صدر منزل کے برآمدہ سے اس جلوس اور آتشبازی کو دیکھا۔

ان مہمانون کے لئے "ریفرشمنٹ" بھی مہیا تھا، نواب صاحب کوروائی، مجمد گڈھ اور باسودہ کے لئے باب شاہجہانی کے کمرہ سے جلوس دیکھنے کا انتظام ہوا تھا لیکن اسوقت ترشح ہوجانے کے سبب سے چراغان اور آتشبازی کا پورا لطف مہمانون کو نہ آیا۔

صدر منزل پہونچکر دلہن کی پالکی محل مین داخل ہوئی اور دولہا ہاتھی سے اوترکر محل مین آئے معمولی رسمین ہوئیں سمدھنون اور مہمان بیبیون کو صاحبزادی برجیس جہان بیگم نے پان دئے قیصر دلہن صاحبہ نے پھول پہنائے شہریار دلہن صاحبہ نے عطر دیا اور شربت و صندل تقسیم کیا گیا دلہن کو (۱۱۶۰۲۹) روپیہ ۱۲ ار کے زیورات دئے گئے۔

۱۳- اور ۱۴- رجب کو دفاتر مین عام تعطیل رہی اور ۱۴ رجب کو اخوان و اراکین عہدہ داران ریاست کی دعوت ولیمہ کی گئی، اور ۲۲ رجب کو خوان بندی سے عام ملازمان و متوسلان ریاست کی

دعوت ہوئی، ہرسہ صاحبزادگان سلمہم اور نواب صاحبان باسودہ و محمدگڈھ و کوروائی اور دیگر اعزا و اخوان و عہدہ داران ریاست کو علیٰ قدر مراتب جوڑے دیئے ۔

منشی اسرار حسن خان منصرم انتظامات شادی تھے انہون نے ابتدا سے لیکر انتہا تک امور مفوضہ کو ہوشیاری اور تندہی سے انجام دیا تھا اور وہ اپنی محنت و حسن کارگذاری کے سبب سے میری تحسین کے مستحق تھے اور آیندہ حوصلہ افزائی اور اظہار خوشنودی کے لیے اونکو صلہ دینا ضرور تھا اس لیے بمنظوری گورنمنٹ آف انڈیا بذریعہ چٹھی نمبر ۳۲۶۲ مورخہ ۱۰ اگست سنہ ۱۹۰۲ء اونکو ایکہزار روپیہ کا خلعت دیا گیا، شریف صاحب مکہ مکرمہ کو چار عمدہ جوڑے بھیجے گئے، بالعموم عہدہ داران اور ماتحت اہلکارون نے اپنے فرائض متعلقہ کو نہایت مستعدی سے ادا کیا، اور خصوصاً پولیس کے پہریان اور منشیان دفترکاری نے اوس مستعدی و دیانتداری سے اپنی خدمات انجام دین جسکی کہ اونسے ہمیشہ توقع رہتی ہے لہذا اون جملہ عہدہ داران و اہلکاران کو جوڑے اور پروانے دیئے گئے ۔

رعایا و ملازمین نے اکثر قطعات و قصائد مبارکباد پیش کئے اونکا صلہ دیا گیا (۵۰۰) جوڑے محتاجون اور مساکین کو تقسیم کئے گئے اور قرآن مجید و کتابین بھی تقسیم ہوئین اور متفرق طور پر نقدی اور جماعت انتظامیہ وغیرہ کو انعام دیا گیا اس تقریب مین شریک ہونے کے لیے مین نے اپنے جملہ یوروپین دوستون اور ایجنسی سیہور و ریزیڈنسی اندور کے افسرون کو بھی مدعو کیا تھا، اکثر تشریف لائے اور بعض بوجہ مجبوریون کے شریک نہو سکے ۔

اس زمانہ مین قابل یادگار حسن اتفاق تھا کہ آنریبل میجر ڈیلی صاحب بہادر سنٹرل انڈیا کے ایجنٹ گورنر جنرل تھے سنہ ۱۸۷۵ء مین اونکے باپ میجر سر ہنری ڈیلی صاحب بہادر کے زمانہ مین میری شادی ہوئی تھی اور وہ دعوت شادی مین شریک تھے اور اب اونکے زمانہ مین میرے فرزند کی شادی ہو رہی ہے ۔

مین نے اونکو دعوت بھیجی اور اونھون نے بکمال عنایت منظور کی، ۱۳ ستمبر تک تمام یوروپین مہمان جمع ہو چکے تھے، کوٹھی قدیم اور کوٹھی جدید کے احاطون مین خیمون کا کیمپ بنایا گیا تہا، جسمین اونکی آسائش اور قیام کا انتظام تہا، ۱۴ ستمبر کو آنریبل ایجنٹ گورنر جنرل بہادر تشریف لائے اونکے لئے اوجین تک اسٹیٹ سیلون بہیجا گیا تہا۔

اسٹیشن پر نواب محمد نصر اللہ خان، معین المہام، نصیر المہام اور منشی اسرار حسن خان نے استقبال کیا قلعہ فتحگڈہ سے سلامی سر ہوئی پلیٹ فارم پر گارڈ آف آنر اور بینڈ نے سلامی ادا کی، صاحبزادہ صاحبان پل پختہ تک اور دیگر ارا کین کوٹھی تک ہمراہ گئے اوسی دن صاحب بہادر محتشم الیہ نے صدر منزل پر اگر ضابطہ کی ملاقات کی اور ۵ بجے مین نے کوٹھی جدید پر جاکر رسم ملاقات بازدید ادا کی۔

۱۵ ستمبر کو ۹ بجے صاحب ممدوح آثار قدیمہ کے ملاحظہ کے لئے سانچی تشریف لے گئے وہان جملہ انتظامات مہمانداری منجانب ریاست کئے گئے تھے ۳ بجے واپس آئے، ۵ بجے باغ حیات افزا مین گارڈن پارٹی تھی باغ نہایت عمدہ طور پر سجایا گیا تہا، بینڈ دلچسپ ترانے بجا رہا تھا جملہ یورپین مہمان نواب نصر اللہ خان، کرنل عبید اللہ خان، صاحبزادہ حمید اللہ خان، معین المہام، نصیر المہام منشی اسرار حسن خان، اور شہزادہ جہانگیر شریک جلسہ تھے، مین بھی اپنے مہمانون کے ساتھ شریک تھی شب کو ڈنر تہا، دروازون اور محلات وغیرہ پر روشنی کی گئی تھی کوٹھی پر بھی روشنی کا خاص اہتمام تھا اور عمدہ قسم کی آتشبازی نصب تھی ویڈنگ کیک کلکتہ سے تیار کراکر منگوایا گیا تہا۔

۸ بجے تمام مہمان میز پر جمع ہوے بعد ختم ڈنر مین نے حسب ذیل اسپیچ کی:-

آنریبل میجر ڈیلی! لیڈیز! اینڈ جنٹلمین!

مین آپ کا تہ دل سے شکریہ ادا کرتی ہون کہ آپ نے ازراہ عنایت میری

ضیافت کو قبول کیا اور اس تقریب میمنت نصیب مین شریک ہو کر میری خوشی اور مسرت کو دوبالا کیا -

خصوصاً میجر ڈیلی کا اسوقت میز پر موجود ہونا میرے باعث فخر و مسرت ہی نہین ہی بلکہ مین اسکو ایک فال نیک خیال کرتی ہون خود میری شادی کی تخدائی مین آپ کے والد بزرگوار شریک ہوے تھے اور خدا کا شکر ہے کہ اون کی شرکت کی برکت سے میری شادی انجام سے نہایت کامیاب اور بامراد ثابت ہوئی چنانچہ خدا کے فضل سے یہ دن نصیب ہوا ہے کہ میرے چھوٹے صاجزادہ کی شادی کی تخدائی کا مسرت بخش جلسہ ہے -

خداے عزوجل سے میری دعا ہے اور غالباً میجر ڈیلی آپ اس دعا مین ہم زبان ہونگے کہ جسطرح میری زندگی بعد شادی کے پر لطف اور کامیاب گذری اسیطرح میرے جگر گوشہ میان حمید اللہ خان سلمہ اللہ کی آیندہ زندگی خوشی اور چین سے بسر ہو اور وہ پھولین پھلین ، آمین -

لیڈیز اینڈ جنٹلمین !

مین گمان کرتی ہون کہ اس چھوٹے سے دولھا کو آپ خیال کرتے ہون گے کہ اس صغر سنی مین دلہن بیاہ لانے کی کیا ضرورت تھی شائد آپ کو یہ بھی خیال ہوگا کہ ہندوستان کے رسم و رواج کا اثر مجھپر بھی ہے اور صغر سنی کی شادی کو جو عموماً معیوب سمجھی جاتی ہے مین مستحسن سمجھتی ہون -

میرا اصل مقصود شادی مین اس قدر عجلت کرنے کا یہ تھا کہ اپنی ننھی سی بہو کو اپنا نور نظر بنا کر اپنی نگرانی مین تعلیم و تربیت دے سکون کیونکہ مین عمدہ تعلیم و تربیت کو مستورات کے لئے سب سے بہتر اور سب سے زیادہ خوشنما زیور سمجھتی ہون یہ ایسا بیش بہا اور پایدار

زیور ہے جسکی آب و تاب کبھی کم نہین ہو سکتی -

مجھے امید ہے کہ اس توضیح کے بعد آپ اس صغر سنی کی شادی کو موافق مصلحت وقت خیال کر کے میری اس تمنا مین میرے ہم زبان ہونگے خدا کرے کہ دلہن کی تعلیم و تربیت میری مرضی اور خواہش کے مطابق ہو جاے -

میری یہ بھی خواہش تھی کہ مین اپنے خاندان مین خون کو تازہ کرون اور دلہن بھی ایسے خاندان کی ہو جو انگریزی گورنمنٹ کی وفاداری مین مثل میرے خاندان کے مشہور ہو اسلئے مین نے سرحد ہندوستان پر تلاش شروع کی اور کرنل ڈین اور میجر میزس اسمتھ نے میری اس راے سے متفق ہو کر مجھے اچھا خاندان تلاش کرنے مین بڑی مدد دی اور خدا کا شکر ہے کہ میری خواہش کے موافق مجھے بہو مل گئی -

شاہزادہ جہانگیر جو دلہن کے دادا ہین پشاور کے بڑے معزز اور سربرآوردہ مسلمان ہین اور اپنے شہر مین آنریری مجسٹریٹ بھی ہین ، اور انکا خاندان قدیم سے گورنمنٹ انگلشیہ کا نمکخوار اور وفادار ہے ، کرنل نواب اسلم خان جو قیصر ہند کو اے ڈی سی ہین اور سرحدی مسلمانون مین بڑے ممتاز اور نامور ہین ، میری بہو کے ماموں ہین جو برکتین اور امن و امان ہندوستان کو سرکار انگلشیہ کے عہد مین حاصل ہین اونکی ایک بین مثال یہی ہو کہ یہ شادی اسقدر دور و دراز صوبہ مین نہایت عمدگی اور خوش اسلوبی کے ساتھ عمل مین آئی اور یہ کس قدر فخر و مباہات کا موقع ہو کہ دعوت شادی مین آپ سب صاحبون نے حصہ لیکر ہماری مسرت مین اضافہ کیا ہے پس مین ضروری سمجھتی ہون کہ ذی عزت و عظمت شہنشاہ ایڈورڈ ہفتم کے جام صحت کی تحریک کرون ، اور مجھے کامل امید ہے کہ حاضرین میری اس تحریک کو نہایت

خوشی کے ساتھ قبول فرما کر قیصر ہند کی تندرستی اور سلامتی کے لئے جام نوش فرما دینگے۔"

میری اس اسپیچ کے بعد میجر ڈیلی صاحب بہادر نے نوشاہ اور دلہن کا جام صحت تجویز کرتے ہوئے نہایت خوشی و فصاحت کے ساتھ فرمایا:۔

سرکار عالیہ!

ہم سب آپ کے نہایت احسان مند ہیں کہ آپ نے اپنے وہ تمام دلچسپ واقعات ہمارے سامنے بیان فرمائے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ شادی جو اسوقت ہم منا رہے ہیں کسطرح قرار پائی میرے لئے یہ امر نہایت دلچسپی کا باعث ہے کہ اس شادی میں کرنل ڈین اور میجر میئر سس اسمتھ نے سرکار عالیہ کو مدد دی، کیونکہ یہ دونوں اصحاب میرے قدیم دوست ہیں، کرنل ڈین کو سرحدی خاندانوں کی بابت جو واقفیت ہے وہ میرے نزدیک کسی دوسرے شخص کو حاصل نہیں ہوسکتی اور کرنل اسلم خان کا باوقعت نام اس بات کی کافی ضمانت ہے" اگر کسی شہادت کی ضرورت خیال کیجائے" کہ جس خاندان میں آپ کے صاحبزادہ کی شادی ہوئی ہے وہ اس عزت کا جو اس شادی سے حاصل ہوئی ہے بخوبی مستحق تھا، ہمیں قوی امید ہے کہ سرکار عالیہ کے زیر نگرانی دلہن نشو و نما پا کر آپ کے صاحبزادہ کے لئے نہایت موزوں اور قابل مونس و ہمدم ثابت ہوگی یہ بیان کرنے کی چنداں ضرورت نہیں ہے کہ مجھے یہ معلوم کرکے کسقدر اطمینان حاصل ہوا ہے کہ باوجود ناکافی بارش کے آپ کی ریاست کے لئے پانی بہت اچھا ہوا ہے یہ میری دلی آرزو ہے کہ فصل حسب الامید امسال نہایت عمدہ پیدا ہو۔

ابھی تک میں نے سرکار عالیہ کی اس عنایت کا شکریہ ادا نہیں کیا ہو کہ آپ نے

میرے اور میرے خاندان کے نسبت نہایت ہی مہربانی آمیز کلمات مین تذکرہ فرمایا ہے مین واقف ہون کہ میری زوجہ اور بچون کے اسوقت یہان موجود نہ ہونے کا بہت افسوس ہوگا لیکن مجھے امید ہے کہ جلد مجھے سرکار عالیہ سے اونکا تعارف حاصل کرنیکی خوشی حاصل ہوگی۔

جیسا کہ سرکار عالیہ نے مہربانی کرکے بیان فرمایا مین اسوقت اپنے آپکو بھوپال کا موروثی خیرطلب سمجھکر گفتگو کررہا ہون، یہان پر یہ بیان کرنا خالی از دلچسپی نہ ہوگا کہ ہندوستان آنے سے پیشتر مین بھوپال کے خوشنما مناظر سے بخوبی واقف ہوچکا تھا، اور میری معلومات کا ذریعہ ایک خوبصورت تصویر تالاب اور شہر بھوپال کی تھی جو بیس سال قبل میری والدہ ماجدہ نے تیار کی تھی اور مجھے کل مسٹر کوک کی زبانی معلوم ہوا کہ یہ تصویر ایسے مقام سے لی گئی تھی جو ٹھیک اونکے بنگلے کے سامنے واقع ہے، علاوہ اسکے مجھے اوس موروثی دوستی کا فخر حاصل ہے جسکی جانب سرکار عالیہ نے ابھی نہایت مہربانی سے ارشاد فرمایا ہی دوسرے وجوہات بھی ہین جنکے باعث بھوپال تمام انگریزی قوم کے لئے حد درجہ کی دلچسپی رکھتا ہے، اول اسوجہ سے کہ تقریباً چار پشتون سے اس ریاست کے نظم و نسق کو زنانہ فرمان رواؤن نے نہایت قابلیت اور عمدگی کے ساتھ انجام دیا ہے، جب ہم اپنے ملک انگلستان کی ملکہ ایلزبتھ اور وکٹوریہ کی حکومتون پر نظر کرتے ہین تو ہم کو اعتراف کرنا پڑتا ہے کہ اس ریاست کے کارنامے کس قدر شاندار ہونگے جسکی حکمران ایک ایسی خاتون ہے جو مثل سرکار عالیہ کے اس سے واقف ہے کہ جو وفاداری اور خیرخواہی کے خیالات اوسکی رعایا کے دلون مین موجزن ہوتے ہین اونکا بہترین استعمال کسطرح ہونا چاہئے، جو شخص سرکار عالیہ کے مرتبہ پر ہو میرے نزدیک اوسکے لئے اس سے بڑھکر کوئی حوصلہ اور آرزو نہین ہوسکتی کہ تاریخ مین اوسکا

نام "وکٹوریہ آف بھوپال" کی صورت میں تحریر کیا جائے۔

ثانیاً بھوپال کی مستقل دوستی و نمایاں وفاداری کا مقتضا یہ ہے کہ تمام انگریزوں کو اوسکا معترف ہونا چاہئے اس دوستی کا عملی اظہار قریباً ۱۳۰ سال پہلے کیا گیا جبکہ کرنل گوڈرڈ نے ہندوستان میں اپنا مشہور دھاوا کیا تھا اور نیز ۱۸۵۷ء کے نہایت تاریک زمانہ میں اس وفاداری کا اظہار اور بہی سرگرمی اور عمدگی کیساتھ ہوا ہز ایکسلنسی لارڈ کرزن کی مبارکبادی کا خاص پیام اس میمنت نصیب شادی کے موقع پر سرکار عالیہ کی خدمت میں پہونچانے کی مسرت پہلے ہی حاصل کر چکا ہوں، اور اب میں آپ کے مہمانوں سے درخواست کرتا ہوں کہ میری اس پرجوش دعا میں میرا ساتھ دیں کہ اس مہینے سے دولہا دلہن کی آیندہ زندگی ایسی ہی روشن اور صاف نظر آئے جیسی کہ بھوپال کی عزت اور وفاداری رہی ہے۔

لیڈیز، اینڈ جنٹلمین!

اب میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ صاحبزادہ حمید اللہ خان اور اون کی دلہن کا جام صحت نوش کیا جائے"

تقریر ختم ہونے کے بعد تمام مہمانوں کو پاندان اور گوٹے کے ہار تقسیم کئے گئے، اور پھر خوش خوش برآمدہ میں آکر آتشبازی کا پرلطف تماشا دیکھا ۱۶ ستمبر کو ۱۰ بجے دن تک صاحب نشم الیہ کو معین المہام نے ہسپتال اور مدرسہ آصفیہ کا اور نصیر المہام نے جیل کا معائنہ کرایا ۱۱ بجے سے ۲ بجے تک صاحبزادگان سلمہم شہزادہ جہانگیر، شہزادہ سلطان عزیز، شاہ عالم سلطان عالم صاحبان اور ارکین و خوانین کی ملاقات ہوئی۔

۴ بجے میدان پریڈ میں ہم فائر ہوا، شب کو ایوان صدر منزل میں جلسہ ایٹ ہوم "عقد" ہوا تمام نو ویں

مہمان، معین المہام، نصیر المہام، منشی اسرار حسن خان اور شہزادہ جہانگیر شریک تھے، بدہوارہ سے محل تک روشنی کی گئی تھی محل پر بینڈ موجود تھا، مسٹر لوارڈ نے اپنی مہربانی سے پیانو بجاکر تمام حاضرین کو مشکور کیا پھر نوشہ نے تھوڑی دیر پیانو بجایا اور انگریزی رسم کے مطابق تلوار سے کیک کو کاٹا جو مہمانون کو تقسیم کیا گیا، بعد ختم جلسہ ہار لونگ، اور چاندانیان، اور بٹوے حسب دستور تقسیم ہوئے ۔

گارڈن پارٹی اور ایٹ ہوم مین شہزادہ جہانگیر سے صاحب محتشم الیہ نہایت اخلاق سے ملے شہزادہ جہانگیر کو نہایت سرگرمی ڈیلی صاحب بہادر کو بھی خاص توجہ تھی اور اونھون نے ایک مرتبہ شہزادہ موصوف کی سفارش بھی سیٹ ہزہائینس کی تھی دو صدیان گذرین کہ سردار دوست محمد خان نے وطن مالوف کو خیرباد کہا اور ہزارون میل فاصلہ پر آکر محض خداوند کریم کے بھروسہ پر تن تنہا اس ریاست کی بنیاد قائم کی اور پھر اونکا خاندان اسی ملک مین پھولا پھلا اور ایک مضبوط و کہن آور درخت کی طرح سایہ فگن ہوا آٹھ نسلون تک مردون نے حکومت کی اور پھر عورتون کا دور حکمرانی شروع ہوا اور اب اوس خاندان کی گیارہوین نسل فرمانروای ریاست ہے اور خدا کے فضل وکرم سے دو نسلین اور موجود ہین لیکن یہ پہلا ہی موقع ہے کہ غیر ملک سے دلہن بیاہ کر لائی گئی، اور ایسے خاندان مین رشتہ وقرابت ہوئی جسکی رگو ن مین وہی افغانی خون ہے اور جسطرح کہ نوشاہ کے اسلاف کو گورنمنٹ برطانیہ کی دوستی و وفاداری کا افتخار حاصل ہے اوسی طرح دلہن کا خاندان بھی برٹش سلطنت کی حمایت اور احسان پر ناز کر سکتا ہے ؀

باب (۳۴)

انتظام عہدہ سپہ سالاری ریاست

حافظ محمد حسن خان بہادر نصرت جنگ، سی، آئی، ای کا مین اس کتاب مین جابجا ذکر کر چکی ہون کہ ریاست بھوپال کی سپہ سالار تھے اور اگرچہ وہ معمر اور ضعیف ہو چکے تھے اور زمانہ حال کی ترقیات فوجی کی نسبت بہ سبب اقتضائے عمر کوئی ولولہ نہ رہا تھا لیکن اونکی مسلم وفاداری اور خیرسگالی کے سبب سے مجھے گوارا نہ ہوا کہ مین باوجود ضرورتون کے اونکو اس عہدہ سے علٰحدہ کرون لیکن جب ۱۳۲۱ھ مین اون کا انتقال ہوا تو مجھہ کو خیال ہوا کہ مین اس عہدہ پر ایسے شخص کا تقرر کرون جس مین وہ تمام عمدہ صفات موجود ہون جنکی ایسے عہدہ کے لئے ضرورت ہے اور نئی نئی ترقیات اور جدید اصلاحات کا جو آجکل افواج برطانیہ مین اور گورنمنٹ برطانیہ کی بدولت ریاستون کی فوجون مین ہو رہی ہین اون کو سمجھنے اور اون پر غور کرنے کا مادہ ہو اور اصلاحات کو عمل مین لانے کی قابلیت بھی رکھتا ہو ان صفات کے علاوہ اوسپر مجھہ کو ہر طرح کا اعتماد و وفاداری بھی حاصل ہو۔

حج سے آکر مین نے اس عہدہ کے لئے اپنے قدیم و جدید ملازمان ریاست پر نظر ڈالی مناسبت فوجی کے لحاظ سے بخشی فرید اللہ خان نائب میر بخشی جو عرصہ سے افواج ریاست مین ملازم تھے ممتاز نظر آئے اور نیز اون مین وفاداری کا مادہ بھی موجود پایا لیکن چونکہ وہ زمانہ قدیم کے فوجی آدمی ہین اور اون کی عمر بھی اس درجہ پر پہونچ چکی ہے جو ہر ایک ملازم کو کم و بیش عرصہ کے بعد فرائض سے سبکدوش ہونے پر مائل و مستحق آرام بنا دیتی ہے اسلئے خیال بھی نہو سکتا تھا کہ وہ زمانہ جدید مین اس بڑی ذمہ داری کے عہدہ کا کام بخوبی کر سکین گے۔

مجھے معاملات وترقیات فوجی کے ساتھ ہمیشہ دلچسپی رہی ہے اور جب سے عنان حکومت میرے ہاتھ میں آئی اصلاح فوجی کو مین نے اپنی اصلاحات کا ضروری حصہ سمجھا ہے چنانچہ سب سے پہلی اصلاح جو عمل مین آئی وہ فوج کے ہی ایک حصہ یعنی میرے رسالہ باڈی گارڈ کے متعلق تھی، میری اس دلچسپی اور توجہ کی بڑی وجہ یہ ہے کہ مین گورنمنٹ برطانیہ کی وفاداری کے اظہار کا سب سے بڑا ذریعہ عمدہ او تربیت یافتہ فوج کو جانتی ہون -

مین نے اس عہدہ کے لئے صاحبزادہ کرنل محمد عبیداللہ خان کو انتخاب کیا جو ہر طرح اس عہدہ کی ذمہ داریون کے لئے موزون تھے اور مجھے یقین تھا کہ جس پیمانہ پر کہ مین انتظامات فوجی کرنا چاہتی ہون اوس کے لئے میرے سب سے بڑے مددگار ہونگے وہ امپیریل سروس ٹروپس کے کرنل بھی مقرر ہوچکے تھے اس سال مین اونھون نے افواج ریاست کے متعلق جو مفید اصلاحات کے مشورے دیئے تھے اونکی تکمیل کے لئے اونکا تقرر ضروری سمجھکر بذریعہ پروانہ ۷ شعبان ۱۳۲۳ھ = ۷ راکتوبر ۱۹۰۵ء عہدہ کمانڈر انچیف پر اون کا تقرر کیا گیا ۔



باب (۳۳)

سفر اندور و شرکت جلسہ فونڈیشن ڈیلی کالج وغیرہ

ملاقات ہزرائل ہائینس پرنس آف ویلز

آخر سنہ ۱۹۰۵ء مین اندور ریذیڈنسی ایک نہایت دلچسپ مقام تھا ہزاکسلنسی ویسراے ہند کی آمد کا سبب ڈیلی کالج اور زنانہ شفا خانہ کا سنگ بنیاد رکھنا اور ہزرائل ہائینس کی تشریف آوری کا مقصود رؤسا وسط ہند کو شرف باب ملاقات کرنا تھا ان دونون موقعون پر تمام رؤسا وسط ہند مدعو کئے گئے تھے، ہمارا کیمپ چکر کی سڑک پر ایجنسی اندور کے پارک کے پیچھے اور میرے قیام کے لئے مسٹر اوار ڈگز ہیڈ افیسر کا بنگلہ جو نزدیک احاطہ نواب صاحب جاورہ ہے تجویز ہوا تھا مسٹر وادہرٹن سکنڈ اسسٹنٹ ایجنٹ گورنر جنرل تمام کیمپون کے جملہ انتظامات کے منصرم تھے، مین یکم نومبر کو بھوپال سے روانہ ہوکر اوسی دن داخل اندور ہوئی اسسٹنٹ ایجنٹ گورنر جنرل نے استقبال کیا معمولی سلامی ادا کی گئی اسٹیشن ریلوے سے جاے قیام تک ایک اسکوارٹ اردلی مین تھا۔

ہزاکسلنسی کی آمد کا پروگرام مقرر ہو چکا تھا لیکن اونکے یکایک بیمار ہو جانے سے بجاے ہزاکسلنسی کے اونکے فارن سکریٹری مسٹر فریزر جو سر لوئی ڈین کے قائم مقام تھے شرکت جلسہ کے لئے آئے اونہی کی موجودگی مین ڈیلی کالج کی رسم "فونڈیشن"[1] ادا ہوئی۔

ایک چبوترہ پر شامیانہ نصب تہا، چبوترہ کے نزدیک چرخی لگائی گئی تھی سامنے کے رُخ پر

---

(۱) جلسہ فونڈیشن مین ہمرسہ صاحبزادگان سلمہم، مولوی نصیر الدین معین المہام، منشی اسرار حسن خان نصیر المہام، منشی احمد حسین میرمنشی ریاست کپتان عبدالمعبود خان ملٹری سکریٹری، منشی عبد الرؤف خان وکیل ریاست، میان اقبال محمد خان معتمد اردلی خاص بھی شریک تھے۔

دوسرا شامیانہ لگا ہوا تھا جس مین اکثر رُوسا رہٹھائے گئے تھے چبوترہ والے شامیانہ مین ممبران پلینگ کمیٹی اور بعض رُوسا بھی جو پلینگ کمیٹی مین شامل تھے فارن سکریٹری آنریبل میجر ڈیلی جنرل ٹبسن اور دیگر معزز صاحبان یوروپین متمکن تھے۔

۵ بجے رزیڈنسی مین ایک شاندار گارڈن پارٹی ہوئی، ہزاکسلنسی کے ان تقریبات مین شریک نہ ہو سکنے کا تمام حاضرین کو بہت افسوس رہا۔

چونکہ ہزرائل ہائینس پرنس آف ویلز اور پرنسس آف ویلز کی تاریخ تشریف آوری معین ہو چکی تھی اسلئے مین نے جلسہ کے بعد اندور مین ہی مقیم رہنا مناسب جانا۔

۱۵ نومبر کو ۵ بجے ہزرائل ہائینس اپنی شاہی اسپشل ٹرین مین تشریف لائے، تمام رُوسا وسنٹرل انڈیا برٹش افسران اور دیگر معززین اسٹیشن اندور پر استقبال کے لئے موجود تھے۔

نواب محمد نصراللہ خان میرے ہمراہ اسٹیشن پر تھے اور چونکہ عبیداللہ خان ریلوے اسٹیشن کے دروازہ پر امپیریل سروس ٹروپس بھوپال کے کرنل کی حیثیت سے ہزرائل ہائینس کی اسکارٹ مین شامل تھے اسلئے وہ میرے ہمراہ نہ آسکے۔

ہزرائل ہائینس کے ٹرین سے اوترنے پر شاہی سلامی ادا ہوئی اور جناب ممدوح نے درجہ بدرجہ رُوسا سے جو اپنی کرسیون سے اوٹھکر اوسوقت تعظیماً ایستادہ تھے مصافحہ کیا اور بعض یوروپین افسرون سے ہاتھ ملا کر گارڈ آف آنر کا ملاحظہ فرمایا، پرنسس ٹرین سے اوتر کر میرے نزدیک ہی کھڑی ہو گئی تھین اونہون نے دریافت کیا کہ یہی بیگم بھوپال ہین؟ مین نے تعظیماً آگے بڑھکر مزاج پرسی کی وہ میری طرف مخاطب ہوئین اور چند منٹ بہ اخلاق شاہانہ گفتگو فرمائی۔

جب ہزرائل ہائینس گارڈ آف آنر کا ملاحظہ فرما چکے تو حضور ممدوح اور پرنسس بگھی مین سوار ہو کر کوٹھی رزیڈنسی کو تشریف لے گئے، کرنل عبیداللہ خان بھی ہز ہائینس کے اسکارٹ مین ہمرکاب تھے۔

۱۶؍ نومبر کو ۱۰ بجکر ۳۰ منٹ پر ایک بڑا دربار ہوا جسمین رؤسا اور افسران سرکاری جنکو شرکت دربار کی دعوت تھی شریک ہوئے چونکہ ہزرائل ہائینس کو اس طویل دورہ مین بہت کثرت کے ساتھہ کام کرنا تھا گرمی کی عادت نہ تھی اور ملاقات بازدید کے لئے ایک وقت مین سخت دہوپ مین پھرنا ہوتا گویا ایک پورا دن ملاقات بازدید مین صرف ہو جاتا اسلیئے رؤسا کے ساتھہ ملاقات بازدید ملتوی رکھی گئی صرف ہزہائینس مہاراجہ اندور کے ساتھہ ملاقات بازدید ہوئی کیونکہ پرنس اونکے شہر مین مہمان تھے ۔

پچھلے دن کو گارڈن پارٹی ہوئی اوسمین پرنس نے فرداً فرداً تمام رئیسون کے ساتھہ باری باری سے گفتگو کی ۔

ماہ رمضان کا زمانہ تھا اور مین روزہ دار تھی اسلیئے میرے لئے ایک خیمہ لگا دیا گیا تھا تاکہ مین اوسمین آرام کے ساتھہ روزہ افطار کرسکون ۔

مین خیمہ مین بیٹھی ہوئی تھی ہرسہ صاحبزادگان سلمہم باہر ٹہل رہے تھے کہ حضور پرنس مع پرنسس تشریف فرما ہوئے بیٹے خیمہ سے باہر نکلکر استقبال کیا تھوڑی دیر تک باخلاق شاہانہ گفتگو فرماتی رہے وہان سے چہل قدمی کرتے ہوئے اوسطرف گذرے جہان صاحبزادے تھے ڈیلی صاحب نے اونکو پیش کیا پرنس نے ہر ایک سے مصافحہ کیا اور پھر تشریف لے گئے ۔

بعد مغرب مین نے روزہ افطار کیا اور اکثر لیڈیان میرے خیمہ مین آکر شریک چاے ہوئین، دوسرے دن مین پرنس سے ملاقات کے لئے کوٹھی رزیڈنسی پر گئی پہلے سے ریاست بھوپال کی وہ قدیم اشیا جو وکٹوریہ میموریل ہال کلکتہ کے لئے مین نے انتخاب کی تھین کوٹھی کے ڈرائنگ روم مین چن دی گئی تھین میری اور پرنسس کی پہلی ملاقات وٹینگ روم مین ہوئی مجھکو پرنسس نے از راہ عنایت خوبصورت قیمتی پہونچی عنایت فرمائی اور بطور تحفہ یادگار ایک عکسی تصویر بھی عنایت کی پھر ہم اوس کمرہ مین گئے جہان چیزین رکھی ہوئی تھین پرنسس نے اون اشیا کو نہایت دلچسپی کے ساتھہ بہت دیر تک ملاحظہ فرمایا

اور اون کے متعلق گفتگو فرماتی رہین اس ملاقات سے فارغ ہونے کے بعد دربار انگینیا کا جھے رہی ہرسل کرایا گیا اور کتاب رسید پر میرے دستخط لئے گئے۔

۱۸ر نومبر کو پرنسس آف ویلز میرے کیمپ مین ۱۱ بجے دن کو تشریف لائین مسٹر لوارڈ بھی موجود تھے اور حمید اللہ خان کو جو اوسوقت تک شرف اندوز ملاقات نہین ہوے تھے اور باوجود اسکے کہ وہ کم سن تھے لیکن وہ خون وفاداری جو اون کے رگ وپے مین موجود ہے اونہیں پرنس اور پرنسس کو دیکھنے کے لئے بیقرار کر رہا تہا اونکو اور بر جیس جہان بیگم کو مین نے خیر مقدم کرنے مین اپنے ہمراہ شریک کیا۔

جب سواری خیمہ مین داخل ہوئی تو مین نے ہز رائل ہائینس اور مسنر ڈیلی کو جو حضور ممدوحہ کے ہمراہ تہین بگھی سے اوتارا حضور ممدوحہ ویٹنگ روم مین جو اوسوقت مشرقی طور سے سجا ہوا تہا متمکن ہوئین۔

لوارڈ صاحب وہان سے چلے گئے مین نے برقع کا نقاب اوٹھا کر ہر رائل ہائینس سے گفتگو کی اور اونکی تشریف آوری ہند پر اپنی اور عام مستورات ہند کی جانب سے مسرت کا اظہار کیا حضور ممدوحہ بھی اپنی دلچسپی کا تذکرہ جو ہندوستان کی عورتون کے دیکھنے سے اونکو حاصل ہوا فرماتی رہین۔

حمید اللہ خان اپنا کیمرہ لئے ہوے کھڑے تھے پرنسس نے دیکھکر فرمایا کہ "کیا فوٹو لیا جاتا ہے؟" مین نے جواب مین کہا کہ "ابھی سیکھنا شروع کیا ہے کبھی تصویر صاف نکل آتی ہے اور کبھی بگڑ جاتی ہے" فرمایا "انکا قد وقامت میرے لڑکے کے موافق ہے" پھر حمید اللہ خان سے ارشاد کیا کہ "تم ضرور فوٹو لو اور ہمکو بھی بھیجنا"

حمید اللہ خان نے حضور ممدوحہ کی گفتگو فرمانے اور بگھی مین سوار ہونے کے وقت کی تصویرین لین لیکن چونکہ تصویر لینے کے موقع پر روشنی کم تھی اس لئے فوٹو صاف اور اچھے نہ اوترے جو حضور ممدوحہ کی خدمت مین پیش کئے جاسکتے۔

ہماری جانب سے جو تحائف ہر ہائینس اور ہز امپیریل مجسٹی کوئین الگزنڈرا کے لئے پیش کئے گئے وہ ہماری دستکاری کے نمونے تھے۔

مین نے آئل پینٹنگ کے کام کے پھول پان اور بعد بعد سے کے آبشار کے مناظر بنائے تھے قیصر دلہن نے انڈین اور انگلش امبارئیڈری کا دوپٹہ اور شہریار دلہن نے کارچوبی کا بلاؤز بنایا تھا ۔

مدرسہ سلطانیہ کی دستکاری مین کشن اور کوچ کے تکیے تھے یہ تمام تحائف قبل آنے شہزادہ صاحب حسب ایما لوارڈ صاحب پولیٹکل ایجنٹ ولایت روانہ ہوچکے تھے ۔

چونکہ حیثیت تحائف کی نسبت پہلے ہی سے سرکلر ہوچکا تھا اسلئے روسا کی جانب سے قیمتی تحائف پیش نہو سکے ۔

شام کو رزیڈنسی مین ڈنر ہوا بعد ڈنر جلسہ "انگنیا" منعقد ہونا قرار پایا تھا مین بھی ۱۰ بجے کوٹھی رزیڈنسی پر گئی اور ایک کمرہ مین جو میری نشست کے لئے مخصوص کردیا گیا تھا جلسہ کے وقت کا انتظار کرتی رہی ، اس کمرہ مین میرے سامنے ، جی ، سی ، آئی ، ای کا لباس (روب) پیش ہوا جسکو مین نے پہنا مسز لوارڈ مجھکو مدد دیتی رہین ۔

ڈنر کے بعد دربار ہال مین جب تمام لیڈیز اور جنٹلمین داخل ہوگئے تو ہز رائل ہائنس اور پرنس تشریف لائے بعدہ کپتان لوارڈ صاحب میرے لینے کے لئے آئے مین اونکے ہمراہ دربار ہال مین گئی ، نواب محمد نصراللہ خان اور کرنل عبیداللہ خان میرے ہمراہ تھے ۔

خادم حسین خان خلف منشی اسرار حسن خان نصیرالمہام ریاست و عبدالعزیز خان خلف کپتان عبدالقیوم خان میرے پیج آف آنر تھے جو "روب" کے دامن اوٹھائے ہوئے تھے اور یہ ایک خاص اعزاز تھا جو مجھکو عطا کیا گیا تھا ، میرے کمرہ اور دربار ہال مین بہت تھوڑا فاصلہ تھا اور صرف ایک پردہ درمیان مین حائل تھا ، ہز رائل ہائنس ایک تخت پر جو تین زینون کا تھا متمکن تھے دونون جانب یوروپین ، لیڈیز اور جنٹلمین بیٹھے ہوئے تھے ۔

تخت کے قریب پہونچکر مین نے "بو" کیا یعنی مین اظہار تعظیم کے لئے کسی قدر جھک گئی حاضرین دربار

اور پرنس نے بھی میری تعظیم ادا کی پھر مین زینہ پر کھڑی ہوگئی۔

ایک یوروپین افسر ایک چھوٹے مخملی تکیہ پر ہار اور تمغہ رکھکر لاے اور پرنس کے روبرو "بو" کرکے پیش کیا پرنس نے تکیہ پر سے ہار اوٹھا کر میرے گلے مین ڈالا اور "روب" کے اوپر تمغہ لگایا۔

میرا ارادہ تھا کہ مین اس موقع پر کچھہ تقریر کرون لیکن تنگی وقت کے خیال سے صرف مختصر الفاظ مین شکریہ ادا کیا اور بعد مین ہزامپریل مجسٹی کنگ ایڈورڈ امپرر آف انڈیا کی خدمت مین بذریعہ صاحب سکریٹری آف اسٹیٹ (وزیر ہند) وہ تقریر بھیجی گئی۔

میرے بعد راجہ صاحب سیلانہ کو، کے، سی، آئی، ای، کا تمغہ مرحمت ہوا! ۱۹ر نومبر کی صبح کو ساڑھے آٹھہ بجے پریڈ گراونڈ پر زیر کمان کرنل عبیداللہ خان بھوپال وکٹوریہ لانسرز کا انسپکشن فرمایا اور اوسی روز الفنٹری کو نشان دیا گیا، ہزرائل ہائینس آنریبل میجر ڈیلی، کرنل بیٹین جنرل گرے اور دیگر اعلیٰ افسران فوجی گھوڑون پر سوار تھے ہزرائل ہائینس میرے نزدیک خیمہ مین متمکن تھین اونکے ہاتھہ مین پروگرام تھا اور ازراہ تلطف ہر ایک کام سے پہلے مجھکو مطلع فرماتی جاتی تھین۔

ہزرائل ہائینس نے ملاحظہ کے بعد امپیریل سروس ٹروپس کی تعریف فرمائی اور دوسرے روز کرنل عبیداللہ خان کو کوٹھی رزیڈنسی پر بُلا کر تمغہ یادگار عنایت فرمایا۔

شام کو چار (۴) بجے ایڈورڈ ہال کا افتتاح کیا بعد افتتاح باغ مین آتشبازی چلی اور وہان بھی پرنس نے ہر ایک رئیس سے الوداعی گفتگو فرمائی، مجھہ سے بھی اخلاق شاہانہ کے ساتھہ پرنس اور پرنسس مخاطب رہے، حقیقتاً اوسوقت حضور ممدوح کی الوداعی تقریر سے ہر شخص کے دلپر ایک خاص اثر پڑ رہا تھا اور یہی خواہش تھی کہ ہزرائل ہائینس کبھی بھی ہندوستان سے تشریف نہ لیجائین۔

کپتان لوارڈ نے ہزرائل ہائینس کی تصویر جو نواب محمد نصراللہ خان کو عنایت فرمائی گئی تھی اونکو دی اور مجھسے کہا کہ حضور ممدوح نے اپنی تصویر بھیجنے کا وعدہ فرمایا ہے، چنانچہ وہ تصویر مجھے موصول ہوئی

دیر رائل ہائینس مع پارٹی ساڑھے چھ بجے پرائیوٹ طور پر اودے پور کیطرف نہضت فرما ہوے۔

ایک خریطہ[1] اظہار شکر گذاری کے لئے مین نے حسب ضابطہ پرنس کے پرائیوٹ سکریٹری سر والٹر لارنس کے ذریعہ سے پیش کیا جو نہایت مسرت کے ساتھہ ملاحظہ فرمایا گیا۔

واپسی پر میرے اسٹاف کے اکثر آدمی ریلوے ٹرین کے ذریعہ سے بھوپال آئے اور مین مع نواب محمد نصر اللہ خان و کرنل عبید اللہ خان و حمید اللہ خان و بر جیس جہان بیگم بسواری موٹر کار روانہ ہو کر داخل بھوپال ہوئی۔

ہز رائل ہائینس کے ممبران اسٹاف مین سے لارڈ کرائٹن اور سر ڈیرک کیمپل مع اپنی خواتین کے شکار کھیلنے کے لئے بھوپال تشریف لائے "سانچی" کے آثار قدیمہ کا ملاحظہ کیا اوسی کے اطراف مین شکار کھیلا اونکی واپسی کے بعد جنرل بیٹسن نے کیمپ کراچی سے ۱۹ مارچ کو حسب ذیل تار دیا:-

"شاہزادہ ویلز نے مجھے حکم دیا ہے کہ ہز رائل ہائینس کی جانب سے دلی شکریہ"

"سرکار عالیہ کی خدمت مین پیش کرون بابت اوس مہربانی آمیز مہمان نوازی کے جو"

---

[1] (نقل خریطہ) "یہ مجھپر واجب ہے کہ مین یور ہائینس کے اوس اخلاق حمیدہ اور عنایت خسروانہ کا تہ دل سے شکریہ ادا کرون جو یور ہائینس نے قیام اندور مین مجھہ پر اور میرے خاندان پر فرما کر عزت افزائی فرمائی نیز تکلیف گوارا فرما کر بیسیکی امپیریل سروس ٹروپس کو ملاحظہ فرمایا اور کلمات قدر افزائی فرمائے مزید برآن اسکے کمانڈنگ افسر کو جو میرے فرزند دوم ہین اور میرے فرزند اکبر کو تحائف یادگار دیکر قدر افزائی اور حوصلہ افزائی فرمائی۔

کیا یہ ناز کرنا میرا مناسب نہوگا کہ وہ خطاب جو ہز امپیریل مجسٹی نے ازراہ قدردانی عنایت فرمایا تھا اوسکی آکو ٹیچر یور رائل ہائینس کے مبارک ہاتھہ سے ہوا اور یور رائل ہائینس نے بیش بہا یادگارین جو مجھکو اور میری اولاد کو مرحمت فرمائی ہین صرف اسی وقت باعث فخر و عزت نہین ہونگی بلکہ ہمیشہ ہمارے خاندان کے فخر و اعزاز کا باعث ہونگی۔

یور ہائینس کے شکریہ کے واسطے مین الفاظ نہین پاتی کہ کیونکر مناسب شکریہ ادا کیا جائے بجز اسکے کہ مین اللہ تعالیٰ سے دعا کرتی ہون کہ وہ مجسٹیز کا سایہ عاطفت آپ دونون پر ہمیشہ رکھے اور آپ سے اونکی چشم کو روشنی اور دل کو تازگی بخشے اور آپ کا سفر بہمہ وجوہ نہایت خیر و خوبی اور دلچسپی سے تمام ہو۔"

"سرکار عالیہ نے شاہزادہ موصوف کے ممبران اسٹاف کے ساتھہ ظاہر فرمائی۔"

"ہز رائل ہائینس ہندوستان سے روانہ ہوتے وقت سرکار عالیہ کو گرم جوشی سے الوداع کہتے ہین"

مین نے پرنس کو بمقام عدن اونکی واپسی پر خدا حافظ کا تار دیا جسکا جواب مندرجہ ذیل خود پرنس نے ارسال فرمایا

"آپکی عنایت آمیز الوداع سے پرنسس آف ویلز اور مین متاثر"

"و شکر گذار ہوا، ہمین ہندوستان چھوڑنے کا افسوس ہے"

ہز رائل ہائینس کے پرسنل اسٹاف مین وکٹوریہ لانسرز بھوپال کے کمانڈنگ افیسر سردار بہادر میجر مرزا کریم بیگ منتخب کئے گئے تھے اونہون نے اپنی مفوضہ خدمات کو نہایت عمدگی سے انجام دیا اور اس صلہ مین ایم، وی، او، کے خطاب سے ممتاز ہوے۔

کرنل کالون صاحب بہادر پولیٹکل ایجنٹ کے ذریعہ سے پرنس نے اوس خوشنودی کا جو وکٹوریہ لانسرز بھوپال کے ملاحظہ سے حاصل ہوئی تھی اظہار مسرت فرمایا جسکی نسبت کرنل ممدوح نے حسب ذیل اطلاع دی:—

"مین نہایت خوشی کے ساتھہ یور ہائینس کی خدمت مین اوس اظہار مسرت کو"

"پہونچاتا ہون جو ہز رائل ہائینس پرنس آف ویلز نے آپکے سوارون اور گھوڑون"

"اور طرز قواعد وکٹوریہ لانسرز کو دیکھکر فرمایا۔"

"مین خوش ہونگا اگر ہز رائل ہائینس ممدوح کی مہربانی آمیز تعریف کی اطلاع کمانڈنگ"

"افیسر رجمنٹ اور دیگر افسران اور نن کمیشنڈ افسران اور سوارون کو جو اونکی ماتحتی مین ہین"

"پہونچائی جائیگی۔"

کرنل ممدوح کی چٹھی افسران و سپاہیان رجمنٹ کو سنائی گئی جسپر اونہون نے دلی شکریہ کے ساتھہ پرنس اور پرنسس کنگ اور کوئن کی تعریف و محبت اور درازی عمر کے نعرے لگائے۔

باب (۴۵)
متفرق حالات سال پنجم صدر نشینی

ا مولوی سید نصیر الدین احمد نصیر المہام ریاست کی خدمات دو سال کے لئے گورنمنٹ بنگال سے منتقل کرائی گئی تھیں لیکن قبل اختتام میعاد بوجہ ناسازی طبیعت و ناموافقت آب وہوا انہون نے خود واپسی کی خواہش کی اور دو سال پورے ہو جانے پر واپس چلے گئے۔

اونکی خواہش واپسی پر عہدہ نصیر المہامی کیلئے قابل اور لائق و ہوشیار شخص کے تقرر کے متعلق غور کیا، منشی سراج حسن خان نائب نصیر المہام تھے اور اونکو ریاست مین تین سال گذر چکے تھے تمھی اجمال تھا یا ستمحض اپنے فرائض کو مستعدی و دیانت سے انجام دینے پر اونہون نے ترقی حاصل کی تھی، نیابت نصیر المہامی بھی بڑی ذمہ داری کا عہدہ ہے، علاوہ فیصلہ مقدمات کے تمام انتظامی امور مین نصیر المہام کو مدد دینا ہوتا ہے اور عدالتہاے ماتحت پر کامل نگرانی ہوتی ہے۔

اونہون نے نہایت قابلیت کے ساتھہ اس عہدہ کا کام انجام دیا اور ماتحت عدالتون کی نگرانی کرکے بہت قابل قدر صلاحین کین، نصیر المہام کو ہمیشہ مدد دی جسکے متعلق اونہون نے بار ہا تحریری و زبانی تذکرہ کیا، غرض کہ خان موصوف نے اپنی ذاتی قابلیتون سے اس امر کو ثابت کر دیا کہ اونکو اصلاح و بہبودی ریاست کا دل سے خیال ہے اور وہ اپنے آقا کے قابل اعتماد خیرخواہ اور وفادار ملازم ہین۔

ان تمام خوبیون کے ساتھہ اونکا موروثی و خاندانی اعزاز جو گورنمنٹ مین ہے اور وہ خیرخواہیان جو اس خاندان نے ایام غدر مین گورنمنٹ کے ساتھہ کی ہین اور وہ مسلمہ دیانت و امانت جو عام طور پر

مشہور ہے ایسے محاسن ہین جو قابل توجہ تھے -

بایں خیال مین نے یہی مناسب جانا کہ بجاے اسکے کہ گورنمنٹ سے کسی اور شخص کے لئے خواہش کیجاے منشی اسرار حسن خان کو ہی اس عہدہ پر ترقی دیجاے جسکے وہ مستحق اور اہل ہین -

اس تجویز مین یہ امر بھی مدنظر تھا کہ اگر کسی اور شخص کو طلب کیا جاے گا تو اوسکو پہلے ایک زمانہ تجربات حاصل کرنے کے لئے درکار ہوگا اور پھر کہین اصلاحات کرنے اور مجھے مشورہ دینے کے قابل ہوگا ، منشی صاحب موصوف کو تجربہ کی ضرورت نہ تھی اس عرصہ مین وہ کافی تجربہ حاصل کرچکے تھے اور جسقدر اصلاحات صیغہ جوڈیشل و پولیس مین ہو چکی تھین اور جو زیر تجویز تھین اون مین اون کا حصہ بھی شامل تھا اسلئے مین نے اونکو اس عہدہ پر بمشاہرہ (۸۰۰) آٹھ سو روپیہ ماہوار مقرر کیا اور ۱۲ ستمبر سنہ ۱۹۰۵ع = ۱۵ رجب سنہ ۱۳۲۳ ہجری کو اونھون نے چارج لیا -

۳ - ریاست بھوپال کی قریباً کل زمین مزروعہ بارانی ہے اور جو کچھ چاہی تھی وہ بھی ذرایع آبپاشی کے معدوم ہونے سے اکثر بارانی رہ گئی اور اب اراضی افتادہ کے تردد کا انحصار صرف بارش پر ہے -

اسکی بڑی وجہ یہ تھی کہ بعد بندوبست بست سالہ (جو سرکار خلد نشین نے کیا تھا) وزرا نے بندوبست کی جانب نہ کچھ توجہ کی اور نہ کچھ اصول قائم کیا ، منشی امتیاز علی خان نے چار محالون مین دو سالہ بندوبست کیا ، اور ابھی دوسرے محالات زیر کارروائی ہی تھے کہ وزارت کا نیا دور شروع ہوا اور مولوی عبد الجبار خان نے بجاے وہ سالہ کے سی سالہ بندوبست قرار دیا اور قبل اسکے کہ گذشتہ میعاد ختم ہو کہ جدید میعاد دیدی گئی اسکا نتیجہ یہ ہوا کہ رعایا مین بے اطمینانی پھیل گئی اور میعاد بندوبست کے متعلق تغیر کیا جاتا رہا ، اسکے سوا قحط سالی کے ہونے سے اور بھی نقصان پہونچا ، اور یہ بھی ایک عام قاعدہ ہے کہ مستاجر بندوبست کے انتظار مین تردد و آبادی کو کم اور کنوؤن اور دیگر ذرائع آبپاشی کو منہدم کردیتے ہین تاکہ زمین کی حیثیت کم ہوجاے ، اور وہ تشخیص لگان کے وقت فائدہ حاصل کرین ، یہان بھی بندوبست کی

روزانہ نہرون نے زمینون کے گرانے پر جو بارشہا دلادی تھی جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ مزروعہ زمین کی حیثیت بانتہا گھٹ گئی، خصوصاً ضلع مغرب مین جہان چاہی زمین بہت تھی سخت نقصان واقع ہوا، مستاجر بندوبست سے فائدہ اوٹھانے کے انتظار مین خود تباہ ہوگئے اور اونہون نے اپنی بدنیتی کا پھل بہت جلد پالیا۔

گذشتہ سال جسقدر رقبہ افتادہ کے مزروعہ کرنے مین کوشش کی گئی تھی اوسیقدر قریب پچ بارش نہونے کی وجہ سے مزروعہ زمین افتادہ ہوگئی لیکن سال حال کی کوشش سے تئیس ہزار چارسو چھیالیس بیگہ کی مزروعہ زمین مین بیشی ہوئی۔

اگرچہ ریاست بھوپال کا بہت حصہ کوہستانی ہے اور بجز ایک دریاے نربدا کے کوئی اور بڑا دریا نہین ہے لیکن اکثر وسائل آبپاشی موجود ہین، البتہ مسلسل قحط سالیون اور نقصان فصول سے اور زیادہ تر اس ضروری شعبہ سے بیپروائی کے باعث اوسکا عام وجود برباد ہوگیا۔

چونکہ قحط سالی کے مقابلہ اور فصلون کی عمدگی کے لئے وسائل آبپاشی کا مہیا کرنا انتہا ضروری ہے، مین نے خاص طور پر اس شعبہ کی طرف توجہ کی اور ذرائع آبپاشی کی درستی کے لئے (۲۳۱۲) ماہوار کا عملہ مقرر کیا، اور ایک کمیٹی قائم کی کہ وہ وسائل آبپاشی پر غور کرے، جہان کہین ایسے نالے اور ندیان ہون جو آبپاشی کے کام آسکین اونکی رپورٹ پیش کرے اور دیہات مین چاہات آبپاشی کی تعمیر و درستی کا مخصوص طور پر خیال رکھے۔

۳۳۔ جدید اسٹیشنون کی تعمیر کے لئے تحصیل تال کے مواضع کھام کھیڑہ سے ۱۳۱ بیگہ ۷ بسوہ اور سائی پور سے ۱۲ بیگہ ۲ بسوہ اور تحصیل دیوانگنج کے موضع بھابھا گھاٹ سے ۷ بسوہ اراضی پر جی، آئی، پی، ریلوے کمپنی کو مطابق معاہدہ کے قبضہ دیا گیا۔

۳۴۔ رقوم سواے معمولی اور غیر معمولی جو مختلف نامون سے کاشتکارون سے وصول کی جاتی تہین اوس سے زراعت پیشہ گروہ پریشان تہا اگرچہ وہ اس بار گران کا عادی ہوگیا تہا لیکن

دراصل اونکی حالت ایسی پائی گئی جس سے یہ خیال پیدا ہوا کہ اونکے اوپر سے اس بار کو اوٹھا دیا جاے
اور بجاے اوس روپیہ کے جو اس طرح وصول ہوتا تھا اون لوگون کی خوشحالی بڑھے جس سے آئندہ کو
ترقی ہو ، مین نے ایک رقم "غیر معمولی سواے" معاف کردی اور معمولی رقم فی روپیہ ۲ ر ۶ پائی مین سے بھی گھٹا کر
ار ۶ پائی رکھی گویا فیصدی ۱۵ روپیہ ۱۰ ر کی جگہ ۹ روپیہ ۶ آنے قائم رہے
سال اول مسند نشینی سے ہی میرا ارادہ تھا کہ مین محصول سائر معاف کردون مگر اکثر وجوہ مانع ہوتے تھے
سال پنجم مین مولوی نظام الدین حسن صاحب معین المہام نے بھی مجھے محصولات سائر کی معافی کے متعلق متوجہ
کیا چونکہ میرا ارادہ پہلے ہی سے تھا اوسکو اور تقویت ہوئی باہمی مشورہ اور ہر ایک پہلو پر غور کرنیکے بعد
بتقریب شادی کتخدائی میان حمید اللہ خان محاصل وزن کشی و سائر دریائی جنکی تخمینی تعداد ۲۴۲ ۱۴۴ روپیہ
۳ پائی ہوتی تھی ہمیشہ کے لئے معاف کئے گئے ، اور متفرق طور پر ۵۶۲۴ روپیہ ۱۵ ر محاصل اراضی اور
۲۲۳ روپیہ ۱۵ ر ۶ پائی بقایا سائر بھی معاف کیا گیا ، اور بذریعہ اعلان جریدہ بھوپال مین مشتہر
کردیا گیا ، اس معافی سے اگرچہ عامۃً فائدہ پہونچا لیکن فائدہ کا سب سے زیادہ اثر کاشتکار پیشہ
رعایا کو ہی ہوا ، کیونکہ سائر دریائی اور وزن کشی کا روپیہ دراصل اونہین کی سخت محنت سے حاصل ہوتا تھا
اور مستاجر و مہاجن اگرچہ خود تجارت سے فائدہ اوٹھاتے تھے مگر اسکا بار اوسی جماعت پر ڈالا جاتا تھا،
اس معافی محصول سے ترقی تجارت مین بھی مدد ملتی ہے کیونکہ اجناس کراً ستعمالاً اندرون ریاست پر محصول کا
لینا ترقی تجارت کے لئے سد راہ تھا۔

۵ - اس سال مین رعایا ے بھوپال پر دو ٹیکس عائد کئے گئے یعنی محصول مکانات ، اور
انکم ٹیکس ، محصول مکانات کا تعلق جماعت انتظامیہ بلدہ بھوپال سے ہے ، اور یہ ٹیکس بھی شہر خاص
کے مکانات پر محدود ہے ، جماعت انتظامیہ کا بار خزانہ شاہی پر ہے ، اور ذرایع آمدنی بہت ہی محدود
ہین ، جسکا اندازہ اس سے ہوسکتا ہے کہ سال حال مین اخراجات کی تعداد ۴۰ ۲۷ ۴ روپیہ ۹ آنے ۶ پائی ہوئی

اور آمدنی جو تمام ذرائع سے ہوئی ۷۰۹۶ روپیہ ۱۱ آنے ۹ پائی ہے، مصارف روزمرہ بڑھتے جاتے تھے اور جماعت انتظامیہ کے کاموں میں وسعت ہوتی جاتی تھی خصوصاً صفائی کا انتظام بمقابلہ پہلے کے بہت وسیع پیمانہ پر تھا، اسلئے ضرورت تھی کہ ٹیکس سے جماعت انتظامیہ کے اخراجات میں مدد حاصل کیجائے اسلئے ٹیکس عائد کیا گیا لیکن اسمیں یہ لحاظ رکھا گیا کہ ایسے مکانات جنکی مالیت تخمیناً (۵۰۰) روپیہ سے کم ہے تشخیص محصول سے بری رکھے جائیں، چنانچہ ابتداً (۱۰۷۴۹) روپیہ ۳ آنے محصول تشخیص ہوا اور مبلغ ۲۷۳۹ روپیہ عذرداریوں میں معاف کیا گیا۔

ریاست بھوپال میں مہاجن اور تجارت پیشہ اشخاص محصول سے مستثنیٰ تھے حالانکہ جو روپیہ آرام و آسائش عامہ پر خرچ کیا جاتا ہے اوس سے بہت زیادہ فائدہ مہاجن و تاجر ہی اوٹھاتے ہیں پس اسکی جانب توجہ کی گئی، اسلئے ایک ہزار روپیہ کی آمدنی والوں کو مستثنیٰ کرکے انکم ٹیکس تجویز کیا گیا۔

سرکار خلد نشین نے جب صدر و مضافات کی سڑکیں بنوائیں اور روشنی کا انتظام کیا تو اخراجات کے لئے سڑک اور روشنی کا ٹیکس بھی رعایا پر عائد کیا تھا لیکن سرکار خلد مکان نے اپنے عہد مسند نشین ہونے کے بعد روشنی کا ٹیکس معاف کردیا مگر اب ضروریات اور حالات کا غور کرتے ہوئے چند ٹیکس عائد کرنا ضروری معلوم ہوئے، عہدہ داران ریاست نے اکثر ٹیکس تجویز کئے تاہم بجز ان دو ٹیکسوں کے اور کوئی عائد نہیں کیا گیا۔

۶۔ صیغہ مسکرات کا انتظام بہت کچھ قابل اصلاح تھا اور اسکا تعلق بزمانہ سرکار خلد مکان نائب وزیر مال سے تھا اور اسی لحاظ سے گذشتہ چار سال تک نائب معین المہام سے ہی متعلق رہا۔

مجھے ہمیشہ صیغہ مسکرات کی اصلاح کا خیال رہتا تھا اسی عرصہ میں مسٹر ... جو گورنمنٹ کے ایک تجربہ کار افسر ہیں جدید طریقہ پر انتظامات آبکاری کے لئے ممالک متوسط میں مقرر کئے گئے تھے اور یکم مئی سنہ ۱۹۰۵ء سے ممالک متوسط کا انتظام آبکاری اونکے مشورہ کے مطابق شروع

کر دیا گیا تھا، بھوپال اور ہوشنگ آباد وساگر کے ملحق الحدود ہونے کی وجہ سے ۲۰ برس سے یہ پیچیدگی چلی آرہی تھی کہ جانبین کے مستاجران آبکاری حدود پر دوکانون کے قائم ہونے کیوجہ سے اپنے اپنے نقصانات کے شاکی رہتے تھے، اس موقع پر پینے مسٹر ٹاڈ ہنٹر سے مشورہ لیکر انتظامات واصلاحات جدید کا شروع کر دینا مناسب سمجھا، مولوی نظام الدین حسن معین المہام اور منشی سید قدرت علی نے اون سے مشورہ کیا اور اور مسٹر ٹاڈ ہنٹر نے براہ مہربانی عمدہ اور مفید مشورے دئے اور ریاست مین فوراً انتظامات شروع کر دئے گئے، بھوپال اور اضلاع ہوشنگ آباد اور ساگر کی حدود مین دونون جانب ایسا رقبہ مخصوص کر دیا گیا کہ جہان دو دو میل تک کوئی دوکان شراب کی نہو، اور اس رقبہ کا اعلان جریدہ بھوپال مین شائع کیا گیا پہلے ہر موضع مین بھٹی اور دوکان تھی اب ملک محروسہ مین دوکانین شراب کی حلقہ بندی بمناسبت رقبہ آبادی اس طریق پر کی گئی کہ مابین پانچ میل کے ایک سے زیادہ بھٹی شراب کی نہو ۲۲۶ مقامات مین جہان کہ (۵۸۷۱۵۶) آدمیون کی آبادی ہے ۲۲۳ دوکانین قائم رکھی گئین اور اونکا متفرق طور پر ٹھیکہ دیا گیا۔

جاگیرداران ریاست اپنے حدود جاگیر مین آبکاری کا انتظام خود کرتے تھے لیکن جو شرائط اسناد مین ہین اون پر کاربند نہ تھے جس سے ریاست کو نقصان ہوتا تھا اور نیز اس قسم کے متفرق انتظامات خلاف اصول ریاست ملکی بھی تھے اسلئے آبکاری جاگیرات کا انتظام بھی بغیر کسی استثنا کے شامل انتظام ریاست کیا گیا اور منافع آبکاری کی ایک مقدار معین کر کے یہ قرار دیا گیا کہ سالانہ خزانہ ریاست سے اونکو ادا کی جایا کرے، اس انتظام کے ساتھ افیون اور دیگر اشیاء مسکرہ کا انتظام بھی عمل مین آیا اور اوکو آبکاری کے ساتھ ملا کر صیغہ مسکرات قائم کیا گیا اور اسکے لئے ایک علیحدہ اور مستقل عملہ انتظامی مقرر ہوا اور نیز تکمیل انتظامات حفاظت حقوق ریاست ورعایا انسداد جرائم وغیرہ کے لئے ایک قانون وضع کر کے نافذ کیا گیا۔

نائب معین المہام سے انتظام مسکرات کو علیحدہ کر کے اوسکی نگرانی مہتمم سائر کل کے سپرد کی گئی اس انتظام سے پہلے صیغہ مسکرات کی آمدنی (۴۱۴۶۶ روپیہ ۱۵ آنے ۹ پائی) تھی اور اب بروئے انتظام جدید (۶۸۴۸۷ روپیہ ۷ آنے ۶ پائی) ہوئی یعنے (۷۰۲۰ روپیہ ۷ آنے ۹ پائی) کا اضافہ ہوا۔

اس انتظام مین اس امر کا بہت زیادہ خیال رکھا گیا ہے اور ایسے قواعد مرتب کئے گئے ہین کہ رعایا مین شراب خواری کی عادت ترقی نہ پاسے اور جہان تک ممکن ہوسے نوشی مین کمی ہی ہوتی رہے۔

ریاست بھوپال مین صیغہ آبکاری و مسکرات بزمانہ سرکار خلد نشین قائم ہوا تھا اور اوسی وقت یہ احتیاط رکھی گئی کہ ایسی آمدنی خزانہ سرکاری مین خلط ملط نہو بلکہ رفاہ عام کے کامون پر خرچ کیجاے۔

مجھے اس امر کا فخر حاصل ہے اور بڑی انتہا مسرت ہے کہ میرے ملک مین مسلمان عامتہً شراب اور دیگر مسکرات سے سخت طور پر محترز ہین اور اس سے بچنے کی ہمیشہ کوشش مین رہتے ہین البتہ دوسرے مذہب کے لوگ جنکے یہان مذہباً ممنوع نہین ہے وہ اسکا استعمال کرتے ہین پس اقتضاے حالات کے ساتھ اس صیغہ کی اصلاحات بھی ضروری تھین۔

۷۔ اگرچہ سال پنجم صدر نشینی مین متفرق محصولات معاف کر دئے گئے لیکن انتظامات مین عمدگی کی وجہ سے بمقابلہ سال گذشتہ ابواب آمدنی مین ترقی رہی، محاصل اراضی مین (۲۱۳۱۲۴۴ روپیہ وصول ہوے اور صرف (۱۲۳۸۱۳ روپیہ ۴ آنے) بقایا مین رہے۔

سال چہارم صدر نشینی مین کل ابواب کی آمدنی (۲۵۲۶۲۷۸ روپیہ ۱۱ آنے ۵ پائی) تھی سال پنجم مین (۳۰۲۳۹۱۲ روپیہ ۴ آنے ۱۱ پائی) ہوئی یعنے (۳۳۷۵۹۴ روپیہ ۹ آنے ۴ پائی) کی بیشی رہی اس بیشی مین (۲۷۶۲۵۷ روپیہ ۶ آنے ۲ پائی) بقایا کے ہین باقی محاصل اراضی مین (۱۲۰۱۷ روپیہ ۳ آنے) اور محصولات سائر مین (۴۰۸۷۶ روپیہ ۱۴ آنے ۹ پائی) بیشی ہے۔

اخراجات سال چہارم (۲۵۲۶۲۷۸ روپیہ ۱۱ آنے ۵ پائی) اور اخراجات سال پنجم

(۴۴۳۲۰۴ ۱۲۷۳ روپیہ ۸ آنے ۷ پائی ہوے اس حساب سے مصارف مین (۱۱۶۶۲۲۰۲ روپیہ ۱۳ آنہ ۲ پائی
کا اضافہ ہوا، آمدنی مین سے رقوم بقایا کو علٰحدہ کرکے گویا سال حال کی حقیقی آمدنی (۴۵۶۷۲۴۲۴ روپیہ ۱۴ آنے
۹ پائی) ہے اور بعد اخراجات (۱۶۲۱۴ روپیہ ۶ آنے ۲ - پائی) بچت ہے ۔

اگرچہ اخراجات آمدنی کے لحاظ سے زیادہ ہین کیونکہ جبتک آمدنی سے ایک معتدبہ حصہ سپل نہ ہو
اور آیندہ تکالیف کے موقع کے لئے جمع نہ کیا جاے اطمینان نہین ہوسکتا لیکن بنظر اون حالات کے جو گزشتہ
اوراق مین ظاہر ہو چکے ہین یہ حالت بھی کچھہ کم تسلی بخش نہین ہے اور عام طور پر یہ ثابت ہوگیا کہ جسقدر
عمدہ انتظامات ہونگے اور جسقدر رعایا کی دلجوئی اور اونکی مشکلات کو دور کرکے آسانیان پیدا کی جائنگی
اوسی قدر ملک کی آمدنی اور سرسبزی مین ترقی ہوگی ۔

۸ - جب سے مین صدرنشین ہوئی میری کامل توجہ بندوبست کی جانب مبذول تھی کیونکہ مجھکو یقین کلی
ہے کہ صیغہ مال مین جو خرابیان پیدا ہوئین اور ہین اوسکی وجہ عمدہ بندوبست کا نہ ہونا ہے اور وہ اصلاحات
جنکو مین صیغہ مال مین رائج کرنا چاہتی ہون اوسوقت تک کہ ملک محروسہ کا بندوبست عمدہ طور پر نہ ہوجاے
جاری نہین ہوسکتین، اسلئے بندوبست پنج سالہ کے اختتام میعاد کے قبل ہی مجھے اسکی فکر دامنگیر ہوئی مسٹر ہوپ
مہتمم بندوبست اندور جو بندوبست مین ید طولےٰ رکھتے ہین منشی اسرار حسن خان نصیر المہام ریاست کے دوست
اور عنایت فرما ہین اونکی وجہ سے صاحب موصوف سے تعارف ہوا اور بندوبست ریاست پر چند مرتبہ
گفتگو ہوئی مین نے اپنی تجاویز کو تفصیلاً اونکے سامنے بیان کیا جنکو صاحب موصوف نے پسند فرمایا
خصوصاً اصول بندوبست کاشتکارانہ کو بہت سراہا مولوی نظام الدین حسن بھی اس اصول کے بہت بڑے
مؤید اور حامی تھے مگر چونکہ گذشتہ قحط سالیون اور خرابی بندوبست وغیرہ کی وجہ سے بہت کچھہ زمین غیر مزروعہ
ہوگئی اور مردم شماری بہت گھٹ گئی تھی اسوجہ سے کاشتکارانہ بندوبست سردست کچھہ مفید نہ تھا،
لہذا زمین کے آباد ہونے تک اس تجویز کو ملتوی کردیا اور بالفعل مستاجرانہ بندوبست ہی قائم کیا البتہ پرگنہ کلیان

تحصیل دیوانگنج ضلع مشرق کا بندوبست جو گذشتہ انتظام بندوبست پنج سالہ مین بوجہ میعاد باقی رہنے کے تہہ ہوا تھا امتحاناً کاشتکارانہ اصول پر (۱۷) سال کے لئے کیا گیا، اس پرگنہ مین گیارہ موضع ہین جو حدود ریاست سے جانب شمال واقع ہین ان مواضعات مین پیمائش جدید کی ضرورت نہ تھی صرف ترمیم پیمائش کے طریقہ سے موضع وار نقشات بندوبست تکمیل کئے گئے اور شرح لگان بر بنائے نوعیت اراضی قائم کی گئی اراضی کی نوعیت تین قسم کی ہے (۱) مورن (۲) کابر (۳) سیار، اس لحاظ سے شرح لگان بھی ۹؍، ۷؍، ۴؍ علی الترتیب مقرر کی گئی، اور معاہدہ بندوبست براہ راست کاشتکارون کے ساتھہ عمل مین آیا۔

۹۔ اگرچہ محاصل مالک مین ہر جگہ اور بالعموم ریاستون مین ہمیشہ بقایا رہتی ہے جو بمشکل و رفتہ رفتہ وصول ہوتی ہے لیکن ریاست ہذا مین گذشتہ زمانے کی قحط سالیون اور بہت زیادہ اہلکاران مال کی لاپروائیون سے سنین ماضیہ کی بقایا ایک کثیر المقدار رقم مین ہوگئی تھی اور کاغذات کی یہ حالت تھی کہ محض اونکی روسے یہ اطمینان کرنا مشکل تھا کہ کونسی رقم قابل وصول اور کونسی ناقابل الوصول اور قابل معافی ہے اسلئے مین نے ابتداہی مین ایصال بقایا کے کام کو مقدم سمجھکر اوسکا انتظام کردیا تھا اور دورہ ضلع مشرق وجنوب مین باقیداران کا گوشوارہ بندوبست سرسری کے ساتھہ مرتب کرالیا گیا تھا، مگر بوجہ بندوبست تصفیہ نہ ہوسکا، صرف ضلع مغرب کے کاغذات مرتب کراکے تصفیہ بقایا کیا جسکا مفصل ذکر میرے دورہ ضلع مغرب کے عنوان مین درج ہے تصفیہ بقایا کا کام ضلع مشرق مین نواب محمد نصر اللہ خان کے اور ضلع جنوب مین معین المہام ریاست کے سپرد کیا گیا۔

بقایا کا اندازہ اس سے ہوسکتا ہے کہ ضلع مغرب مین (۲۸۱۳۶۴۲ روپیہ ۸ آنہ ۳ پائی) رقم بقایا تھی منجملہ اوسکے (۱۲۵۷۹۴ روپیہ ۱۱ آنہ ۹ پائی) ایام دورہ مین نقد وصول ہوگیا۔

ضلع مشرق مین منجملہ (۱۳۸۲۱۹۰ روپیہ ۱۲ آنہ ۹ پائی) بقایا کے (۹۳۰۵۱۳ روپیہ ۹ آنہ ۶ پائی) وصول ہوا

ضلع جنوب مین (۱۸۱۷۲۳۸ روپیہ ۱۰ آنہ ۹ پائی) باقی تھی جسمین سے (۵۶۶۰۹ روپیہ ۱۱ آنہ) وصول ہوئی مجموعی رقم بقایا (۶۰۱۲۰۷۱ روپیہ ۱۵ آنہ ۹ پائی) تھی جسمین (۲۷۴۲۵۸ روپیہ ۳ پائی) نقد وصول ہوئی اور بقایا مین سے بہت زیادہ حصہ معاف کیا گیا، اور جو بقدر قلیل باقی رہا اوسکی قسطبندی کی گئی -

وصول بقایا کے انتظام مین معلوم ہوا کہ اکثر باقیدار فوت ہو گئے، بہت مفقود الخبر ہین اور بعض محض نادار اور مفلس ہین اور کاشتکاری چھوڑکر مزدوری کرتے ہین اونکے نام سے باقی خارج کی گئی اور وہ ان اعداد سے بالکلیہ علحدہ ہے -

جو باقیدار ایسے تھے کہ وہ بقایا ادا کر سکتے ہین اون سے وصولی مین یہ انتظام رکھا گیا کہ جائداد کی قرقی سے وصول نہ کیا جاے بلکہ جسقدر نقد ادا کر سکین وہ نقد لے لیا جاے اور باقی کی اقساط مقرر کر دیجاین باقیدار اکثر ایسی اقساط مقرر کرتے تھے جس سے سولہ سترہ سال مین ادائی ہوتی لیکن رعایت اور مراعات کے ساتھہ کم و بیشی کر کے جو جسنے خوشی کے ساتھہ منظور کیا تا ختم میعاد بندوبست پنجسالہ اقساط مقرر کر کے حساب پاک کیا گیا کیونکہ اسقدر طولانی میعاد اقساط سے عمال کو رعایا پر جبر و تعدی اور حصول منفعت کا موقع ملتا جس سے سراسر رعایا کی تباہی ہوتی غرض اس طور پر اقساط مقرر ہو گئین کہ جدید بندوبست کے وقت بخوبی حسابات بقایا صاف ہو جائین -

۱۰ - مولوی عبد الحامد کو پیشتر مہتمم بندوبست مقرر کیا گیا لیکن وہ واپس چلے گئے پھر محمد یعقوب کی خدمات سنٹرل پراونس سے مستعار لین وہ بھی تھوڑے دن کے بعد واپس ہو گئے اونکے بعد حسب تجویز معین المہام مولوی زین الدین، ایم، اے، ڈپٹی کلکٹر ممالک متحدہ آگرہ و اودھ کی خدمات منتقل کرائین اور اونکو ضلع مشرق کا مہتمم بندوبست مقرر کیا اور دوسرے اضلاع کے لئے اور عہدہ دارون کے انتقال خدمات کی گورنمنٹ سے خواہش کی گئی -

۱۱ - ریاست بھوپال کا جنگل ایسا ہے کہ اگر اوسکی پرورش اور حفاظت کی جاے تو اچھی قسم کی لکڑی

ہر وقت مل سکتی ہے اور دیگر جنگلی پیداوار میں بھی ترقی ہو سکتی ہے اور اس صورت میں آمدنی میں معتد بہ اضافہ ہو سکتا ہے لیکن مہتمان جنگل کی غفلت اور لاپروائی سے اسقدر تنزل ہوا کہ جنگل کی آمدنی اخراجات تک کو مکتفی نہ ہوئی اسوقت تک جنگل کا انتظام دو حصوں پر منقسم تھا اور ہر حصہ کا ایک ایک مہتمم تھا اور ایک حصہ صحرائی محفوظہ اور دوسرا حصہ صحرائے عام کے نام سے موسوم تھا۔

جدید انتظام میں ان دونوں حصوں کو یکجا کر دیا گیا، حد بندی جنگل کی غرض سے پیمائش کا عملہ بڑھا دیا گیا، اور گذشتہ سال میں جو انتظام کئے گئے تھے اونکی تکمیل کے لئے اور ہدایات وغیرہ نافذ کیں اگرچہ انتظامات ابتدائی حالت میں ہیں مگر امید ہے کہ اسکے نتائج آیندہ سالوں میں قابل اطمینان مترتب ہونگے۔

۱۲- اگرچہ اس سال مفصلات میں کوئی جدید سڑک تیار نہیں ہوئی لیکن سڑکوں اور شوارع عام کی درستی و مرمت پر (۹۵۹۷۰) روپیہ صرف ہوا۔

شہر خاص کی جدید عمارات پر (۰۱۲۶۴۷ روپیہ ۷ آنہ ۳ پائی) اور قدیم عمارات کی مرمت وغیرہ پر (۲۰۸۰۶ روپیہ ۷ آنہ ۴ پائی) خرچ کیا گیا مجموعی طور پر کل اخراجات تعمیر (۱۷۸۶۲۳ روپیہ ۱۴ آنہ ۹ پائی) ہوئے

۱۳- قدیم سے ریاست میں سرکاری طور پر یونانی شفاخانے ہیں اور ہر زمانہ حکومت میں اون پر خاص توجہ رکھی گئی ہے اسوقت بھی ریاست سے غربا کے لئے ۴۵ یونانی اور انگریزی شفاخانے قائم ہیں جنکا سالانہ خرچ (۵۰۹۴۶ روپیہ ایک آنہ ایک پائی) ہے یونانی شفاخانوں پر (۲۱۵۴۳ روپیہ ۱۰ آنہ ۹ پائی)، اور انگریزی شفاخانوں پر (۲۹۴۰۲ روپیہ ۶ آنہ ۴ پائی) صرف ہوتا ہے۔

لیکن عوام کا رجحان بہت زیادہ یونانی علاج کیطرف ہے جسکی بڑی وجہ یہ ہے کہ وہ خود بیشتر ادویہ کے ناموں اور اونکے خواص سے واقف ہیں اور اکثر نباتاتی دوائیں اپنے آپ ہی جنگلوں سے لے آتے ہیں اور دوسری دوائیں بھی ارزان ملتی ہیں۔

بلدہ بھوپال میں ایک بڑا شفاخانہ ہے جسمیں تجربہ کار اطبا کا اسٹاف موجود ہے، اور ہر وقت

اعلیٰ قسم کی یونانی ادویہ موجود رہتی ہیں اسیطرح اکثر محالات ملک محروسہ بھوپال ہیں یونانی شفاخانے ہیں جو افسر الاطباء ریاست کے ماتحت ہیں اور یونانی ادویہ کا اسٹور (ذخیرہ) بھی تیار رہتا ہے۔

اسسال شفاخانہ بلدہ کا ڈاکٹر گرانٹ صاحب بہادر ایجنسی سرجن اور آنریبل ایجنٹ گورنر جنرل صاحب بہادر سنٹرل انڈیا نے بمعیت صاحب پولیٹکل ایجنٹ بہادر معاینہ فرمایا اور اپنا اطمینان اور خوشنودی ظاہر کی۔

محال بچلون و محال نظیر آباد ہیں بنظر رفاہ عام دو جدید یونانی شفاخانے قائم کئے گئے، شفاخانہ نسوان لیجر لیڈی لینسڈون ہاسپٹل مس بلانگ ایم ڈی لیڈی ڈاکٹر کی محنت و قابلیت اور حسن اخلاق سے روز بروز ترقی پر ہے اور عام مستورات کا رجحان شفاخانہ نسوان کے معالجہ کیطرف ہوتا جاتا ہے، اس سال ۲۸۲ عورتون نے ہسپتال ہین رہکر علاج کرایا اسلئے اس شفاخانہ کو وسعت دی گئی، ہین نے خود گذشتہ سال معاینہ کرکے انتظام پردہ اور ترقی کی نسبت احکام صادر کئے تھے وہ اس سال سب مکمل ہوگئے اور اب ایک جدید اسٹور روم اور ڈسپنسری کی تعمیر کا بھی حکم دیا ہے اور ہسپتال کے اسٹاف ہین دو اسسٹنٹ لیڈی ڈاکٹر کا اور اضافہ کیا۔

ہر ضلع ہین افسران حفظان صحت اور معالجین مقرر کئے گئے، اضلاع جنوب و مشرق ہین دو جدید ڈاکٹری ہسپتالون کا افتتاح ہوا، اور ہوشیار ہاسپٹل اسسٹنٹون کا تقرر عمل ہین آیا۔

اس سال مرض چیچک کا بھی مفصلات ہین زور رہا، عوام کو ترغیب دلانے کے واسطے ٹیکہ لگانے کے لئے بچون کو انعام دینا منظور کیا گیا لیکن کچھ قابل اطمینان نتیجہ برآمد نہین ہوا۔

آغاز فروری ہین طاعون بھی چمکا جملہ انسدادی تدابیر عمل ہین لائی گئین، صفائی اور ڈس انفکٹ کا خاص طور پر انتظام کیا گیا، آبادی شہر سے علیحدہ ایک سگریگیشن کیمپ قائم کیا گیا، سرکاری خرچ سے مریضون کو خوراک اور کپڑا بھی دیا گیا، عملہ حفظان صحت ہین اضافہ کیا گیا، ٹیکہ طاعون کے فوائد عام طور پر سمجھائے گئے اور اکثر اشخاص نے برضا و رغبت ٹیکہ لگوایا، خدا کا فضل شامل حال رہا کہ جیسا زور گذشتہ سالون ہین تھا اس سال نہوا اور بمقابلہ پہلے کے بہت کمی کے ساتھ اموات واقع ہوئین۔

۱۴- ترقی تعلیم کے متعلق اس سال برابر کوشش جاری رہی اگرچہ ان پانچ سالون ہین باوجود بے انتہا

کوششون کے ایسی کامیابی نہین ہوئی جو قابل تذکرہ ہو اور اوسپر اطمینان کیا جاسکے لیکن وہ حالت انجمادی بھی نہین رہی جو پہلے تھی، خدا کا شکر ہے کہ اوس انجماد مین حرکت پیدا ہو گئی ہے اور نفرت کا بادل ہٹتا جاتا ہے جس سے آیندہ کے لئے ضرور خوشگوار امیدین قائم ہو سکتی ہین۔

اس سال (۳۵۹۵) طلبا، مدرسون مین داخل ہین جنمین (۲۵۹) لڑکیان ہین، بمقابلہ سال گذشتہ صرف (۱۴۴) طالب علم زیادہ ہوے اور یہ تعداد بلاشبہ بہت کم ہے لیکن ایک حد تک یہ وجہ بھی ہوئی کہ طاعون کے سبب سے مدارس بلدہ بند کر دئے گئے، آخر سال مین البتہ اس مجموعی تعداد مین جو تعداد لڑکیون کی ہے وہ ضرور میرے لئے باعث مسرت ہے کیونکہ بھوپال جیسے شہر مین اسقدر کم عرصہ مین باقاعدہ تعلیم نسوان کیطرف اتنا رجحان ہو جانا بھی بےشک مغتنمات سے ہے۔

ریاست مین تعلیم کا ایک مختصر دستور العمل موجود تھا مگر نہ اوسپر کوئی عمل کرتا تھا، اور نہ وہ حالات زمانہ اور ضروریات تعلیم کے لحاظ سے مفید تھا، البتہ جو ہدایات جاری کی جاتی تھین وہی قانون تعلیم تھا، لیکن وہ بھی ضرورتون کو پورا نہ کرسکتی تھین، اسلئے ایک جدید دستور العمل تعلیم حسب مشورہ مولوی نظام الدین حسن جو ایک فاضل شخص ہین جاری کیا گیا جسمین موجودہ ضرورتون اور ذرائع ترقی تعلیم کا کامل لحاظ رکھا گیا۔

سررشتہ تعلیم کی جدید اصلاحات اور کام کے بڑھنے سے بجاے مولوی عبد الغفور کے معین الدین احمد ایم، اے، کا جنھون نے یورپ اور مصر وٹرکی کے اسکولون اور کالجون کو دیکھا اور تعلیمی تجربے حاصل کئے ہین تقرر کیا گیا۔

مدرسہ سلیمانیہ مین فارسی عربی کی تعلیم دیجاتی ہے اس سال اوسکو اور باقاعدہ بنایا گیا، اور پنجاب یونیورسٹی کے اورینٹل فیکلٹی (شاخ السنہ شرقی) سے ملحق کیا گیا، اور وہان کے نصاب (کورس) کی تعلیم لازمی کر دی گئی، اسی کے ساتھ یہ عام حکم جاری کیا کہ اورینٹل فیکلٹی کے کامیاب طلباء سلسلہ ملازمت مین داخل کئے جائین۔

اس سال غیر مستطیع طلبا کو امداد تعلیم و حوصلہ افزائی کیلئے (عہ ۲۲۸ روپیہ ۵ آنہ ۶ پائی) وظیفہ دیا گیا اور مخصوص تعلیم صنعت و حرفت کے لئے دو طالب علموں کو لاہور کے ٹکنیکل اسکول (مدرسۂ صنعت) میں تعلیم پانے کیلئے وظیفہ دیکر بھیجا گیا۔

مدرسہ سلیمانیہ سے ایک شاخ تعلیم دینیات کی علیحدہ کرکے مدرسہ وقفیہ کے نام سے موسوم کی گئی اور اوسکو تکمیل تعلیم مذہبی کے لئے مخصوص کر دیا گیا۔

مجھے یوں تو عامتاً ترقی تعلیم کیطرف توجہ ہے اور میں اپنی حکومت کا بڑا فرض اشاعت تعلیم سمجھتی ہوں لیکن تعلیم نسوان کے ساتھ مجھے خاص شغف ہے کیونکہ میں خود اوسی جنس سے ہوں اور یہ ایک اقتضائے فطرت ہے کہ جنسیت کا پاس سب سے زیادہ ہوتا ہے مگر مجھے ہمیشہ اسکا افسوس رہا ہے کہ مسلمان مستورات کے لئے وسائل حصول تعلیم اسقدر کم ہیں کہ اونکا عدم و وجود یکساں ہے۔

مجھے جب یہ معلوم ہوا کہ علی گڑھ میں ایک جماعت نے تعلیم نسوان کی طرف توجہ کی ہے اور محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس کے صیغہ تعلیم نسوان میں ترقی کی کوشش ہو رہی ہے اور ایک نارمل اسکول قائم کرنے کی تجویز ہے" تو مجھے بے انتہا مسرت ہوئی، اور میں نے اوس اسکول کے لئے ایک سو روپیہ ماہوار مقرر کر دئے۔

اس دوران میں شیخ عبداللہ، بی اے، ایل ایل بی وکیل ہائیکورٹ الہ آباد سیکرٹری صیغہ تعلیم نسوان بھوپال آئے ان سے اس اسکول کی بابت گفتگو ہوئی اور میں نے سلسلہ تعلیم کی نسبت اپنے خیالات ظاہر کئے۔

اخبارات سے یہ بھی معلوم ہوا کہ محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس کے اجلاس علی گڑھ میں صنعت و حرفت اناث کی بھی نمائش کیجائے گی، چونکہ میں ایسی نمائشوں کو ہمیشہ پسند کرتی ہوں ہندوستان کی دوسری خواتین کی ترغیب کے لئے میں نے اوس نمائش میں حسب استدعا سیکرٹری نمائش، آئل پینٹنگ کی ایک

تصویر جو مقبرہ فیض بہادر مرحوم کی تھی خود تیار کر کے بھیجی، اور نیز مدرسہ سلطانیہ اور وکٹوریہ گرلس اسکول کی بنائی ہوئی چیزین بھجوائین، اور مالی امداد بھی کی وہ چیزین نمائش مین رکھی گئین، اور کمیٹی مجوزہ انعامات نے دونون مدرسون کی مرسلہ اشیا پر نقرہ تمغے دئے، مجھے ان تمغون کے ملنے سے بہت زیادہ خوشی ہوئی کیونکہ مدرسہ کی آیندہ کامیابیون کے لئے یہ ایک مبارک فال تھی۔

الگزنڈرا نوبلس اسکول جسکا ذکر باب واقعات سال سوم مین آچکا ہے اوسکی عمارت کی تیاری مین چونکہ دیر تھی اور لڑکون کا ہرج ہوتا تھا اسلئے یکم نومبر ۱۹۰۵ء ۱۳۲۳ ہجری کو عمارت بے نظیر مین جو سرکار خلد مکان کی بنائی ہوئی تھی کلاس جاری کر دئے گئے، اور اس طرح جاگیردارون کو بھی شوق تعلیم دلایا جسکے وہ کبھی عادی نہ تھے۔

مسٹر سی، ایچ، پین، ایم، اے پرنسپل مقرر کئے گئے کیونکہ جس قسم کی اس مدرسہ مین تعلیم و تربیت کی بنیاد ڈالی گئی ہے اوس کے لئے کسی قابل یوروپین کا تقرر نہایت ضروری تھا اون کی ماتحتی مین ایک عمدہ اسٹاف بھی دیا گیا اور چند جماعتین بالفعل قائم کی گئین مدرسہ جاری ہونے کے وقت ۳۰ طالب علم عمائد و جاگیرداران ریاست کے خاندانون سے داخل ہوے۔

۱۵ - سرکار خلد نشین نے اپنے سلسلۂ انتظامات مین ریاست بھوپال کو تین نظامتون اور ۳۰ تحصیلون پر منقسم کر کے اندرونی سرحدات قائم کی تھین، لیکن سرکار خلد مکان نے بجاے ۳۰ تحصیلون کے ۲۱ تحصیلین قائم رکھین اور نو تحصیلون کو جن تحصیلون مین مناسب سمجھا ضم کر دیا مگر پھر بجاے تین ضلعون کے چار ضلعے قرار دئے اور تحصیلون مین بھی تغیر و تبدل کر کے مع حضور تحصیل کے ۲۱ تحصیلین قرار دین، مگر چونکہ اس تقسیم مین قدرتی حدود کا لحاظ نہین رکھا گیا تھا اور جغرافی طور سے بھی مناسبت نہ تھی کوہ بندھیاچل کے جنوبی جانب کی تحصیلات اضلاع بالاے بندھیاچل کے متعلق تھین جس سے انتظام ملک اور تجارت پر خاص اثر پڑتا تھا اور نظماء اضلاع کو نگرانی مین دقت ہوتی تھی اور حد بندی تحصیلات مین موضع

سے موقع آگئے تھے ۔

لہذا ان تمام امور پر غور کرکے اندرونی سرحدات کی ترتیب مین نمایان اصلاح کی گئی اور تقسیم اضلاع بر بناے جغرافیہ عمل مین آئی ، بہ لحاظ کوہ بندھیاچل دریاے نربدا ، اور جی ، آئی ، پی ریلوے تمام ریاست بھوپال اضلاع مشرق وجنوب اور مغرب پر تقسیم کی گئی ، ضلع شمال شکست ہوکر ضلع مشرق ومغرب مین ضم کیا گیا ، اور جملہ تحصیلات جو نربدا کے متصل واقع ہین ضلع جنوب مین شامل کیگئین غیر ضروری تحصیلات کم کرکے ۲۷ تحصیلات رکھی گئین اور نو نو تحصیلین ہر ایک ضلع مین رکھی گئین ۔

۱۶- معین المہام (مولوی نظام الدین حسن) نے مجھے اس امر کی طرف توجہ دلائی کہ بجاے سنہ فصلی کے سنہ محمدی جاری کیا جاے تا کہ لوند کے مہینے کی جو غلطی واقع ہوتی ہے دور ہوجاے اور اس طرح ایک علمی یادگار ریاست مین قائم کی جاے ۔

مین نے اس تجویز کو بغرض غور وبحث مجلس مشورہ مین پیش ہونے کی ہدایت کی اور وہان بحث ومباحثہ ہوا بالآخر آزمائش کے لئے دفاتر حسابی ومعاملات مالگزاری مین اسکو رائج کردیا ۔



باب (۴۶)

ہز رائل ہائینس دی لینڈ گریف آف ہسی کی تشریف آوری

ہز رائل ہائینس دی لینڈ گریف آف ہسی شہنشاہ جرمن کے خاندان کے ایک معزز ممبر اور ہماری ملکہ الگزنڈرا کے بھتیجے ہین۔

سنہ ۱۹۰۶ء کے آخر مین وہ بغرض سیر و سیاحت ہندوستان تشریف لاے اور مشہور و معروف مقامات کی سیر کی، دیسی ریاستون مین بھی تشریف لے گئے سب سے پہلے حیدرآباد مین وارد ہوے اور پھر بھوپال مین مہمان ہوے۔

اگرچہ شہزادہ معزز کی آمد بالکل پرائیوٹ تھی اور گورنمنٹ ہند نے کوئی ہدایت و اطلاع اون کی میزبانی کے متعلق نہین کی تھی صرف صاحب پولیٹکل ایجنٹ بہادر نے اونکی آمد اور پروگرام سے اطلاع کیا تھا مگر چونکہ شہزادۂ موصوف کو ہماری شہنشاہ بیگم کے قریبی رشتہ دار ہونے کا شرف حاصل تھا اسلئے مین نے مناسب سمجھا کہ اونکی مہمانداری اوسی لحاظ سے کی جاے اور وہی اعزاز ملحوظ رکھا جاے جو برطانیہ کے خاندان شاہی کے ممبرون کے شایان شان ہو۔

شہزادہ موصوف مع اپنے مصاحبین کے ۲۱ر نومبر سنہ ۱۹۰۶ء کو ۹ بجے داخل بھوپال ہوے، معین المہام اور نصیر المہام نے استقبال کیا پلیٹ فارم پر گارڈ آف آنر اور بینڈ موجود تھا، قلعہ سے اتواپ سلامی سر ہوئین، اردلی کے لئے وکٹوریہ لانسرز کا ایک اسکوارٹ معین کیا گیا۔

شہزادہ موصوف لال کوٹھی مین اور مصاحبین خیام مین جو احاطہ کوٹھی مین نصب کئے گئے تھے قیام پذیر ہوے، ساڑھے ۲ بجے ہز رائل ہائینس مع اپنے مصاحبین اور صاحب پولیٹکل ایجنٹ بہادر کے

ایوان صدر منزل پر میری ملاقات کے لئے تشریف لاے، نواب نصر اللہ خان، کرنل عبید اللہ خان، صاحبزادہ حمید اللہ خان سلمہم، معین المہام، نصیر المہام، اونکے نائبین، بخشی فرید اللہ خان، سردار بہادر میجر کریم بیگ، منشی احمد حسن خان میر منشی ریاست، منشی سید منصب علی نائب اول صیغہ مخفی، منشی سخاوت حسین پرائیوٹ سکرٹری اور اسپیشل سکرٹری شریک دربار ملاقات تھے۔

کرنل محمد عبید اللہ خان کمانڈر انچیف افواج ریاست اور صاحبزادہ محمد حمید اللہ خان نے دروازہ محل تک اور نواب محمد نصر اللہ خان نے صحن محل تک استقبال کیا۔

ہز رائل ہائینس اگرچہ ایک جوان آدمی تھے مگر ضعف بصارت تھا جسکے باعث ایک آتشی آئینہ کا استعمال کرتے تھے، اس وقت وہ اور اونکے مصاحب انگریزی لباس مین تھے مصافحہ و مزاج پرسی کے بعد اپنی خوش اخلاقی سے مہمانداری کا شکریہ اور بھوپال کے خوشنما مناظر وغیرہ کا بہت دیر تک تذکرہ کرتے رہے، اسکے بعد احمد آباد مین بھی ملاقات ہوئی، یہان "ضیاء الابصار" کو جو پائین باغ قصر سلطانی ہے دیکھتے رہے۔

۲۲ر نومبر کو قبل ظہر ہمین نے ملاقات بازدید کی، شام کو شہزادہ موصوف نے باغ حیات افزا، محلات، قلعہ فتحگڈھ، مسجد جامع اور موتی مسجد وغیرہ کی سیر کی۔

۲۳ر کو ۷ بجے بسواری موٹر سیہور تشریف لے گئے اور شام کو واپس آئے، ایک مصاحب نے جنکو "بیرن" کا خطاب تھا نواب محمد نصر اللہ خان کے علاقہ جاگیر مقام دیوان گنج مین شکار کھیلا۔

شب کو اسٹیٹ ڈنر ہوا، جسمین بھوپال اور سیہور کے صاحبان یوروپین شریک تھے، ڈنر کے بعد ہمین نے مسٹر دستور لال کوٹھی پر جاکر رسم عطر و پان ادا کی۔

۲۴ر نومبر کو وکٹوریہ لانسرز کا ریویو ہوا، جلوس کے لئے فیلان ریاست پر ماہی مراتب مع نقش نشان موجود تھا، کیونکہ شہزادہ موصوف خاص طور پر ہاتھیون کا جلوس بہت پسند کرتے تھے

شام کو جم خانہ ہوا ، ۲۵ رکو اسٹیٹ سیلون مین سانچی جاکر آثار قدیمہ کا ملاحظہ کیا ۔

۲۶ رکو اسپشل ٹرین مین دہلی وغیرہ کی جانب روانہ ہوگئے ، شہزادہ موصوف نہایت خلیق منکسر المزاج تھے انگریزی صاف اور اچھی بولتے تھے مجھسے بھی انگریزی مین ہی گفتگو کی تھی ۔

روانگی کے وقت منشی عبد الرؤف خان وکیل ریاست و حافظ عبد الرحمن مہتمم کارخانجات کو دو طلائی "پن" بہ اظہار خوشنودی مزاج عنایت کئے ۔

مین نے اپنے ہاتھہ کی بنائی ہوئی تصویر جسمین بھوپال کا ایک منظر دکھایا گیا تھا ہز ہائینس شہزادہ موصوف کو بھیجی ، اونھون نے بھی نواب محمد نصر اللہ خان اور کرنل محمد عبید اللہ خان کو اپنی تصاویر ارسال کین ، صاحبزادہ محمد حمید اللہ خان کو دوربین دی ۔

ایک مصاحب نے جیل بھوپال کے بُنے ہوئے قالینون کو بہت پسند کیا جو لال کوٹھی کے کسی کمرہ مین بچھے ہوئے تھے ، اور مہتمم کوٹھیات سے دو تین قالینون کے خرید کرنے کی خواہش کی ، اگرچہ یہ نہین کہا جاسکتا کہ وہ جرمن کے قالین سے عمدگی مین بہتر ہون گے لیکن جرمن جیسے تجارتی اور صنعتی ملک کے رہنے والے "پرن" کا بھوپال کے بُنے ہوئے قالین کا پسند کرنا اور اوسکو تحفتاً لینا فی الواقع ایک نہایت قابل مسرت امر ہے ، اور اس امر کا ثبوت ہے کہ سرگرم کوشش اور اصلاح ضرور کامیاب ہوتی ہے ۔

تین چار سال پہلے جہان معمولی کمّل بھی کچھہ عمدہ نہ بنے جاتے تھے وہان ایسے قالینون کا ایسی عمدگی کے ساتھہ بنا جانا کہ ممالک غیر کے لوگ اوسکو پسند کرین غیر معمولی کوشش ان کا نتیجہ ہے اور اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ اگر ہندوستانی صنعت کو ترقی دی جاے تو اوس مین ضرور کامیابی حاصل ہو ۔

باب (۴۷)

ہز اکسیلنسی وایسرائے کا کرنل محمد عبید اللہ خان کو اپنا ایڈی کانگ مقرر کرنا

کرنل محمد عبید اللہ خان کمانڈر انچیف افواج ریاست نے ابتدا ہی سے نہایت سخت محنت اور جان فشانی کے ساتھہ فوجی کامون مین دلچسپی لینی شروع کردی تھی، اور فی الواقع مجہے انتظامات فوجی مین انکی دانائی وقابلیت اور جفاکشی کے باعث بے انتہا مدد ملی۔

اونہون نے تہوڑے ہی عرصہ مین نہ صرف مجہے بلکہ برٹش افسران فوج کو بھی ثابت کردیا کہ اون مین فطری طور پر فوجی قابلیت ہے، اور ہمیشہ اون افسران نے اون کی قابلیت کا اعتراف کیا۔

سنہ ۱۹۰۶ء مین ہز اکسیلنسی لارڈ منٹو گورنر جنرل وایسرائے ہند نے اون کو اپنا "ایڈی کانگ" مقرر کیا اور یکم دسمبر سنہ ۱۹۰۶ء کے گزٹ آف انڈیا مین اس کا اعلان کیا گیا۔

ہز اکسیلنسی کا اون کو اپنا ایڈی کانگ بنانا خاندان ریاست کی خاص مسرت وعزت کا باعث ہے اور اپنی نوعیت مین یہ پہلی مثال ہے۔

دراصل میرے لئے یہ بڑی مسرت ہے کہ جو امیدین مین نے صاحبزادہ صاحب کی ذات سے قائم کی تہین وہ نہایت حسن وخوبی کے ساتھہ اون کی مستعدی اور گورنمنٹ کی قدر افزائی سے پوری ہوئین ؞

باب (۴۸)

دربار آگرہ

اوائل دسمبر ۱۹۰۶ء میں ہز اکسلنسی لارڈ منٹو صاحب بہادر وایسرائے و گورنر جنرل کشور ہند نے دربار انوسٹیچر میں جو آگرہ میں منعقد ہونے والا تھا خریطہ[۱] کے ذریعہ سے مدعو کیا، میں نے نہایت مسرت کے ساتھ دعوت منظور کی اور حسب دستور خریطہ[۲] کے ذریعہ سے اپنی منظوری کی اطلاع ہز اکسلنسی کو دی۔

اطلاع دینے کے ساتھ ہی انتظامات کیمپ شروع ہو گئے اور باتفاق رائے مسٹر گبرئیل انڈر سکرٹری گورنمنٹ آف انڈیا کوٹھی برون صاحب میں جو ایک نہایت وسیع احاطہ میں لب سڑک قلعہ آگرہ کے قریب واقع ہے کیمپ تجویز ہوا۔

آخر دسمبر تک کل سامان جو ریاست سے جانا ضرور تھا بھیج دیا گیا، فوج سے رسالہ اختصاصیہ

[۱] (خریطہ وایسرائے کشور ہند، مورخہ ۲۷ نومبر ۱۹۰۶ء) میری معزز دوست! میں نہایت خوشی سے یور ہائینس کو اطلاع دیتا ہوں کہ میرا ارادہ بحیثیت گرانڈ ماسٹر طبقۂ اعلائے ستارۂ ہند و سلطنت ہند ایک انوسٹیچر دربار بمقام آگرہ بتاریخ ۱۲ جنوری ۱۹۰۷ء منعقد کرنے کا ہے، اور میں استدعا کرتا ہوں کہ آپ بھی اوس موقع پر تشریف لاویں۔

۷ سے ۱۵ جنوری تک آگرہ میں میرا قیام ہوگا اور مجھکو امید ہے کہ اوس وقت یور ہائینس سے ملاقات ہوگی اور اتحاد بڑھانے کا اکثر موقع ملے گا۔

[۲] (خریطہ جوابی مورخہ ۷ دسمبر ۱۹۰۶ء = ۲۰ شوال ۱۳۲۴ھ) خریطہ خدا آن جناب مرقوم ۲۷ نومبر ۱۹۰۶ء بابت انوسٹیچر دربار بمقام آگرہ جو بتاریخ ۱۲ جنوری ۱۹۰۷ء آپ منعقد فرمائیں گے اور مشتمل مژدۂ حصول ملاقات سامی شرف صدور لا کر معزز و ممتاز فرمایا، انشاء اللہ تعالے حسب ارشاد سامی بمخلصہ لطیف خاطر اور بہت خوشی اور سچے خلوص سے اوس مشہور وفاداری کے اثبات و اظہار میں کہ جو مجھکو اور میرے خاندان کو تاج برطانیہ سے ہے ۵ جنوری کو بسواری اسپیشل ٹرین بھوپال سے روانہ ہوکر ۶ جنوری کی صبح کو آگرہ پہونچے گی اور شرف شرکت دربار و حصول مسرت ملاقات سے بہرہ اندوز ہوگی۔

رسالہ احتسرامیہ، رجمنٹ کے ٹروپس اور انفنٹری مع بینڈ روانہ کئے گئے تھے ۶ رجنوری کو ۱۱ بجے شب کے وقت اسپشل ٹرین روانہ ہوا، ہمراہی میں نواب نصراللہ خان کرنل عبیداللہ خان، صاحبزادہ حمیداللہ خان سلمہم، معین المہام، نصیرالمہام، سردار بہادر میجر کریم بیگ، وکیل ریاست، اور میرے اسٹاف کے خاص خاص اشخاص تھے، غرض آگرہ میں ۳۸۶ آدمیوں کی جمعیت ہوگئی تھی، صاحب پولیٹکل ایجنٹ بہادر و مسٹر بیلی مع میم صاحبہ بھی میرے ہی ہمراہ اسپشل ٹرین میں تھے، ۷ رجنوری ۱۹۰۷ء کو ۹ بجے صبح آگرہ میں داخلہ ہوا۔

مسٹر گبریل صاحب بہادر انڈر سکریٹری اور دیگر افسران گورنمنٹ نے اسٹیشن پر استقبال کیا، گارڈ آف آنر موجود تھا قلعہ سے ۱۹ ضرب سلامی سر ہوئی۔

کوٹھی میں میرا، نواب محمد نصراللہ خان اور حمیداللہ خان کا قیام تھا، کرنل محمد عبیداللہ خان بحیثیت ایڈی کانگ ٹو دی وائسرائے کے ویسر انجل کیمپ میں مقیم تھے، احاطہ میں ارکین ریاست اور میرے خاص اسٹاف اور دیگر ہمراہیوں کے لئے خیمے نصب کئے گئے تھے، چمن آراستہ کیا گیا تھا اور بجلی کی روشنی کا خاص طور پر انتظام تھا۔

۸ رجنوری کو ہز ایکسلنسی کے داخلہ[^1] کی تاریخ تھی والیان ملک و درباری رؤسا اور یوروپین افسر موجودہ آگرہ اسٹیشن پر پہلے سے موجود تھے، اسٹیشن نہایت عمدہ طور پر آراستہ تھا، بینڈ اور گارڈ آف آنر سلامی ادا کرنے کے لئے حاضر تھا، میں بھی مع صاحبزادگان سلمہم و معین المہام و نصیر المہام اسٹیشن پر استقبال میں شریک ہوئی۔

---

[^1]: (پروگرام داخلہ و جلوس) ہز ایکسلنسی وائسرائے و گورنر جنرل کشور ہند اسٹیشن فورٹ آگرہ پر بروز سہ شنبہ بوقت ½ ۱۰ صبح ۸ رجنوری کو پہونچیں گے، والیان ملک موجودہ آگرہ، ہز آنر لفٹننٹ گورنر ممالک متحدہ مع اسٹاف، ہز ایکسلنسی کمانڈر انچیف افواج ہند مع اسٹاف، ہز آنر لفٹننٹ گورنر پنجاب مع اسٹاف، آنریبل ممبران کونسل وائسرائے جنرل کمانڈنگ ناردرن ڈویژن مع اسٹاف، آنریبل ایجنٹ گورنر جنرل سنٹرل انڈیا و راجپوتانہ، آنریبل رزیڈنٹ میسور، کمشنر و مجسٹریٹ آگرہ، کمشنر محکمہ نمک متعلقہ سانبھر، کنسلٹنگ انجینیر ریلوے، اور جن لوگوں کے

(ملاحظہ ہو صفحہ آئندہ)

ہز ایکسلنسی کا اسپیشل پلیٹ فارم پر ½-۱۰ بجے داخل ہوا، حسب قاعدہ سلامی وغیرہ ادا ہوئی، والیان ملک ہز ایکسلنسی کے سامنے پیش ہوئے۔

ہز ایکسلنسی گاڑی پر سوار ہو کر اپنے کیمپ میں تشریف لے گئے اور جملہ اصحاب اپنی اپنی فرودگاہ پر واپس آئے۔ یہی تاریخ ہز ایکسلنسی سے والیان ملک کی رسمی ملاقات کے لئے مقرر تھی، ۱۲ بجکر چالیس منٹ پر میری ملاقات کا وقت معین ہوا تھا اور حسب معمول یہ پروگرام[۱] پہلے سے تیار ہو کر فارن ڈپارٹمنٹ سے آگیا تھا۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) پاس ٹکٹ ہیں اونکو ۱۰ بجے کے قبل اپنی جگہ پر بیٹھ جانا چاہئے، پھر اجازت نہ ہوگی والیان ملک اور بڑے عہدہ دار دس اور دس بجکے ۲۰ منٹ کے درمیان پہونچ جائیں گے اور دروازہ پر افسر فارن آفس اونکا استقبال کریں گے سلامی ۳۱ توپوں کی سر ہوگی جب کہ اسٹیشن پر گاڑی پہونچیگی اور جب والیسرائے اوتریں گے تو بینڈ سلامی ادا کرے گا، اور قومی راگ بجائے گا، اسٹیشن کے باہر گارڈ آف آنر ہوگا، جلوس مفصلہ ذیل ترتیب سے نکلے گا :-

ترتیب جلوس

انسپکٹر جنرل صوبجات متحدہ۔
ڈپٹی اسسٹنٹ ایجوٹنٹ جنرل اسکارٹ ہوا والیسرائے اسکارڈن نمبر ۱، اور تیسری اسکواڈرن، ۱۵ ہزار برگیڈیر
میجر اردلی افسر جنرل افسر کمانڈنگ
باڈی گارڈ
امپیریل کیڈٹ کور
والیسرائے و لیڈی منٹو
لفٹنٹ گورنر
کمانڈر انچیف مع اسٹاف
لفٹنٹ گورنر پنجاب
ممبران کونسل والیسرائے
ایجنٹ گورنر جنرل سنٹرل انڈیا
" راجپوتانہ
رزیڈنٹ میسور
سپرنٹنڈنٹ پولیس

جلوس والیسرائے کے روانہ ہوتے ہی والیان ملک کو فارن آفس کے افسر پاٹریون تک لیجائینگے اور روسا سوار ہو کر اپنی اپنی فرودگاہ کو چلے جائینگے۔ اونکی سہولت کیلئے موٹر کون پر معمولی انتظام کیا جائیگا۔

فل ڈریس یونی فارم پہنی جائیگی۔ جو فل ڈریس نہیں پہنتے اونکو صبح کے لباس میں آنا چاہیئے۔

[۱] (ترجمہ پروگرام ملاقات نواب بیگم صاحبہ) ہر ہائینس نواب بیگم صاحبہ بھوپال، کیمپ میں بمقام آگرہ بتاریخ ۸ جنوری یوم شنبہ وقت ۱۲ بجکر ۴۰ منٹ پر حضور والیسرائے کشور ہند سے ملاقات کے لئے تشریف لیجاوینگی پالٹیکل سکریٹری لارڈ وی والیسرائے

(ملاحظہ ہو صفحہ آئندہ)

وقت معینہ پر مین مع نواب محمد نصر اللہ خان، صاحبزادہ محمد حمید اللہ خان، معین المہام، نصیر المہام سردار بہادر میجر کریم بیگ، میاں اقبال محمد خان، وکیل ریاست، وفیشل سکریٹری والیسرائگل کیمپ کو روانہ ہوئی، حسب اندراج پروگرام تمام مراسم ادا ہوئے، ہز اکسلنسی نہایت اخلاق و مہربانی سے گفتگو کرتے رہے۔

کرنل محمد عبید اللہ خان بہادر چونکہ ہز اکسلنسی کے ایڈی کانگ تھے اسلئے وہ ہز اکسلنسی کے ہی طرف سے شریک ملاقات تھے۔

۹ر جنوری کو ہز اکسلنسی نے رسم ملاقات بازدیداوا کی ۱۲ بجے بھوپال کیمپ مین تشریف لائے معین المہام نصیر المہام، منشی عبد الرؤف خان وکیل ریاست، کپتان عبد المعبود خان کمانڈنگ افیسر رسالہ اختشامیہ نے ہز ہائنیس نواب صاحب رامپور کے کیمپ تک جاکر پیشوائی کی، کوٹھی کے بیرونی دروازہ پر صاحبزادگان سلمہم نے

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) فارن انڈر سکریٹری اور ایک اے ڈی سی مع دو تن کیپٹن افیسر و ۱۲ سوار کے ۱۲ بجکر ۲۰ منٹ پر بغرض پیشوائی سرکار عالیہ جو وایسرائے کے کیمپ سے روانہ ہون گے، اس پارٹی کا استقبال قیام گاہ سرکار عالیہ پر صاحب پولیٹکل ایجنٹ بہادر بھوپال کرینگے، اسکے بعد سرکار عالیہ کیمپ حضور ویسرائے کو بغرض ملاقات تشریف لیجاوین گی اور سرکار عالیہ کے ہمراہ دوسری گاڑی مین صاحب پولیٹکل ایجنٹ ملٹری سکریٹری و ایک اے ڈی سی ہونگے سرکار عالیہ کے ہمراہ (۹) سردار مستحق نشست دربار ہون گے، خیمہ دربار پر گاڑی سے اوترتے وقت سرکار عالیہ کا استقبال دو ایڈی کانگ کرینگے، دروازہ شامیانہ درباری پر سرکار عالیہ کا استقبال فارن سکریٹری کرینگے، اور حضور والیسرائے تک لیجاوینگے چبوترہ دربار سے تین چوتھائی کے فاصلہ پر ہز اکسلنسی حضور والیسرائے سرکار عالیہ کا استقبال کرینگے اور داہنی داہنی بازو کی نشست تک لے جائین گے۔

سرکار کے داہنی جانب صاحب پولیٹکل ایجنٹ بیٹھین گے اور اونکے بعد ہمراہیان سرکار عالیہ علیٰ قدر مراتب والیسرائے کے بائین جانب ایجنٹ گورنر جنرل سنٹرل انڈیا فارن سکریٹری، پرائیوٹ سکریٹری، ملٹری سکریٹری، انڈر سکریٹری، اسٹاف حضور والیسرائے واسٹاف صاحب ایجنٹ بیٹھین گے، بعد مختصر گفتگو کے ہمراہیان سرکار عالیہ کو صاحب پولیٹکل ایجنٹ پیش کرینگے جو ایک ایک اشرفی کی نذر گذرانینگے، والیسرائے نذر پر ہاتھ رکھکر واپس کرینگے، اختتام ملاقات پر حضور والیسرائے بیگم صاحبہ کو عطر و پان دینگے اور ہمراہیان سرکار عالیہ کو انڈر سکریٹری۔

سرکار عالیہ کی واپسی پر بھی وہی رسوم برتی جائین گی جو تشریف آوری کے وقت عمل مین آئی تھین دوران ملاقات مین خیمہ کے باہر جھنڈا بجتا رہے گا، خیمہ کے سامنے ایک گارڈ آف آنر قائم ہوگا جو وقت تشریف آوری و واپسی سرکار عالیہ سلامی ادا کریگا۔

۱۹ ضرب توپ سلامی سر ہونگی، ان ڈریس وردی پہنی جائیگی۔

اور کمرہ ملاقات کے دروازہ تک مین نے استقبال کیا، ریاست کے بینڈ، رسالہ اختشامیہ اور انفنٹری نے سلامی ادا کی، کوٹھی مین ملاقات ہوئی۔

اس ملاقات مین صاحبزادگان سلمہم، معین المہام، نصیر المہام، سردار بہادر میرزا کریم بیگ، کپتان عبدالمعبود خان، میان اقبال محمد خان، منشی عبدالرؤف خان وکیل ریاست، منشی سید منصب علی نائب اول فینشیل سکریٹری شریک تھے، مین نے ہزاکسلنسی والیسرائے اور صاحب فارن سکریٹری کو اور نواب محمد نصراللہ خان نے پرائیوٹ سکریٹری اور دیگر ہمراہیان ہزاکسلنسی کو عطر و پان دیا۔

شرکاء دربار کو صاحب پولیٹکل ایجنٹ بہادر نے ہزاکسلنسی کے حضور مین پیش کیا، اور سب نے ایک ایک تھان اشرفی کی نذر دکھلائی۔

۱۰ر جنوری کو مین لیڈی منٹو صاحبہ کی ملاقات کو گئی، مسز بیلی میرے ہمراہ تھین، گاڑی سے اوترنے کے وقت مسز ڈین نے استقبال کیا، کمرہ ملاقات کے دروازہ تک لیڈی منٹو صاحبہ رسیو کرنے تشریف لائین بہت دیر تک نہایت اخلاق سے بات چیت کرتی رہین، عطر و پان کے بعد مین رخصت ہوکر اپنے کیمپ مین واپس آئی۔

شام کو سرکٹ ہوس مین گارڈن پارٹی تھی، مین مع صاحبزادگان کے وقت مقررہ پر پہونچی، چارون طرف نہایت پر فضا منظر اور فرحت انگیز بہار تھی تمام میدان مین سبزہ دوب لگی ہوئی تھی، جابجا بنچین اور کرسیان بچھی ہوئی تھین، جملہ راجگان و مہمانان ادھر ادھر چہل قدمی مین مصروف تھے جب ہم باغ مین پہونچے تو سر لوئی ڈین فارن سکریٹری بھی چہل قدمی کر رہے تھے، میری طرف بڑھے اور فرمایا کہ "آپ کرسی پر بیٹھ جایئے زیادہ چلنے پھرنے سے کہین تکان نہ ہو جائے" مین تھوڑی دیر کیلئے بیٹھ گئی، اتنے مین میجر میئرس اسمتھ صاحب بھی ٹہلتے ہوے میرے پاس آگئے مین اونسے باتین کرتی ہوئی اوسی جگہ جہان اور مہمان چہل قدمی کر رہے تھے چلی گئی اور وہان ایک کرسی پر بیٹھ گئی، یکے بعد دیگرے

میرے یوروپین احباب، لیڈیز، اور جنٹلمین آتے اور کچھ دیر باتیں کر کے چلے جاتے، یکایک مجمع میں ایک حرکت پیدا ہوئی اور سب کی نظرین گیٹ کی طرف مڑ گئیں معلوم ہوا کہ امیر صاحب تشریف لاتے ہین۔

تھوڑی دیر بعد میجر مینرس اسمتھ صاحب پھر میرے پاس تشریف لائے اور فرمایا کہ "امیر صاحب آپ سے ملنا چاہتے ہین" ہنوز یہ جملہ پورا نہوا تھا کہ امیر صاحب میری جانب آتے ہوئے نظر آئے ہین بھی استقبالاً اونکی جانب بڑھی، امیر صاحب نے "السلام علیک" کہا، مین نے جواب سلام دیا، پھر اونہوں نے پشتو مین مزاج پرسی کی، مین نے جواب مین "الحمد للہ" کہا، پھر اخلاقاً فارسی مین فرمایا کہ مین نے آپکی بہت تعریف سنی ہے اور مین ہمیشہ آپ کے حالات اخبارات مین دیکھتا رہتا ہون" مین نے شکریہ ادا کیا اور کہا کہ "یہ سب ہماری گورنمنٹ کے انتظام کی خوبی ہے کہ افغانی عورت اس طرح حکومت کر رہی ہے" امیر صاحب نے اوسکے جواب مین فرمایا "یہ سچ ہے لیکن ؎

نہ انجیر شد نام ہر میوہ

نہ مثل زبیدہ است ہر بیوہ

غرض اسی طرح اخلاق کے ساتھہ باتین کرتے رہے تھوڑی دیر بعد مین سلام علیک کر کے وہان سے دوسری سمت چلی گئی، وہان ہر اکسلنسی اور اونکی صاحبزادیان ٹہل رہی تھین اون سے سلام و مزاج پرسی ہونیکے بعد مین واپس ہی جا رہی تھی کہ ہز اکسلنسی کے سب سے چھوٹے صاحبزادے دوڑتے ہوئے آرہے تھے مین نے بفرط محبت اونکو روکا اور ہاتھہ پکڑ کر پوچھا کہ "آپ مجھے پہچانتے ہین" اونہون نے کہا کہ "ہان" مین نے کہا کہ "خدا نے چاہا تو آپ بھی مثل اپنے والد کے ایک روز ہندوستان مین وایسرائے ہو کر آئین گے اوسوقت آپ کو میرا اس طرح باتین کرنا ضرور یاد آئے گا" اونہون نے میری اس نیک خواہش و خیال کا شکریہ ادا کیا، وہ کوئی آٹھہ سال کے بچے ہونگے لیکن یہ تربیت کا اثر تھا کہ اونکی ہر بات مین تہذیب و متانت تھی

۱۱ تاریخ کو لیڈی منٹو صاحبہ نے ملاقات باز دید فرمائی مسز ہیلی پہلے سے موجود تھیں ڈرائنگ روم کے دروازہ تک مین استقبال کو گئی، دیر تک پر لطف گفتگو ہوتی رہی، اپنی کتاب پر میرے دستخط لئے اُسمین یہ اہتمام تھا کہ ہر شخص اپنے ماہ ولادت کے ورق پر دستخط کرتا ہے چونکہ مین بحساب شہور شمسی جولائی مین پیدا ہوئی تھی اسلئے مین نے اوسی ورق پر دستخط کئے، ہر اکسلنسی نے دستخط دیکھکر تبسم کیا اور فرمایا کہ آپکی اور ہر اکسلنسی وایسرائے کی ایک ہی مہینہ کی پیدائش ہے، مسز ڈیلی صاحبہ بھی اوس روز اتفاقاً مجھسے ملنے تشریف لائی تھین، یہ تذکرہ ہر اکسلنسی تک پہونچا اونھون نے از راہ مہربانی مجھکو مبارکباد کی چٹھی لکھی اور ایک "فلاور پاٹ" بھیجا جسمین "کرایسٹ للی" کے پھول تھے جو ایک خاص علامت خلوص کی سمجھی جاتی ہے۔

فی الواقع یورو پین سوسائیٹی مین جتنی باتین ہین اون سب مین تہذیب و علم کو دخل ہے اکثر پھولون کے نام جو ایسے موقعون پر بھیجے جاتے ہین ذومعنی ہوتے ہین جیسے فارگیٹ می ناٹ وغیرہ وغیرہ

۱۲ جنوری کو قلعہ آگرہ کے دیوان عام مین خطابات کا چیپٹر منعقد ہوا، تمام خطاب یافتگان موجودہ آگرہ مراسم مین شریک تھے، امیر افغانستان کو منجانب ملک معظم جی سی، بی کا تمغہ و خطاب عطا کیا گیا۔

بعد اختتام چیپٹر دیوان خاص مین جلسہ گارڈن پارٹی منعقد ہوا وہان بھی امیر صاحب ملے، مین نے بہ قاعدہ اسلام اون سے مصافحہ کیا اور خدا حافظ کہا، کیونکہ یہ آخری ملاقات تھی۔

اوسی دن افواج برطانیہ مجتمعہ آگرہ کا ریویو ہوا، ہر اکسلنسی لارڈ کچنر کمانڈر انچیف ہند خود کمان کرتے تھے، یہ ریویو افواج برطانیہ کی فوجی طاقت اور مستعدی و جفاکشی کا ناظرین کے دلون پر گہرا اثر ڈال رہا تھا اور بہیئت مجموعی ایک عجیب شاندار نظارہ تھا۔

۱۸ جنوری کو مین اسپیشل ٹرین مین روانہ ہو کر بھوپال داخل ہوئی ؎

باب (۴۹)
متفرق انتظامات سال ششم
دورہ ضلع جنوب

۱ - مین ان گذشتہ سالون مین برابر دورہ کرتی رہی تاکہ رعایا کی حالت سے واقف ہوتی رہون اور عمال کے کام کو بھی بخوبی جانچ کر سکون -

دورہ مین ہر طبقہ کی رعایا میرے اجلاس مین حاضر ہوتی ہے اور اپنی شکایات و معروضات آزادی سے پیش کرتی ہے اور مجھے ہر ایک کام کی جانچ کرنے کا کامل موقع ملتا ہے -

امسال مین نے ضلع جنوب کی چند تحصیلون کا دورہ کیا گو تمام ریاست مین ہنوز پختہ سڑکین نہین بنی ہین اور آمد و رفت مین تکلیف ہوتی ہے ، لیکن جب مین ایک مقام سے دوسرے مقام پر پہونچتی ہون اور رعایا کا کام کر چکتی ہون تو مجھے بلاشبہ ایک راحت محسوس ہوتی ہے جو تکالیف کو بھلا دیتی ہے کیونکہ فرض و خدمت کو ادا کرنا روح کے لئے ایک بڑا آرام ہے -

دورون مین بالعموم رعایا کو رسد رسانی بیگار وغیرہ کی اکثر تکلیف ہوا کرتی ہے مگر مین نے شروع ہی سے التزام رکھا ہے کہ اس قسم کی تکلیفین نہ ہون ، اسلئے یہہ دورہ غریب رعایا کے لئے بھی فرد وری کا ایک ذریعہ ہو جاتا ہے

دورہ مین جب کہ بمقام بدھنی قیام ہوا تو چونکہ یہان ریلوے سٹیشن واقع ہے اور لب دریائے نربدا آبادی ہے موقع اور مقام کے لحاظ سے بھی نہایت عمدہ ہے لہذا یہان تحصیل شاہ گنج کو منتقل کرنے کی تجویز کی گئی کیونکہ یہان تحصیل کے ہونے مین آبادی بھی بڑھیگی اور تجارت کے وسائل بھی بہم پہونچین گے دفاتر و عمارات سرکاری کے تیار کرانے کا حکم دیا گیا اور ضروری عمارات کی بنیاد قائم کر دی گئی -

ضلع جنوب مین کل باقیداران سے جو روپیہ واجب الوصول تھا منجملہ اوسکے کچھہ روپیہ وصول ہوا

اور ایک بڑی تعداد میں معاف کیا گیا، اور جو باقی رہا اوسکی قسط بندی ہوئی جن مستاجرون کے ذمہ کچھ بقایا نہ تھا یا جنہون نے یکمشت ادا کر دیا اونکو دربار مین خلعت عطا کئے، اکثر مستاجر دربار کی رعایت سے فائدہ حاصل کرنے کے لئے اپنے کو نادار و ناقابل ادا ے مطالبہ ظاہر کرتے تھے لیکن جب اونہون نے اون لوگون کو جو مطالبہ ادا کر چکے تھے خلعت ملتے ہوے دیکھا تو اونمین ترغیب پیدا ہوئی اور اپنی چالاکی سے باز رہے، فی الواقع یہ طریقہ نہایت حوصلہ افزا ثابت ہوا، اور اس سے اون لوگون کو نادہندی کی جرأت جاتی رہی۔

۲۔ نواب محمد نصر اللہ خان کے دورہ مین جو کام باقی رہگیا تہا اوسکی تکمیل کے لئے اونہون نے اس سال پھر دورہ کرکے امثلہ بقایا کا تصفیہ کیا اور نیز ہر صیغہ کی جانچ کی اور میرے ملاحظہ کے لئے مفصل رپورٹین تحریر کین۔

۳۔ مولوی نظام الدین حسن کے استعارۂ خدمات کی میعاد ختم ہونے پر مولوی نصیر الدین احمد کی خدمات کا گورنمنٹ بنگال سے استعارہ کیا گیا، اور گورنمنٹ بنگال نے اونکی خدمات منتقل کر دین، اونہون نے ۲۲ رجب ۱۳۲۴ھ ہجری کو عہدۂ معین المہامی کا چارج لیا۔

۴۔ بندوبست کے متعلق مین اپنی راے اور خیال کا اظہار گذشتہ حصون مین کر چکی ہون آغاز سال مین سید زین الدین نے ضلع مشرق کا بندوبست شروع کیا، اور چونکہ بندوبست پنج سالہ کی میعاد مین تھوڑی ہی مدت باقی تھی اسلئے کافی عملہ مقرر کیا گیا اور میعاد بندوبست جدید ۱۹ سالہ قرار دیگئی چونکہ اکثر محالات مین مستاجرین کو کچھہ تو قانوناً اور کچھہ اعلیٰ افسرون کی لاپروائی سے کاشتکارون پر ایسے حقوق و اختیارات حاصل ہوگئے تھے جن سے کاشتکار باوجود سال بھر کی محنت کے ایک مزدور سے زیادہ وقعت نہ رکھتے تھے اور اپنی ساری کمائی مستاجر کے نذر کر دیتے تھے، اسلئے اس طبقہ کی حالت خاص طور پر قابل لحاظ تھی کیونکہ دراصل ملک کی سرسبزی کا انحصار رعیت کاشتکارون کی عمدہ حالت پر

ہوتا ہے لہذا تمام وہ اختیارات سلب کئے گئے جو کسانون کے حق مین مضر تھے، مستاجرین کو جائز حقوق دیئے گئے اور کاروبار زراعت مین کامل آسانیان پیدا کی گئین، اور اونکو ہر طرح پر پورا اطمینان حاصل ہوگیا، بندوبست جاریہ کے اصول کے متعلق ایک عام فہم اعلان شایع کیا گیا، تاکہ رعایا دربار کو صحیح واقف ہوکر مطمئن ہو جاے۔

گو اس انتظام مین رعیت واری کا طریقہ اختیار نہین کیا جسکے متعلق مولوی نظام الدین حسن نے تحریک کی تھی لیکن ایسے اصول قرار دیئے گئے اور وہ طریقہ اختیار کئے گئے جسمین وہی فوائد مرکوز ہین جو رعیت واری مین ہین، مگر وہ نقائص نہین رہے جو طریقہ رعیت واری سے پیدا ہوتے ہین۔

معاملات اراضی و مال مین پٹواری کا وجود دربار و رعایا کے اغراض کے لئے نہایت ضروری ہے، لہذا اونکی بھی تعلیم و تربیت پر خاص توجہ کی گئی، کیونکہ گذشتہ تجربات سے ریاست کے پٹواری محض ناقابل پائے گئے اور باہر سے بلاکر رکھنا کچھ مفید ثابت نہ ہوا۔

۵۔ مجلس شورہ مین ترتیب قوانین کے لئے یہ اصول قرار دیا گیا کہ جو ڈیشل قوانین مجریہ برطانیہ ہند بعد ضروری ترمیمات کے جو مناسب حالات ریاست ہون نافذ کئے جائین، اور قوانین مال تمام امور پر غور کرکے ملک کی حالت کے لحاظ سے وضع ہون، چنانچہ اسی طریق پر سال پنجم مسندنشینی تک ضروری قوانین نافذ ہوگئے۔

پہلے بھی بھوپال مین اکثر قوانین برٹش انڈیا کے ایکٹون سے اخذ کئے گئے ہین لیکن پھر بھی وہ باعتبار عبارت و ترجمہ اصلاح طلب تھے جنکو مولوی سید نصیر الدین نے جو انگریزی سے خوب واقف تھے اور بنگال کے ڈپٹی کلکٹر بھی رہ چکے تھے درست کیا۔

چونکہ ریاست بھوپال کی سرکاری زبان اردو ہے اور یہان استدلال بھی اردو ہی کی عبارت اور الفاظ پر ہوتا ہے، اسلئے شستگی عبارت اور صحت ترجمہ کا کامل لحاظ مدنظر رہا ہے اور یہ ضروری

سمجھا گیا کہ ریاست کے قوانین نافذہ میں اس قسم کی غلطیاں نہ ہوں، لہٰذا مجلس شوریٰ کی معتمدی پر مولوی عبدالغفور بی اے مترجم گورنمنٹ ممالک متحدہ آگرہ و اودھ کی خدمات منتقل کرائی گئیں اور قانون کی ترمیمات و توضیح کا کام ایک عمدہ اور اعلیٰ پیمانہ پر جاری کیا گیا۔

اس انتظام سے نہ صرف قوانین ہی کی تکمیل عمدہ طور سے ہوگی بلکہ زبان اردو کی بھی درستی ہوگی، اور بھوپال سے باہر بھی امید ہے کہ استفادہ حاصل کیا جائے گا، اور قوانین دربار بھوپال بطور نمونہ پیش ہونگے۔

۶۔ مونٹڈ پولیس کو چونکہ ایک باقاعدہ اور قواعد دان جمعیت بنانا مقصود تھا، اس لئے منتظم پولیس کی ماتحتی سے علیحدہ کرکے ایک چیف انسپکٹر کا تقرر کیا گیا، اور وردی و سامان میں اصلاح ہوئی

۷۔ ریاست کا اسٹامپ مروجہ مطابع ریاست میں بادامی کاغذ پر تیار کیا جاتا تھا، طول اور عرض میں فلس کیپ سائز سے زیادہ ہوتا تھا، مثل میں شامل کرنے کے وقت شکن پڑنے سے جلد خراب ہوجاتا تھا اور اس میں جعل کا بھی احتمال تھا، اس لئے میں نے تجویز کی کہ گورنمنٹ اسٹامپ کے نمونہ پر انگلینڈ میں تیار کیا جائے اور آبی حروف میں ریاست کا "مارک" اور میرا نام ہو اور پیشانی پر اردو و انگریزی میں قیمت لکھی جائے کچھ نقش و نگار کئے جائیں، اسی طرح فلس کیپ کاغذ جو استعمال ہوتا ہے وہ بھی خاص طور پر تیار ہو تاکہ علاوہ خوشنمائی کے صرف بیجا کا بھی احتمال نہ رہے، چنانچہ اس تجویز کے مطابق سال ششم میں اسٹامپ اور فلس کیپ کاغذ تیار ہوکر ریاست میں جاری ہوگیا، اور نگرانی و تنقیح کے لئے بھی ایک جداگانہ صیغہ مقرر کیا گیا۔

۸۔ سال ہذا میں بھی وبائی طاعون نے اپنا اثر دکھلایا اور قریب ۵۰۰ کے جانیں تلف ہوئیں، لیکن وہ پریشانیاں جو ابتدائی دو تین سالوں میں تھیں اس مرتبہ نہ ہوئیں، تاہم رعایا بھی کچھ کچھ تدابیر حفظان صحت پر عمل کرنے لگی تھی اور ٹیکہ کی خوبیاں بھی ذہن نشین ہوگئی تھیں، دربار سے اس مرتبہ

اور بھی مزید مصارف منظور کئے گئے، چوہون کے ہلاک کرنے پر انعام مقرر کیا گیا، چوہے وان تقسیم کئے گئے فینائل اور دیگر ادویہ جو زہر یلے کیڑون کو مارتی ہین اور زہر یلا اثر دور کرتی ہین عام طور پر لوگون کو شفاخانہ کے ذریعہ سے دی گئین، ان انتظامات کا نتیجہ یہ ہوا کہ خدا کے فضل سے وبائے بھوپال مین وہ خوفناک صورت اختیار نہ کی جو ہندوستان کے دوسرے حصون مین رہی -

۹ - چونکہ وقتاً اور محالات سرکاری دور دور واقع ہین اور باوجودیکہ سوارون کے ذریعہ سے کام لیا جاتا تھا پھر بھی دیر ہو جاتی تھی اسلئے سلسلۂ ٹیلیفون قائم کیا گیا، گورنمنٹ ٹیلیگراف ڈیپارٹمنٹ کے ذریعہ سے بائیس مقامات پر ٹیلیفون قائم ہے اور دو ہزار روپیہ سالانہ محصول ٹیلیفون کی بابت خزانۂ ریاست سے محکمۂ تاربرقی کو ادا کیا جاتا ہے، اس سلسلہ مین یہ گنجائش بھی ہے کہ جہان جہان اور ضرورت ہو ٹیلیفون کا اضافہ کیا جاسکے -

۱۰ - رعایاے بھوپال کو کبھی تجارت اور صنعت وحرفت کی طرف توجہ نہین ہوئی، اور مہاجن پیشہ لوگ روئی وغلہ اور افیون کی تجارت کرتے ہین اور ملک کی تمام پیداوار کو باہر بھیجتے ہین اسکے سوا اور کوئی تجارت نہین ہے، مجھے ابتداے زمانہ صدرنشینی سے یہ نقصان محسوس ہوتا تھا لیکن طلب الکل فوت الکل کا خیال کر کے سب سے پہلے اون امور و اصلاحات پر توجہ مبذول کی جن پر انتظام ملک کا انحصار تھا تاہم اس ضروری امر کی طرف سے بھی بے اعتنائی نہین رہی، ایک کمیٹی بصدارت معین المہام صنعت وحرفت کی ترقی کو ذرائع پر غور کرنے اور تجاویز قرار دینے کے لئے ترتیب دی گئی ہین نے خود بھی اپنے دورہ مین متمول اشخاص تجارتی وصنعتی کارخانون کو جاری کرنے کی ترغیب دی منظرحبل بھوپال مین کپڑا بننے کی دو جاپانی مشینین قائم کین اور اونکے چلانے مین کامیابی ہوئی -

۱۱ - انتظامات جنگل کے متعلق جو تجاویز کی گئی تھین اون مین کامیابی ہوئی، اور پچھلی خرابیان رفع ہوگئین، جدید انتظام علاقہ برطانیہ کے طریق پر ہے، عملہ نگرانی کنندہ مین بھی اضافہ کیا گیا اور عملہ کی تنخواہین

بڑھائی گئی جس سے خرچ المضاعف ہوگیا۔

جو انتظامات سالہائے ماسبق مین ہوئے اوسکا نتیجہ یہ ہوا کہ آمدنی مین نمایان بیشی ہوئی اور بچت بھی رہی حالانکہ ابتدائی چند سالون مین جنگل کی آمدنی اوسکے اخراجات کے لئے بھی مکتفی نہ ہوتی تھی سال گذشتہ مین مسٹر نرسنگ راؤ کی خدمات دو سال کے لئے انتظامات جنگل کے واسطے گورنمنٹ متوسط سے مستعار لی گئین۔

۱۲ - اضلاع و مفصلات ریاست مین صرف چند ہی سڑکین پختہ ہین اور کوئی سہولت آمدورفت کی نہین جس سے نہ صرف تجارت ہی کو نقصان ہے بلکہ حکام ریاست کو بھی دورہ وغیرہ مین سخت دقتین حائل ہوتی ہین لہذا پختہ سڑکون کا بنوانا ضروری سمجھکر تخمینہ مرتب کرنے کا حکم دیا، کوک صاحب نے ۸ لاکھ تخمینہ پیش کیا، سال اول مین ایک لاکھ روپیہ کی منظوری دی گئی تاکہ بتدریج ہر ایک تحصیل سے دوسری تحصیل تک کل ملک محروسہ مین سڑکین تیار ہو جائین۔

۱۳ - گورنمنٹ آف انڈیا نے مسٹر ہنری مارش سی آئی ای، انجنیر سنٹرل انڈیا کا کارہائے آبپاشی کے متعلق ریاستہائے وسط ہند کو مشورہ دینے پر تقرر کیا، چونکہ مین ذرایع آبپاشی کی نسبت اپنی رائے اور تجاویز کا پہلے ہی اظہار کر چکی تھی اور اوسکے متعلق ابتدائی کارروائی شروع کر دی گئی تھی اسلئے صاحب موصوف کے تقرر سے مجھے بڑی مدد ملی مین نے اونکے ہمراہ مسٹر آسٹین کوک کو بھیجا اور اونھون نے ضلع مشرق و مغرب کا دورہ کیا دورہ کے بعد مفصل کیفیت لکھکر چند قدیم تالابون اور بندون کی مرمت پر توجہ دلائی اور نیز دریائے پاربتی، اجنال اور پاروا سے نہر کو اجرا کی تجویز پیش کی، لیکن چونکہ ریاست کی مالی حالت کا ہنوز یہ اقتضا نہین کہ یہ سب کام یکلخت شروع کر دیے جائین اسلئے تدریجاً اون تجاویز پر عمل درآمد شروع کئے جانے کا حکم دیا گیا۔ اور اکثر جگہ کام جاری کر دیا گیا۔

۱۴ - ریاست مین ایام قدیم سے ایک محکمہ دفتر مضبوطی کے نام سے قائم تھا جہان حسابات ریاست کی تنقیح ہوتی تھی لیکن دفتر کا طرز عمل اور طریقہ کارروائی کچھ ایسا پیچیدہ اور طولانی تھا کہ سالہا سال کے

حسابات بغیر طے ہونے کے پڑے رہتے تھے ۔

صدر نشینی کے بعد جہان تک مین نے دفتر حضور کی کارروائی پر غور کیا اوسکو پیچیدہ ہی پایا بالآخر "جدید انتظام کیا گیا، اول دفتر بخشیگری مشاہرات کو دفتر حضور مین ضم کرکے "دفتر محاسبی" نام قرار دیا، حالات ریاست کے مطابق جدید اصول پر تنقیح حسابات کا سلسلہ جاری کیا اور جسقدر اور جہان تک صفائی ممکن ہوئی عمل مین لائی گئی منشی اودہ نرائن بسریا بی اے، جو ایک قابل ریاضی دان شخص ہین مہتمم دفتر محاسبی پر مامور کئے گئے اور ایک ہی سال مین تمام بیکار اصول کو بدل کر جدید اور مفید اصول اختیار کئے گئے ۔

چونکہ اس دفتر کا تعلق تمام ریاست کے حسابات سے ہے اور حسابات کی صفائی اور درستی پر انتظام ملک کا بہت کچھ انحصار ہے اسلئے یہ دفتر بہت زیادہ توجہ کا مستحق تھا، ایک سال مین جو اصلاحات کی گئین اونسے اکثر عمدہ نتائج ظہور پذیر ہوے اور آیندہ کی تمام خرابیون کا انسداد ہو گیا، حسابات کے متعلق جدید قواعد و قانون بھی نافذ کئے گئے اور اب تمام ریاست مین اونپر عمل درآمد ہوتا ہے ۔

۱۵ — عام رعایا تعلیم کیطرف ابھی پوری طور پر متوجہ نہین لیکن پھر بھی آثار عمدہ ہین اور یقین ہے کہ اگر ایسی ہی کوشش جاری رہی تو کامیابی جلد ہوگی اور عام توجہ تعلیم کی جانب ہو جائیگی

جدید دستور العمل کے مطابق بہت ہی قلیل فیس عائد کی گئی تھی لیکن سال حال مین وہ بھی دیہاتی مدارس مین معاف کردی گئی ۔

عورتون مین تعلیم کی ترغیب و تحریص پیدا ہو چلی ہے، مدرسہ سلطانیہ مین جو خاص میری نگرانی مین ہے ۹۷ سے ۱۳۵ تک لڑکیون کی تعداد پہونچ گئی ہے ۔

مدرسہ کا انتظام و تعلیم مین ترقی کیلئے مس ملکہ چنا پا ایک مدراسی عورت کو مقرر کیا، زبان اردو مین ابتدائی تعلیم لازمی قرار دی گئی اور کورس مین جغرافیہ داخل کیا گیا، زبان انگریزی طالبات کے شوق پر چھوڑی گئی، مدرسہ صنعت و حرفت اناث مین بھی مس مارشا چنا پا کا تقرر کیا جو مہتمم مدرسہ سلطانیہ کی

بہن اور اونہین کی طرح تعلیم یافتہ ہین۔

اب الحمدللہ مدرسہ ترقی پر ہے لیکن افسوس یہ ہے کہ مسلمان عورتون مین خود اوس تعلیم دینے کی جو کارآمد ہے قابلیت نہین ہے۔

۱۶۔ شمال کی جانب ایک قطعہ زمین جہان مسز باڈیبن اور لفٹنٹ روز مدفون کیئے گئے تھے قبرستان عیسائیان کے لئے اس شرط کے ساتھہ مخصوص کیا گیا کہ وہ ہمیشہ دربار کے زیر نگرانی ہوگا البتہ اندرون قبرستان امور مذہبی کے متعلق بشپ کی نگرانی جائز ہوگی ؀



باب (۵۰)

برجیس کنیا پاٹ شالا

ہندو لڑکیون کے لئے جداگانہ مدرسہ قائم کرنے کی مجھے ایک عرصہ سے فکر تھی، کیونکہ مین اپنی رعایا کو بلاامتیاز مذہب عزیز رکھتی ہون، اور فی الواقع کسی فرمان روا کو زیبا نہین ہے کہ وہ اپنی رعایا کی مابین مذہبی رواداری یا امتیاز کو جہانتک ترقی واصلاح اور انصاف وامن کا واسطہ ہے جائز رکھے بلکہ ہر صورت مین مساوات قائم رکھنا چاہئے، اسلئے جسطرح مسلمان لڑکیون کی تعلیم مین مجھے شغف ہے اوسی طرح ہندو لڑکیون کی تعلیم بھی میرا نصب العین ہے اور اگر مین خاص مذہبی ضرورتون سے مجبور نہ ہوتی تو کبھی جداگانہ مدرسے قائم نہ کرتی۔

اگرچہ عام تعلیم دونون کے لئے ایک ہی پیمانہ اور طریقہ پر ہے مگر چونکہ ابتدائی درجون مین مذہبی تعلیم کا حصہ زیادہ ہے، پس لامحالہ دونون کو ملاکر تعلیم نہین دی جاسکتی۔

لہذا مین نے اس سال برجیس جہان بیگم سلمہا اللہ تعالیٰ کے عزیز نام سے موسوم کرکے ہندو لڑکیون کے لئے ایک "پاٹ شالا" قائم کیا جسکا افتتاح ۱۵ رجون ۱۹۰۷ء = ۳ رجمادی الاول ۱۳۲۵ ہجری کو ایک جلسہ مین کیا گیا۔

مس ملکہ وٹی چنا پا نے ایڈریس پیش کیا اور مین نے اوسکے جواب مین تقریر کرکے مدرسہ کے افتتاح کا اعلان کیا۔

مجھے امید ہے کہ یہ مدرسہ ترقی کریگا اور ہندو لڑکیون کے والدین سرگرمی کو ساتھ تعلیم دلائین گے۔

باب (۵۱)

جلسہ تقسیم انعام طالبات مدرسہ سلطانیہ

مدرسہ سلطانیہ رجب ۱۳۲۱ھ = ستمبر ۱۹۰۳ء کو قائم کیا گیا تہا اور خدا کا شکر ہے کہ اس عرصہ مین مدرسہ نے اچھی ترقی کی، شریف اور معزز گھرانون کی لڑکیون مین تعلیم کی طرف توجہ پیدا ہوگئی اس سال امتحان کے بعد عام ترغیب و تحریص کے لئے مین نے تقسیم انعام کا ایک خاص جلسہ منعقد کرنیکی ہدایت کی جس مین شہر کی تمام معزز خاندانون کی بیبیون، اور یوروپین لیڈیز کو مہتممہ مدرسہ نے مدعو کیا تہا۔

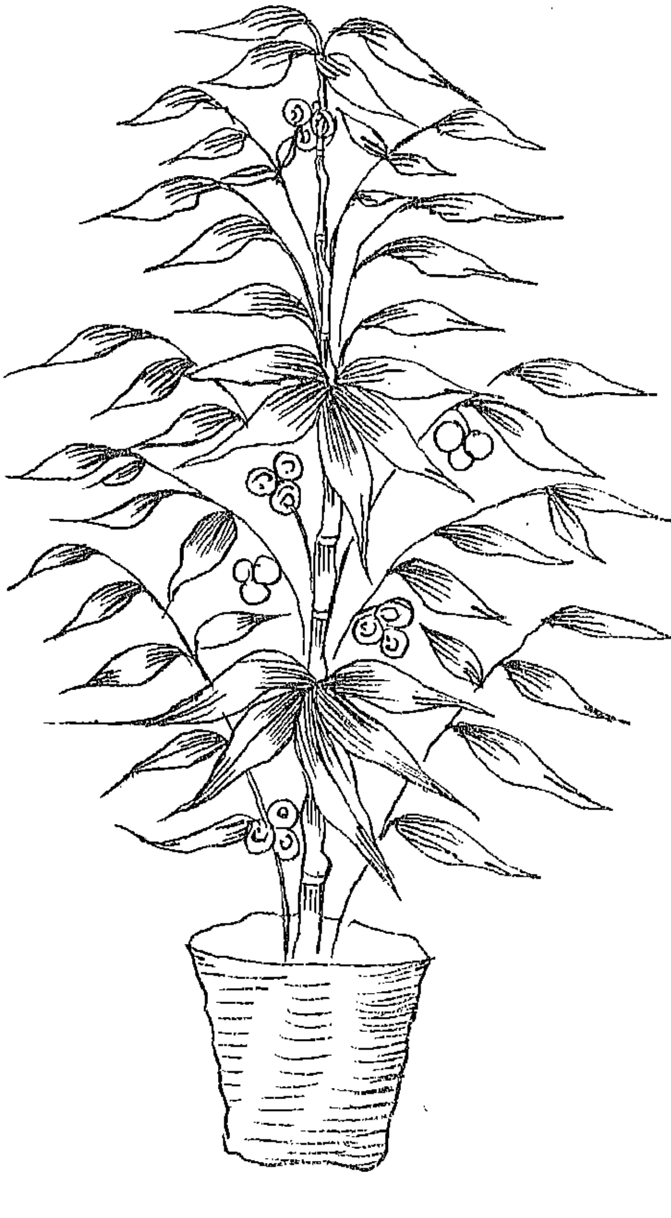
۱۴ اگست ۱۹۰۷ء = ۳ رجب ۱۳۲۵ھ کو یہ جلسہ ایوان صدر منزل مین منعقد ہوا، ایوان خاص طور پر آراستہ کیا گیا تھا، سہ دریون مین "ریفرشمنٹ" کا بھی انتظام تھا، محل کے دونون بارہ دالان حاضرین سے پر تھے، گیلری مین طالبات بیٹھی تھین۔

اول مس ملکہ چنا پا نے مدرسہ کی رپورٹ پڑھکر سنائی رپورٹ ختم ہونے پر مین نے ایک مختصر تقریر کرنے کے بعد اپنی اوس تقریر کو جو اس جلسہ کے لئے تیار کی تھی، فاطمہ سلطان کو حکم دیا کہ حاضرین کو سنائین، تمام بیبیون نے نہایت متانت و خوشی کے ساتھہ تقریر سنی چند بیبیون کے اصرار سے مین نے اوسوقت لباس "النگنیا" بھی پہنا تھا جسکو تمام عورتون نے بڑی دلچسپی سے دیکھا، حتی کہ ختم جلسہ کے بعد جو عورتین کہ آخر صف مین بیٹھی تھین اور اچھی طرح نہ دیکھہ سکتی تھین اونہون نے بھی آگے بڑھکر دیکھا۔

ختم تقریر پر طالبات باقاعدہ طور پر یکے بعد دیگرے انعام لینے کے لئے پیش ہوئین اور حقیقت یہ ہے کہ اون کا "ڈسپلن" کسی طرح لڑکون سے کم نہ تھا۔

یون تو آئے دن اس قسم کے ، اور اس سے بڑے پیمانہ پر تفریحی و تعلیمی جلسے اکناف ہند مین منعقد ہوتے رہتے ہین لیکن اس طرح کا بالکل زنانہ جلسہ ہندوستان مین اپنی نوعیت و حالت مین یہی جلسہ تہا مگر امید ہے کہ عورتون کی تعلیمی ترقی کے ساتھ ایسے بہت سے جلسے عورتون کے ہوا کرین گے -

اس جلسہ نے نہایت اچھا اثر پیدا کیا اور مین نے دیکھا کہ جلسہ کے تھوڑے ہی دن بعد مدرسہ کی طالبات مین نمایان ترقی ہوئی ۔



باب (۵۲)

طاعون

آغاز سال مین پھر طاعون کی مصیبت شروع ہوگئی، یون تو ہر شخص جس کا عزیز اس مصیبت مین گرفتار ہوا مضطرب ہوگیا، لیکن میرے دل پر اپنی رعایا کی اس مصیبت کا نہایت گہرا اثر تھا۔

انسان کے امکان مین جسقدر انسدادی تدابیر ہین سب اختیار کی گئین، طبی امداد، ڈس انفکٹ اور ٹیکہ وغیرہ کا بخوبی انتظام کیا گیا، میری جانب سے بالعموم تمام عہدہ داران اور بالخصوص مولوی سید نصیر الدین معین المہام اور منشی اسرار حسن خان نصیر المہام نہایت سرگرمی سے مصیبت زدون کی امداد کرتے تھے، ٹیکہ جو طاعون کے لئے سب سے بہتر حفظ ما تقدم کی تدبیر ہے اگرچہ میرے تمام ممبران خاندان اور اراکین وعہدہ داران نے لگایا تھا لیکن مزید ترغیب کے لئے مین نے خود بھی ٹیکہ لگایا میرے ٹیکہ لگانے سے ایک عام ترغیب عامہ رعایا مین پیدا ہوگئی۔

سب سے مشکل امر اسکول کے کمسن طلبا کے ٹیکہ لگانا تھا مگر جب مین نے اونکو ایوان صدر منزل مین طلب کرکے نصیحت کی تو جس شوق اور سرگرمی کے ساتھہ وہ آمادہ ہوے اور اونھون نے ٹیکہ لگایا وہ اونکی معصومانہ اطاعت وعقیدت کی ایک ایسی واضح مثال تھی جس سے میرا قلب نہایت متاثر ہوا۔

اس مرتبہ طاعون کی نہایت شدت تھی، اس مصیبت نے میرے دل کو نہایت صدمہ پہونچایا تھا مگر ایک اور دردمند دل بھی تھا جو تمام ہندوستان کے لئے سمت بپا رہے چین تھا، وہ ہمدرد دل اعلیٰحضرت ہز امپیریل مجسٹی ملک معظم ایڈورڈ ہفتم کنگ اینڈ امپرر آف انڈیا کے سینۂ مبارک مین تھا۔

اسی زمانہ مین اعلیٰحضرت کا ایک فرمان محبت بنیان ہز اکسلنسی وائسراے وگورنر جنرل کشور ہند کے

نام صادر ہوا تھا جسمین اس مصیبت پر کمال محبت آمیز الفاظ مین اہل ہند کے ساتھ ہمدردی ظاہر کی تھی ۔

اس فرمان کے ساتھ ہز ایکسلنسی لارڈ منٹو بالقابہ نے اون نتائج کو شایع کیا تھا جو قابل اور حاذق ڈاکٹرون کے ایک کمیشن نے بعد غور وخوض بسیار اخذ کئے تھے ، نیز وہ تدابیر تبلائی تھین جنپر عمل پذیر ہونے سے اس مصیبت سے محفوظ رہنے کی توقع ہو سکتی ہے ۔

جب یہ فرمان میری نظر سے گذرا تو میرے دل مین اعلیٰ حضرت کی ذات گرامی کے ساتھ ایک عجیب جوش پیدا ہوا اور مین نے اپنی رعایا کے نام ایک خط اور ایک مفصل کیفیت گذشتہ سالون کی مع اپنے تجربات وتدابیر و فرمان واجب الاحترام اور تحقیقات کمیشن کے شایع کی ۔

عامہ رعایا نے نہایت شوق سے سب کو پڑھا اور اوسپر عمل کیا ، اور اس عمل نے گران قدر فائدے پہونچائے ۔

اسکے علاوہ مین نے اوس فرمان کے صادر ہونے پر شہنشاہ کا مخصوص طور پر شکریہ ادا کیا ، اور اپنی تحریر کے ساتھ مع نقل اون تدابیر کے جو مین نے شایع کی تھین ہز ایکسلنسی کے نزدیک بھیجدیا یقین ہے وہ بارگاہ شہنشاہی مین پیش ہوا ہوگا ۔

اس مین شک نہین کہ انسانی طاقت آسمانی بلاؤن کا مقابلہ نہین کرسکتی لیکن جب خداوند کریم کی عطا کی ہوئی عقل سے کام لیا جاے اور اوسکی جناب مین التجا کی جاے تو ضرور اون بلاؤن سے نجات ملجاتی ہے

باب (۵۳)

ولادت صاحبزادہ محمد رشید الظفر خان

۲۷ نومبر سنہ ۱۹۰۷ء = ۲۰ شوال سنہ ۱۳۲۵ھ کو کرنل محمد عبید اللہ خان کے محل مین تیسرے صاحبزادہ کی ولادت ہوئی، اوسوقت مین اتفاقاً "جہان نما پیلس" مین (جہان عبید اللہ خان رہتے ہین) موجود نہ تھی، کیونکہ کرنل ڈیلی صاحب بسواری موٹر تشریف لا رہے تھے، اور مین اونکی ملاقات کی منتظر تھی نواب محمد نصر اللہ خان اور عبید اللہ خان بھی میرے پاس تھے، حمید اللہ خان کو جہان نما پیلس بھیجدیا تھا کہ جب ولادت ہوجاے تو وہ بذریعہ ٹیلیفون ہم کو اطلاع دین۔

کرنل ڈیلی صاحب ۱۱ بجے احمد آباد پہونچے، اون سے ملاقات ہوئی، لنچ کا وقت بھی قریب تھا وہین تناول کیا، مسز ہیڈن نے ڈیلی کالج کے لئے میری تصویر پینٹنگ کی تھی سب اوسکو دیکھتے رہے۔

تھوڑی دیر بعد کرنل ڈیلی لال کوٹھی تشریف لے گئے، اوہر وہ موٹر پر سوار ہوئے، اودہر حمید اللہ خان نے ٹیلیفون سے مطلع کیا کہ "صاحبزادے پیدا ہوے" قلعہ فتح گڑھ سے پانچ فیر سلامی کے سر کئے گئے، مین کوٹھی جہان نما پر گئی اور دیدار مولود سے دل مسرور کیا۔

دوسرے روز شہر یار دولہن کی طبیعت خراب ہوگئی مس بلانگ شادی کو لوٹ گئی ہوئی تھین اور ہنوز کسی یوروپین لیڈی ڈاکٹر کا تقرر نہین ہوا تھا، ڈاکٹر بلا جو ایک پارسی اور ولایت کی تعلیم یافتہ لیڈی ہین لیڈی لینسڈون ہسپتال مین کام کرتی تھین اور وہی شہر یار دولہن کی معالج تھین، لیکن بیماری بڑھ گئی تھی "ایپسس" ہوگیا تھا، بخار شدت سے رہتا تھا اور حالت غشی ہوجاتی تھی، ڈاکٹر بلا بہت محنت کرتی تھین ڈاکٹر اسمتھ ایجنسی سرجن بھی حال سنکر مشورہ دیتے تھے دو ہفتہ بعد

مس ایل جو لیڈی ڈاکٹر کے عہدہ پر مامور ہو کر آنے والی تھین آگئین، دونون لیڈی ڈاکٹرس نے ہر طرح کوشش کی لیکن کوئی صورت آرام کی پیدا نہین ہوئی، لیڈی ڈاکٹر نے مجھ سے مس بلنس کی بہت تعریف کی، اور مشورہ دیا کہ اونکو بلایا جاے، چنانچہ طلبی مین تار بھیجا جس شام کو مس بلنس بھوپال پہونچنے والی تھین اوسی روز صبح کو شافی مطلق نے اپنا فضل وکرم کیا اور پھوڑا از خود شکست ہو گیا اور روز بروز آرام ہوتا گیا، مس بلنس دو روز بھوپال ٹھہر کر بمبئی واپس گئین۔

مس ایل نہایت بد مزاج تھین اونکی وجہ سے ہسپتال کو نہایت نقصان پہونچا اور بیمارون نے ہسپتال کا علاج بہت کم کر دیا۔

شہریار دولہن کی صحت کے بعد حسب معمول جیسا کہ ناظرین گذشتہ ابواب مین پڑھ چکے ہین تمام مراسم ادا کئے گئے اور میری تجویز سے "رشید الظفر خان" نام رکھا گیا، خداوند کریم کا ہزار ہزار شکر ہے کہ اوسکی عنایت بے غایت سے میری مسرتون مین اور اضافہ ہوا، اسمین شک نہین کہ دنیا مین اولاد ایک ایسی نعمت ہے جسکی انبیاء و صلحاء نے بھی تمنا کی ہے، اس سے دل کو تازگی اور روح کو فرحت ہوتی ہے۔

میرا خاندان ایک عرصۂ ممتد سے ایسی مسرتون سے محروم تھا مگر اوس مالک حقیقی نے اس نعمت کا مستحق مجھے قرار دیا اس نعمت کا شکریہ مین صرف اس طرح ادا کر سکتی ہون کہ اوسکی مخلوق کے فرائض کو جو میرے متعلق ہین نہایت سرگرمی کے ساتھ ادا کرون، وَمَا تَوْفِيقِي إِلَّا بِاللّٰهِ۔

باب (۵۴)

الگزنڈرا ہائی اسکول

مین نے جس خیال سے ابتداءً نوبلس اسکول جاری کیا تہا جو سردارانہ تعلیم کے لئے مخصوص تہا اورکسی یونیورسٹی کے متعلق نہ تہا لیکن تجربات نے اوس خیال مین ترمیم کی، کیونکہ جو شرفا و معززین تعلیم کی جانب راغب ہوے اونہون نے سردارانہ تعلیم کو پسند نہ کیا اور اونکی خواہش ہوئی کہ یونیورسٹی کی تعلیم دلائین تاکہ یہان کی تعلیم سے فارغ ہونے کے بعد اون کے بچے کالج کلاسون مین داخل ہوسکین۔

مین نے جہانتک اونکی اس خواہش پر غور کیا بجا اور درست پایا، کیونکہ سردارانہ تعلیم یونیورسٹی تعلیم کی نسبت گو آسان ہے، مگر ضروریات زندگی اور مقابلہ اقوام کے لئے ناکافی ہے لیکن اسکے ساتھ یہ مشکل تہی کہ وہ جہانگیریہ اسکول مین جو بلاقید ہر شخص کے لئے کہلا ہوا تہا عوام الناس کے ساتھ اپنی اولاد کو بہیجتے ہوے ہچکچاتے تھے۔

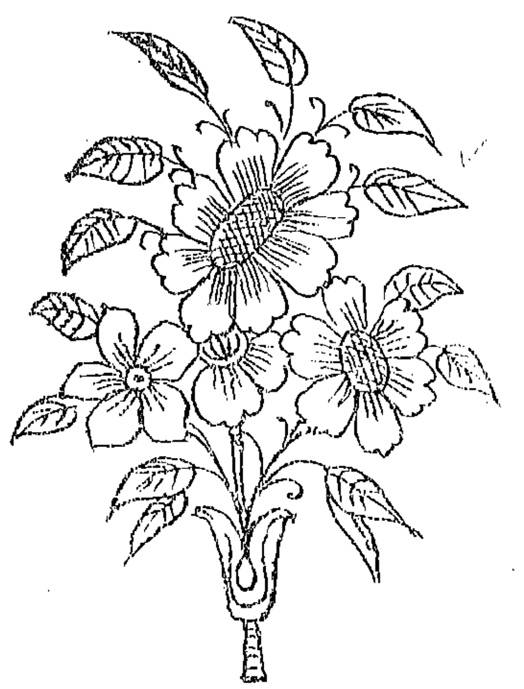
اگرچہ ایک جماعت کا یہ خیال ہے کہ مدارس مین امتیاز کرنا مناسب نہین مگر مین اوس خیال کی جماعت سے متفق ہون جو یہ چاہتی ہے کہ تعلیم مین بہی امتیاز رہے، کیونکہ ہندوستان مین ابہی تعلیم عوام وخواص مین فرق و امتیاز کی ضرورت ہے اور انگلستان کی طرح ہندوستان مین تعلیمی مساوات دیکہا نیت موزون نہین۔

میری یہ رائے کسی خیال برتری پر مبنی نہین ہے بلکہ واقعات نے قائم کی ہے، ہندوستان مین عام اشخاص کا اپنے مختلف پیشون کو چہوڑ کر مدارس کی تعلیم مین مشغول ہو جانا اون کو آیندہ اپنے

پیشون مین مصروف ہونے سے روکتا ہے اور اسوقت جو بے چینی تعلیم یافتہ لوگون کے ہاتھون سے ملک مین پھیلی ہوئی ہے یہ اوسی کا نتیجہ ہے، اگر حصول تعلیم کے بعد خواہ وہ ادنی ہو یا اعلیٰ پیشون مین مصروفیت ہوجاتی تو ہرگز یہ ناراض گروہ پیدا نہوتا جس نے امن و امان کے لئے خطرہ پیدا کر دیا ہے، ایسے لوگ تعلیم پانے کے بعد خواہ مخواہ سوسائٹی کے ایک ممبر ہوجاتے ہین اور پھر اونکی صحبت کا زہر بلا اثر دوسری امن پسند اور شریف طبیعتون مین پھیلنا شروع ہوتا ہے۔

پس اس وجہ سے مین نے نوبلس اسکول کو ملکہ الگزنڈرا کی نام سے موسوم کرکے یونیورسٹی الہ آباد سے متعلق کر دیا اور ہائی اسکول کی خواندگی جاری کی گئی۔

مدرسہ جہانگیریہ جو پہلے ہائی اسکول تھا مڈل تک رکھا گیا اس تبدیلی سے ترقی تعلیم مین بڑی مدد ملی، اور اب قریباً تمام شریف اور معزز خاندانون کے لڑکے ایک ہی قسم کی تعلیم حاصل کرتے ہین۔



باب (۵۵)

ہز ایکسیلنسی لارڈ کچنر کی تشریف آوری

سپہ سالاران افواج ہند میں سے ہز ایکسیلنسی لارڈ رابرٹس نے ۱۸۸۹ء میں پہلی بار افواج بھوپال کا معائنہ کیا تھا اور اوسوقت فوج کی جو حالت تھی اوسپر اظہار پسندیدگی فرمایا تھا لیکن جب سے اب تک بہت اصلاح و ترقی ہوئی، خود سرکار خلد مکان نے رجمنٹ اعانت شاہی قائم فرمائی، اور میں نے صدر نشین ہونے کے بعد مختلف اصلاحات جاری کیں اور اپنی امداد کے لئے کرنل محمد عبید اللہ خان بہادر کو منتخب کیا جن سے بہتر مجھے کسی سے امداد ملنے کی توقع تھی اور نہ حقیقتاً ایسی محنت کے ساتھ کوئی دوسرا شخص امداد دے سکتا تھا اگرچہ اون کے کام پر مجھے کامل اطمینان تھا اور وسط ہند کے فوجی افسروں نے متعدد مرتبہ اون کی قابلیت و سرگرمی اور فوج کی بہتر حالت کا اعتراف کیا تھا تاہم میں ضرورت سمجھتی تھی کہ ہندوستان کے سپہ سالار اعظم کے معائنہ کا بھی شرف حاصل ہو، چنانچہ اوائل سنہ ۱۹۰۶ء میں میں نے ہز ایکسیلنسی لارڈ کچنر کو بھوپال تشریف لانے کے لئے دعوت دی، جسکے جواب میں صاحب پولیٹکل ایجنٹ بہادر کا مندرجہ ذیل تار وصول ہوا۔

"براہ مہربانی ہز ہائینس بیگم صاحبہ کی خدمت میں لارڈ کچنر کا شکریہ حضور عالیہ کی عنایت آمیز دعوت بھوپال کے واسطے ظاہر کر دیجئے جسکو وہ نہایت خوشی سے قبول فرماتے ہیں ہز ایکسیلنسی کی ایک خاص غایت بھوپال آنے سے یہ ہے کہ امپیریل سروس لانسرز زیر کمان صاحبزادہ عبید اللہ خان ملاحظہ فرمائیں، اور ہز ایکسیلنسی امید کرتے ہیں کہ وہ اسپ ملاحظہ کر سکیں گے"

اس تار کے موصول ہونے پر جملہ انتظامات کی نسبت ہدایات جاری کی گئیں، تشریف آوری سے چند دن پہلے ہز اکسلنسی کا منظور شدہ پروگرام بھی موصول ہو گیا۔

۵ر اپریل ۱۹۰۸ء کو ۱/۲ ۵ بجے بذریعہ اسپیشل ٹرین داخل بھوپال ہوئے چونکہ داخلہ پرائیوٹ تھا اسلئے فوجی جلوس نہین تھا لیکن گارڈ آف آنر اور اسکارٹ وغیرہ سب موجود تھا۔

مین نے مع ہر سہ صاحبزادگان سلمہم معین المہام اور نصیر المہام کے اسٹیشن پر استقبال کیا، اسپشل ٹرین سے اوترکر ہز اکسلنسی نے ہم سب سے مصافحہ کیا، پھر گارڈ آف آنر کو ملاحظہ فرمایا، قلعہ سے سلامی سر کی گئی اسکے بعد ہز اکسلنسی مع اپنی پارٹی کے لال کوٹھی تشریف لے گئے، کوٹھی تک وزرائے ریاست ہمراہ تھے۔

۶ر اپریل کو ۱/۲ ۹ بجے صبح مین نے مع نواب محمد نصر اللہ خان، کرنل عبید اللہ خان صاحبزادہ حمید اللہ خان لال کوٹھی پر ملاقات کی، اور ۱۲ بجے ہز اکسلنسی ملاقات بازدید کے لئے صدر منزل تشریف لائے۔

۴ بجے ہز اکسلنسی نے قلعہ، باغ حیات افزا اور امپریل سروس ٹروپس کی لائینوں کا معائنہ کیا، ۷ر اپریل کو ۷ بجے صبح افواج ریاست و امپریل سروس ٹروپس کا ریویو فرمایا اور ریویو سے فارغ ہو کر موٹر کار مین سیہور بٹالین کے ملاحظہ کے لئے تشریف لے گئے، اور ۳ بجے واپس تشریف لاکر شریک جمخانہ ہوئے جمخانہ مین فوجی کرتب اور کھیل دیکھے۔

شب کو لال کوٹھی پر اسٹیٹ ڈنر ہوا، ڈنر ختم ہونے کے بعد ہز اکسلنسی نے ملک معظم قیصر ہند کا جام صحت تجویز کیا اون کے بعد مین نے حسب ذیل تقریر مین ہز اکسلنسی کا جام صحت تجویز کیا:-

" یور اکسلنسی، لیڈیز و جنٹلمین!

مجھے کافی الفاظ نہین ملتے کہ جنکے ذریعہ سے مین ہز اکسلنسی کا شکریہ ادا کرون کہ ایسے وقت (مسٹر گریام) مین میری دعوت قبول فرما کر مجھکو ممنون فرمایا۔

ہز اکسلنسی نے جو مہربانی میری فوج کا معاینہ فرما کر اوسکو عزت بخشی ہے اوس سے نہ مین

بھول سکتی ہون نہ میری ٹروپس کو کبھی فراموش ہوسکتی ہے۔

میری صرف یہ دلی خواہش ہے کہ امپیریل سروس ٹروپس کو گورنمنٹ عالیہ کی خدمات کا موقع دیا جاے تاکہ وہ اپنی وفاداری اور خدمت گذاری کا ثبوت دے سکے اور خاص اسی غرض سے مین نے موبی لائیزیشن (جنگی تیاری) کا سامان مکمل کر دیا ہے تاکہ گورنمنٹ کی طلبی پر میری فوج بآن واحد بالکل تیار ملے۔

مین اس امر کا بھی انتظام کر رہی ہون کہ میری اور فوج بھی کامل طور پر آراستہ ہو، اور مجھکو یقین ہے کہ بہت تھوڑے عرصہ مین وہ مکمل ہو جائیگی اور جب کبھی گورنمنٹ عالیہ کو ضرورت ہو تو میری یہ فوج بھی انجام دہی خدمت کے لئے تیار ملے جو اونکی عزت اور فخر کا باعث ہو۔

اب مین اس تقریر کو اس فقرۂ دعائیہ پر ختم کرتی ہون کہ ہز مجسٹی کنگ امپرر کی عمر خدا دراز کرے تاکہ اونکا سایۂ عاطفت ہمارے سر پر ہمیشہ قائم رہے۔

لیڈیز اینڈ جنٹلمین! مین ہز اکسلنسی کا جام صحت تجویز کرتی ہون"

میری تقریر ختم ہونے کے بعد ہز اکسلنسی نے تقریر فرمائی جسمین میرا جام صحت تجویز فرمایا تھا۔

"یور ہائینس، لیڈیز، اینڈ جنٹلمین!

اسمین کوئی شک نہین کہ سرکار عالیہ نے جس مہربانی سے میرا جام صحت تجویز فرمایا ہے اوسکا مین بیحد مشکور ہون اور مین اس موقع کا بھی شکریہ ادا کرتا ہون جبکہ مین اوس دوستانہ دعوت کا جو ہم لوگون کو دی گئی اور جس نے اس وزٹ کو اور بھی مسرت آگین کر دیا، اپنی دلی شکرگذاری کو ظاہر کر سکا، مین سرکار عالیہ کو یقین دلا سکتا ہون

کہ مین اپنے بھوپال کے قیام کی بابت نہایت ہی خوشگوار خیالات اپنے ساتھ لیجاؤنگا جو نہ صرف ملک اور دار السلطنت ہی کے متعلق ہونگے بلکہ جلیل القدر رئیس کے متعلق بھی ہونگے جو نہایت قابلیت سے ریاست پر حکمرانی کرتا ہے۔

سرکار عالیہ کی افواج کا معاینہ کرنے سے مجھکو نہایت درجہ خوشی ہوئی۔ اور اعلیٰ درجہ کی رپورٹین جو قبل اسکے مجھکو پہونچی تھین اونکی ذاتی طور پر تصدیق کرتا ہون۔ بڑی دلچسپی جو سرکار عالیہ اپنے سپاہیون کی بہبودی اور عمدگی مین لیتی ہین اور تیز لائق نگرانی اور کمانڈ جو آپکے صاحبزادے کرنل عبید اللہ خان کرتے ہین اوس سے نہایت ہی قابل اطمینان نتیجہ پیدا ہوا۔ جو ہم نے آج صبح کو پریڈ پر دیکھا۔ خاص کر وکٹوریہ لانسرز دیکھنے مین اعلیٰ درجہ کی فوج ہے جسکے عمدہ گھوڑے ہین۔ پورے ہتیار ہین اور عند الضرورت ہر کام انجام دینے کے لئے تیار کی گئی ہے۔

سرکار عالیہ نے اپنی خواہش ظاہر کی ہے کہ آپکی فوج بھی شاہی افواج کیساتھ میدان کارزار دیکھے۔ ایک سبب میرے اس وزٹ کا یہ بھی ہے کہ مین سرکار عالیہ کا شکریہ ادا کرون کہ سرکار نے اپنی فوج کو کابل کی چڑہائی پر بھیجنے کی درخواست کی لیکن چونکہ یہ چڑہائی ایسی خفیف اور اسقدر کم ایام کے لئے تھی کہ گورنمنٹ آف انڈیا نے اوسکو لئے سرکار کی اس خواہش کا منظور کرنا مناسب نہ تصور کیا تاہم سرکار کو یقین کر لینا چاہئے کہ اگر کوئی مناسب موقع آگیا تو بشرط امکان اس امر کا انتظام کیا جائے گا کہ ریاست کی اعلیٰ فوج کو میدان جنگ دکھلایا جاوے اور اس موقع پر مین یقین کرتا ہون کہ وہ قابلیت کے ساتھ ریاست کے آنر اور قدیمی وفاداری کو قائم رکھین گے۔

لیڈیز! اینڈ جنٹلمین! مین درخواست کرتا ہون کہ آپ لوگ ہر ہائینس

نواب سلطان جہان بیگم صاحبہ بھوپال کے جام صحت و خوشی کے نوش کرنے مین میری شرکت کرینگے اور دعا کرینگے کہ ریاست جسپر وہ شہرہ آفاق لیاقت کے ساتھ حکمرانی فرماتی ہین ہمیشہ سرسبز رہے "

اسکے بعد آتشبازی ملاحظہ کی جس سے بہت محظوظ ہوے۔ جب مین رخصت ہوکر اپنی موٹر مین سوار ہوئی تو مہمانون نے نہایت جوش سے نعرے بلند کرکے اظہار مسرت کیا۔

۹ اپریل کو صبح ۸ بجے ہز اکسلنسی اور اونکے ہمراہی ساتھی تشریف لے گئے۔ اور ٹوپ کو ملاحظہ کیا ساڑھے ۱۲ بجے واپسی ہوئی اور شام کو ۴ بجے قصر سلطانی پردہ اعی ملاقات کو تشریف لائے، یہان چاہ وغیرہ نوش کی۔ اور عورتون کی عماری ہاتھی پر دیکھی جسکا جناب ممدوح کو بہت اشتیاق تھا۔

اسکے بعد رخصت ہوکر کوٹھی گئے حسب دستور ریاست میوہ کی ڈالیان پیش کی گئین۔ چند تصانیف حضور حیات القدسی، سفرنامہ حجاز، اور تاریخ تاج الاقبال تحفتاً بھیجی گئین۔

۸ بجے شب کو بجانب لکھنؤ اسپیشل ٹرین مین روانہ ہوے۔ مشایعت کے لئے نواب محمد نصراللہ خان، کرنل عبیداللہ خان، صاحبزادہ حمیداللہ خان، معین المہام نصیرالمہام اور وکیل ریاست اسٹیشن پر موجود تھے، خدا حافظ کہتے ہوے نواب محمد نصراللہ خان سے فرمایا کہ

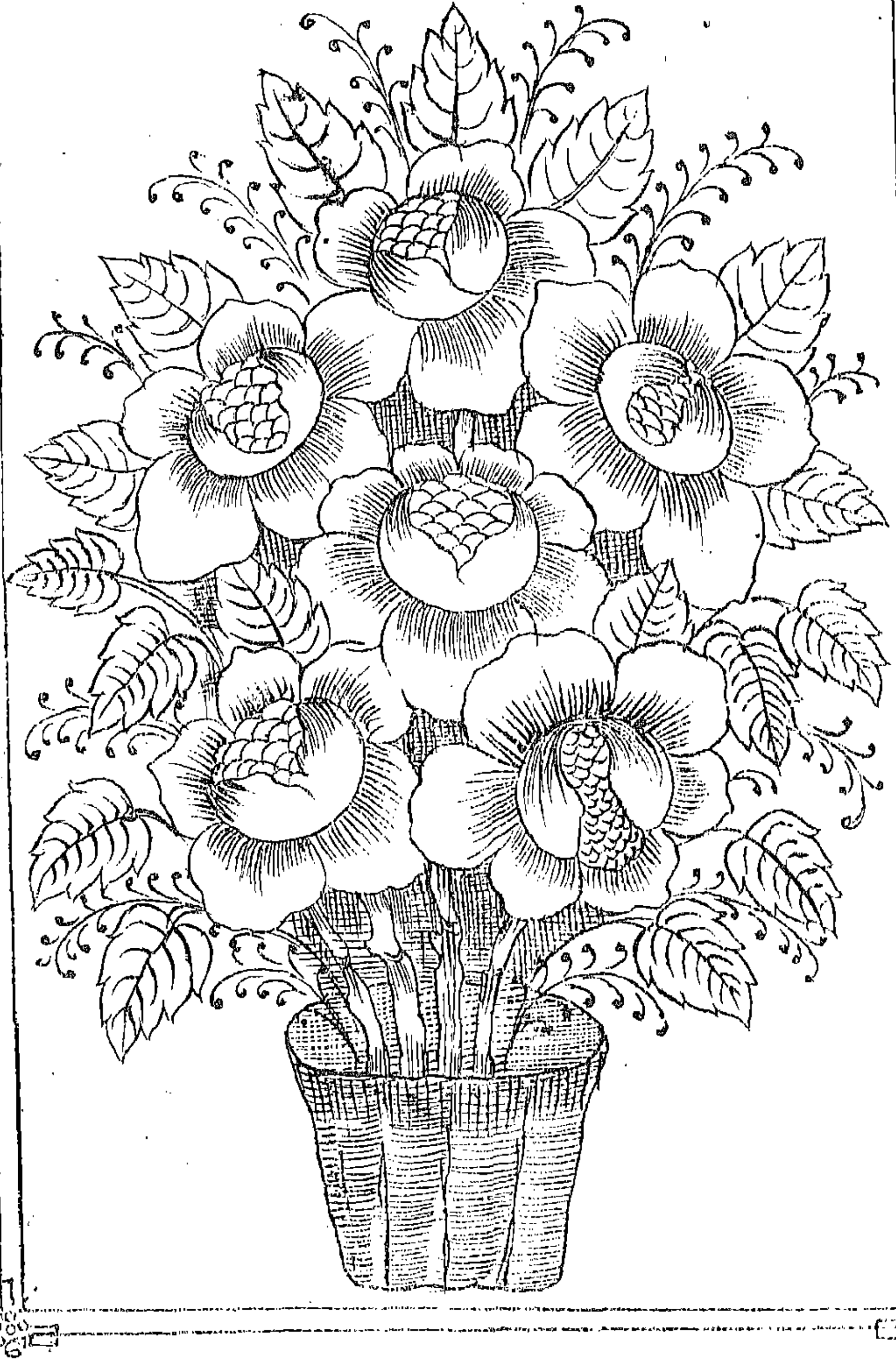
"سرکار عالیہ سے کہدیجیے کہ مین اونکی مہمان نوازی اور عنایتون کا کسقدر ممنون و مشکور ہوتا ہون "

کرنل محمد عبیداللہ خان سے فرمایا کہ:۔

"اپنی سب فوج کے سپاہیون اور افسرون سے کہدیجیے گا کہ مین اونکے کام اور ہر قسم کی تیاری سے کسقدر مطمئن اور خوشنود ہوا ہون "

صاحبزادہ حمیداللہ خان کی طرف مخاطب ہوکر فرمانے لگے کہ:۔

ہین اِن کو انگلستان مین دیکھنے کی جلد توقع رکھتا ہون، غرض مجھے اس امر کی نہایت مسرت ہوئی کہ ہز اکسلنسی جیسی فوجی قابلیت کے سپہ سالار اعظم نے میری فوج کی تعریف کی اور کرنل عبید اللہ خان بہادر کی سرگرمی و نگرانی اور عمدہ کمانڈ کا اعتراف کیا۔



باب (۵۶)

متفرق انتظامات سال ہفتم

اس سات سال کی محنت کے بعد الحمد للہ کہ مجھے انتظامات و اصلاحات جدید مین وہ وقت نہ رہی جو پچھلے سالون مین ہر موقع پر پیش آتی تھی۔ ہر صیغہ مین ترقی کی جھلک نظر آنے لگی اور گذشتہ زمانہ کی محنتین پھل لانے لگین مگر پھر بھی کامل نگرانی اور اصلاحات کے اوس پروگرام کے پورا کرنے کے لئے جو مین نے مسند نشینی کے دو سالون کے بعد تمام حالات کا اندازہ کر کے مقرر کیا تھا سخت محنت و مصروفیت کی ضرورت تھی، چنانچہ اس سال مین بھی جنوب و مشرق کا مین نے دورہ کیا، ان ہر دو اضلاع مین بندوبست کا کام ایک بڑی حد تک ہو چکا تھا، اور چونکہ یہ طویل میعاد کا بندوبست تھا اسلئے مجھے بذات خاص بندوبست کی تنقیح موقع اور زراعت پیشہ رعایا کے خیالات کا اندازہ کرنا لازمی تھا تنقیح موقع کی کام کے لئے میرے اسٹاف مین منشی احسان الٰہی اور منشی سید قدرت علی تھے ۔

اول الذکر پنشنر ڈپٹی کلکٹر ہین جنکی عمر کا قریباً پورا حصہ اضلاع ممالک متحدہ کے بندوبست مین گذرا ہے اور دوسرے خاص بھوپال کے ایک قدیم خاندان کے ممبر ہین جنھون نے ملازمت دربار مین اپنی عمر بسر کر کے مالی تجربات حاصل کئے ہین۔ تنقیح موقع اور خیالات رعایا سے بالمشافہ آگاہی حاصل کرنے کے بعد مجھے کارہائے بندوبست کے متعلق پورا اطمینان ہو گیا ترمیم وغیرہ کا زیادہ کام ریاست کے پٹواریون نے انجام دیا۔ جنکی تعلیم پر مہتمان بندوبست نے پوری توجہ کی ہے، اسمین شک نہین کہ جن پٹواریون نے تعلیم پائی تھی وہ نہایت مفید ثابت ہوئے

بندوبست کے تذکرہ مین میرے نزدیک سید نصیرالدین معین المہام مستحق ہین کہ مین اونکی محنت و سرگرمی اور قابلیت کے ساتھہ امداد دینے کا اعتراف کرون۔

اس دورہ مین تصفیہ بقایا کا بھی سلسلہ جاری رہا مگر قانون ایصال مطالبات سرکاری کے نفاذ سے باقیداران کو ایک خاص سہولت ہوگئی، اور بجائے سرسری تحقیقات کے نہایت باقاعدہ کارروائی تصفیہ بقایا کی جاری ہوگئی۔

میرا ایک عرصہ سے خیال ہے کہ ریاست بھوپال کے تمام محالات مین کاشتکاری بینک قائم ہوجاوین اور اسکے متعلق مین نے نظما، اور تحصیلداران کو متعدد موقعون پر ہدایت بھی کی اور اس وقت جب مستاجر سلام کے لئے حاضر ہوتے تھے وقتاً فوقتاً اونکو فہمائش بھی کی جاتی تھی مگر افسوس ہے کہ اس طریق کے اجرا مین کوئی قابل الذکر کامیابی نہین ہوئی، اسلئے کہ اول تو اس فہمائش کو سرکاری اثر اور ذمہ داری سے علحدہ رکھنے کی احتیاط بھی مرکوز خاطر تھی، دوم عموماً مہاجن جو تخم و کہاد وغیرہ کا کاروبار کرتے ہین درپردہ مخالف تھے کیونکہ مہاجنون کو ان بنکون کے جاری ہونے سے اپنے کاروبار مین نقصان پہونچنے کا خوف تھا۔

تاہم ضلع مشرق مین منشی ظہور احمد خان ناظم ضلع کی سعی کامل سے متعدد محالات مین چھوٹے چھوٹے پیمانہ پر چند بینک قائم ہوگئے

اگر دوسرے نظما بھی اسیطرح پرائیوٹ طور پر اثر ڈالتے تو ممکن تھا کہ کامیابی ہوجاتی۔

۴ - جن ریاستون مین کہ مستاجری سسٹم جاری ہے وہان نہایت ضروری ہے کہ عامہ رعایا کے یہ امر ذہن نشین کیا جاسے کہ جس زمین کے وہ کاشتکار اور جس موضع کے وہ مستاجر ہین وہ زمین اور موضع اونکے دائمی مفاد کا ذریعہ ہے اور یہ امر اوسی وقت ذہن نشین ہوسکتا ہے جبکہ عموماً زمین و موضع پر اون کو خاص حقوق عطا کئے جاوین۔

قبل بند و بست کے ہی میرے حکم سے قانون لگان اور قانون مالگذاری نافذ کیا گیا، اور قوانین مین خاص طور پر یہ امر ملحوظ رکھا گیا کہ رعایا کو توریث و انتقال اور مقابضت و دخیلکاری کے کامل حقوق دیے جائین قوانین متذکرہ صدر کے نفاذ سے نہایت عمدہ اثر پیدا ہوا اور عام طور پر اراضی کی وقعت و حیثیت بڑھ گئی اور اکثر نقائص کی خود بخود اصلاح ہو گئی ۔

۳۔ ان اصلاحات کے ساتھ یہ بھی ضروری تھا کہ اقساط مالگذاری کا ایسا زمانہ معین کیا جائے کہ جس مین کاشتکار و مستاجر اپنی پیداوار کو بہ آسانی فروخت کر سکین اور اوس نقصان سے محفوظ رہین جو پیداوار کو بضرورت ادائے لگان، و مالگذاری قبل از وقت فروخت کرنے سے پہونچتا ہے ۔

لہذا بجائے چار اقساط کے دو اقساط مقرر کی گئین، کاشتکارون کے لئے ۱۵ دسمبر اور ۱۵ اپریل اور مستاجرون کے لئے ۱۵ جنوری اور ۱۵ جون تاریخ وجوب لگان و مالگذاری معین کی ۔

اس تغیر سے نہایت مہتم بالشان فائدہ پہونچا کیونکہ کاشتکار آخر نومبر تک اپنا غلہ کھلیان سے اوٹھا کر بآسانی فروخت کر لیتے ہین اور اونکو زر لگان ادا کرنے کے لئے مہاجنون کی محتاجی نہین رہتی

۴۔ نواب محمد نصر اللہ خان نے بھی حسب ہدایت ضلع جنوب کے پانچ پرگنون کا دورہ کیا، اور دفاتر کا معاینہ کر کے مفصل رپورٹین پیش کین، جن پر ضروری احکام صادر کئے گئے ۔

۵۔ چونکہ تجربہ سے انکم ٹکس جاری رکھنا مفید معلوم نہین ہوا اسلئے اس سال منسوخ کیا گیا ۔ اور نظر ثانی مین وہ تمام مکانات جن مین خود مالکان مکان سکونت پذیر ہین، یا جن مکانات سے کوئی منافع مالکان مکان کو حاصل نہین ہوتا ہو اوس ٹکس سے مستثنیٰ کئے گئے ۔

۶۔ حکومتون اور گورنمنٹون مین جہان مالیہ اراضی امن و انصاف اور تعلیم و ترقی تمدن کی طرف توجہ کی جاتی ہے وہان فوج کی تربیت و شائستگی بھی ان چیزون کی محافظت کے لئے امر اہم ہے ۔

ہندوستانی ریاستون کی جملہ افواج مین امپیریل سروس ٹروپس سب سے زیادہ قابل توجہ

فوج ہے اور سلطنت برطانیہ کے مخالفین کے مقابلہ مین یہی فوج اوس عقیدت و اطاعت کا ثبوت دینے والی ہے جو والیان ملک کو اس سلطنت عظمیٰ کے ساتھہ ہے صاحبزادہ عبید اللہ خان کرنل نے اپنے امپیریل سروس ٹروپس کو ترقی دینے مین بے انتہا کوشش کی ہے ، اس سال جنرل ڈرمنڈ صاحب بہادر نے اس فوج کا معائنہ فرمایا اور معائنہ کے بعد اونہون نے جو چٹھی مجھکو بھیجی اوس سے مجھے کرنل انچیف کی محنتون کے مشکور ہونے پر نہایت مسرت ہوئی -

امپیریل سروس ٹروپس نے بالخصوص مسکٹری اور سگنلنگ مین نمایان ترقی کی ہے مسکٹری پر اسسٹنٹ ایڈجوٹنٹ جنرل صاحب بہادر نے اطمینان ظاہر کیا اور سگنلنگ کے متعلق جنرل ڈرمنڈ نے یہ ریمارک کیا ہے کہ :-

"یہ کرنل عبید اللہ خان اور ان کے کمانڈ کی بہت بڑی نیکنامی کا باعث ہے"

علاوہ اسکے سگنلنگ کی ترقی کا یہ اور ثبوت ہے کہ یہان کے دو سگنلران ریاست جنجیرہ مین تعلیم دینے کے لئے منتخب کئے گئے ہین ؛

(حصہ اول تمام شد)

